ذوقِ خطیب

تالیف

ابوالوفا قاری

فیض المصطفیٰ عتیقی

مکتبۂ نوریہ رضویہ

ذوقِ خطیب

چہارم

تالیف

ابوالوفا قاری

فیض المصطفےٰ اعتقی

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد

041-2626046

نام کتاب	....	ذوقِ خطیب (چہارم)
مؤلف	....	ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی
		خطیب جامع مسجد عزیزیہ واٹر سپلائی روڈ سرگودھا
تزین واہتمام	....	سیّد حمایت رسول قادری
کمپوزنگ	....	قاسم شاہد
ایڈیشن اوّل	....	۲۰۱۲ء
تعداد	....	ایک ہزار
صفحات	....	۵۹۲
ناشر	....	مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد
قیمت	....	روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11 گنج بخش روڈ لاہور فون 37313885

شبیر برادرز زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

عتیقی کتب خانہ جامع مسجد عزیزیہ واٹر سپلائی روڈ سرگودھا

النذر

فقیر اپنی اس تالیف کو اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں نذر پیش کرتا ہے تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام اپنی زوجہ محترمہ کے صدقے اس فقیر پر خاص نظر کرم فرمائیں، اور فقیر کا دونوں جہانوں میں بیڑا پار ہو جائے۔

ام المؤمنین کے توسل سے فقیر اپنی یہ تالیف اپنی والدہ ماجدہ محترمہ حلیمہ بی بی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی نذر کرتا ہے جو تاحیات فقیر کی کامیابیوں کے لئے دعاگو رہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام نصیب کرے۔ آمین ثم آمین!

نیازمند

ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی

الانتساب

فقیر اپنی اس تالیف کو حضور پرنور شافع یوم النشور رسول اکرم شفیع معظم، نور مجسم سیّد مرسلاں، شفیع عاصیاں، نبی غیب داں، سیاحِ لامکاں، مالک کون و مکاں، محبوب رب دو جہاں، ختم المرسلین، شفیع المذنبین، راحت العاشقین، سراج السالکین، مدنی تاجدار، مطلوب کردگار، سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، باعث تخلیق کائنات، منبع کمالات، مختارِ کائنات، خلاصہ موجودات، حبیب کبریا، مالک ہر دوسرا، شافع روزِ جزا،

سیّدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

جو ذکر محمد سے مانوس نہیں ہوتا
جائے گا وہ جنت میں محسوس نہیں ہوتا
جو مانگنا ہے ناصر تو مانگ مدینے سے
طیبہ کا گدا کوئی مایوس نہیں ہوتا

سگِ مدینہ
ابوالوفاء قاری فیض المصطفیٰ عتیقی
0345-7874922
0300-6040165
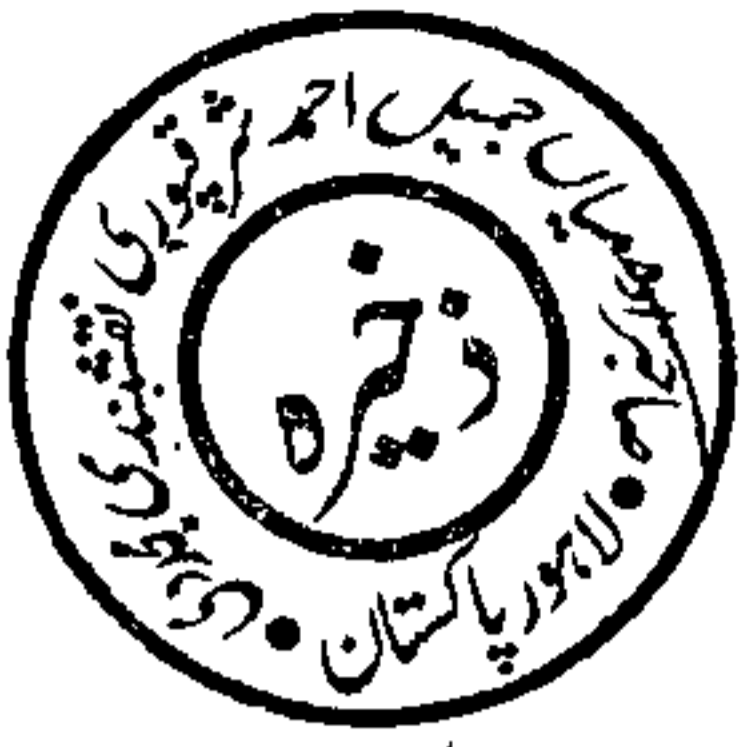
البرکۃ

فقیر اپنی یہ تالیف اپنے مرشد حقانی شبیہ شیر ربانی عکس لاثانی' قطب زمانہ' شیخ طریقت' رہبر شریعت' منبع رشد و ہدایت' حضور سیدی و مرشدی الحاج صاحبزادہ میاں غلام محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی خدمت میں حصول برکت کے لیے پیش کرتا ہے' جن کی نگاہِ کرم سے مجھ جیسے نکمے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی محبت میں یہ چند سطریں لکھنے کے قابل بن گئے۔ اللہ تعالیٰ میرے مرشد کے دربار پر بے حد بے حساب رحمتوں برکتوں کا نزول فرمائے' پھر آپ کے توسل سے آپ کے لختِ جگر' پیر طریقت' رہبر شریعت' عالم باعمل' منبع جود و کرم' قبلہ حافظ قاری محمد ابوبکر شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں پیش کرتا ہے' جنہوں نے بڑی خوبصورتی سے اپنے باپ دادا کا فیض لوگوں میں تقسیم کر رکھا ہے' اللہ تعالیٰ میرے مرشد کے اس نورِ نظر کی عمر' عمل' علم میں برکتیں عطاء فرمائے اور آپ تادیر نقشبندی خزانے اسی طرح لٹاتے رہیں۔ آمین ثم آمین!

گدائے کوچہ شیر ربانی
ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی
نقشبندی شرقپوری

الاهداء

فقیر اپنی یہ تالیف محبوب سبحانی، قطب ربانی، قندیل نورانی، غوث صمدانی، شہبازِ لامکانی، قطب الاقطاب، غوث الاغیاث، غوث الکونین، عالم ربانی، قطب فردانی،

حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر الحسنی والحسینی جیلانی رضی اللہ عنہ

کی بارگاہ میں ہدیۂ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے، جن کے روحانی تصرفات سے اللہ تعالیٰ فقیر کو ہر قدم پر کامیابیاں اور کامرانیاں عطاء فرماتا جاتا ہے، پھر آپ کے توسل سے فقیر اپنی یہ تالیف صوفی باصفا عاشق مدینہ عابد زاہد جناب صوفی طالب حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بطورِ عقیدت پیش کرتا ہے، جن کی دعاؤں اور کاوشوں سے فقیر دین کا خدمت گار بنا، صوفی صاحب نے فقیر کی پرورش چچا بن کر نہیں والد بن کر بڑے احسن طریقے سے فرمائی۔ اللہ تعالیٰ میرے پیارے چچا پر اور آپ کی قبر پر بے حساب رحمتوں، برکتوں کا نزول فرمائے، اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین!

نگاہِ غوث کا طالب

ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی

ترتیب

نگاہِ اوّل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

تمام تعریفیں اس پیارے رب العالمین کے لائق ہیں، جس نے اٹھارہ ہزار مخلوقات کو بنا کر حسین گلدستے کی طرح مزین فرمایا، پھر بے شمار مرتبہ درود و سلام ہوں سیّدہ آمنہ کے مقدس لال پر جس کے صدقے اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کی تخلیق فرمائی، سامعین کرام اللہ تعالیٰ کا بے شمار مرتبہ احسان ہے کہ اس پیارے رب العالمین نے مجھ جیسے فقیر حقیر ان پڑھ بندے سے یہ عظیم دینی کام لینا شروع فرمایا ہے، میں اس کا جتنا بھی شکر کروں کم ہے۔ فقیر نے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے میلاد شریف اور نورانیت پر ذوق خطیب اوّل سے ابتداء کی، الحمد للہ اہل سنت کے علمائے مقررین نے خطباء نے اور عوام اہل سنت نے فقیر کی بڑی حوصلہ افزائی فرمائی، کتابیں خرید کر پڑھ کے لوگوں کو اس کی طرف مائل فرمایا، اب پاکستان کشمیر میں کوئی مشکل سے ایسا خطیب ہوگا جو فقیر کی تصانیف سے بے خبر ہوگا، نہیں تو ہر مقرر ہر خطیب کے پاس فقیر کی کتابیں موجود ہیں، صرف مقررین نہیں بلکہ بڑے بڑے جید علماء کرام کے پاس فقیر کی کتابیں موجود ہیں، جنہیں پڑھ کر وہ ٹیلی فون کے ذریعے مبارک باد بھی دیتے ہیں اور مزید لکھنے کی ترغیب بھی دلاتے ہیں، اللہ تعالیٰ تمام اصلی اہل سنت کے علماء، خطباء، مقررین اور عوام اہل سنت کو مزید برکتیں عطاء فرمائے اور سرکار کے عشق سے سرکار کی محبت سے مالا مال فرمائے، حضرات! یہ دنیا مال، یہ کوٹھیاں، بنگلے، کارخانے، فیکٹریاں، یہ سونا چاندی سب نے ہی چھوڑ کر چلے جانا ہے، اگر قبر حشر میں کسی نے کام آنا ہے یا نیک اعمال نے کام آنا ہے یا آمنہ

کے لال نے کام آنا ہے۔ فقیر نے ذوقِ خطیب جلد ا' میلاد شریف کے فوائد لکھے' دوسرے حصہ میں سرکار کا میلاد لکھا' تیسرے حصہ میں سیّدہ حلیمہ کی عظمت وشان اور حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا بچپن پاک اور شریعت کے بارے میں لکھا' لوگوں نے بڑی محبت سے پڑھا اور تصدیق فرمائی کہ جو لکھا گیا ہے' وہ صحیح اور محبت بھری گفتگو ہے۔ ہمارے ایک دوست جناب عبدالرؤف چشتی سرگودھا کے ہیں' آج کل سعودی عرب میں ملازمت کرتے ہیں' وہ مجھے ایک دن ٹیلی فون پر بتانے لگے' عتیقی صاحب آج رات مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا پاک دیدار ہوا ہے تو میں حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے سامنے تقریر کر رہا ہوں' سرکار سن کر بڑے خوش ہوئے' حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ عبدالرؤف یہ تقریر کس کتاب سے پڑھ کر کی ہے؟ میں نے عرض کی: آقا! عتیقی صاحب کی کتاب ذوقِ خطیب سے سرکار بڑے خوش ہوئے' میں نے عرض کی: آقا! عتیقی صاحب کی کتابیں کیسی ہیں؟ سرکار نے فرمایا: ان کی تمام کتابیں بہت اچھی لکھی ہوئی ہیں' خدا عزوجل گواہ ہے۔ میں یہ سن کر بڑا ہی خوش ہوا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ خالق کائنات کا احسان ہے کہ والیٔ کائنات تاجدارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ السلام نے بھی فقیر کی تحریر کو پسند فرمایا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین! حضرات ذوقِ خطیب کے تین حصے لکھنے کے بعد اب چوتھا حصہ بھی حاضر ہے' فقیر نے اس حصہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی وفات پاک کے واقعات تفصیل سے لکھے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے عشق میں ڈوب کر تحقیق کے ساتھ لکھے ہیں۔ امید ہے قارئین کرام پسند فرمائیں گے' پھر وفات شریف کے واقعات لکھنے کے ساتھ عقائد اہل سنت پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ شرک اور اس کی تعریف' سرکار کی نماز کا طریقہ' اس کے علاوہ اور بھی عقائد کی باتیں لکھی ہیں۔ کوشش کی ہے کہ ہر بات قرآن وحدیث اور دلائل کی روشنی میں ہو۔ پھر مقررین خطباء حضرات عموماً تقاریر میں اشعار پڑھنا پسند فرماتے ہیں' عوام بھی بڑے ذوق سے سنتے ہیں' اس لیے عربی' فارسی' اُردو پنجابی کے اِشعار مناسبت سے لکھیں ہیں' انشاء اللہ یہ تو آپ کتاب

پڑھیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا۔ اگر کتاب پڑھ کر سینہ مدینہ ہو جائے تو پھر کنجوسی نہ کرنا' فقیر کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ضرور دعا کرنا' دعا کرنے سے آپ کا کچھ بگڑ نہیں جائے گا۔ فقیر کی تقدیر بدل جائے گی' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنا' اللہ تعالیٰ صدقہ حسنین کریمین کے مقدس نانے کا فقیر کو بار بار میٹھا میٹھا مدینہ پیارا پیارا مکہ شریف کی زیارت نصیب فرمائے' اللہ تعالیٰ یار کا صدقہ فقیر کی جان' اولاد' مال' عزت' صحت' تقریر' تحریر' اعمال' علم' گھر بار میں عزتیں برکتیں عطاء فرمائے۔ آمین! میں بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ اے پیارے رب العالمین! اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ السلام کے پیار کا واسطہ جو لوگ فقیر کی تمام کتابیں خرید کر خود پڑھیں یا خرید کر لوگوں میں مفت تقسیم کریں یا لوگوں کو پڑھ کر سنائیں یا چھاپ کر لوگوں میں فی سبیل اللہ تقسیم کریں' ان سب کی جان و مال' اولاد' عزت' صحت' شان میں برکتیں عطاء فرما۔ آمین ثم آمین!

اللہ عزوجل کی ہر چیز ہے دلدار کی خاطر
ہر چیز کو تخلیق کیا یار کی خاطر
ہر بات سے تنقید کا پہلو نہ نکالو
محبوب تو ہوتے ہیں پیار کی خاطر

والسلام طالب دعا:

خادم العلماء والاولیاء
ابوالوفاء قاری فیض المصطفیٰ عتیقی
0345-7874922,
0300-6040165
خطیب جامع مسجد عزیز واٹر سپلائی روڈ' سرگودھا
بانی و مہتمم جامعہ انوار رضا' بائی پاس روڈ' جھال چکیاں' سرگودھا
بانی و مہتمم جامعہ سیدہ ام کلثوم للبنات و جامع عطار مدینہ
محمدی کالونی' سرگودھا

سرکار کی بیماری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِيۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ؕ صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِيۡمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡكَرِيۡمُ

مَوۡلَایَ صَلِّ وَسَلِّمۡ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِيۡبِكَ خَيۡرِ الۡخَلۡقِ كُلِّهِمِ

اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِيۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ؕ ۔(پ ۶' المائدہ:۳)

ترجمہ: ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا''۔ ترجمہ اعلیٰ حضرت

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید' فرقانِ حمید کی ایک آیت مقدسہ کا ایک حصہ تلاوت کیا ہے' انشاء اللہ آج کی بابرکت محفل میں سرکارِ مدینہ' سرورِ قلب وسینہ' والی جنت' ساقی کوثر' سدرہ کے راہی' اللہ تعالیٰ کے مقدس ماہی' سیّدنا ومولانا وماوانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت اور آپ کی بیماری شریف کے سلسلے میں چند گزارشات عرض کروں گا۔ دعا فرمائیں خالق کائنات صدقہ آمنہ کے چن کا' ہمیشہ حق سچ بیان کرنے کی توفیق عطاء فرمائے' پھر حق سچ سن سنا کر عمل کی اور استقامت کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین!

حضرات خالق کائنات نے جب میرے اور آپ کے آقا کو دنیا میں مبعوث فرمایا' سرکار کی آمد ہوئی تو ربیع الاوّل شریف کا مہینہ تھا' پیر کا دن تھا چاند کی بارہ تاریخ تھی' رات جارہی تھی' دن آ رہا تھا' آمنہ کا چن رحمت کا تاج پہن کر اس دنیا میں ہمارے بھاگ جگانے کے لیے مکہ کی مبارک سرزمین پر تشریف لایا' سنیوں کا امام بولا' کشتہ عشق رسالت کی روح بولی کہ

بارہویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا اک اک ستارہ نور کا
ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
تجھ کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا

حضرات جب میرے اور آپ کے آقا مکہ پاک میں تشریف لائے تو آپ نے باون سال زندگی کے ظاہری مکہ شریف میں گزارے' پھر آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ پاک تشریف لے گئے' پھر دس سال آپ مدینہ شریف میں رہے۔ مفتی شفیع دیوبندی کراچی والے لکھتے ہیں: پھر حضور علیہ الصلوٰۃ السلام پیر والے دن ربیع الاوّل شریف کی دو تاریخ کو دنیا سے وصال فرما گئے۔ (سیرت خاتم الانبیاء ص ۱۴۴)

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی آمد سے پہلے اس دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا' سارے نبی سارے رسول اللہ تعالیٰ کو بڑے پیارے تھے' اگر پیارے نہ ہوتے اگر پسند نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کو نبوت کی پگڑیاں نہ عطاء کرتا' ہمارے آقا بھی اللہ تعالیٰ کے بڑے پیارے رسول تھے۔ حضرات علماء فرماتے ہیں: نبی سارے ہی اللہ تعالیٰ کو پیارے تھے' مگر پیار میں فرق تھا' سارے نبی اللہ تعالیٰ کے محب تھے پیارے آقا اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے۔ محب اس کو کہتے ہیں جو محبوب کی رضا میں راضی ہو اور محبوب اس کو کہتے ہیں جو محبوب کی رضا میں راضی ہو' سارے نبی اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی تھے' سارے رسول اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے تھے' مگر قرآن مجید کا مطالعہ

کر کے دیکھیں، خالق کائنات نے فرمایا: سبحان سارے نبی سارے رسول سارے ولی غوث قطب ابدال ساری کائنات میری رضا چاہتی ہے، پر میں بے نیاز ہو کر خالق ہو کر مالک ہو کر ستار ہو کر غفار ہو کر علی کل شیء قدیر ہو کر تیری رضا چاہتا ہوں۔ "وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝" (پ۳۰ الضحیٰ:۵) اور عنقریب آپ کا رب عزوجل آپ کو اتنا عطاء فرمائے گا کہ آپ اپنے ربِ عزوجل سے راضی ہو جائیں گے۔ سبحان اللہ! امام عاشقاں مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

خدا عزوجل کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا عزوجل چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ
خدا عزوجل اُن کو کس پیار سے دیکھتا ہے
جو آنکھیں ہیں محوِ لقائے محمد ﷺ

پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

حضرات توجہ کرنا اللہ تعالیٰ کو یار سے کتنا پیار ہے، کتنی محبت ہے۔ امام رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں: امام اہل سنت تجلی الیقین میں لکھتے ہیں کہ خالق کائنات نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ السلام سے فرمایا: "كلهم يطلبون رضائى وانا اطلب رضاك يا محمد" اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ السلام ساری کائنات میری رضا چاہتی ہے، سبحاں میں مالک خالق ہو کر تیری رضا چاہتا ہوں۔

(تفسیر کبیر ج۲ ص۵، تجلی الیقین ص۳۸، شرح حدیث لولاک ص۳۸)

فترضٰی نے ڈالی ہیں بانہیں گلے میں
کہ ہو جائے راضی طبیعت نبی کی

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ السلام پر یہ قرآن کی آیت نازل فرمائی تو خالق کائنات کے محبوب علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا: جبریل نے عرض کی کہ جی میرے آقا! فرمایا: تو ہرجا اللہ تعالیٰ نے ہمیں راضی کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، عرض کی: آقا! میں

گواہ ہوں، مگر ایک بات تو بتائیں! آپ راضی کب ہوں گے؟ حسین کے مقدس نانے نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! ہم نے اللہ تعالیٰ سے اس وقت تک راضی ہونا بھی نہیں جب تک میرے سارے اُمتی جنت میں نہ چلے جائیں گے۔

(تفسیر نورالعرفان ص ۹۵۲)

حضرت نوح کو بھی موج طوفاں سے کنارہ مل گیا
حضرت موسیٰ کو بھی لطف نظارہ مل گیا
حضرت فاطمہ کو بھی بابا پیارا مل گیا
حضرت حسنین کو بھی نانا پیارا مل گیا
الغرض ہر اک بے چارے کو چارہ مل گیا
ہم غریبوں کو محمد ﷺ کا سہارا مل گیا

علامہ آلوسی، تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ حرب بن شریح کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور عراق والے لوگ کہتے ہیں کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنے غلاموں کی شفاعت کریں گے، کیا یہ بات صحیح ہے؟ طریقت کے پانچویں امام سیدنا امام حسین کے پوتے مسکرا پڑے، فرمایا: حرب اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! یہ بات بالکل صحیح ہے، آ میں تمہیں بتاؤں کہ میرا نانا کیسے شفاعت کرے گا؟ امام محمد باقر نے فرمایا کہ مجھے میرے ابو کے چچا حضرت محمد بن حنفیہ نے بتایا کہ مولا علی شیر خدا فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن مجھے سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: علی! میں نے عرض کی: جی میرے آقا! سرکار نے فرمایا: علی! جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ عدالت کی کرسی پر اپنی شان کے مطابق بیٹھا ہوگا تو میں اُمت کا وکیل بن کر اُمت کا شفیع بن کر اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوں گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہاں! میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بات کرو، کیا چاہتے ہو؟ تمہاری اُمت کے ساتھ کیا سلوک کریں؟ تیری اُمت میں بڑے بڑے گناہ

گار ہیں' بدکار ہیں' سیاہ کار ہیں' بڑے بڑے پاپی ہیں' جہنم کے قابل ہیں' اب تم ہی بتاؤ' ان کے ساتھ کیا سلوک کریں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے: اے خالق کائنات! اس میں کوئی شک نہیں کہ میرے اُمتی بڑے بڑے گناہ گار ہیں' لیکن مولا کریم آپ بھی تو بہت بڑے کریم ہیں' رحیم ہیں' رحمٰن ہیں' ستار ہیں' غفار ہیں' علیٰ کل شیءٍ قدیر ہیں' اگر کرم فرمادو' مہربانی فرمادو' آپ کی رحمت میں کمی کوئی نہیں آئے گی' میرے غلاموں کو جہنم سے آزادی مل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اچھا تو میرا محبوب ہے' اتنے لاکھ ہم نے بخش دیئے اب تو راضی ہوناں۔ سرکار عرض کریں گے: مولا کریم! بڑی کرم نوازی میں نے تو سب غلاموں کی آزادی کی بات کی ہے' مہربانی فرماؤ' سب کی بخشش فرمادو' اللہ تعالیٰ پھر چند لاکھ کی بخشش فرمادے گا' پھر فرمائے گا: اب تو راضی ہوناں' سرکار پھر ہاتھ باندھ کر عرض کریں گے: مولا کریم! بڑی مہربانی لیکن ابھی بھی بڑے لوگ رہ گئے ہیں' ان کو بھی معاف کردو' اللہ تعالیٰ تھوڑے تھوڑے بخشتا جائے گا' سرکار شفاعت کرتے جائیں گے حتیٰ کہ میرا نبی سب غلاموں کی بخشش کروالے گا' سبحان اللہ حضرات بخشنے والا ہو اللہ تعالیٰ' بخشوانے والا ہو آمنہ کا لال' بخشنے والا ہو محشر کا جج' بخشوانے والا ہو کملی والے جیسا پیارا وکیل' پھر بیڑا پار کیوں نہیں ہوگا۔

ایہہ کچہری اے حق دی حق دے لئی
ایتھے ہور نہ کوئی دلیل ہووے
ایتھے کوئی نہیں کم سنا رشاں دا
بھاویں موسیٰ تے بھاویں خلیل ہووے
جیہڑا حق دا فیصلہ ہو جاوے
اُوہدی فیر نہ کدی اپیل ہووے
ایہہ رفیق مقدمہ کیوں ہارے
جہدے ولوں محمد ﷺ وکیل ہووے

مولا علی شیر خدا فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''اشفع لامتی'' میں اپنی اُمت کی شفاعت کرتا رہوں گا' شفاعت کرتے کرتے میری ساری اُمت بخشی جائے گی'' حتی ینادی ربی'' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے آواز مارے گا: ''ارضیت یا محمد'' اے ساری کائنات کی تعریف کیے ہوئے میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اب تو راضی ہو ناں؟ سرکار فرماتے ہیں: میں اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے عرض کروں گا: ''فاقول نعم یا رب رضیت'' جی میرے پیارے رب العالمین! میں اب بالکل راضی ہوں۔ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث پاک بیان کرنے کے بعد فرمایا: اے حرب! جا عراقی لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی سب سے زیادہ گناہ گار لوگوں کے لیے یہ آیہ کریمہ موزوں ہے: ''یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ط'' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! آپ فرمادیں کہ اے میرے بندو! اپنی جانوں پر زیادتی کرنے والو! اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو' اللہ تعالیٰ قیامت والے دن سب ایمان والوں کو بخش دے گا۔ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت بڑی ہی پیاری ہے' مگر آلِ نبی اولادِ علی کا یہ نظریہ ہے کہ سب سے زیادہ موزوں آیت گناہ گاروں کے لیے ''وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی'' ہے۔ سبحان اللہ!

(تفسیر روح المعانی ج ۳۰ ص ۱۹۰' تفسیر ضیاء القرآن ج ۵ ص ۵۸۷)

فردوس میں رسول ہمارا نہ جائے گا
جب تک ہر ایک اُمتی بخشا نہ جائے گا
دوزخ میں میں تو کیا میرا سایہ نہ جائے گا
کیوں کہ رسول پاک سے یہ دیکھا نہ جائے گا

قلندر گولڑہ حضور پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اسی آیہ کریمہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آقا!

یعطیک ربک درس تساں
تے فترضیٰ تھیں پوری آس آساں
لج پال کریسی پاس آساں
واشفع تشفع صیح پڑھیاں
لاہو مکھ تھیں محفظ بردیمن
من بھاوندی جھلک دکھلاؤ سجن
اوہو میٹھیاں گالی الاؤ سجن
جو حمرا وادی سن کریاں

حضرات خالق کائنات کو یار سے کتنا پیار ہے' حضرت علامہ عبدالکریم الجیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج کرنے کے لیے لامکانوں میں تشریف لے گئے تو خالق کائنات نے فرمایا: سجناں جانتے ہو میں نے یہ سارے آسمان سارے عرش سارے افلاک کیوں بنائے ہیں؟ عرض کی: مولا کریم! تو بہتر جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''لولاک لما خلقت الافلاک'' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! یہ سب تیرا صدقہ ہے' اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو یہ سارے آسمان نہ پیدا کرتا۔

(جواہر البحار ج ۴ ص ۲۳۱' شرح حدیث لولاک ص ۳۹)

خالق کائنات نے فرمایا: ''لولاک یا محمد لما خلقت الکائنات'' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو میں ساری کائنات کو بھی پیدا نہ کرتا' محبوب! اگر زمین بنائی ہے تو تیرے صدقے' اگر آسمان بنایا تو تیرے صدقہ' اگر فرش بنایا تو تیرے صدقہ' عرش بنایا تو تیرے صدقہ' اگر جنات بنائے تو تیرے صدقے' اگر حیوانات نباتات بنائے تو تیرے صدقے' اگر شجر و حجر بنائے تو تیرے صدقے' اگر انسان بنائے تو تیرے صدقے' اگر نبی رسول بنائے تو تیرے صدقے' اگر ولی غوث قطب ابدال قلندر بنائے تو تیرے صدقے۔ (تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۵۰۰' جواہر البحار ج ۲ ص ۲۹۹)

خالق کائنات نے فرمایا: محبوب! یہ تو کچھ بھی نہیں، میں گل مکدی مکاواں ''لـولاك لما اظهرت الربوبية'' اگر میں نے اپنی ربوبیت کا اظہار کیا ہے تو تیرے صدقہ۔

(مکتوبات شریف ج ۳ ص ۲۲۳، عطر الوردہ ص ۱۷)

عاشقوں کا جج بولا حسینوں کا بادشاہ بولا کہ

یہ زمین و زماں تمہارے لیے
مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے
بنے دو جہاں تمہارے لیے
کلیم و نجی مسیح و صفی
خلیل و رضی رسول و نبی
عتیق و رضی غنی و علی
ثنا کی زباں تمہارے لیے
یہ شمس و قمر یہ شام و سحر
یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر
یہ حکم رواں تمہارے لیے

حضرات اس حدیث قدسی سے پتہ چلا کہ اگر ہمیں اللہ تعالیٰ کی پہچان ہوئی ہے تو آمنہ کے چمن کے صدقہ، اس لیے خالق کائنات نے فرمایا: ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! تو اپنی رسالت کی زبان سے فرما دے: لوگو! اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کا کوئی ہمسر نہیں، وہ ہمیشہ سے اکیلا ہے ہمیشہ اکیلا رہے گا، بس اللہ ہی اللہ۔ سرکار نے عرض کی: مولا کریم! تو خود اپنی وحدانیت کا اعلان کیوں نہیں کرتا، قدرت نے آواز ماری: سجناں! میں چاہتا ہوں کہ

توحید میری ہو' زبان تیری ہو' وحدانیت میری ہو' رسالت کی مہر تیری ہو' محبوب میں دنیا والوں کو قانون بتانا چاہتا ہوں' لوگو! ویسے بھی توحید کے نعرے نہ لگاتے رہنا' میری بارگاہ میں توحید وہی قبول ہوگی جس پر آمنہ کے لال کی رسالت والی مہر لگی ہوگی۔ جیسے نوٹ حکومت کی مہر کے بغیر جعلی اور نقلی ہوتا ہے' اسی طرح وہ توحید بھی جعلی اور نقلی ہوگی جس پر میرے یار کی رسالت والی مہر نہیں ہوگی۔ سبحان اللہ!

امام ربانی مجدد الف ثانی سیدنا شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حق سبحانہ تعالیٰ را بواسطہ آں دوست مے دارم کہ آں رب محمد است۔ فرمایا: لوگو! سن لو کہ میں اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ اس لیے مانتا ہوں' اللہ تعالیٰ سے اس لیے محبت کرتا ہوں کہ وہ میرے آقا جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب عزوجل ہے۔

(مبداء ومعاد.........)

امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

فیض پہنچا رضا احمد پاک ﷺ سے

ورنہ تم کیا سمجھتے خدا عزوجل کون تھا

میاں شیر محمد شرقپوری

میرے اعلیٰ حضرت' غوث زماں' میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کون میاں شیر محمد جو زمانے کے بہت بڑے قطب اور غوث تھے' کون شیر محمد جو ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے کہ آپ کے پیر و مرشد حضرت سیدنا امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کے ساتھ شرقپور شریف کے پاس سے گزرنے لگے تو آپ کھڑے ہوگئے اور اونچی اونچی سانسیں لینی شروع کر دیں' کسی مرید نے عرض کی: حضور! یہ زور زور سے سانسیں کیوں لے رہے ہو' خیر تو ہے! یہ تو اس وقت لی جاتی ہیں' جب کوئی چیز سونگھی جائے' بظاہر تو یہاں کوئی پھول نہیں کوئی خوشبو نہیں' یہ کس کو سونگھ رہے ہو' سیدنا امیر الدین نے فرمایا: لوگو! مجھے اس گاؤں سے ایک زمانے کے غوث کی خوشبو آ رہی ہے' آپ کے مرید حیران ہوگئے' عرض کی:

حضور! وہ غوث کہاں کس جگہ رہتے ہیں؟ سیدنا امیر الدین نے فرمایا: لوگو! ابھی وہ پیدا نہیں ہوئے' ابھی اُن کی ولادت نہیں ہوئی' سبحان اللہ! قربان جاؤں نگاہِ ولایت پر ابھی میاں صاحب پیدا نہیں ہوئے مگر زمانے کا قلندر پہلے ہی بتا رہا ہے کہ عنقریب اس گاؤں میں ایک بچہ پیدا ہوگا اور ہوگا بھی زمانے کا غوث۔ حضرات! سوچو کہ جب نگاہِ ولایت کا یہ عالم ہے تو آمنہ کے چن کی نگاہ کا کیا عالم ہوگا۔

کر ذکر مدینے والے دا ایہدے وچ بھلائی تیری اے
اک وار تو ہو جا سوہنے دا فیر ساری خدائی تیری اے
اونہوں وقت سلاماں کردا اے اوہدا ہر کوئی پانی بھردا اے
جگ منگتا اوہدے دردا اے جہدے کول گدائی تیری اے

عرض یہ کر رہا تھا کہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری زمانے کے بہت بڑے ولی تھے' قطب تھے اور فنافی الرسول کے مقام پر فائز تھے۔ یہ لاہور جاؤ تاں لاہور کے ساتھ ایک شہر ہے قصور' اب تو قصور ضلع بن گیا ہے' پہلے یہ چھوٹا سا قصبہ تھا' ایک دیہات تھا' ابھی ہندوستان کی تقسیم نہیں ہوئی تھی' پاکستان نہیں بنا تھا' اس قصور کا ایک نابینا حافظ سرکار کا دیوانہ' سرکار کے پیار میں ہر وقت مست رہتا' جب رات ہوتی دنیا سو جاتی' حافظ صاحب اللہ تعالیٰ کی یاد میں نوافل ادا کرتے' پھر سرکار کی بارگاہ میں درود و سلام کے نذرانے پیش کرتے' پھر رو کر کہتے کہ سوہنیا کبھی کرم فرماؤ اس غریب مسکین کو بھی مدینہ شریف بلاؤ' میں بھی آپ کے شہر کی گلیوں کو بوسے دے جاؤں۔

یارب عزوجل یتیموں ہور نہ منگاں تے مینوں یار دے دیس پہنچا دے
جھتے جھاڑو دین فرشتے او سوہنا شہر وکھا دے
جہناں گلیاں وچ پھریا سوہنا اونہاں گلیاں دی خاک بنا دے
اعظم تے جے کرم کماوے ایہنوں یار دی دید کرا دے

حافظ صاحب ہر روز دعا مانگتے ہیں' ایک دن اتنے درد سے دعا مانگی' اللہ تعالیٰ کو بھی

پیار آ گیا، خالق کائنات نے دعا قبول فرمائی، حافظ صاحب حج کرنے کے لیے مکہ شریف پہنچ گئے، کعبہ شریف کا طواف کیا، صفا مروہ پر دوڑ لگائی، پھر عرفات، مزدلفہ، منٰی میں حاضری دی، پھر حج کر کے مدینہ شریف پہنچ گئے، سبحان اللہ! حضرات سرکار کے دیوانوں کا حج اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا، جب تک وہ حسنین کریمین کے مقدس نانے کے دربار پر نہ جائیں مگر بعض ایسے بھی بدنصیب اور بے دین ہیں جو مکہ شریف حج کر کے مدینہ شریف جاتے ہی نہیں، بلکہ منہ پھاڑ کر کہتے ہیں: مدینہ میں کیا پڑا ہے جو مکہ میں ہوتا ہے جو کر لیا بس بات ختم ہو گئی۔ حضرات ان بدبختوں کو کیا پتہ سرکار کے عاشق کہتے ہیں: بے شک جو مکہ شریف ہونا ہے مگر حج کی مقبولیت کی مہر مدینہ شریف لگتی ہے، اسی لیے تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من حج الی مکۃ ثم قصدنی فی مسجدی'' جس میرے اُمتی نے حج کیا پھر میری زیارت کے لیے میری مسجد میں آیا، میرے آقا نے فرمایا: ''کتبت لہ حجتان مبرورتان'' اللہ تعالیٰ اس بندے کو دو مقبول حجوں کا ثواب عطاء فرمائے گا۔ (جذب القلوب ص ۲۰۴، فضائل حج مولوی زکریا دیوبندی ص ۱۱۳)

حضرات! توجہ کرنا بندہ لاکھوں روپے بھر کے مکہ شریف جائے، حج کرے، پتہ نہیں مقبول بھی ہوا ہے کہ نہیں، مگر سرکار نے فرمایا: میرے غلاموں حج کر کے میرے دربار میں آ جاؤ، ایک نہیں دو مقبول حج کا تحفہ دے کے تمہیں وطن بھیجا جائے گا۔ سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی پاکستان بننے سے پہلے ہر سال مریدوں کو ساتھ لے کر حج کرنے کے لیے مکہ شریف، مدینہ شریف تشریف لاتے تھے، ایک مرتبہ کسی جاننے والے نے آپ کو دیکھا تو وہ اپنے ساتھی سے کہنے لگا: یار! یہ ہندی مولوی صاحب دیکھ رہے ہو، انہیں کعبہ شریف کے ساتھ بڑا عشق ہے، یہ ہر سال بڑی محبت سے مریدوں کے ساتھ حج کرنے کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ سید نے سنا تو مسکرا پڑے، مسکرا کر فرمایا: بھائی! آپ کی بڑی مہربانی، آپ نے اپنے ساتھی سے میرا تعارف کرایا ہے لیکن معاف کرنا آپ نے ہر سال میرے یہاں آنے کا صحیح اندازہ نہیں لگایا، اس عربی نے کہا: حضور! میں آپ کی

۱۱۱۷۶۲۱

بات سمجھا نہیں‘ کیا آپ کو کعبہ شریف سے پیار نہیں؟ کیا آپ کو مکہ پاک سے محبت نہیں؟
حضور سیّدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رضی اللہ عنہ مسکرا پڑے‘ فرمایا: مکہ اور کعبہ شریف سے پیار
تو ہے مگر کعبہ کا بہانہ ہوتا ہے‘ مدینہ شریف کی زیارت کا نشانہ ہوتا ہے۔

کوئی پانی بھر آئیاں حج دا بہانہ ایں ویکھن مدنی دا گھر آئیاں
بے مثل خزینہ اے لوکاں دیاں لکھ ٹھاراں ساڈی ٹھار مدینہ اے

عاشقوں کے سلطان امام احمد رضا بھی یہی فرما گئے کہ

اُن کی طفیل حج بھی خدا عزوجل نے کرا دیئے
اصل مراد حاضری اُس درِ پاک کی ہے

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ وہ نابینا عاشق مدینہ شریف پہنچا‘ کیوں پہنچا‘ اس لیے کہ

نہ امیراں دی گل اے نہ غریباں دی گل اے
مدینے نوں جانا نصیباں دی گل اے

حافظ صاحب نے وضو کیا‘ نیا لباس بدلا‘ دو رکعت نماز شکرانے کے ادا کیے کہ پاک سرکار کی حاضری نصیب ہوئی‘ پھر حسین پاک کے مقدس نانے کے روضہ انوار پر حاضری ہوئی‘ رو رو کے درود و سلام پڑھنے لگا اور ہاتھ باندھ کے عرض کرنے لگا: آقا بڑی کرم نوازی کہ آپ نے اس فقیر نکمے کو اپنے دربار میں بلا لیا ہے‘ پھر ایک مہینہ سرکار کے شہر میں پھرتا رہا‘ نبی کے نعرے مارتا رہا‘ اُس زمانے میں دنوں کی پابندی نہیں تھی‘ ترکی حکومت تھی‘ اب تو بدقسمتی سے وہابی نجدی حکومت ہے‘ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو کبھی ان گستاخوں سے جان چھوٹ جائے گی‘ پھر سرکار کے عاشقوں کی حکومت آ جائے گی‘ ایک مہینہ کے بعد جب حافظ صاحب مدینہ شریف سے جانے لگے تو ایک دن پہلے سرکار کے دربار پر حاضر ہوئے‘ سرکار کے روضہ کی دیواروں کو چوم کر عرض کی: آقا! اس غریب اُمتی کا آخری سلام قبول فرمائیے! آقا پتہ نہیں پھر حاضری نصیب ہوتی ہے کہ نہیں‘ ہاں! اگر آپ کا کرم ہو گیا تو پھر بھی حاضری ہو سکتی ہے‘ اگر دوبارہ حاضری نہ ہو تو غلام کو

اپنی نگاہ میں رکھنا' قیامت والے دن غلام کی بھی شفاعت فرما دینا' پھر روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔

ہجر تیرا جے پانی منگے تو میں کھوہ نیناں دے گیڑاں
جی کرداا اے سامنے بہہ کے میں درد پرانے چھیڑاں

روتے روتے آنکھ لگ گئی' جب آنکھ لگی تو مقدر کا ستارہ چمک اُٹھا' خواب میں آمنہ کے چن' دکھیوں کا سجن' حسین پاک کے پاک نانے کا دیدار نصیب ہو گیا' چہرہ والضحیٰ سامنے آ گیا' واللیل زلفیں چمکنے لگیں' کون سا چہرہ' یہ چہرہ کسی پیر کا نہیں' کسی شیخ الحدیث کا نہیں' کسی ولی غوث کا نہیں' یہ وہ چہرہ ہے جس کی قسمیں اللہ تعالیٰ قرآن میں آپ کھاتا ہے: ''وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی '' (پ۳۰) اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! مجھے آپ کے نوری چہرے کی قسم ہے اور کالی کالی مقدس زلفوں کی قسم! جو آپ کے چہرے پر چھا جاتی ہیں' حضرات توجہ کرو! آمنہ کا چن کتنا خوبصورت ہو گا' جس کی قسمیں کائنات کا خالق مالک آپ اُٹھا رہا ہے' جب اللہ تعالیٰ قسمیں اُٹھا رہا ہے تو ہم اپنا تن من اس کے قدموں پر کیوں نہ قربان کریں۔

تن وار دیواں میں من وار دیواں
آمنہ دے چن توں میں چمن وار دیواں

حضرات سوہنے سارے نبی ہیں' سارے رسول ہیں' مگر قرآن کا مطالعہ کرو' اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کے حسن کی قسم نہیں اُٹھائی' یہ نہیں فرمایا: مجھے آدم علیہ السلام' نوح علیہ السلام' ابراہیم علیہ السلام' موسیٰ علیہ السلام' یوسف علیہ السلام' عیسیٰ علیہ السلام کے حسن کی قسم' ناں لیکن جب یار کی باری آئی تو خالق کائنات نے فرمایا: ''لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ '' محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے مکہ کی گلیوں کی قسم ہے' یا اللہ عزوجل! کیوں اس لیے کہ یہاں تیرا کعبہ ہے؟ فرمایا: نہیں! اس لیے کہ یہاں صفا مروہ کی پہاڑیاں ہیں' فرمایا: بالکل نہیں! یا اللہ عزوجل! اس لیے کہ یہاں زم زم شریف ہے' فرمایا: بالکل نہیں!

اس لیے کہ یہاں عرفات ومزدلفہ منیٰ اور حج کے مقامات ہیں فرمایا: سوہنیا بالکل نہیں! محبوب اگر میں نے ان کی وجہ سے قسمیں اُٹھائی ہوتی تو تیری آمد سے پہلے اُٹھاتا تو ان زبور انجیل کی آیات بنا دیتا عرض کی: مولا کریم! پھر یہ مکہ کی گلیاں کیوں پیاری لگی ہیں؟ خالق کائنات نے فرمایا: ''وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ'' محبوب مجھے یہ کعبہ کی گلیاں اس لیے پیاری لگی ہیں کہ مکہ کی گلیوں میں تیری مقدس تلیاں لگ گئی ہیں۔

رب عزوجل آکھیا سوہنیا محبوبا تیرے سو سو ناز اٹھاناں ہاں
لوی میریاں قسماں کھاندے نے تے میں تیریاں قسماں کھانداہاں

حافظ صاحب نے جب خواب میں سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار کیا تو ؟؟؟ ہاتھوں کو بوسہ دیا بڑا خوش ہوا کہ سرکار نے فقیر پر کتنا کرم فرمایا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: حافظ صاحب! اب تو خوش ہوناں! سبحان اللہ! حافظ صاحب نے ہاتھ باندھ لیے نظریں جھکا کر آہستہ آہستہ کہنے لگا غلام کی کیا مجال ہے کہ اپنے سردار سے ناراض ہو اپنے آقا سے خفا ہو حضور یہ تو میری خوش نصیبی ہے کہ لوگ مدینہ کی دیواریں دیکھ رہے ہیں بہاریں دیکھ رہے ہوں لوگ مدینہ دیکھ رہے ہیں میں مدینے والے کو دیکھ رہا ہوں آمنہ کے چن عبداللہ کے لاڈلے کو دیکھ رہا ہوں سرکار مسکرا پڑے فرمایا: حافظ! ملاقات تو ہو بھی گئی ہے اگر کوئی چیز کی تمنا ہو کوئی چیز چاہیے تو مانگو ہم اللہ تعالیٰ کی عطاء سے تجھے عطاء کریں گے سبحان اللہ: صدقے جاؤں اس حافظ صاحب کے مقدر پر جن کو والی کائنات خود فرما رہے ہیں کہ مانگ کیا چاہتا ہے۔

مانگ لو مانگ لو چشم تر مانگ لو درد دل اور حسن نظر مانگ لو
کملی والے کی نگری میں گھر مانگ لو مانگنے کا مزا آج کی رات ہے

حافظ صاحب قدموں میں گر پڑے عرض کی: آقا! جو مانگوں ملے گا؟ سرکار نے فرمایا: حافظ جی! پریشانی والی کوئی بات نہیں مانگو کھل کے مانگو جو مانگو گے ملے گا۔ ہوتا پاکستان کا نجدی وہابی تو کہتا: نہیں جی! آپ کیا دے سکتے ہیں اللہ عزوجل ہی دیوے۔

کوئی نبی ولی کچھ نہیں دے سکتا' مگر حضرات وہ مانگنے والا نجدی نہیں تھا بلکہ بابا بلھے شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی نگری کا سچا سچا عاشق مدینہ تھا' اُسے پتہ تھا کہ دیتا خدا عزوجل ہے پر تقسیم حسین کا نانا کرتا ہے' وہ قرآن کا قاری تھا' اس نے قرآن پڑھا تھا' اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے پارہ ۱۰ میں فرماتا ہے: ''اَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ'' لوگو! انکار نہ کرو اللہ تعالیٰ بھی غنی کرتا ہے' اس کی عطاء سے اللہ تعالیٰ کا رسول بھی غنی کرتا ہے۔ اس نے بخاری شریف کی حدیث بھی سنی ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے ماہی نے خود فرمایا کہ ''واللّٰہ یعطی وانا قاسم'' لوگو! اللہ تعالیٰ دیتا ہے میں کائنات میں تقسیم کرتا ہوں۔ جب سرکار نے فرمایا کہ حافظ صاحب مانگو تو حافظ صاحب نے عرض کی: آقا! پھر کرم فرمایئے' میں نابینا ہوں' اللہ تعالیٰ مجھے بینا کر دے' میں اندھا ہوں' اللہ تعالیٰ مجھے نور کی روشنی عطاء فرمادے۔ حضرات توجہ کیجئے! حافظ صاحب نے کیا مانگا؟ بولو آنکھیں مانگی' آنکھیں کیوں مانگی' اس لیے کہ اُسے پتہ تھا یہ وہ نبی جس نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی نکلی ہوئی آنکھ میں دوبارہ نور جاری فرمایا' یہ وہ رسول ہے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دُکھتی ہوئی آنکھ میں لباب لگایا تو درد چلا گیا' یہ وہ محبوب ہے جس نے حضرت فدیک رضی اللہ عنہ نابینا کو دوبارہ نور عطاء فرما کر آنکھیں عطاء فرمادیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۹۵' خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰۵' اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۲۳' سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۴۴)

اگر میرا نبی صحابہ کو آنکھیں عطاء کر سکتا ہے تو اس غلام کو بھی آنکھیں عطاء کر سکتا ہے۔ حضرات دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مانگنے کا طریقہ بھی عطاء فرمائے۔ جن بدنصیبوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی سے مانگنا بھی شرک ہے' انہیں درِ رسول سے کیا ملے گا۔ حافظ صاحب نے عرض کی: آقا! پھر کرم فرمایئے' آنکھوں کا سوال ہے' آنکھیں عطاء کر دیجئے۔ میرے آقا نے سن کر فرمایا: بس یہی طلب ہے' یہاں کیسا لجپال نبی اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطاء فرمایا' غلام کہتا ہے: آقا آنکھیں چاہیے' سرکار کیا فرماتے ہیں' بس یہی امام اہل سنت سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

جب آ گئی ہیں جوشِ رحمت پہ اُن کی آنکھیں

جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

سرکار نے فرمایا: حافظ صاحب بس یہی چاہیے' عرض کی: آقا فی الحال تو یہی لجپالی فرما دیجئے۔ میرے آقا نے فرمایا: اچھا حافظ جی! یہ بتاؤ تم آئے کہاں سے ہو؟ عرض کی: آقا ہندوستان کا ایک مشہور شہر ہے لاہور' اس کے ساتھ ایک دیہات ہے' ایک گاؤں ہے قصور' میں وہاں سے حاضر ہوا ہوں' سرکار نے فرمایا: اچھا تو قصور سے آئے ہو۔ عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: اچھا لاہور شہر کے ساتھ ایک اور گاؤں ہے جس کا نام ہے شرقپور' وہاں پر ہمارا ایک شیر رہتا ہے جس کا نام ہے میاں شیر محمد' جب واپس جاؤ تو شرقپور جانا' شیر محمد کو میرا اسلام بھی دینا اور میرا پیغام بھی دینا کہ تاجدارِ مدینہ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے' مجھے آنکھیں دو' انشاء اللہ تمہارا کام وہیں بن جائے گا۔ حافظ صاحب نے عرض کی: آقا! آپ کے حکم پر عمل ہوگا' لیکن سرکار اگر ناراض نہ ہوں تو یہ کرم نوازی آپ ہی فرما دیں۔ سرکار نے فرمایا: حافظ صاحب! یہ کام اللہ تعالیٰ کی عطاء سے ہم بھی کر سکتے ہیں لیکن وہاں اس لیے بھیج رہا ہوں تاکہ دنیا والوں کو پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کی عطاء سے ولی بھی آنکھیں عطاء کر سکتے ہیں۔ حضرات! اگر ڈاکٹر آپریشن کر کے نور بحال کر سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ولی بھی دعا کر کے آنکھوں کا نور بحال کر سکتے ہیں۔ قرآن کا پارہ ۳ کا مطالعہ کرو' اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: لوگو! میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں' انہوں نے کہا: آپ کے نبی ہونے کی دلیل کیا ہے؟ فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے چھ کمالات لے کر آیا ہوں' میرا ایک کمال یہ بھی ہے: ''وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ'' میرے پاس مادرزاد نابینا لے کر آؤ میں ہاتھ پھیروں گا' اللہ تعالیٰ کی عطاء سے اس کا نور واپس آ جائے گا۔ سرکار نے فرمایا: ''العلماء کانبیاء بنی اسرائیل'' (امداد المشتاق ص ۹۲) سرکار نے

فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ میری اُمت کے علماء کو وہ شان عطاء فرمائے گا' وہ کمالات عطاء فرمائے گا جو بنی اسرائیل کے نبیوں کو عطاء فرمائے ہیں۔ تو سرکار نے فرمایا: حافظ صاحب! شرقپور چلے جاؤ' وہاں تمہارا کام ہو جائے گا۔ سرکار یہ بات کر کے غائب ہو گئے' وہ حافظ صاحب مدینہ شریف سے چلے' لاہور پہنچے' اب بجائے گھر جانے کے شرقپور شریف کی طرف چل پڑے' سردیوں کا موسم' شام کے وقت شرقپور شریف پہنچے' رات ہو چکی تھی کوئی جاننے والا بھی نہیں' ادھر شرقپور شریف کے اڈے والی مسجد میں عشاء کی اذان شروع ہوگئی۔ حافظ صاحب نے سوچا کہ اب پتہ نہیں میاں صاحب کہاں ہوں گے' رات اسی مسجد میں گزارتے ہیں' صبح زیارت کریں گے' عشاء کی نماز پڑھی' پھر مسجد میں ہی دریاں لپیٹ کر سو گئے۔ جب تہجد کی نماز کا ٹائم ہوا تو اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ غوث زماں حضرت میاں شیر محمد اسی مسجد میں تہجد کی نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے' آپ شرقپور شریف جائیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ شرقپور شریف کی اکثر مساجد میاں شیر محمد صاحب نے اپنے خرچے سے تعمیر فرمائی ہیں' آپ کا طریقہ تھا کہ آپ ہر روز باری باری تہجد کی نماز ایک ایک مسجد میں ادا فرماتے تھے' پھر صبح کی خود اذان دیتے' پھر خود جماعت کراتے' سبحان اللہ! پیر اہو تو ایسا اور آج کل کے بھی پیر ہیں' بھنگی چرسی ہاتھ میں کڑے مونچھیں لمبی' داڑھی نام و نشان نہیں' نہ نماز نہ روزہ' نہ شریعت کا پتہ نہ طریقت کا پتہ' بس پیر بنے ہوئے ہیں' پھر بے وقوف عوام ان کے ہاتھ چومتے ہیں' نذرانے پیش کرتے ہیں' جھک کے ملتے ہیں' پھر بدمذہب ایسے پیروں کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ دیکھو جی! یہ ہیں سنیوں کے پیر۔ حضرات ہمارا ایسے پیروں سے کوئی تعلق نہیں' یہ پیر نہیں یہ صرف سر کی پیڑ ہیں' اللہ تعالیٰ ایسے بدمعاش پیروں سے بچائے۔ آمین! پیر دیکھنے ہیں تو پیر سیال دیکھ' پیر پٹھان دیکھ' پیر مہر علی دیکھ' پیر باہو دیکھ' یا میرے پیر شیر ربانی میاں شیر محمد دیکھ۔ تو میاں شیر محمد شرقپوری کا طریقہ تھا کہ آپ ہر روز ایک مسجد میں تشریف لے جاتے' تہجد کی نماز پڑھتے پھر صبح کی اذان خود دیتے' پھر جماعت بھی خود کراتے' پھر بیٹھ جاتے' اللہ اللہ عزوجل

کرتے رہتے، پھر اشراق کے نوافل پڑھتے، پھر گھر تشریف لے جاتے۔ آج اسی اڈے والی مسجد میں تشریف لائے جہاں وہ حافظ صاحب لیٹے تھے۔ شیر ربانی نے تہجد کی نماز ادا فرمائی، پھر بیٹھ کر سرکار کی بارگاہ میں درود و سلام کے نذرانے پیش کرنے شروع کر دیئے، پھر رو رو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرنا شروع کر دیا: مولا! میرے گناہ معاف فرما دے! میری خطائیں بخش دے! مولا! میرے اعمال نہ دیکھ، آمنہ کا لال دیکھ۔ میں میاں محمد کھڑی شریف والے فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل والوں کی عجیب شان ہوتی ہے، ساری رات اللہ اللہ عزوجل کرتے ہیں، جب صبح ہوتی ہے تو خالق کائنات کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں: مولا کریم! ہم جیسا دنیا میں گناہ گار، خطا کار کوئی نہیں، یار کا صدقہ ہمارے گناہ معاف فرما دے۔

راتیں کر کر زاری روندے تے نیندا کھاں تھیں دھوندے
فجریں او گناہ گار سداون تے سب تھیں نیویں ہوندے

رو کر کہتے: کیا ہیں؟ میاں صاحب فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے ولی کہتے ہیں کہ

فضل ترے تے آس کریما تے ہور غرر نہ کوئی
صدقہ اپنے پاک نبی دا تے بخش خطا جو ہوئی
جے آس لکھ گناہیں ڈبے تے توں ستار قدیمی
تو مالک اسی بندے تیرے تے تیری صفت رحیمی

شیر ربانی نے جب رو رو کر دعا مانگ لی تو آپ نے فرمایا: او دریوں میں آرام کرنے والے بھائی! ذرا اُٹھ! باہر جا کر دیکھ، پو پھٹی ہے کہ نہیں! صبح کی نماز کا ٹائم ہوا ہے کہ نہیں، اُس زمانے میں گھڑیاں نہیں ہوتی تھیں، لوگ ستارے دیکھ کر نماز کا وقت پہچان لیتے تھے، شیر ربانی نے آواز ماری: اُو دریوں میں لیٹنے والے! ذرا باہر دیکھ! نمازِ فجر کا وقت ہوا ہے کہ نہیں؟ جب حافظ صاحب نے میاں صاحب کی آواز سنی تو حافظ صاحب کو پتہ نہیں تھا کہ یہ وہی میاں شیر محمد ہیں جن کی زیارت کے لیے میں حاضر ہوا

ہوں، جن کو تاجدارِ مدینہ نے سلام اور پیغام کا تحفہ دیا ہے۔ حافظ صاحب سمجھے کہ مسجد کا امام صاحب ہوگا، اس نے دری میں لیٹے لیٹے جواب دیا: مولوی صاحب! میں نابینا ہوں، مجھے کچھ نظر نہیں آتا، کسی آنکھ والے کو کہو کہ وہ باہر جا کر دیکھے۔ میاں صاحب خاموش ہو گئے، تھوڑی دیر کے بعد پھر فرمایا: او دریوں میں آرام کرنے والے بھائی! اُٹھو باہر جا کر دیکھو پوہ پھٹی ہے کہ نہیں، اذان کا وقت ہوا ہے کہ نہیں۔ اب حافظ صاحب غصے میں آ گئے، غصے میں کہا: مولوی صاحب! میں نے پہلے نہیں کہا میں نابینا ہوں مجھے کچھ نظر نہیں آتا، لیکن تم کہتے ہو کہ اُٹھو! کیوں بار بار مجھے تنگ کر رہے ہو۔ میاں صاحب خاموش ہو گئے، تھوڑی دیر کے بعد اب پھر میاں صاحب نے فرمایا کہ او دریوں میں آرام کرنے والے! اُٹھ! دیکھ اذان کا ٹائم ہوا ہے کہ نہیں! اب بلانے میں ولایت کا جلال تھا، حافظ صاحب نے سنا تو وہ آواز اب کانوں میں نہیں ٹکرائی بلکہ دل سے ٹکرائی، اب دل کی دنیا بدل گئی، حافظ صاحب سوچنے لگے کہ یہ بار بار کون ہے جو کہتا ہے کہ باہر جاؤ اور دیکھو کہ پوہ پھٹی ہے کہ نہیں، چلو اس کی بات مان لیتے ہیں۔ حافظ صاحب دری سے نکلے، دیوار کا سہارا لے کر باہر آئے، جب اُٹھے تو نابینا تھے جب چلے تو نابینا تھے، جب دروازے پر آئے تو نابینا تھے، جب دروازہ کھول کر چہرہ آسمان کی طرف اٹھایا تو آنکھوں میں نور کا چراغ جل گیا۔ سبحان اللہ!

بندے ربِ عزوجل دے دعا کر کے تقدیر بدل دیندے
ایہہ لوح و محفوظ والی تحریر بدل دیندے
بگڑی تیری بن جاسی پھڑ شیر دا در یوسف
قسمت تے غلاماں دی میرے پیر بدل دیندے

حافظ صاحب نے جب چہرہ آسمانوں کی طرف اُٹھایا تو آنکھیں منور ہو گئیں، بڑے خوش ہوئے، خوشی میں رونے لگے، روتے روتے مسجد کے اندر آئے اور شیر ربانی کے قدموں میں گر پڑے، عرض کی: اے لجپال انسان! آپ کون ہیں؟ آپ کا نام کیا ہے؟

میاں شیر محمد شرقپوری نے فرمایا: حافظ صاحب! میں وہی شیر محمد ہوں جس کی طرف اللہ تعالٰی کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلام اور پیغام بھیجا ہے۔ حافظ صاحب کی آہیں نکل گئیں اور رو کر نعرے مارنا شروع ہو گیا اور کہتا بھی جاتا ہے کہ

شرقپور شریف دیاں وچ گلیاں فیض اولیاء دا ٹھاٹھاں مار رہیا

شاناں والا محمد ﷺ دا شیر سوہنا بیڑے آج وی زمانے دے تار رہیا

یہی واقعہ محمد یٰسین قصوری صاحب نے چشمہ فیض شیر ربانی ص ۱۴۵ میں اور مولانا غلام یار نقشبندی نے کرامات شیر ربانی ص ۹۴۔۹۵ میں تھوڑے سے فرق سے لکھا ہے۔

تو حضرات عرض یہ کر رہا تھا کہ غوث زماں میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے زمانے کے ولی اور غوث تھے' آپ جب وجد میں آتے تو چہرہ مدینہ پاک کی طرف کرتے اور رو کر عرض کرتے کہ

خدا عزوجل کون تھا اور کیا جانتے تھے

یہ تیری زباں سے سنا یا محمد ﷺ

حضرات پتہ چلا ہمیں جو کچھ ملا ہے سرکار کے صدقہ سے ملا ہے۔ قرآن ملا تو سرکار کے صدقہ سے' ایمان ملا تو سرکار کے صدقہ سے' رمضان ملا تو سرکار کے صدقہ سے' نہیں نہیں بلکہ رب رحمان ملا تو سرکار کے صدقہ سے' حضرات سرکار کے در سے کیا ملتا ہے' یہ پوچھنا ہے تو سرکار کے صحابہ سے پوچھو' صدیق اکبر سے پوچھو' فاروق اعظم سے پوچھو' عثمان غنی سے پوچھو' مولا علی سے پوچھو' حضرت بلال سے پوچھو' سلمان فارسی سے پوچھو' صہیب رومی سے پوچھو' ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ سے پوچھو' نقد پوچھنا ہے تو ہم سنی حنفی بریلویوں سے پوچھو' حضرات میرے نبی کا دربار وہ دربار ہے جہاں ابوبکر آیا تو صدیق بن گیا' عمر آیا تو فاروق اعظم بن گیا' عثمان آیا تو حیاء کا پیکر بن گیا' علی آیا تو شیر خدا بن گیا' حبشی آیا تو عربیوں کا سردار بن گیا' حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار بن گئے' سیدہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار بن گئیں' کملی والے کی اُمت سارے نبیوں کی اُمتوں کی

سردار بن گئی حضرات پتہ چلا سارے نبی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہیں اور ہمارے آقا بھی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہیں، مگر فرق یہ ہے کہ سارے نبی اللہ تعالیٰ کے محب ہیں، مگر آمنہ کا چن دکھیوں کا چن، حسین کا نانا اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔

ایک سوال

حضرات! یہاں آپ کے ذہن میں ایک سوال آ سکتا ہے، اگر آپ کے ذہن میں نہ آئے تو کوئی دوسرا سوال کر سکتا ہے کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے یار کو موت کا جام کیوں پلایا، سرکار فوت کیوں ہوئے؟ کیونکہ کوئی محبّ یہ نہیں چاہتا کہ اس کا محبوب مر جائے، اس کے محبوب کو موت آ جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یار کو کیوں موت کا پیالہ پلایا؟ حضرات علماء نے اس کی چند حکمتیں لکھی ہیں، ان میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں رحمت کا تاج پہنا کر مبعوث فرمایا تو بے اختیار نبی بنا کے نہیں بھیجا بلکہ اپنے یار کو بے شمار کمالات اور اختیارات اور خزانے عطا کر کے بھیجا، خالق کائنات قرآن مجید کے پارہ: ۳۰ سورۂ کوثر میں ارشاد فرماتا ہے: "اِنَّـآ اَعۡـطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ" اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! ہم نے آپ کو بے شمار کمالات، اختیارات، خزانے عطاء فرما دیئے ہیں۔ محبوب ساری کائنات کا خالق میں ہوں، پھر مالک میں نے تمہیں بنا دیا ہے، تمہیں اتنا عطاء فرما دیا ہے کہ قلمیں ٹوٹ سکتی ہیں، دنیا کی سیاہی ختم ہو سکتی ہے، لکھنے والے مٹ سکتے ہیں، مگر تیرے خزانے تیرے کمالات، تیرے اختیارات، تیری شان کا ایک باب بھی نہیں ختم ہو سکتا۔ سیدہ طیبہ، طاہرہ، عابدہ، زاہدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے تو میں نے غیب کی طرف سے آواز سنی، کوئی کہہ رہا تھا کہ "یقول قبض محمد علی مفاتیح النصرۃ" جانِ کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نصرت کی چابیوں پر قبضہ کر لیا۔ "ومفاتیح الریح" اور نفع کی چابیوں پر قبضہ کر لیا ہے "ومفاتیح النبوۃ" اور نبوۃ کی چابیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ "بخ بخ" واہ واہ کملی

والیا! واہ واہ کالی زلفوں والیا! تیری کیا شان ہے "قبض محمد علی الدنیا کلھا" محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری کائنات کے خزانے کی چابیوں پر قبضہ کرلیا ہے۔ ناں ناں "لم یبق خلق من اھلھا الا دخل فی قبضتہ" اے محبوب! اللہ تعالیٰ کی کوئی مخلوق ایسی نہیں رہی جو اللہ تعالیٰ نے سوہنا تیرے قبضہ میں، تیرے تصرف میں نہ دی ہو۔ (خصائص الکبریٰ ج ا ص ۱۲۴۔۱۲۵)

پتہ چلا کہ میرا نبی جب کائنات میں آیا تو پاور فل کنٹرول لے کر آیا ہے، مختارِ کائنات بن کے آیا ہے، عاشقوں کے امام مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

میں تو مالک بھی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ

لا ورب العرش جس کو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

حضرات قرآن و حدیث سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے نبی کو بے شمار کمالات اختیارات عطاء کر کے دنیا میں بھیجا، مگر افسوس وہابی غیر مقلد جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں، ان کا اور دیوبندیوں کا متفقہ مجدد مولوی اسماعیل دہلوی اپنی رُسوائے زمانہ کتاب تقویۃ الایمان کتاب میں لکھتا ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں، اور جو بندہ یہ عقیدہ رکھے کہ محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مختار ہیں تو اس سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۳۔۴۴)

اب بتائیے! اس عقل کے اندھے کو نہ قرآن نظر آیا نہ سرکار کا فرمان نظر آیا، کیا غلط اور قوم کو گمراہ کرنے والی باتیں لکھ گیا۔ خیر اس کی سزا انشاء اللہ اس کو قبر حشر میں ضرور ملے گی، ہمیں تو قرآن شریف یہ بتاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کائنات کے سلطان بن

کے آئے ہیں، خالق کائنات قرآن مجید کے پارہ:۵، رکوع:۴ میں ارشاد فرماتا ہے: ''فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ'' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! مجھے تیرے ربِ عزوجل کی عزت وجلالت کی قسم! کوئی بندہ اس وقت تک مسلمان ہوسکتا ہی نہیں جب تک وہ اپنے تمام معاملات میں تجھے اپنا حاکم نہ مان لے۔ حاکم کس کو کہتے ہیں؟ جن کے پلے کچھ نہ ہو؟ بتائیے! نہ نہ بلکہ حاکم اس کو کہتے ہیں جو پورے ملک میں بادشاہ مسلم ہو، جس کا کنٹرول پورے ملک میں ہو؟؟؟ میں اور آپ ووٹ دے کر حاکم بنائیں، اس کی حاکمیت کا یہ عالم ہے، سوچو! وہ کتنا بڑا حاکم ہوگا جس کو عرشوں کا بادشاہ حاکم بنا رہا ہے۔

کوئی ہویا دو چار ملکاں دا حاکم
میرے کملی والے دی ہو جگ تے شاہی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی عظمت اور شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''فاما وزیرای من اهل السماء'' لوگو! آسمانوں پر میرے دو وزیر رہتے ہیں، عرض کی: آقا! ان کا نام کیا ہے؟ میرے آقا نے فرمایا: ''فجبرائیل ومیکائیل'' ایک کا نام جبرائیل علیہ السلام ہے، دوسرے کا نام میکائیل علیہ السلام ہے۔ ''واما وزیرای من اهل الارض'' اور دو وزیر زمین پر رہتے ہیں، عرض کی گئی: آقا ان کا نام کیا ہے؟ سرکار نے فرمایا: ''فابوبکر وعمر'' ایک کا نام ابوبکر ہے، دوسرے کا نام عمر ہے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۲)

حضرات توجہ فرمائیں! آمنہ کا چن فرما رہا ہے: میرے دو وزیر آسمانوں پر ہیں، دو زمین پر ہیں، وزیر اُس کے ہوتے ہیں جو سلطان ہو جو بادشاہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یار کی بادشاہی کے دو صوبے بنائے ہیں۔ زمین ایک صوبہ ہے، آسمان دوسرا صوبہ ہے، میرے آقا کی بادشاہی آسمانوں پر بھی چلتی ہے، زمینوں پر بھی چلتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کے

چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا فاضل بریلوی نے کتنی پیاری بات فرمائی کہ

اللہ اللہ عزوجل شاہِ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ بھی جاری ہے حکومت تیری
تو بھی ہے ملک خدا ملک خدا عزوجل کا مالک
راج تیرا ہے زمانے میں حکومت تیری
دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ عزوجل
یاد آتا ہے خدا عزوجل دیکھ کے صورت تیری
ہم نے مانا کہ گناہوں کی نہیں حد لیکن
تو ہے اُن کا تو حسن تیری ہے جنت تیری

حضرات پتہ چلا ہمارا نبی پوری کائنات کا بادشاہ ہے' جہاں تک خدا عزوجل کی خدائی ہے وہاں تک آمنہ کے چمن کی بادشاہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرکار درختوں کو حکم کرتے تو درخت چل کر میرے آقا کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کی رسالت کی گواہی دیتے' جانور آ کر کلمے پڑھتے' پتھر سرکار پر درود پڑھتے' روڑے میرے نبی کو سلام کرتے' زمین کا ذرہ ذرہ جھک کر آداب کرتا' اگر آسمانوں کی طرف اشارہ کرتے تو بادلوں سے بارش شروع ہو جاتی' ڈوبا سورج واپس آ جاتا' چاند دو ٹکڑے ہو کر آپ کے قدموں میں آ جاتا' سنیوں کا تاجدار بولا کہ

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا اُلٹے قدم
تیری انگلی اُٹھ گئی ماہ کا کلیجہ چر گیا
چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں
اندھے نجدی دیکھ لے۔ قدرت رسول اللہ کی

حضرات پتہ چلا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے شمار کمالات' بے شمار اختیارات عطاء کر کے دنیا میں بھیجا' اگر سرکار کا وصال نہ ہوتا تو ہو سکتا تھا ضعیف

ایمان والے کمزور ایمان والے آپ کے کمالات دیکھ کر آپ کو خدا کہنا شروع کر دیتے' لوگ شرک اور کفر میں مبتلا ہو جاتے' اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس غلط فہمی سے بچانے کے لیے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو موت کا جام پلایا تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ آمنہ کا لال خدا نہیں بلکہ خدا عزوجل کا پیارا رسول ہے۔ اور اللہ تعالیٰ وہ ہے جو موت سے پاک ہے' وہ حیی قیوم ہے' ہمیشہ سے ہے' ہمیشہ رہے گا' اس کو موت نہیں فنا نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ جتنے بھی لوگ دنیا میں آئے ہیں یا آئیں گے' ان کو موت ضرور آئے گی' ان کو موت کا ذائقہ ضرور چکھنا پڑے گا۔

عام معافی

حضرات اب کتابوں کا مطالعہ کر کے دیکھو' قرآن پڑھو' حدیث پاک کا مطالعہ کرو' جب آمنہ کا لال دس ہجری میں اپنے دس ہزار صحابہ کو ساتھ لے کر مدینہ پاک سے مکہ شریف پہنچا تو مکہ کے وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتھر مار مار کے گالیاں دے دے کے مکہ سے نکال دیا تھا' آج وہ سارے بے ایمان بتوں کے پجاری میرے آقا کی شان اور عظمت دیکھ کر حیران ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مجاہد نے مکہ کے سارے چوہدریوں کو وڈیروں کو نبی کو تنگ کرنے والے بدمعاشوں کو سرکار کی عدالت میں پیش کیا' مکہ کے سارے زمیندار اکڑ مزاج غنڈے' بدمعاش قیدی بن کے سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہیں' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تنگ کرنے والوں کو فرمایا کہ مکہ کے وڈیرو دیکھو! آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں مکہ شریف کی حکومت عطاء کر دی ہے' اب بھی قیدی بن کے ہمارے سامنے موجود ہو' یاد کرو تم نے میرے ساتھ' میرے صحابہ کے ساتھ کتنی زیادتیاں کیں' کتنے ظلم کے پہاڑ توڑے' ہم مکہ چھوڑ کر چلے گئے' تم نے مدینہ میں بھی ہمیں تنگ کرنا نہ چھوڑا' مدینہ میں بھی آ کر تم ہم سے لڑتے رہے' اب بتاؤ! ہم تم سے کیا سلوک کریں؟ حضرات تاریخ اسلام بتاتی ہیں کہ مکہ کے سردار ہاتھ باندھ کر گردنیں جھکا کر کھڑے ہیں' پریشان چہرے اور شرمندگی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ہاتھ

باندھ کر عرض کرتے ہیں: سوہنیا! بے شک ہم نے آپ پر آپ کے غلاموں پر بڑے ظلم کیے ہیں' برائیاں زیادتیاں کی ہیں' ہم آپ کے مجرم ہیں' ہم آپ کے قصوروار ہیں' اگر آپ سزا دیں تو ہم اس کے مستحق ہیں' آپ عدل کریں گے' آپ انصاف کریں گے' اگر آپ معاف کر دیں تو یہ آپ کی مہربانی ہوگی' کرم نوازی ہوگی۔ میاں صاحب فرماتے ہیں:

عدل کریں تے تھر تھر کمبن تے اُچیاں شانے والے
رحم کریں تے بخشے جاون میں جئے منہ کالے

مکہ کے کافروں نے کہا: سرکار! ہمیں یقین ہے آپ ہم سے بدلہ نہیں لیں گے' بلکہ معاف فرما دیں گے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ یوں؟ عرض کی گئی: آقا! آپ کوئی سیاسی لیڈر نہیں جاگیردار نہیں' زمیندار نہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ کے آخری اور سچے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں' آپ خود بھی کریم ہیں اور کریموں کی اولاد میں سے ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساری کائنات کے لیے رحمت بنا کے بھیجا ہے' آپ رؤف بھی ہیں' رحیم بھی ہیں' اس لیے ہمیں یقین ہے کہ آپ ہمیں معاف فرما دیں گے' سبحان اللہ! میرے آقا نے سنا تو کریم نبی رحیم نبی لجپال نبی مسکرانے لگ گیا' مسکرا کر فرمایا: مکہ والو! تم سچ کہہ رہے ہو' جاؤ! میں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تم سب کو معاف کر دیا۔

اُن کے دربارِ اقدس میں جب بھی کوئی غم زدہ آ گیا تشنہ کام آ گیا
غم غلط ہو گئے معصیت ڈھل گئی' مغفرت عافیت کا پیام آ گیا
کشتی نوح میں نارِ نمرود میں' بطن ماہی میں' یونس کی فریاد پر
آپ کا نام نامی اے صل علیٰ' ہر جگہ ہر مصیب میں کام آ گیا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے مکہ والو! جاؤ! میں نے تمہیں معاف کر دیا' وہ سرکار کا اخلاقِ عظیم دیکھ کر قدموں میں گر کر کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گئے' پڑھتے جا رہے تھے: لا الٰہ الا اللّٰہ حق لا الٰہ الا اللّٰہ۔

سرکار نے جب اپنے دشمنوں کو معاف کیا تو یہ منظر سارے مکہ والے دیکھ رہے تھے' اپنے بھی دیکھ رہے تھے' پرائے بھی دیکھ رہے تھے' فرش والے بھی دیکھ رہے تھے' عرش والے بھی دیکھ رہے تھے' عرش کے فرشتے بھی دیکھ رہے تھے' ناں ناں! میرے آقا کا پیارا رب العالمین بھی دیکھ رہا تھا' خالق کائنات نے فرمایا: فرشتو! گواہ ہو جاؤ! میرا یار آج میری خاطر پتھر مارنے والوں کو' گالیاں دینے والوں کو' دیوانہ کہنے والوں کو معاف کر رہا ہے' کل قیامت والے دن میں یار کی خاطر سارے گناہ گار بدکار مسلمانوں کو یار کی خاطر معاف کر کے جنت عطاء کر دوں گا۔ حضرات! جب میرے آقا نے سارے کافروں کو عام معافی دے دی تو ابوسفیان بھی مسلمان ہو گیا' ابوجہل کا بیٹا عکرمہ بھی کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا' ابولہب کی بیٹی شبیہ بھی کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گئی' مکہ شریف اور ارد گرد کے تمام لوگوں نے تمام دیہاتیوں نے' تمام زمینداروں نے کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کر لیا' ہزاروں کی تعداد میں لوگ آ رہے ہیں اور آمنہ کے چن کا کلمہ پڑھ کر جنت کے حقدار بن رہے ہیں' اِدھر مکہ والے میرے نبی کا کلمہ پڑھ رہے ہیں' اُدھر اللہ تعالیٰ نے یار کے سینے پر سورۂ نصر کا نزول فرمایا' خالق کائنات نے فرمایا: ''اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ'' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! جب اللہ تعالیٰ کی مدد آ پہنچے اور آپ کو فتح نصیب ہو جائے تو ''وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا'' پھر آپ دیکھ لیں گے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دین میں فوجوں کی صورت میں داخل ہو رہے ہیں۔ ''فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا'' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! جب لوگ ہزارون کی تعداد میں اسلام میں داخل ہوں تو آپ اپنے ربِ عزوجل کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکیزگی بیان کیجئے اور سبحان آپ اپنی اُمت کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کیجئے' بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

(ضیاء القرآن ج ۵ ص ۶۹۷۔۷۰۰' مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۸۹۔۴۹۰)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سبحان! غلاموں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر کرو اور ان کے لیے

دعائیں کرو، دعا تم کرتے جاؤ، کرم میں کرتا جاؤں گا' سرکارِ مدینہ نے عرض کی: اے خالق کائنات! وہ کلمہ پڑھنے والوں میں بڑے بڑے بدکار، سیاہ کار، زانی، شرابی، قاتل، ڈاکو، چور، لٹیرے، بت پرست، خطا کار ہیں' خالق کائنات نے فرمایا: سجناں! میں بھی جانتا ہوں' اس لیے تو کہہ رہا ہوں ان کے لیے تو دعا کرتا جا' میں ان کے گناہ معاف کرتا جاؤں گا۔

آؤندی عملاں دے ولوں سی صائم شرم
رکھ لیا کملی والے نے ساڈا بھرم
دن قیامت نوں سوہنے دی نظر کرم
ساڈے جیاں عیب کاراں دے کم آ گئی

موت کی خبر

حضرت عبداللہ بن عباس سرکار کے عظیم صحابی بھی ہیں اور چچازاد بھائی بھی ہیں' وہ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے یار کے سینہ پر یہ سورتِ کریمہ نازل فرمائی تو آمنہ کے چمن نے اپنی بیٹی سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلا کر فرمایا: بیٹی! اللہ تعالیٰ نے تیرے بابے پر سورۂ نصر نازل فرمائی ہے۔ سیدہ نے عرض کی: ابو! یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے' میرے آقا نے فرمایا: یہی بات تو خوشی کی ہے' لیکن لگتا ہے میری وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔ ''قال نعیت الی نفسیؔ '' مجھے اس سورت میں موت کی خبر دی گئی ہے۔ سیدہ نے جب بابے کی یہ بات سنی تو ہاتھ چوم کر عرض کی: ابو! یہ کیا فرما رہے ہو؟ سرکار نے فرمایا: بیٹی! ٹھیک کہہ رہا ہوں کیونکہ جس مقصد کے لیے دنیا میں آیا تھا' وہ مقصد پورا ہو گیا ہے۔ بتوں کے پجاری اللہ تعالیٰ کے بندے بن گئے ہیں' ڈاکو رہبر بن گئے ہیں' چور امین بن گئے ہیں' بے ادب باادب بن گئے' بے نمازی تہجد گار بن گئے ہیں' نافرمان تابعدار بن گئے ہیں' عرب کے بدو قوم کے سردار بن گئے ہیں' یہی میرا دنیا میں مقصد اور مطلب یہی تھا' اب میری تیری جدائی کا وقت قریب آ گیا ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: ''فبکت'' جب سیدہ نے بابے کی یہ بات سنی تو رونے

لگ گئی' میرے پاک نبی نے اپنی بیٹی کے سر پر پاک ہاتھ رکھ کر دلاسا دیا اور فرمایا: ''لا تبکی'' ''بیٹی رو نہیں! کیونکہ موت برحق ہے جو دنیا میں آیا ہے اس نے دنیا چھوڑ کر ایک دن چلے جانا ہے۔ سیدہ نے عرض کی: ابو! کیوں نہ روؤں! ماں خدیجہ پہلے چھوڑ کر گئی' اب آپ بھی مجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں' فاطمہ یتیم ہو جائے گی' فاطمہ اکیلی رہ جائے گی' میں بے سہارا ہو جاؤں گی' میرے آقا نے فرمایا: نہیں! صبر کر پریشان نہ ہو' اچھا میں تمہیں ایک خوشی کی بات بتاتا ہوں' عرض کی: ابو! کون سی؟ سرکار نے فرمایا: ''فانك اول اهلی لاحق بی'' ''بیٹی میرے وصال کے بعد سب سے پہلے میری بیویوں سے پہلے میری بیویوں سے پہلے میری نواسوں سے پہلے سارے گھر والوں سے پہلے میری تیری ملاقات ہوگی' یعنی سب سے پہلے تیرا وصال ہوگا' سبحان اللہ! صدقے جاؤں میں سرکار کے علم غیب پر' میرا نبی اپنے بھی وصال کی بات بتا رہا ہے اور بیٹی کو بھی وفات کی خبر سنا رہا ہے کہ بیٹی میرے وصال کے بعد بہت جلدی تیرا بھی وصال ہو جائے گی' پھر قبر میں باپ بیٹی کی ملاقات ہوگی۔ امام اہل سنت فرماتے ہیں کہ

سر عرش پر ہے تیری گزر سر فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و مُلک میں کوئی شیء نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حضرات! سرکار کے علم غیب کے مفکرین جب یہ حدیث بیان کرتے ہیں تو یہ نہیں کہتے ہیں کہ اس حدیث سے سرکار کا علم غیب ثابت ہو رہا ہے' بات گول کر جاتے ہیں' مگر یہ شوق اللہ تعالیٰ نے اہل سنت کو عطاء فرمایا ہے' یا رسول اللہ! کے نعرہ مارنے والوں کو عطاء فرمایا ہے' یہ نبی کا علم غیب بھی بیان کرتے ہیں اور عوام اہل سنت میں سرکار کی غفلت کے موتی بھی بیان کرتے ہیں تو سرکار نے فرمایا: بیٹی! رو نہیں' صبر کر چند دنوں کے بعد تیرا بھی وصال ہو جائے گا۔ ''فَضَحِكَتْ'' جب سیدہ نے بابا جان کی یہ بات سنی تو مسکرانے لگی کہ شکر ہے کہ بابا جان سے زیادہ دیر جدائی نہیں ہوگی' جلدی بابا جان سے قبر میں ملاقات ہوگی۔

(مشکوٰۃ شریف' دارمی شریف' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۳۰۲-۳۰۳)

حضرات! وہ بندہ مؤمن کتنا خوش نصیب ہوگا جس کو قبر میں سرکار کا دیدار نصیب ہو گا' سرکار کے جلوے نصیب ہوں گے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جب بندہ فوت ہوتا ہے تو مرنے والے کی قبر میں دو فرشتے منکر نکیر آتے ہیں' اس مرنے والے سے تین سوال کرتے ہیں: بتا تیرا ربِ عزوجل کون ہے؟ تیرا دین کون سا ہے؟ اور بتا اس والضحیٰ چہرے کے بارے تیرا کیا خیال ہے؟ اگر مرنے والا سرکار کا دیوانہ ہو' سرکار کا میلاد منانے والا ہو' سرکار کو نور ماننے والا ہو' سرکار کو بے مثل ماننے والا ہو' سرکار کو حاضر ناظر ماننے والا ہو' سرکار کو مختارِ کل ماننے والا ہو' سرکار کا سچا سچا غلام ہو' سرکار کی سنتوں پر عمل کرنے والا ہو' وہ قبر میں سرکار کو دیکھ کر وجد میں آ جاتا ہے اور بے ساختہ ہو کر آمنہ کے چمن کے قدموں میں گر جاتا ہے۔ سلطان الواعظین علامہ محمد بشیر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنی تقریروں میں فرمایا کرتے تھے کہ

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں میں گروں
فرشتے گر مجھ کو اٹھائیں تو میں اُن سے یوں کہوں
اے فرشتو! میں اب اس پائے ناز سے کیوں اُٹھوں
مر کے پہنچا ہوں میں یہاں اس دلربا کے واسطے

فیصل آباد میں ایک بہت بڑے عاشق مدینہ فنا فی الرسول شیخ الحدیث ولی کامل حضرت علامہ سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ پُرانوار میں تشریف فرما ہیں' آپ جب شاگردوں کو بخاری شریف پڑھاتے' جب قبر والی حدیث پاک پڑھاتے تو کتاب بند کر دیتے اور زار وقطار رونا شروع کر دیتے' آپ کی چیخیں نکل جاتی' آپ پر ہچکی طاری ہو جاتی' طلباء بڑے حیران ہو جاتے کہ قبلہ استاذی المکرّم کیوں رونے لگ گئے ہیں' بظاہر کوئی رونے والی بات بھی نہیں' وجہ کیا ہے؟ ایک دن ایک طالب علم نے بڑے ادب سے عرض کی: قبلہ! اگر ناراض نہ ہو تو پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کے رونے کی وجہ کیا ہے؟ غوث زمان علامہ سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے: بیٹا! آپ نے سنا نہیں کہ سرکار ہر مؤمن کی قبر میں

تشریف لاتے ہیں' ہر مرنے والے کے مزار میں آتے ہیں۔ بیٹا! وہ مؤمن وہ آدمی کتنا خوش نصیب ہوگا جس کو قبر میں سرکار کا دیدار نصیب ہوگا۔ میرا دل کرتا ہے میں ابھی مر جاؤں تاکہ قبر میں سرکار کے جلوے نصیب ہو جائیں' سرکار کا دیدار کر کے عشق کا معراج کرلوں' ایک ملتانی عاشق شاکر صاحب نے بڑی پیاری بات کہی کہ

ہن جتی بازی ہار کے دیکھوں
ایہہ کم ہن کر کے دیکھوں
متاں یار قبر وچ آوے
آوے شاکر ہن مر کے دیکھوں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مدینہ پاک سے چلے تھے تو صرف دس ہزار صحابہ کرام ساتھ تھے' جب آپ نے فتح مکہ فرمایا تو ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ سرکار کی خدمت میں حاضر تھے' میرے آقا نے حج کے موقعہ پر کئی مرتبہ وعظ فرمایا' کئی مرتبہ دین اسلام کی پاکی کا درس دیا' سرکار جب بھی وعظ فرماتے تو فرماتے: ''سلونی ''لوگو! اگر کوئی صحابی بات پوچھنا چاہتا ہے تو شرم نہ کرے' پھر پوچھ لے میں اللہ تعالیٰ کی عطاء سے اس کی تسلی کرادوں گا' اُٹھو! پوچھو کوئی پابندی نہیں جو مرضی ہے' پوچھ لو فرش کی' پوچھو عرش کی' پوچھو زمین کی' پوچھو آسمان کی' پوچھو دین کی' پوچھو دنیا کی' پوچھو آج کی' پوچھو کل کی' پوچھو سال کے بعد کی' پوچھو سو سال کے بعد کی' پوچھو نہ میرا اعلان ہے' قیامت تک کی' حشر نشر کی' پوچھو میں مکہ کی زمین پر کھڑے کھڑے بتاؤں گا' سبحان اللہ! حضرات! ادھر آمنہ کا لال اعلان فرما رہا تھا' اُدھر عرش سے اللہ تعالیٰ اعلان فرما رہا تھا: لوگو! میرا یار سچ کہتا ہے' پوچھ لو! کیونکہ ''وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ'' میرا یار غیب کی باتیں بتانے میں بخیل نہیں۔ سورۂ تکویر۔ پوچھنا تمہارا کام ہے ہر بات کی خبر دینا' یہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمال ہے۔ حضرات! جب سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار اپنے غلاموں کو فرمایا کہ پوچھ لو تو سرکار کے ایک غلام نے ہاتھ چوم کر عرض کی: آقا! یہ بار بار

کیوں فرمار ہے ہو کہ پوچھو' تو سرکار مسکرا پڑے' فرمایا: میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ شاید تم پھر میری زیارت نہ کرسکو۔ (افضل المواعظ ص ۱۴۵)

حضرات! آج کل شور مچا ہوا ہے کہ نبی کو کل کا پتہ نہیں مگر سرکار فرمار ہے ہیں: مجھ سے پوچھو' کیونکہ خالق کائنات نے وہ چیز بنائی ہی نہیں جو میری نظروں سے پوشیدہ ہو' لوگو! سوچو جب نگاہِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدا عزوجل نہیں چھپا' یہ خدائی کیسے چھپ سکتی ہے۔

جب حج کا موقعہ آیا تو سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کو ساتھ لے کر عرفات کے میدان میں پہنچے' جب سرکار عرفات کے میدان میں تشریف لے گئے تو ہجری کا دسواں سال تھا' ذوالحج کی نو تاریخ تھی' جمعہ کا دن تھا' عصر کی نماز کا ٹائم تھا' میرے آقا اپنی اونٹنی جس کا نام تھا قصویٰ اس پر سوار تھے' اچانک حضرت جبریل علیہ السلام قرآن کی ایک آیت لے کر آئے' سلام عرض کرنے کے بعد عرض کی: آقا! اللہ تعالیٰ نے قرآن بھیجا ہے' فرماؤ! سناؤ کون سی قرآن کی آیت بھیجی ہے' حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: آقا! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط'' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! آج میں نے مکمل کر دیا ہے تمہارے لیے تمہارے دین کو اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کر لیا ہے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین۔

حضرات جب حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت مبارکہ لے کر سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے' سرکار کی خدمت میں پڑھ کر سنائی تو سرکار جس اونٹنی پر سوار تھے' وہ اونٹنی اللہ تعالیٰ کے قرآن کے انوار و تجلیات کو برداشت نہ کر سکی' وہ اونٹنی وہیں میدانِ عرفات میں بیٹھ گئی۔ صدقے جاؤں قوتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر' نثار جاؤں طاقت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر' جن کا سینہ اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کو برداشت کرتا گیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی عظمت اور رعب کو بیان کرتے ہوئے پارہ ۲۸ میں ارشاد فرماتا ہے: ''لَوْ

اَنْـزَلْـنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَه خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ‘‘ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! اگر اللہ تعالیٰ اتارتا اس قرآن کو کسی پہاڑ پر تو آپ دیکھتے وہ پہاڑ جھک جاتا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اللہ تعالیٰ کے خوف سے۔

حضرات! پتہ چلا جو طاقت جو قوت اللہ تعالیٰ نے یار کے جسم میں رکھی ہے وہ طاقت وہ قوت پہاڑوں میں بھی نہیں رکھی‘ قرآن مجید کا پارہ ۹‘ سورۂ اعراف: ۱۴۳ پڑھ کے دیکھیں‘ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پہاڑ پر اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے گئے‘ اللہ تعالیٰ نے براہِ راست حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا: ’’وَ کَلَّمَهٗ رَبُّهٗ‘‘ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے براہِ راست خطاب فرمایا‘ جب خالق کائنات نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام کو بڑا لطف آیا‘ بڑا سواد آیا‘ خالق کائنات کی آواز سن کر کلیم وجد میں آ گئے‘ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے خالق کائنات! اگر ناراض نہ ہو تو ایک عرض کروں‘ میرے پیارے رب العالمین نے فرمایا: سجناں کوئی ناراضگی نہیں‘ بات کرو۔ عرض کی: اے خالق کائنات! تیری آواز کتنی خوبصورت ہے‘ کتنی پیاری ہے‘ کتنی حسین ہے‘ مولا کریم! جب تیری آواز اتنی پیاری ہے تو تیری صورت کتنی پیاری ہو گی تو کتنا پیارا ہو گا ’’قَالَ رَبِّ اَرِنِیْ‘‘ مولا اگر کرم فرما تو سارے پردے ہٹا کر میرے سامنے آ جا‘ میں تیرا دیدار کرنا چاہتا ہوں۔ ’’اَنْظُرْ اِلَیْكَ‘‘ میں تیری زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ خالق کائنات نے فرمایا: سجناں! تیری آرزو تیری تمنا بڑی پیاری ہے‘ مگر تو میرا دیدار نہیں کر سکتا ’’لَنْ تَرَانِیْ‘‘ تو مجھے دیکھ نہیں سکتا‘ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: مولا کریم! تو نے مجھے بڑی قوتوں سے نوازا ہے‘ تو کرم تو کر‘ تو پردہ تو ہٹا‘ میں زیارت کر لوں گا۔ خالق کائنات ناراض نہیں ہوا کیونکہ آرزو کرنے والا میرے اور آپ جیسا تو انسان نہیں تھا‘ اللہ تعالیٰ کا کلیم تھا‘ اللہ تعالیٰ کا رسول تھا‘ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سجناں! اگر یہ بات ہے تو پھر زیارت کرنے سے پہلے ایک امتحان دو‘ اگر اس امتحان میں پورا اتر گئے تو تم میرا دیدار کر لو گے‘ عرض کی: مولا کریم! کون سا

امتحان؟ خالق کائنات نے فرمایا: ''وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ '' تم اس طور کو غور سے دیکھو میں اس پہاڑ پر اپنی نور کی تجلی ڈالتا ہوں ''فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ '' اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ ٹھہرا رہا' اس کو کچھ نہ ہوا تو ''فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ '' میں وعدہ کرتا ہوں تم عنقریب مجھے دیکھ لو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: مولا کریم! ٹھیک ہے ''فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا '' پھر خالق کائنات نے اس پہاڑ پر اپنے نور کی تجلی ڈالی تو وہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اِدھر پہاڑ ریزہ ریزہ ہوا'' وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا '' اور اُدھر حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے' نو ذوالحج جمعرات کو بے ہوش ہوئے' دس ذوالحج جمعہ والے دن ہوش میں آئے' پورے چوبیس گھنٹے بے ہوش پڑے رہے۔

(تفسیر نور العرفان ص ۲۶۴' حاشیہ: ۵)

جب ہوش میں آئے تو ''فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ '' جب ہوش میں آئے تو عرض کی: اے خالق کائنات! میں نے تیری طرف رجوع کیا اور میں سب سے پہلے مسلمان ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے خالق کائنات! میری توبہ آج کے بعد میں ایسی آرزو نہیں کروں گا' جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئے تو عرض کی: اے خالق کائنات! مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میں تیرا دیدار نہیں کر سکتا' لیکن ایک بات تو فرمایئے' آپ نے فرمایا ہے: ''لَنْ تَرٰىنِیْ '' اے موسیٰ! تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ یہ نہیں فرمایا: ''لَنْ يَّرٰىنِیْ '' مجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا' کیا کوئی ایسی بھی ہستی ہے جو تجھ کو دیکھ سکے گی؟ قدرت مسکرا پڑی' فرمایا: موسیٰ صحیح کہتے ہو' مجھے اس دنیا میں کوئی نہیں دیکھ سکتا' لیکن تیرے وصال کے بعد میرا آخر الزمان نبی میرا محبوب نبی دنیا میں تشریف لائے گا۔ موسیٰ تو تو پہاڑ پر آ کر کہتا ہے: ''رَبِّ اَرِنِیْ '' یا اللہ عزوجل! مجھے اپنا دیدار کرا' لیکن وہ دیکھنے کی تمنا نہیں کرے گا بلکہ اپنی ہمشیرہ اُم ہانیء کے گھر بند کمرے میں چادر تان کر آرام فرما رہا ہوگا' میں جبریل علیہ السلام کو ستر ہزار فرشتے بھیج کر یار کو بلواؤں گا' تجھے کہتا ہوں تو دیکھ نہیں سکتا' اس کو فرماؤں گا: ''ثُمَّ دَنٰى '' محبوب رک

کیوں گئے ہو قریب آ جاؤ! ''فَتَدَلّٰی'' اور قریب ہو جاؤ' میرا حبیب قریب ہوتا جائے گا ''فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی'' یہاں تک کہ میرے اور محبوب کے قریب دو ہاتھ کا فاصلہ رہ جائے گا بلکہ اس سے بھی کم رہ جائے گا۔

اے موسیٰ! نہ تو دیکھے نہ چشم انبیاء دیکھے
مجھے دیکھے تو اک نگاہِ مصطفیٰ ﷺ دیکھے

حضرات! جب آمنہ کے لال نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا تو صرف ایک لمحہ نہیں کیا' چند گھنٹے نہیں کیا' بلکہ اٹھارہ سال تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتے رہے۔

(تفسیر نعیمی پ ۱۵ ص ۱۸)

ایک روایت میں آتا ہے کہ سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اٹھارہ ہزار سال تک اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتے رہے۔ (شرح حدائق بخشش ج ۵ ص ۴۹۴)

گویا اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات کو یار کے لیے ہزاروں سال تک کے لیے وسیع فرما دیا اور زمین پر رات اپنے معمول کے مطابق رہی' یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے اور سرکار کا کمال ہے۔ جب سرکار نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا تو پھر ہوا کیا' اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۲۷ میں فرماتا ہے: ''مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی'' جب سرکار اللہ تعالیٰ کا دیدار کر رہے تھے تو آنکھ مبارک نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

تیرے شک گمان سب توڑ دتے تے سوہنے قادر ذوالجلال
قد جاء نور دے وَل کر وی توجہ تے کر دل دے نال خیال
یا تو منکر ہیں خود ذات جلی دا یا تیری منافق والی چال
مالی نور نے نورنوں کول بلایا تے نہ پردیاں وچہ رہ گئی کوئی گل بات

حضرات! توجہ کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر اللہ تعالیٰ کی تجلی برداشت نہیں کر سکے' مگر قربان جاؤں مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت اور طاقت پر' سرکار معراج کی

رات تجلی یعنی خود ذاتِ باری تعالیٰ کا دیدار کرتے رہے نہ آنکھ اوپر ہوئی نہ نیچے' نہ بے ہوش ہوئے نہ دل گھبرایا' بلکہ اللہ تعالیٰ یار کو دیکھتا رہا اور آمنہ کا لال پیارے رب العالمین کا دیدار کرتے رہے۔

پھر یہ حق نے کہا جلوہ میرا دیکھ لے
وہ مجھے دیکھ لے جو تجھے دیکھ لے
میں تجھے دیکھ لوں تو مجھے دیکھ لے
دیکھنے کا مزا آج کی رات ہے

حضرات! بات لمبی ہوگئی' عرض یہ کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مقامِ عرفات میں یار کے سینے پر قرآن کی یہ آیت اتاری کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تیرے صدقے آج اسلام مکمل کر دیا ہے' لوگوں پر حرام حلال واضح ہو چکا ہے' لوگ بتوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف آچکے ہیں' لوگوں کے عقائد اور اعمال اب ٹھیک ہو چکے ہیں' محبوب جس مقصد کے لیے تم دنیا میں آئے تھے وہ کام مکمل ہو چکا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی: سوہنیا! آج قرآن اور اسلام مکمل ہو چکا ہے' آج کے بعد اب میں وحی لے کر آپ کی خدمت میں نہیں آؤں گا' جب بھی آؤں گا صرف اور صرف آپ کی زیارت کے لیے۔ سوہنیا یہ بات اپنے غلاموں کو بھی بتا دینا۔ سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنا تو فرمایا: جبریل! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: جب اسلام بھی مکمل ہو گیا ہے' قرآن بھی مکمل ہو گیا ہے تو مجھے ایسا لگتا ہے' اب میری بھی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے' اب میں بھی دنیا چھوڑنے والا ہوں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: آقا! لگتا تو ایسا ہی ہے' سرکار خاموش ہو گئے' حضرت جبریل نے عرض کی: آقا! آپ پریشان نہ ہوں' آپ دنیا سے چلے جائیں گے مگر آپ کا ذکر انشاء اللہ قیامت تک ہوتا رہے گا' آپ کے نعرے قیامت تک گونجتے رہیں گے' آپ کی عظمت بیان ہوتی رہے گی' سوہنیا انسان دنیا سے چلا جائے تو چند دنوں کے بعد اس کا نام مٹ جاتا ہے' لوگ باپ دادے کو

بھول جاتے ہیں' وزیروں' سفیروں' بادشاہوں کا ذکر مٹ جاتا ہے' مگر تیرا ذکر قیامت تک ہوتا رہے گا' کیوں کہ خالق کائنات نے تیرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ "وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى" (پ۳۰) آپ کی ہر آنے والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہوگی' لوگ مر جائیں' مٹ جاتے ہیں' آپ کا وصال ہوگا آپ کے نام کے چرچے قیامت تک گونجتے رہیں' اگر کوئی دشمن تیرا ذکر مٹانا چاہے گا' خود مٹ جائے گا' مگر تیرا ذکر نہیں مٹے گا۔ سبحان اللہ! اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عاشقوں کا امام احمد رضا بولا کہ

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے سب اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
عقل ہوتی تو خدا عزوجل سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

(انیس الجلیس ص ۲۱۸' تذکرۂ شہادت ص ۱۹' مدارج النبوت ج ۲ ص ۶۹۶)

حضرات! جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حج مبارک کر کے مدینہ پاک تشریف لائے تو سرکار نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا: بلال! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: تمام صحابہ میں اعلان کر دو کہ سارے مسجد نبوی میں جمع ہو جائیں' اللہ تعالیٰ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں خطبہ ارشاد فرمائیں گے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا' سارے صحابہ مسجد نبوی میں جمع ہو گئے' اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد نبوی میں تشریف لے آئے' آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد صحابہ کو فرمایا: میرے صحابہ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ہے: "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط" میرے صحابہ جب میں حج کرنے گیا تھا' میدانِ عرفات میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ

کریمہ میری طرف وحی کے ذریعے بھیجی ہے۔ میرے صحابہ جب حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر آئے تو انہوں نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر آج پورا قرآن نازل کردیا ہے' آج اسلام بھی مکمل ہوگیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرآن بھی مکمل ہو گیا ہے' آج کے بعد میں وحی لے کر نازل نہیں ہوں گا۔ جب صحابہ کرام نے سنا تو بڑے خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کا بے شمار مرتبہ شکر ہے کہ آج اس نے ہمارا اسلام مکمل کردیا ہے۔ سارے صحابہ خوش ہیں' حضرت عثمان خوش ہیں' مولا علی خوش ہیں' حضرت زبیر خوش ہیں' حضرت عبدالرحمٰن خوش ہیں' حضرت سعد خوش ہیں' حضرت سعید خوش ہیں' حضرت جابر خوش ہیں' حضرت انس خوش ہیں' حضرت بلال خوش ہیں' سارے صحابہ خوش ہیں' مگر تاریخ اسلام یہ بتاتی ہے کہ دو صحابہ ایسے بھی ہیں جو خوش نہیں بلکہ زاروقطار رو رہے ہیں' آنکھوں سے آنسوؤں کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ حضرات! آپ جانتے ہیں کہ وہ صحابی کون کون تھے؟ وہ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق اور اللہ تعالیٰ سے مانگے ہوئے فاروق اعظم رضی اللہ عنہما تھے۔ صحابہ کرام نے جب صدیق اکبر اور فاروق اعظم کو روتے دیکھا تو ان کو پتہ نہ چلا کہ بات کیا ہے؟ سرکار نے جب خطبہ ختم فرمایا تو صدیق اکبر شدت کے ساتھ روتے روتے مسجد نبوی شریف سے نکلے اور اپنے گھر تشریف لے جاکر اپنی بیٹھک کا دروازہ بند کر کے سرکار کی محبت اور پیار میں رونے لگ گئے۔ میاں محمد کھڑی شریف والے فرماتے ہیں کہ

ہجر تیرا جے پانی منگے تے میں کھوہ نیناں دے گیڑا
جی کردا اے سامنے بہہ کے میں درد پرانے چھیڑا
جنہاں دے یار پیارے وچھڑن تے کون روے پھر تھوڑا
رُوگاں وچوں روگ محمد تے جُدا نام وچھوڑا

صدیق اکبر' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ خطبہ سن کر اتنا روئے' اتنا روئے کہ مدینہ پاک کی گلیاں بھی رو پڑیں' مدینہ پاک کے درو دیوار بھی رو پڑے' جب سارے مدینہ

والوں کو پتہ چلا تو سرکار کے بزرگ صحابہ صدیق اکبرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تسلی دے کر پوچھنے لگے: اے صدیق اکبر! کیا بات ہے؟ آپ اتنی شدت کے ساتھ کیوں رو رہے ہیں' ہمیں بھی کوئی بات سمجھاؤ' خیر تو ہے؟ صدیق اکبر یہ بات سن کر خاموش ہو گئے' پھر بڑے درد بھرے لہجے میں فرمایا: میرے بھائیو! تم نے سنا نہیں آمنہ کے لال نے خطبہ میں کیا فرمایا ہے کہ قرآن بھی مکمل ہو گیا' اسوہ بھی مکمل ہو گیا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: حضور! پھر اس میں رونے والی کون سی بات ہے' یہ تو خوشی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا دین ہمارا اسلام ہمارا قرآن مکمل فرما دیا ہے۔ صدیق اکبر نے فرمایا: یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے' لیکن آپ نے آگے نہیں سنا' حسنین کریمین کے نانے نے آگے کیا فرمایا ہے کہ آج کے بعد جبریل علیہ السلام وحی لے کر نہیں آئیں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: حضور! سرکار نے یہ بات تو فرمائی ہے لیکن اس میں رونے والی کون سی بات ہے؟ صدیق اکبرؓ نے فرمایا: میرے بھائیو یہی بات تو رونے والی ہے' آج کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نہیں آئیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا حبیب بے قراروں کو قرار دینے والا' دکھیوں کے دکھ دور کرنے والا' یتیموں غریبوں کو سینے سے لگانے والا' اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حضور چلا جائے گا' صحابہ نے سنا تو وہ بھی بے ساختہ رونے لگے' عرض کی: حضور! آپ یہ کیا فرما رہے ہیں؟ سیدنا صدیق اکبر نے فرمایا: لوگو! میں صحیح کہہ رہا ہوں' عنقریب اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں چھوڑ کر مالک حقیقی کی بارگاہ میں چلے جائیں گے۔ مؤمنوں کی مائیں بیوہ ہو جائیں گی' سیدہ فاطمہ یتیم ہو جائیں گی' ہمارے سروں سے اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ اُٹھ جائے گا' جب صحابہ نے سنا تو سارے صحابہ رونے لگ گئے' آہستہ آہستہ سارے صحابہ صدیق اکبر کے گھر جمع ہو گئے' وہ بھی سرکار کی وفات کی بات سن کر رونے لگے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' عرض کی: آقا! جب سے صدیق اکبر نے آپ کی تقریر سنی ہے وہ گھر میں بیٹھ کر زار و قطار

روررہے ہیں' جو صحابی صدیق اکبر کو تسلی دینے جاتا ہے وہ بھی رونا شروع کر دیتا ہے' سمجھ میں نہیں آرہا کہ بات کیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنے غلام کی بات سنی تو سرکار کا چہرہ متغیر ہو گیا' میرے آقا بھی پریشان ہو گئے' آپ اپنے آستانے سے اُٹھے صدیق اکبر کے گھر تشریف لے گئے' میرے آقا نے دیکھا صدیق اکبر کی حویلی صحابہ کرام کے ساتھ بھری ہوئی ہے' سارے صحابہ رو رہے ہیں' حضرت عمر بھی رو رہے ہیں' حضرت عثمان بھی رو رہے ہیں' مولا علی بھی رو رہے ہیں' حضرت جابر بھی رو رہے ہیں' سرکار نے فرمایا: علی! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: کیا بات ہے یہ سارے کیوں رو رہے ہو؟ مولا علی نے عرض کی: حضور! بھائی صدیق آپ کے صحابہ کو بتا رہے ہیں کہ سرکار ہمارے پاس چند دنوں کے مہمان ہیں' عنقریب اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں چھوڑ کر مالک حقیقی کے پاس جانے والے ہیں' ہم بے سہارا ہو جائیں گے۔ میرے آقا نے سنا تو آپ کی بھی رحمت والی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ سرکار نے فرمایا: لوگو! میرا یار صدیق اکبر سچ کہہ رہا ہے عنقریب تمہاری میری جدائی ہو جائے گی۔ حضرات جب خالق کائنات کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ماینطق والی زبان سے یہ بات فرمائی تو صدیق اکبر غش کھا کر گر پڑے' حضرت عمر کی حالت غیر ہو گئی' حضرت علی کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا اور زور زور سے رونے لگے' سارے صحابہ کی آہیں نکل گئیں' مدینہ شریف کے پہاڑ رونے لگ گئے' مدینہ پاک کے شجر حجر' جانور' درندے پرندے حتیٰ کہ مدینے کے در و دیوار سرکار کی جدائی کے غم میں رونے لگ گئے' آسمانوں کے فرشتے رونے لگ گئے' جنت کی حوریں رونے لگ گئیں' رضوانِ جنت رو پڑے' مچھلیاں دریا میں رونے لگ گئیں' جنگل میں درندے چرند پرند رونے لگ گئے' روتے بھی کیوں ناں' سب کا آقا جو دنیا چھوڑ کر جا رہا تھا' سیدہ فاطمہ رونے لگ گئیں' حسنین کریمین رونے لگے' سرکار کی ساری ازواج رونے لگی' پورے مدینہ میں آنسوؤں کی برات شروع ہو گئی' میرے آقا نے جب یہ منظر دیکھا تو سرکار نے اپنے سارے غلاموں

کو صبر کی تلقین کی' فرمایا: لوگو! صبر کرو کیونکہ "اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ" بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (انیس الجلیس ص ۱۸۔۲۱۹' ضیاء الواعظین ص ۲۲۷۔۲۲۸)

ہجر احمد ﷺ میں یا ربّ عزوجل تڑپتا رہوں
عشق احمد ﷺ میرے دل میں چلتا رہے
مال و زر کی ہمیں کوئی خواہش نہیں
کوئی خواہش اگر ہے تو بس ہے یہی
روز آقا بلائیں درِ پاک پر
روز ارماں ہمارا نکلتا رہے
میں غمِ ہجر میں بیمار ہوں
اے طبیبو! یہ ہے اِس مرض کی دوا
کوئی کرتا رہے ذکر شاہِ اُمم
مضطرب دل میرا خود بہلتا رہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار نے وصال پاک سے پانچ دن پہلے جمعرات والے دن حضرت بلال کو بلایا' فرمایا: بلال' عرض کی: جی آقا! فرمایا: پورے مدینہ میں اعلان کر دے کہ لوگو! سارے مسجد نبوی میں جمع ہو جاؤ' نبی آخر الزمان چند ضروری باتیں تم سے کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت بلال نے اعلان فرمایا: سرکار کے سارے صحابہ سارے مؤمن مسجد نبوی میں جمع ہو گئے' صدیق اکبر بھی آ گئے' فاروق اعظم بھی آ گئے' عثمان غنی بھی آ گئے' مولا علی بھی آ گئے' جتنے بھی مدینہ پاک میں سرکار کے غلام رہتے تھے' جمع ہو گئے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کا مقدس ماہی بھی مسجد نبوی میں تشریف لے آئے "ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم جلس على المنبر" حضرت ابوسعید فرماتے ہیں: سرکار ختم نبوت کے منبر پر بیٹھ گئے' پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی' پھر فرمایا کہ "ان عبدًا خيره اللّٰه" میرے

صحابہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ اے میرے بندے! اگر تو میرے پاس آنا چاہے تو تیرا آنا مبارک' میں تمہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطاء کروں گا' جنت کی نعمتوں سے مالا مال کردوں گا اور اگر دنیا میں رہنا چاہتا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں' میں تمہیں دنیا میں بھی ہر نعمت سے مالا مال کروں گا' تمہیں خوشحال رکھوں گا' کوئی پریشانی کوئی غم نہیں آئے گا۔ تو جب تک چاہے دنیا میں زندگی گزار' تجھے آزادی ہے تیری زندگی کی کوئی پابندی نہیں۔ میں نے ہر بندے کی زندگی مقرر کردی ہے' کسی کو دس سال کسی کو بیس سال' کسی کو پچاس سال کسی کو سو سال' کوئی پیدا ہوتے ہی مر جائے گا' مگر اے میرے پیارے بندے! تو ان پابندیوں سے آزاد ہے' سبحان اللہ! حضرات آپ جانتے ہیں کہ اس بندے سے مراد کون سا بندہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ہر قسم کی اتھارٹی عطاء فرما رہا ہے' ہر قسم کا اختیار عطاء فرما رہا ہے۔ تو محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اس بندے سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی ذاتِ پاک ہے۔ یہ بات سرکار اپنے بارے فرما رہے ہیں کہ لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ اختیار عطاء فرما دیا ہے کہ سوہنیا اگر تو چاہے تو دنیا میں بھی ڈیرے ڈالے رکھ' اگر پسند کرے تو ہمارے پاس تشریف لے آ۔ صدقے جاؤں کملی والے کی عظمت پر' ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی پابند ہے' اللہ تعالیٰ کے قانون کی پابند ہے' مگر اللہ تعالیٰ یار کی مرضی میں راضی ہے۔ دیوبندیوں وہابی غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں' ان دونوں پارٹیوں کا متفقہ مجدد مولوی اسماعیل دہلوی اپنی رُسوائے زمانہ کتاب تقویۃ الایمان ص ۴۴ پر لکھتا ہے: جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں۔ اب انصاف مسلمانو تم نے کرنا ہے' نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ان عبدًا خیرہ اللّٰہ'' اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ اختیار عطاء فرمایا ہے کہ میں دنیا میں رہوں یا دنیا سے چلا جاؤں۔ وہابی غیر مقلد اہل حدیث اور دیوبندی علماء کا مجدد کہتا ہے کہ سرکار کے اختیار میں ہے کچھ نہیں۔ اب سوچ لو! بات آمنہ کے لال کی ماننی چاہیے یا اس مولوی کی جو عورت کے عشق میں سکھوں کے ہاتھوں قتل ہو کر انجھانی بن

گیا؟ فیصلہ آپ پر ہے مگر جو سنی ہوگا' سرکار کا سچا اور سچا غلام ہوگا وہ تو دل وجان سے کہے گا کہ سرکار کائنات کے مالک ومختار ہیں' سید محمد ناصر چشتی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی پیاری بات فرمائی کہ

سورج لکھ افلاک تے چمکدا رہے لگدا نہیں سرکار دی تلی ورگا
میں تے ایس نتیجے تے پہنچیا ہاں عرش لگدا مدینے دی گلی ورگا
جہڑا پتھر مدینے دا نظر آیا' اوہ ہے ہیرے دی ڈلی ورگا
ناصر شاہ کائنات اِچ آونا ایں نہیں نہ کوئی نبی ورگا ناں کوئی علی ورگا

ہاں تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میرے صحابہ اللہ تعالیٰ نے ایک اپنے بندے کو ایک اختیار دیا ہے کہ چاہے تو وہ دنیا میں ٹھہرا رہے' اگر چاہے تو دنیا چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں چلا جائے' صحابہ نے عرض کی: آقا! پھر اُس بندے نے اللہ تعالیٰ کو جواب کیا دیا ہے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''فاختار ما عندہ'' اس بندے نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ دنیا چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں چلا جائے اور وہاں کی ازلی اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں سے مالا مال ہو جائے۔ حضرات جب صحابہ کرام نے سنا تو سب خاموش ہو گئے۔ بعض صحابہ نے آپس میں کہا کہ یار وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا کتنا مقبول اور محبوب ہے' جس کو اتنا اختیار دیا گیا ہے' پھر اس نے کتنا حسین اور اچھا فیصلہ کیا ہے کہ فانی گھر چھوڑ کر باقی گھر کو پسند فرمایا ہے۔ ہر صحابی اپنے عقل کے مطابق سوچ رہا ہے کسی کو پتہ نہیں کہ یہ بندہ ہے کون؟ جب سرکار بات کر کے خاموش ہو گئے تو صدیق اکبر کی زبان سے یہ کلمہ بے ساختہ نکلا: ''فدیناک بابائنا و امھاتنا'' اے اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام! آپ کے قدموں پر ہمارے ماں باپ قربان ہو جائیں' یہ بات کر کے سرکار کا یارِ غار سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والا بچپن جوانی بڑھاپے کا ساتھی شناس رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ''فبکی ابو بکر'' حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے' روتے روتے حضرت ابو بکر کی داڑھی مبارک

آنسوؤں سے تر ہوگئی، بولتے نہیں، کہتے کچھ نہیں روتے بھی جاتے ہیں اور صدقے بھی ہوتے جاتے ہیں۔ حضرت ابوسعید فرماتے ہیں: جب صحابہ کرام نے صدیق اکبر کو اس طرح روتے دیکھا تو بڑے حیران ہوئے، فرماتے ہیں: "فعجبنا له" ہمیں صدیق اکبر کی یہ کیفیت دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ صدیق اکبر کو کیا ہو گیا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی عام بندے کی بات کی ہے مگر ابوقحافہ کا بیٹا روتا جاتا ہے۔ اب صحابہ نے ادب کی وجہ سے پوچھا نہیں کہ آپ کیوں رو رہے ہیں۔ حضرت ابوسعید فرماتے ہیں: اس خطبہ کے پانچ دن بعد جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال مبارک ہوا تو صحابہ کو پتہ چلا کہ "فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو المخیر" وہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ پاک تھی جن کو اللہ تعالیٰ نے اختیار عطاء فرمایا تھا۔ صحابہ کرام سرکار کے وصال پر روتے بھی تھے اور کہتے بھی تھے: صدیق! تیری فراست پر صدقے جائیں، تیری نگاہِ صداقت پر قربان جائیں، تیری نظر وہاں پہنچی جہاں ہماری عقلیں بھی نہیں جاسکتیں۔ سارے صحابہ صدیق اکبر کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہمیں اس دن پتہ چلا کہ "وکان ابو بکر اعلمناہ" سارے صحابہ کرام میں سے حضرت ابوبکر سب سے بڑے عالم ہیں، سب سے زیادہ سرکار کے مزاج کو سمجھنے والے ہیں، ٹھیک ہے مولا علی باب مدینۃ العلم ہیں، مگر حضرت ابوبکر، حضرت علی سے بھی بڑے عالم ہیں۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۲۸۴۔۲۸۵)

حضرات! اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی وفات کا علم تھا، اگر علم نہ ہوتا تو کبھی مجمع عام میں منبر پر کھڑے ہو کر اپنی وفات پاک کا اعلان نہ کرتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی فقہ حنفی کے بانی حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اپنی وفات کی خبر ایک مہینہ پہلے ہی بتادی تھی۔ (مدارج النبوت ج ۲ ص ۶۹۷)

حضرات! جب سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حج کر کے مدینہ شریف تشریف

لائے تو محرم شریف کا مہینہ تھا' سن ہجری کا گیارھواں سال تھا' محرم شریف کے بعد جو مہینہ آتا ہے وہ صفر ہے' اسی اسلامی مہینہ کے آخری بدھ کو اللہ تعالیٰ کے مقدس حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بیمار ہوئے۔ حضرات! ہمارے بعض اسلامی بھائی صفر کے مہینے کو منحوس تصور کرتے ہیں' اس مہینہ میں شادی نہیں کرتے' سفر نہیں کرتے۔ بعض اسلامی بھائی صفر کے پہلے تیرہ دنوں کو تیرہ تیزی کہتے ہیں' بعض اسلامی بھائی صفر کے آخری دنوں میں نہا دھو کر خوشیاں مناتے ہیں' پھر سیر کے لیے جاتے ہیں اور لوگوں کو بتاتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صفر کے آخری دنوں میں بیماری سے ٹھیک ہوئے تھے' پھر سرکار نے خوشی میں حلوہ پکایا تھا' پھر سیر کے لیے گئے تو ہم آپ کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ حضرات یہ تمام باتیں جہالت کی باتیں ہیں' اسلام میں ان باتوں کا کوئی تصور نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ''لا عدوی'' کوئی بیماری اُڑ کر نہیں لگتی ''ولا ھامۃ'' اور اُلو بولنے سے نقصان نہیں ہوتا ''ولا صفر'' اور صفر کا مہینہ منحوس نہیں ہے۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں: جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات صحابہ کرام کے سامنے بیان فرمائی تو ایک دیہاتی ایک اعرابی مسلمان صحابی بھی یہ بات سن رہا تھا۔ وہ دیہاتی کہنے لگا: سوہنیا! اگر ناراض نہ ہو تو ایک مسئلہ کی وضاحت کے بارے میں کچھ عرض کروں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں ہاں! بات کرو' تمہاری تسلی کرائیں گے' وہ دیہاتی صحابی نے عرض کی: آقا! آپ نے فرمایا ہے کہ کوئی بیماری اُڑ کر کسی کو نہیں لگتی لیکن ہم نے کئی مرتبہ تجربہ کیا ہے کہ ایک اونٹ بالکل صحت مند ہوتا ہے ''فیخالطھا البعیر والاجرب فیجربھا'' لیکن جب وہ ریگستان میں ایک خارش زدہ اونٹ سے ملتا ہے' جب بیمار اونٹ کے ساتھ ملتا ہے تو وہ بیمار ہو جاتا ہے' اُسے بھی خارش لگ جاتی ہے۔ یہ کیوں ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: بیماری اُڑ کر نہیں لگتی' لیکن تجربہ یہ بتاتا ہے کہ تندرست اونٹ بیمار اونٹ کے پاس بیٹھ جائے تو وہ بھی بیمار ہو جاتا ہے۔ جھوٹ آپ کی زبان پر بھی نہیں آ سکتا' تجربہ ہمارا بھی غلط نہیں' بتایئے! اب

کس بات پر عمل کریں؟ آمنہ کے چمن نے جب اپنے دیہاتی صحابی کی یہ بات سنی تو ''فعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمن اعدی الاوّل '' فرمایا: تم بالکل ٹھیک کہتے ہو لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ پہلے اونٹ کو کیسے بیماری لگی' پہلا اونٹ کیسے بیمار ہو گیا۔

(بخاری شریف' مشکوٰۃ شریف ص ۳۹۱' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۶ ص ۲۵۷۔۲۵۸)

لازمی طور پر صحابی نے عرض کی ہو گی: سرکار! پہلا اونٹ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کی مرضی سے بیمار ہوا ہے' تو آمنہ کے چمن نے فرمایا ہو گا: جیسے پہلے والا اونٹ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیمار ہوا تھا' دوسرا بھی اونٹ اُسی کے حکم سے بیمار ہوا ہے۔ سبحان اللہ! آج کل کے ڈاکٹر اور حکیم بھی کہتے ہیں کہ سات بیماریاں اُڑ کر لگتی ہیں: جذام' خارش' چیچک' منہ کی اور بغل کی بدبو' آنکھوں کی بیماری اور وبائی بیماریاں' مگر وہ حکیم جس کو خالق کائنات نے حکیم بنا کر بھیجا ہے' وہ فرماتے ہیں کہ بیماریاں اُڑ کر نہیں لگتی بلکہ بندہ بیمار اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔ پتہ چلا بیماریاں اُڑ کر نہیں لگتی' صفر کا مہینہ منحوس نہیں' یہ بھی عام مہینوں کی طرح ایک مہینہ ہے۔

مدینہ کا قبرستان

سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دن عشاء کی نماز پڑھ کر میرے پاس تشریف لے آئے' صفر کا مہینہ تھا' وصال سے چند دن پہلے کی بات ہے' آپ چارپائی پر لیٹ گئے' میں بھی اپنی چارپائی پر لیٹ گئی' جب آدھی رات کا ٹائم ہوا تو سرکار اُٹھ کر باہر جانے لگے' میں نے دامن رحمت پکڑ کر عرض کی: اے اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! اس وقت اُٹھ کر کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ خیر تو ہے۔ سرکار نے فرمایا: عائشہ! میں جنت البقیع مدینہ شریف کے قبرستان کی طرف جا رہا ہوں۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: سوہنیا! آدھی رات کے وقت کیا مجبوری ہے؟ سرکار نے فرمایا: عائشہ! دو وجوہات کی وجہ سے میں قبرستان جا رہا ہوں' ایک تو اپنے غلام صحابہ کی قبروں کی زیارت کروں گا' دوسرا ان

کے لیے بخشش کی دعا کروں گا۔ سبحان اللہ! حضرات وہ صحابہ کتنے مقدر والے تھے جن کی قبروں پر آمنہ کا لال خود چل کر جا رہا تھا' کسی کی قبر پر کوئی ولی گیا' کسی کی قبر پر پیر سیال گیا' کسی کی قبر پر سلطان باہو گیا' کسی کی قبر پر شیر ربانی گیا' کسی کی قبر پر جماعت علی گیا' کسی کی قبر پر داتا علی گیا' کسی کی قبر پر غوث جلی گیا' کسی کی قبر پر مولا علی گیا' صدقے جاؤں سرکار کے مقدس صحابہ پر جن کی قبر پر اللہ تعالیٰ کا مقدس حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام گیا۔

کملی والے دی پاک نعلین چُم کے
ذرے عرب دے بن کے طور چمکے
نظر کرم حضور دی جدوں اُٹھی
میرے دامن وچ میرے قصور چمکے
لے کے عرش توں فرش دی جُوہ تیکر
جدھر دیکھو حضور دا نور چمکے
کرم جناں دے اُتے حضور کیتا
ناصر شاہ اُوہ بندے ضرور چمکے

سیدہ عائشہ نے عرض کی: آقا! اگر ضرور ہی جانا ہے تو دن کو تشریف لے جانا' یہ آدھی رات کے وقت کیوں زحمت فرما رہے ہو؟ سرکار نے فرمایا: عائشہ! تمہیں پتہ ہے میں کوئی عام انسان نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا آخری رسول ہوں' میرا کوئی کام اپنی مرضی سے نہیں ہوتا' بلکہ میرا ہر کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہوتا ہے' میں اب بھی اپنی مرضی سے نہیں جا رہا' بلکہ خالق کائنات کے حکم سے جا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے عرشوں سے نداء فرمائی ہے' سجناں اپنے بستر سے اُٹھو اور جنت البقیع میں جاؤ' ان کے لیے دعائے مغفرت فرماؤ۔ سجناں! تیرے رحمت بھرے ہاتھ اُٹھیں گے' میں اُن کی قبروں پر اپنی رحمتوں کا نزول کر دوں گا۔ سرکار یہ بات کر کے جنت البقیع قبرستان کی طرف چل پڑے۔ حضرات اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو مدینہ پاک کی حاضری نصیب فرمائے' یہ جنت البقیع کا قبرستان

سرکار کے روضہ انور کے ساتھ ہی ہے۔ اس قبرستان میں دس ہزار صحابہ کرام کے مزارات ہیں اور دس ہزار آلِ نبی اولادِ علی کی مقدس قبریں ہیں' اس کے علاوہ ہزاروں ولی' غوث' قلندر' ابدال اس قبرستان میں آرام فرمارہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ قیامت والے دن جنت البقیع میں سے ستر ہزار ایسے لوگ قبروں سے اُٹھیں گے جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو بغیر حساب کے جنت عطاء فرمائے گا۔ ایک روایت میں آتا ہے: وہ ایک لاکھ ہوں گے۔ حضرات دیکھنے میں یہ قبرستان چھوٹا سا ہے لیکن لاکھوں قبریں موجود ہیں' محبت بھرے تابعی حضرت کعب بن احبار جو مسلمان ہونے سے پہلے یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے' تورات زبور انجیل کے حافظ تھے' آپ سے کسی بندے نے سوال کیا کہ حضور! بات سمجھ نہیں آتی' قبرستان چھوٹا سا ہے' لاکھوں اس میں دفن ہیں اور مدینہ پاک میں جو بندہ فوت ہوتا ہے وہ بھی اسی قبرستان میں دفن ہوتا ہے' یہ اتنی جگہ کیسے بن جاتی ہے؟ حضرت کعب نے فرمایا: لوگو! حیران نہ ہو' یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے اور اس زمین کا کمال ہے' ہر وقت اس قبرستان کی نگرانی اللہ تعالیٰ کے فرشتے کرتے رہتے ہیں' جب مردوں سے زمین بھر جاتی ہے تو وہ فرشتے جنت البقیع کے کناروں پر جو مردے دفن ہوتے ہیں' انہیں وہاں سے اٹھا کر جنت میں داخل کرآتے ہیں' زمین پھر کشادہ ہو جاتی ہے۔ سبحان اللہ! (جذب القلوب ص ۱۷۱۔۱۷۲)

حضرات جنت البقیع میں چھوٹے چھوٹے مزارات بنے ہوئے تھے جیسے ہمارے پاکستان میں مزارات بنے ہوتے ہیں' اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے دربار بنے ہوئے ہوتے ہیں' جب ۱۹۲۵ء کو سعود ڈاکو نے اپنے قبیلے کے ساتھ مل کر حملہ کیا تو جدہ سے لے کر مدینہ شریف تک ساری زمین پر اُس نے زبردستی قبضہ کر لیا' پھر اُس نے اس پورے علاقے کا نام رکھا سعودی عرب' وگرنہ یہ سارا علاقہ عرب کہلاتا تھا' اس نے ترکی حکومت سے لڑ کے یہ علاقہ قبضہ میں کر لیا۔ شاہ سعود چونکہ وہابی تھا' نجدی تھا' اس کا عقیدہ وہابیوں والا تھا' یہ

پیروں فقیروں ولیوں کی دشمن جماعت تھی' انہوں نے آتے ہی جنت البقیع میں بلڈوزر پھروا کر سارے قبے شہید کرا دیئے' صرف برائے نام قبروں کے نام چھوڑے' یہ ظالم تو سرکار کا روضہ بھی گرانا چاہتا تھا لیکن ہندوستان اور پوری دنیا کے مسلمانوں نے اس کے خلاف جلوس نکالے اور اس پر حملہ کرنے کی دھمکی دی' پھر یہ باز آیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام گستاخوں سے سب مسلمانوں کو ہمیشہ محفوظ فرمائے۔ آمین! حضرات تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام' سیدہ عائشہ کے کمرے سے نکلے اور جنت البقیع کی طرف چل پڑے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو صحابی تھے' ایک کا نام تھا حضرت ابو رافع اور دوسرے کا نام تھا حضرت ابو موحیبہ' سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو بھی ساتھ لیا' جنت البقیع میں اپنے صحابہ کرام کے مزارات پر تشریف لے گئے۔ صدقے جاؤں ان صحابہ کے مقدروں پر جن کے مزارات پر خود آمنہ کا لال چل کے گیا' ساری دنیا سارے مسلمان سارے جنات سارے ملائکہ دربارِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کا مقدس اور آخری رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کے مزارات پر تشریف لے گئے۔

سرکار دو عالم سرورِ دیں کس پر وہ کرم فرماتے ہیں
اپنے تو پھر بھی اپنے ہیں وہ غیر کا دل بھی دکھاتے نہیں
ہم چھوڑ کے دَر نہ جائیں گے بس گیت نبی کے گائیں گے
ہم منگتے ہیں اُس آقا کے جو دے کر بھیک جتاتے نہیں
سرکار کرم فرماتے ہیں جب یاد کرو وہ آتے ہیں
جو تڑپیں اُن کی اُلفت میں اُن کو وہ کبھی تڑپاتے نہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب جنت البقیع میں اپنے غلاموں کی قبروں پر تشریف لے گئے تو آمنہ کے چمن نے تمام قبرستان والوں کو سلام فرمایا: ''السلام علیکم یا اهل القبور'' اے اپنی اپنی قبروں میں لیٹنے والو! تم پر محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلام ہو۔ سبحان اللہ! آج ہر مسلمان جب کیف میں آتا ہے' وجد میں آتا ہے' سرکار کی بارگاہ

میں سلامِ عقیدت پیش کرتا ہے' کوئی جمعہ کے بعد سلام پڑھتا ہے' کوئی جلسہ کے اختتام پر سلام پڑھتا ہے' کوئی محفل نعت کے اختتام پر سلام پڑھتا ہے' کوئی بارہ ربیع الاوّل کے جلوس میں گلی گلی' نگر نگر' شہر شہر' قریہ قریہ سلام پڑھتا ہے' کوئی ہر روز صبح کی نماز کے بعد سلام پڑھتا ہے' ہر دیوانہ مدینہ پاک کی طرف چہرہ کر کے کہتا ہے کہ

یا نبی سلام علیك' یا رسول سلام علیك
یا حبیب سلام علیك' صلوٰة اللّٰه علیك

رحمتوں کے تاج والے' دو جہاں کے راج دلارے' عرش کے معراج والے' عاصیوں کے لاج والے' یا نبی سلام علیک۔ اک اور عرض کروں میں! میرے مولا جب مروں میں' کلمہ آپ کا پڑھوں میں' اور اُس کے بعد یہ کہوں میں: یا نبی سلام علیک از طفیل غوث اعظم' دور ہوں سبھی کے رنج و غم'

یا نبی سلام علیك' یا رسول سلام علیك
یا حبیب سلام علیك' صلوٰة اللّٰه علیك

حضرات ساری دنیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں سلام پیش کرتی ہے' مگر والیٔ کائنات غلاموں کی قبروں پر کھڑے ہو کر ان کو سلام پیش کر رہا ہے۔ حضرات سارے سمجھ دار ہر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبروں والوں کو سلام اس لیے فرمایا' ناں کہ وہ سن بھی رہے تھے اور جواب بھی دے رہے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ مبارک تھا اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بھی جنت البقیع کے پاس سے گزرتے تو فرماتے: ''السلام علیکم یا اھل القبور '' اے قبروں میں آرام کرنے والو! تم پر میرا اسلام ہو۔ ''یغفر اللّٰه لنا ولکم '' اللہ تعالیٰ تمہیں بھی معاف فرمادے اور ہمیں بھی معاف فرمادے۔ ''انتم سلفنا ونحن بالاثر '' تم ہم سے پہلے یہاں آگئے ہو ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔

(ترمذی شریف' مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۴' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۲۴)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے پیارے صحابی ہیں' حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ وہ فرماتے ہیں کہ "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمھم اذا خرجوا الی المقابر "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے اور سارے صحابہ کو یہ بات سکھاتے تھے کہ تم جب بھی قبرستان کے پاس سے گزرو تو قبروں والوں کو سلام کر کے جایا کرو اور کہا کرو کہ "السلام علیکم اھل الدیار من المؤمنین و المسلمین "اے مؤمنوں اور مسلمانوں کے گھر والو! تم پر میرا سلام ہو۔ "وانا ان شآء اللہ بکم لاحقون نسأل اللہ لنا ولکم العافیة "اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں' ہم اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنے لیے اور تمہارے لیے معافی کا سوال کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ تمہیں بھی معاف فرمائے ہمیں بھی معاف فرمائے۔

(مسلم شریف' مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۴' مرآۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۲۴)

حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی قبرستان والوں کو سلام فرماتے تھے اور غلاموں کو بھی فرماتے کہ تم بھی سلام کر کے جایا کرو' پتہ چلا کہ قبروں والے قبروں میں سنتے بھی ہیں اور جواب بھی دیتے' اگر قبروں والے سنتے نہ ہوتے جواب نہ دیتے ہوتے تو اللہ تعالیٰ کا مقدس رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی یہ فضول کام خود کرتا نہ غلاموں کو کرنے کا حکم دیتے۔ دیوبندی حضرات کا ایک فرقہ ہے جس کا نام ہے دیوبندی مماتی۔ یہ مماتی گروہ کا عقیدہ ہے کہ مردے نہیں سنتے' عام انسان تو ایک طرف ان کا عقیدہ ہے کہ ولی غوث قطب ابدال نبی رسول بھی قبروں میں نہیں سنتے' فقیر حقیقی چونکہ پورے پاکستان تقریروں پر جاتا ہے بلکہ باہر کے ملکوں بھی جانا ہوا ہے' میرا بڑا تلخ تجربہ ہے کہ یہ گروہ مردوں کی سماعت کے بالکل قائل نہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ مردے نہیں سندے' اوسنی یار' مردے نہیں سندے۔

دلیل پوچھی جائے تو کہتے قرآن پ ۲۱' سورۂ روم: ۵۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "فَاِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی "اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! آپ مردوں کو

نہیں سنا سکتے۔ قرآن مجید کے پ ۲۲ سورۂ فاطر: ۲۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ '' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! نہیں ہیں آپ قبر والوں کے سنانے والے۔ قرآن کی ان دو آیاتِ کریمہ سے پتہ چلا کہ مردے نہیں سنتے' جب نبی نہیں سنا سکتے' اُمتی کیسے سنا سکتے ہیں۔ حضرات ہم مانتے ہیں کہ قرآن کی یہ آیات بالکل صحیح ہیں لیکن مولویوں نے اس کا مطلب اور مقصد صحیح نہیں سمجھا' آیئے میں عرض کرتا ہوں! دیکھنا یہ ہے کہ ''من فی القبور '' اور ''الموتٰی '' سے مراد کون ہیں؟ سنئے! علامہ خازن تفسیر خازن میں علامہ بغوی معالم التنزیل میں علامہ قرطبی نے تفسیر قرطبی میں یہ آیاتِ کریمہ لکھنے کے بعد فرمایا کہ ''موتی القلوب وھم الکفار '' مردوں سے مراد یہاں قبروں کے مردے نہیں بلکہ کافر ہیں کہ ان کے دل مردہ ہو چکے ہیں۔ بعض ضدی دیوبندی کہتے ہیں کہ نہیں جی ان مردوں سے مراد قبروں والے بھی مردے ہیں کیونکہ قرآن نے اعلان کر دیا ہے ہم قرآن کے مقابلے میں رحمان کے مقابلے میں انسان کا قول نہیں مانتے' ہمیں قرآن کی دلیل دکھاؤ۔ اچھا اب مماتی دیوبندی اور غیر مقلدین نام کے اہل حدیثوں سے سوال کرنا چاہتا ہوں' ایمان داری سے جواب دینا۔ مکہ کے کافر ابوجہل' ابولہب' عتبہ' شیبہ' اُمیہ' عتبہ' عاص' یہ بڑے بڑے کافر سنتے تھے کہ نہیں؟ بولتے تھے کہ نہیں؟ دیکھتے تھے کہ نہیں؟ سارے وہابی دیوبندی کہیں گے کہ سنتے تھے' بولتے تھے' دیکھتے تھے۔ لیکن آیئے! قرآن مجید پ ۱ سورۂ بقرہ: ۱۸ پڑھیے' اللہ تعالیٰ ان بے ایمانوں' کافروں' مشرکوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: ''صُمٌّۢ بُکْمٌ عُمْیٌ '' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! یہ سارے کافر یہ ابوجہل' ابولہب' یہ امیہ یہ عتبہ' شیبہ یہ سارے تیرے دشمن تیرے ہیں' یہ سن نہیں سکتے' یہ گونگے ہیں یہ بول نہیں سکتے' یہ اندھے ہیں یہ دیکھ نہیں سکتے۔ اب پوچھئے! ان مولوانوں سے کہ مُلاں جی تم تو کہتے ہو کہ کافر سنتے تھے' کافر بولتے تھے' کافر دیکھتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کا قرآن کہتا ہے کہ وہ بہرے تھے' وہ گونگے تھے' یہ اندھے تھے' اب اس کا مطلب کیا ہوگا؟

علمائے محدثین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یار کو مخاطب کر کے فرمایا: سجان! اگرچہ سارے کافر دنیا والوں کے نزدیک بولتے ہیں' سنتے ہیں' دیکھتے ہیں لیکن انہوں نے تجھے دیکھ کر تیرے کمالات دیکھ کر تجھے نہیں مانا' تیرا کلمہ نہیں پڑھا' تیری غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں نہیں ڈالا' اگرچہ دیکھتے' سنتے' بولتے ہیں مگر میرے نزدیک یہ گونگے' بہرے اور اندھے ہیں' میں ان کا جسم دیکھوں یا تیری محبتؐ دیکھوں' اسی طرح مفسرین فرماتے ہیں: سجان! اگرچہ یہ زندہ ہیں' مگر ان کے دلوں نے تیرا کلمہ نہیں پڑھا لہٰذا یہ مردے ہیں۔ حضرات اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے! ابوجہل ہے زندہ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ مردہ ہے' ابولہب ہے زندہ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ مردہ ہے' عتبہ عتیبہ شیبہ اُمیہ ہیں زندہ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ مردہ ہیں' مگر صدقے جاؤں کملی والے کے صحابہ پر سرکار کے جاں نثار غلاموں پر' میدانِ اُحد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ستر صحابہ شہید ہوئے' حضرت امیر حمزہ' حضرت عبداللہ بن عمرو بن حزام' حضرت عمرو بن الجموح' حضرت خارجہ بن زید' حضرت سعید بن ربیع وغیرہ' اللہ تعالیٰ نے محبوب کے صحابہ کے بارے قرآن مجید کے پ۴' سورۂ آل عمران: ۱۶۹ نازل فرمائی کہ ''وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا'' لوگو! جو حضرات اللہ تعالیٰ کے راستے قتل ہو گئے ہیں' انہیں مردہ زبان سے تو کیا دل سے بھی گمان نہ کرنا۔ ''بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ'' بلکہ وہ اپنے رب عزوجل کے پاس زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں قبروں میں بھی جنتی رزق عطاء فرماتا ہے۔ پتہ چلا جو نبی کا منکر ہے چاہے وہ زندہ بھی ہو' زمین پر چلتا پھرتا بھی ہو' کھاتا پیتا بھی ہو' پھر بھی اللہ تعالیٰ کے کاغذوں میں اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ مردہ ہیں۔ اگر سرکار کا غلام ہو' چاہے وہ دنیا چھوڑ جائے' قبر میں چلا جائے' پھر بھی زندہ ہے' حیات ہے۔ حضرات سوچو جب غلامانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ اور حیات ہیں تو آقا اور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات اور سماعت کا کیا عالم ہوگا۔ تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وفات یافتہ صحابہ کو کیا فرمایا: ''السلام علیکم یا اهل القبور'' حضرات

توجہ کرو! صحابہ کرام لاکھوں من مٹی کے نیچے آرام فرما ہیں مگر آمنہ کا لال وفات کے بعد صحابہ کو یاد کر کے بلا رہا ہے۔ پتہ چلا کہ بعد وفات کے اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کو یاد کر کے بلانا کوئی شرک نہیں' کوئی بدعت نہیں بلکہ حسین کے نانے کی سنت ہے۔ حضرات اگر اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو صحابہ کو بعد وفات کے یاد کر کے بلا سکتے ہیں تو ہم حنفی بریلوی بھی اپنے نبی کو پیار میں' محبت میں یاد کر کے پکار سکتے ہیں۔ سرکار کو یاد کے ساتھ پکارنا یہ خالق کائنات کی سنت ہے' اللہ تعالیٰ نے جب اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارا تو عرشوں سے آواز ماری: ''یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ○ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا '' (پ۲' سورۂ مزمل' آیت:۱۔۲) اے مزمل کی کملی اوڑھنے والے محبوب! رات کو تھوڑا قیام کیجئے۔ کہیں فرمایا: ''یٰسٓ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ '' (پ۲۲' سورۂ یٰسین:۱) اے ساری کائنات کے سردار! مجھے قسم ہے قرآن حکیم کی' آپ اللہ تعالیٰ کے آخری اور سچے رسول ہیں۔

میں شان توں بل ہاری رب عزوجل نے جد مزمل کہیا جھمب کملی والی جد ماری
والفجر دا چہرہ اے نوری نوری مکھڑے تے یٰسین دا سہرا اے

کہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَاَنْذِرْ '' (پ۲۹' المدثر:۱۔۲) اے مدثر کی چادر اوڑھنے والے! اُٹھئے! ان بے ایمانوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایئے۔ کہیں فرمایا: ''یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا '' (پ۲۲' الاحزاب:۴۶) اے غیب کی خبریں دینے والے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام! ہم نے آپ کو ساری کائنات کے لیے حاضر ناظر بنا کے بھیجا ہے۔ کہیں فرمایا: ''یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ '' (پ۶' المائدہ:۶۷) اے میرے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام! لوگوں تک پہنچا دیجئے جو آپ کی طرف آپ کے رب عزوجل نے نازل فرمایا ہے۔ حضرات ان آیات کریمہ سے پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیار سے محبت سے یاد کر کے بلانا' یارسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کے بلانا یہ پیارے رب العالمین کی سنت ہے' اگر شرک ہوتا' اگر کفر ہوتا' اگر ناجائز ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی قرآن میں جگہ جگہ یارسول

کہہ کے نہ پکارتا کیونکہ جو کام اللہ تعالیٰ کرے وہ کبھی شرک نہیں ہوسکتا' جو قرآن علم بتائے وہ شرک نہیں ہوسکتا' کیونکہ قرآن اور رحمان نے شرک مٹانے کا حکم دیا ہے' پھیلانے کا حکم نہیں دیا۔ قرآن تو کہتا ہے کہ یارسول اللہ کہہ کے سرکار کو پکارنا جائز ہے مگر دیوبندی اور غیر مقلد اہل حدیث وہابی کیا کہتے ہیں' سنئے! دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ ص ۶۲ میں لکھتے ہیں: یارسول اللہ کہنا بھی ناجائز' اگر عقیدہ یہ رکھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دور سے سنتے ہیں' علمِ غیب کے سبب تو یہ خود کفر ہے۔ مولوی غلام خان دیوبندی راولپنڈی والے اکثر تقریروں میں کہا کرتے تھے: جو بندہ یارسول اللہ کے جواز کا قائل ہے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ غیر مقلد وہابی نام نہاد اہل حدیث کے مولوی ثناء اللہ امرتسری فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۳۳۲ میں لکھتے ہیں کہ یارسول اللہ کہنا یہ ہندوؤں کی سنت ہے' جو بندہ یہ الفاظ پڑھتا ہے وہ بدعتی ہے اور گناہ گار ہے۔ حضرات! کتنے دکھ والی بات ہے کہ یارسول اللہ پڑھنے والے پر کتنے فتوے لگائے گئے۔ حضرات اگر یانبی اللہ یارسول اللہ کہنا شرک ہے' بدعت ہے' نکاح ٹوٹ جاتا ہے تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کسی وہابی غیر مقلد دیوبندی کا نکاح برقرار نہیں' سب کا ٹوٹ گیا ہے کیونکہ ہر مسلمان چاہے وہابی اہل حدیث دیوبندی ہو کوئی بھی ہو نماز پڑھ کر جب تشہد میں بیٹھتا ہے تو پڑھتا ہے: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ '' اے اللہ تعالیٰ کے نبی آپ پر سلام ہو۔ عربی میں ''اَیُّهَا النَّبِیُّ '' ہے' اس کا ترجمہ ہے: یانبی اللہ! پوچھئے ان مولوانوں سے کہ آپ کا اپنے بارے کیا خیال ہے؟ آپ بھی ایہا النبی پڑھ کر مشرک بنے کہ نہیں؟ بدعتی بنے کہ نہیں؟ گناہ گار ہوئے کہ نہیں؟ نکاح ٹوٹا کہ نہیں؟ اگر سب فقرے تم پر بھی فٹ ہوئے تو ہم پر تو فتویٰ تب لگاؤ جب تم خود مسلمان ہو۔ جب تم خود بھی مشرک ہو تو ہم پر کیسے فتویٰ لگ سکتا ہے؟ اگر تم یانبی اللہ پڑھنے کے بعد بھی مؤمن مسلمان ہو' تمہارا کچھ نہیں بگڑا تو انشاء اللہ سرکار کے غلاموں کا بھی کچھ نہیں بگڑتا۔ آیئے برکت کے لیے سب پڑھ لیجئے کہ

یا محمد یا محمد ﷺ میں کہتا رہا
نور کے موتیوں کی لڑی بن گئی
آیتوں سے ملاتا رہا آیتیں
پھر جو دیکھا تو نعت نبی بن گئی
جب چھڑا تذکرہ ان کے رخسار کا
والضحیٰ کہہ دیا والقمر پڑھ لیا
سورتوں کی تلاوت بھی ہوتی رہی
نعت بھی بن گئی بات بھی بن گئی

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب جنت البقیع میں تشریف لے گئے تو سارے صحابہ کرام جو قبروں میں تشریف فرما تھے' میرے آقا نے ان سب کو سلام عطاء فرمایا' سلام دینے کے بعد آمنہ کا لال کافی دیر تک ان کے لیے دعائے رحمت فرماتا رہا' ان کی بخشش کی دعائیں فرماتا رہا' سرکار نے جب اپنے غلاموں کے لیے دعا شروع فرمائی تو میرا ایمان کہتا ہے کہ مدینہ کے ذرات نے بھی آمین کہی ہوگی' مدینہ کے در و دیواروں نے بھی آمین کہی ہوگی' عرش کے فرشتے بھی میرے آقا کی دعا پر آمین کہہ رہے تھے۔ سرکار نے اتنی میٹھی اور محبت بھری دعائیں فرمائیں کہ حضرت ابومہیبہ فرماتے ہیں: میں دل میں کہنے لگا کہ کاش! آج میں زندہ نہ ہوتا میں بھی اس قبرستان میں ایک قبر میں پڑا ہوتا' میں بھی ان پاک دعاؤں کا مستحق ہو جاتا' سبحان اللہ! حضرت ابومہیبہ فرماتے ہیں: میں زندہ نہ ہوتا ساری دنیا زندگی کی دعائیں کرتی ہے' مگر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحابی موت کی دعائیں کر رہا ہے

کر منظور دعا یا رب عزوجل سائیاں میرا خاتمہ نال ایمان ہووے
کملی والے دا ہووے دیدار مینوں جدوں نکل دی پئی میری جان ہووے
بنے قبر میری وچ مدینے دے سوہنا پاک نبی میرا نگران ہووے
اس عظیم عاصی دی قبر اُتے ہر روز پیا ختم قرآن ہووے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کو دعائیں دیں۔ حضرات یاد رکھو اعلیٰ کم کے پاس جائے تو دعائیں دیتا ہے اور کم اعلیٰ کے پاس جائے تو دعائیں لیتا ہے۔ ہم اصلی حنفی یا رسول اللہ کے نعرے مارنے والے جب عام قبروں پر جاتے ہیں تو ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں' جب ہم کسی ولی غوث قطب کے مزار پر جاتے ہیں تو ان سے دعائیں لیتے ہیں' جب عام گناہ گار کی قبر پر جاتے ہیں تو خالق کائنات کی بارگاہ میں ہاتھ اُٹھا کر عرض کرتے ہیں: مولا کریم! ہم صدقہ حسنین کریمین کے نانے کے اس قبر والے کو بخش دے! جب داتا صاحب کے مزار پر جاتے ہیں' شیر ربانی کے مزار پر جاتے ہیں' سلطان باہو کے مزار پر جاتے ہیں تو کہتے ہیں: مولا کریم! اس پیارے کے صدقے ہمارے گناہ معاف فرما دے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کرام کے لیے دعائیں کرنے لگے اور اپنے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمانے لگے: اے قبروں میں آرام کرنے والے مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہیں قبروں میں خوش رکھے اور تمہیں جنت کی وہ نعمتیں مبارک ہوں جو اللہ تعالیٰ تمہیں عطاء فرما رہا ہے' تم کتنے خوش نصیب ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے قبروں میں اپنی رحمت اور جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں' تم لوگ بڑے اچھے ہو کہ دنیا کے فتنوں اور پریشانیوں سے شرارتوں اور گمراہیوں سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت میں آ گئے ہو۔ صحابہ میں تمہیں مبارک دیتا ہوں' تمہاری یہ زندگی پہلی زندگی سے بہتر ہے۔ اے میرے صحابہ! تمہیں کیا پتہ کہ آنے والا زمانہ بڑا سخت آ رہا ہے' تم اچھے ہو تم سختیوں سے پہلے ہی قبروں میں آ گئے ہو۔ حضرات توجہ کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مرحوم مغفور صحابہ سے باتیں کر رہے ہیں۔ اب بتایئے کہ وہ صحابہ سن رہے تھے کہ نہیں؟ اگر کہو نہیں تو بتایئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فضول پتھر اور مٹی سے باتیں کر رہے تھے۔

مردے سنتے ہیں

حضرات یاد رکھیں جب انسان مر جاتا ہے وہ ختم نہیں ہو جاتا' صرف انسان کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے' فانی دنیا چھوڑ کر باقی دنیا میں چلا جاتا ہے' مرنے کے بعد

بھی وہ بولتا ہے' وہ سنتا ہے' وہ جنازہ پڑھنے والوں کو' غسل دینے والوں کو' کفن پہنانے والوں کو' چارپائی اُٹھانے والوں کو پہچانتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے پیارے صحابی ہیں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' وہ فرماتے ہیں کہ آمنہ کے لال نے اپنی یوحیٰ والی زبان سے فرمایا: میرے صحابہ جب بندہ فوت ہو جاتا ہے' اُس کو غسل کفن دینے کے بعد جب چارپائی پر اُٹھا کر قبرستان کی طرف لے جایا جاتا ہے: ''**فاحتملها الرجال علی اعناقهم** ''لوگ اس مرنے والے کو اپنی گردنوں پر اُٹھا کر چلتے ہیں تو مرنے والا اپنی چارپائی پر بولنا شروع ہو جاتا ہے اور کہتا کیا ہے' فرمایا: ''**فان كانت صالحة قالت قدمونی** ''اگر مرنے والا نیک ہو تو چارپائی اُٹھانے والوں کو کہتا ہے: او مجھے چارپائی پر اُٹھا کر لے جانے والو! مجھے جلدی جلدی قبر کی طرف لے چلو تا کہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مزے لوٹ سکوں۔'' **وان كانت غير صالحة قالت لاهلها يا ويلها اين تذهبون** ''اور مرنے والے اگر بدمذہب ہو' گستاخ ہو سخت گناہ گار ہو' سرکار کا بے ادب ہو' آلِ نبی اولادِ علی کا دشمن ہو' صحابہ کے نام سے جلتا ہو تو وہ گھر والوں کو' اپنے دوستوں کو پکار کر کہتا ہے: ہائے مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟ صحابہ نے عرض کی: آقا! وہ مردہ واقعی بولتا ہے؟ فرمایا: بالکل بولتا ہے' عرض کی: سرکار! آپ کی زبان پر خدا عزوجل بولتا ہے' آپ کی مقدس زبان پر جھوٹ نہیں آ سکتا لیکن آقا ہم نے تو کبھی بولتے نہیں دیکھا' اگر بولتا تو ہمیں بھی سنائی دیتا' آمنہ کا چن دُکھیوں کا سجن مسکرا پڑا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''**یسمع صوتها کل شیء الا الانسان لصعق** '' کہ اُس مرنے والے کی آواز دنیا کی ہر چیز سنتی ہے' درندے' پرندے سنتے ہیں' جن' فرشتے سنتے ہیں' زمین و آسمان والے سنتے ہیں لیکن انسان نہیں سنتا' اگر انسان سن لیں تو بے ہوش ہو کر گر پڑیں' کائنات کے نظام خراب ہو جائے۔ سبحان اللہ!

(بخاری شریف ج ۲ ص ۱۸۴' مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۴' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۶۶)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدمت گزار صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ

عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ''ان العبد اذا وضع فی قبرہ'' جب مرنے والے کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے ''وتولی عنہ اصحابہ'' پھر اس کے رشتے دار اس کے ساتھی اس کے دوست اس کو دفن کر کے واپس ہوتے ہیں تو ''انہ یسمع قرع نعالھم'' وہ مرنے والے قبر میں لیٹے لیٹے اپنے دوستوں کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ (بخاری شریف ج ا ص ۱۷۸، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف ص ۲۴)

حضرات توجہ کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بات صحابہ کی نہیں فرما رہے کہ میرے صحابہ بعد مرنے کے جوتیوں کی آواز سنتے ہیں، نہ ولیوں کی سماعت کی بات کر رہے ہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عام بندے کی بات فرما رہے ہیں کہ ہر انسان بعد مرنے کے اپنے دوستوں کی جوتیوں کی آہٹ کی آواز سنتا ہے، سوچو جب عام انسان کی سماعت کا یہ عالم ہے کہ مرنے کے بعد وہ آواز جو معمولی سی چلنے سے نکلتی ہے قبر میں سن لیتا ہے، ولیوں کی سماعت کا کیا عالم ہوگا، پھر صحابہ کی سماعت کا کیا عالم ہوگا، پھر نبیوں کی سماعت کا کیا عالم ہوگا، پھر نبیوں کے امام اللہ تعالیٰ کے مقدس حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سماعت کا کیا عالم ہوگا۔ حضرات اگر عام بندہ مرنے کے بعد دوستوں کی جوتیوں کی آواز سن سکتا ہے تو سنیوں، عاشقو، دیوانو! اپنا ایمان اور عقیدہ رکھو کہ حضور مدینہ پاک میں تشریف فرما کے اپنی قبر انور میں جلوہ فرما کے اپنے غلاموں کا درود و سلام بھی سماعت فرما رہے ہیں۔ اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لوگو! مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ ''قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارایت صلوۃ المصلین علیک ممن غاب عنک'' صحابہ کرام نے عرض کی: آقا! وہ لوگ جو آپ پر درود پڑھتے ہیں لیکن مدینہ پاک میں نہیں رہتے۔ ''ومن یاتی بعدک ما حالھما عندک'' اور وہ لوگ جو ابھی آپ کے امتی پیدا بھی نہیں ہوئے آپ کے وصال کے بعد آئیں گے اور وہ آپ پر درود و سلام پڑھیں گے، ان کا درود آپ کیسے سماعت فرمائیں گے؟ ''فقال اسمع صلوۃ اھل محبتی واعرفھم'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لوگو سن لو! میں محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام

محبت والوں کا درود و سلام خود سن لیتا ہوں اور ان کو پہچان بھی لیتا ہوں کہ کون سا میرا اُمتی، نام کیا ہے، ولدیت کیا ہے، ملک کون سا ہے، خاندان کون سا ہے، شہر کون سا ہے۔'' **وتعرض علی صلوٰۃ غیرھم عرضًا** ''اور جو بندہ محبت کے علاوہ درود و سلام پڑھتا ہے، اس کا درود فرشتے میری بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ (دلائل الخیرات ص ۳۲)

الحمد للہ! اہل سنت و جماعت نبی کو نور ماننے والے سنی، نبی کو مختار ماننے والے سنی، نبی کو حاظر ناظر ماننے والے سنی، نبی کا میلاد ماننے والے سنی، جب بھی سرکار کی بارگاہ میں درود و سلام پڑھتے نبی پاک کی محبت میں ڈوب کر پڑھتے ہیں، نبی پاک کو سامنے تصور کر کے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

ہم یہاں سے پڑھیں وہ مدینے سنیں
مصطفیٰ کی سماعت پر لاکھوں سلام
دور نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام۔

حضرات جو مُلوانے یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک نہیں سنتے، فرشتے پہنچاتے ہیں، وہ بھی سچے ہیں اور اصلی سنی حنفی یارسول اللہ کے نعرے مارنے والے کہتے ہیں کہ نبی ہمارا درود و سلام ہر جگہ سے سنتا ہے، ہم بھی سچے ہیں، وہ بغیر محبت کے پڑھتے ہیں، ہم عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ڈوب کر پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

منزل اُتے وسیلے بغیر کوئی نہ ای خاص پہنچے نہ کوئی عام پہنچے
جا کے طور تے رابطہ پیا کرنا ایں موسیٰ کرن لئی جدوں کلام پہنچے
نمبر کوڈ تے فون بغیر اتھے کسے جگہ نہ کوئی پیام پہنچے
ناصر فون بغیر بے پہنچ سکدا اے یا درود پہنچے یا سلام پہنچے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بندہ فوت ہو جاتا ہے' اس کو غسل دیا جاتا ہے' کفن پہنایا جاتا ہے' اس کی میت اُٹھائی جاتی ہے' اس کا جنازہ پڑھا جاتا ہے' وہ مرنے والا ان تمام لوگوں کو جانتا اور پہچانتا ہے' جن جن لوگوں نے اس کا جنازہ پڑھا' غسل دیا اور کفن دے کر قبرستان اٹھا کر لے گئے۔

(احمد' طبرانی' مرقاۃ شرح مشکوٰۃ' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۶۶)

بغداد شریف میں ایک بندہ رہتا تھا' اللہ تعالیٰ نے اُسے ایک لڑکی عطاء فرمائی' اس بندے نے اپنی بچی کو قرآن کا حافظ اور قاری بنایا۔ حضرات پتہ چلا پہلے دور کے مسلمان اپنے بچوں کو قرآن کا حافظ بناتے تھے' قاری بناتے تھے' عالم بناتے تھے۔ ان کے دلوں میں دین کا درد تھا' دین کی محبت تھی اور آج کل ہمارا کیا حال ہے' ہم بچے کو انگریزی اسکول میں میٹرک کرا لیں گے' ایف اے' بی اے' ایم اے کرا لیں گے' لیکن بچے کو قرآن کا قاری نہیں بنائیں گے' اب ہر روز صبح صبح تماشہ دیکھتے ہوں گے' والدین اپنے بچوں کو تیاری کرا کے خود اسکولوں میں چھوڑنے جاتے ہیں' کوئی کار پر بچے لے جاتا ہے' کوئی اسکوٹر پر' کوئی سائیکل پر' کوئی پیدل تاکہ بچہ سکول سے لیٹ نہ ہو جائے' پھر ہزاروں روپے ماہانہ فیسیں بھی دیتے ہیں اور استادوں کی خدمت بھی کرتے ہیں' کبھی اپنے دینی اداروں میں بھی اس طرح ماں باپ کو دیکھا ہے کہ بچے کو چھوڑ آئیں تاکہ ہمارا بچہ قرآن کا قاری بن جائے' عالم بن جائے؟ ناں بالکل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دین سے دور ہوتے جاتے ہیں' ستر سال عمر ہو جاتی ہے' سیدھا کلمہ سیدھی نماز نہیں آتی' اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں دین کی محبت عطاء فرمائے تاکہ ہم اپنے بچوں کو دین کی تعلیم دے سکیں۔ تو عرض یہ کر رہا تھا کہ اس بندے نے اپنی بچی کو قرآن کا قاری بنایا' عالمہ بنایا جب بچی جوان ہو گئی تو بغداد شریف کے ایک نیک گھرانے میں اس کی شادی کر دی گئی' رات کو جب دُولہا دُلہن کے کمرے میں آیا تو دلہن عالمہ قاریہ تھی' ادب احترام جانتی تھی' خاوند کے احترام میں کھڑی ہو گئی' جب دولہا بیٹھا تو دلہن بھی بیٹھ گئی' سلام کے

بعد دلہن نے بڑی محبت سے کہا: حضور! اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ اس نے میرے نصیب میں آپ جیسا نیک اور خوب سیرت انسان لکھ دیا ہے' انشاء اللہ میں کوشش کروں گی کہ آپ کی خدمت کروں' آپ کے والدین کی خدمت کروں' آپ کے خاندان کی عزت کروں' دولہا بڑا خوش ہوا' انہوں نے بھی شکریہ کے کلمے ادا کیے' دلہن نے پھر عرض کی: حضور! میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ کی دعاؤں کے صدقے سے قرآن کی قاریہ اور حافظہ ہوں' میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے اتنی اجازت فرمادیں کہ میں علاقے کی بچیوں کو اپنے گھر قرآن کی تعلیم دے سکوں؟ دولہا نے کہا: اے میری رفیقہ حیات! یہ تو ہماری بڑی خوش نصیبی ہے کہ ہمارے گھر میں اللہ تعالیٰ کا قرآن پڑھایا جائے' بچیاں قرآن پڑھیں' مجھے کوئی اعتراض نہیں' آپ پڑھا سکتی ہیں! اس بچی نے بغداد شریف کی بچیوں کو قرآن پاک پڑھانا شروع کر دیا' ایک سال پڑھایا' دو سال پڑھایا' تین سال پڑھایا' چار سال پڑھایا' حتیٰ کہ چالیس سال تک اپنے علاقے میں بچیوں کو قرآن کا درس دیا' حتیٰ کہ قرآن پڑھاتے پڑھاتے اس کی موت کا وقت قریب آ گیا' حضرات موت برحق ہے موت سے کوئی بچ نہیں سکتا' جو دنیا میں آیا ہے' اس نے ایک دن دنیا چھوڑ کر قبر میں بھی جانا ہے۔

مت جانے اس جگ تے رھساں ایہہ تیرا غلط خیال
تیرے نال دے ساتھی ٹر گئے نے تو بھی قبر دا جوڑ سامان
چھوڑ تکبر کملا بھائی کر راضی ذات رحمان
افقر جوڑ سامان قبر دا تے جہڑا تیرا خاص مکان

وہ قاریہ بیمار ہوگئی' موت کے لمحات قریب آ گئے' اس زمانے میں بغداد شریف میں ایک کفن چور رہتا تھا' کچھ لوگ مال کے چور ہوتے ہیں' کچھ سونے چاندی کے' کچھ مال ڈنگر کے چوروں کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ روزہ چور' نماز چور' مال چور' ایمانی چور' وہ کفن چور تھا۔ اس قاریہ نے اپنے خاوند کو کہا: میرے سرتاج! ذرا مہربانی کرو! کفن چور کو بلا لاؤ'

خاوند نے کہا: خیر تو ہے؟ عرض کی: اس سے ایک ضروری بات کرنی ہے اس کا خاوند چور کو بلا کر لے آیا' کفن چور ڈرتا ڈرتا قاریہ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی خیر کرے! ذ آج قاریہ کو میری کیا ضرورت پڑ گئی ہے۔ قاریہ نے پردے کے پیچھے سے ایک تھیلی نکال کر اس کفن چور کے سامنے پھینکی' کفن چور نے کہا: بی بی جی! یہ کیا ہے؟ قاریہ نے فرمایا: اس میں سونے چاندی کے روپے ہیں' یہ اُٹھا لو! عرض کی: کس خوشی میں' آپ مجھے عطاء فرما رہے ہیں؟ بی بی صاحبہ نے فرمایا: مجھے پتہ ہے تو کفن چور ہے اور تیرا پیشہ کفن چرانا ہے' میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ سبحان اللہ! ہے حافظہ ہے قاریہ' لیکن کہتی کیا ہے میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ حضرات جب حافظہ جانتی ہے کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا' کیا اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتہ نہیں ہو گا؟ جب غلام کی نگاہ کا یہ عالم ہے سردار کی نگاہ کا عالم کیا ہو گا۔

محتاج کا جب یہ عالم ہے مختار کا عالم کیا ہو گا
بن دیکھے فدا ہے ہر کوئی دیدار کا عالم کیا ہو گا

قاریہ نے فرمایا: بھائی جی! یہ ایڈوانس اپنی مزدوری لے لو' جب میں فوت ہو جاؤں تو میرا کفن اتار کر مجھے قبر میں شرمندہ نہ کرنا' میں نے چالیس سال قرآن کی خدمت کی ہے' میں قبر میں مردوں کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہتی' لہٰذا میں مرنے سے پہلے کفن کی قیمت ادا کر دی ہے' تا کہ تو محنت سے بچ جائے' میں بے پردگی سے بچ جاؤں' کفن چور نے وہ تھیلی اُٹھائی' وعدہ کیا کہ بی بی آپ پریشان نہ ہوں' کفن تو کیا میں آپ کی قبر کے پاس بھی نہیں گزروں گا۔ کفن چور اُجرت لے کر مزدوری لے کر گھر آ گیا۔ بیوی نے پوچھا: جمال دین! یہ آج خیر تو تھی' آج قاریہ نے تمہیں کیوں بلایا تھا' کفن چور نے ساری بات بتائی۔ آگے بیوی بھی کفن چور کی تھی' کہنے لگی: کفن کی قیمت تو لے لی ہے' اب کفن بھی نہ چھوڑنا' لگتا ہے بی بی کا کفن بڑا قیمتی ہو گا' آخر سارے بغداد کی استاد ہے۔ کفن چور کی نیت بدل گئی' اس نے کہا: فکر نہ کر! کفن بھی نہیں چھوڑوں گا' جب مغرب کی

اذان ہوئی تو اعلان ہوا کہ لوگو! بغداد کی مشہور قاریہ فلاں بنت فلاں زوجہ فلاں فوت ہوگئی ہے' اس کا جنازہ عشاء کی نماز کے بعد قبرستان والے جنازگاہ میں پڑھایا جائے گا' لہٰذا تمام مسلمان شرکت فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔ عشاء کی نماز کے بعد اس قاریہ کا جنازہ اُٹھایا گیا' ہزاروں کی تعداد میں لوگ اس کے جنازے میں شامل ہوئے' وہ کفن چور بھی آخری صف میں جنازہ میں شامل ہو گیا' جب جنازہ ختم ہوا تو امام صاحب نے جنازے کے بعد قاریہ کے لیے مغفرت کی دعا مانگی۔ حضرات یاد رکھیں! جب کسی مسلمان کا جنازہ پڑھو' مسلمان ہو مؤمن' بے ادب گستاخ نہ ہو' یاد رکھیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے ادب کا جنازہ' صحابہ کے بے ادب کا جنازہ' آلِ نبی اولادِ علی کے گستاخ کا جنازہ ہرگز نہیں پڑھنا چاہیے' چاہے وہ قریبی رشتے دار ہی کیوں نہ ہو' مرنے والے کے رشتے نہ دیکھا کرو بلکہ نسبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھا کرو' یہ دیکھا کرو کہ مرنے والا سرکار کا گستاخ تو نہیں تھا' صحابہ کرام کا آلِ نبی کا بے ادب تو نہیں تھا۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ نہیں جی ہر مسلمان کا جنازہ پڑھنا چاہیے' یہ مولویوں کی تقسیم ہے کہ دیوبندیوں' وہابیوں' شیعوں کا جنازہ نہ پڑھو' یہ غلط ہے' جس نے کلمہ پڑھ لیا وہ مسلمان ہے۔ مسلمانوں کا جنازہ ضرور پڑھنا چاہیے۔ حضرات اہل سنت و جماعت نمبرا کا عقیدہ ہے کہ بے ادبوں کا جنازہ نہیں پڑھنا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک گستاخ تھا اس کا نام عبداللہ بن ابی' یہ تھا مسلمان یہ نماز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پڑھتا تھا' روزے رکھتا تھا' حج کرتا تھا' سارے مسلمانوں والے کام کرتا تھا لیکن اندر سے سرکار کا بے ادب تھا' سرکار کے گلے شکوے کرتا تھا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کچھ پتہ تھا مگر کریم رحیم نبی درگزر فرماتے تھے' جب وہ مرنے لگا تو بیمار ہو گیا' اس کو پتہ چل گیا کہ اب میرا بچنا محال ہے' اس نے اپنے بیٹے جس کا نام بھی عبداللہ تھا' یہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحابی تھا' یہ سرکار کا بڑا ادب کرتا' سرکار سے بڑی محبت کرتا تھا' کو کہا کہ بیٹا! میں مر جاؤں تو مجھے غسل دے کر مدینہ کا کفن نہ پہنانا' بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرنا کہ اپنی قمیص مبارک عطاء

فرمائیں پھر میرا جنازہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پڑھوانا' جب عبداللہ مر گیا تو اس کا بیٹا سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوا' اس وقت سرکار کی خدمت میں اور صحابہ بھی بیٹھے تھے۔ فاروقِ اعظم بھی حاضر خدمت تھے' اس نے آ کر عرض کی: آقا! میرا ابو فوت ہو گیا ہے اور وصیت کر گیا ہے کہ اپنی قمیص مبارک کفن کے لیے عطاء فرمائیں اور رحمت کرتے ہوئے میرا جنازہ بھی پڑھائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا کرتہ مبارک عطاء فرمایا اور وعدہ فرمایا کہ جب جنازہ تیار ہو جائے تو بتانا میں جنازہ بھی پڑھاؤں گا' وہ قمیص مبارک لے کر چلا گیا۔ حضرت عمر نے عرض کی: آقا! آپ بھی بڑے ہی شفیق ہیں یہ عبداللہ بن ابی وہ مردود ہے جو ساری زندگی آپ کی گستاخی کرتا رہا ہے' لیکن آپ اتنے کریم ہیں کہ اپنا کرتہ مبارک بھی عطاء فرما دیا ہے اور جنازہ بھی پڑھانے کا وعدہ فرما لیا ہے۔ سرکار نے فرمایا: پیارے عمر! ٹھیک کہتے ہو لیکن میں نے کرتہ کیوں دیا ہے' جنازہ پڑھانے کا وعدہ کیوں کیا ہے' تم نہیں جانتے۔ عرض کی: آقا! وضاحت فرمائیے! فرمایا: مجھے پتہ ہے یہ گستاخ تھا' بڑا بے ادب تھا' میرے گلے اور شکوے کرتا تھا' میرے پیچھے نماز پڑھ کے میرے عیب بیان کرتا تھا' لیکن میں جانتا ہوں کہ نہ میری قمیص اس کو فائدہ دے گی نہ میرا جنازہ پڑھنا اس کو فائدہ دے گا۔ عرض کی: پھر پڑھانے کا فائدہ کیا ہے؟ آمنہ کے لال نے فرمایا: یہ ایک ہزار لوگوں کا سردار ہے' جب وہ میرا حسنِ اخلاق دیکھیں گے اور دیکھیں گے کہ اچھا بندہ تھا' ادھر نبی کے گلے کرتا تھا' کہتا تھا کہ نبی کر کچھ نہیں سکتا' نبی دے کچھ نہیں سکتا' اُدھر نبی کے کرتے کو تبرک بنا کر قبر میں لے جا رہا ہے' نبی سے جنازہ پڑھا رہا ہے تو اِنشاء اللہ وہ سارے دل سے مسلمان ہو جائیں گے۔

سبحان اللہ! پھر جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنازہ پڑھایا تو اس کا سارا خاندان سچے دل سے مسلمان ہو گیا۔ حضرات پتہ چلا نبیوں' ولیوں کے تبرکات قبر میں رکھنے جائز ہیں' مگر فائدہ اس کو دیتے ہیں جو با ادب ہو' جو غلام ہو' گستاخ اور بے ادب کو تبرکات فائدہ نہیں دیتے۔

کر مرشد دی سیوا تینوں ایہہ دنیا بُھل جاوے
فقیر نوں یار بناون والا کدی نہ دھوکا کھاوے
حسن والا بندہ اکثر رُو رُو کے پچھتاوے
اُوہ کیوں ہسے ناصر جنھوں حاسد راس نہ آوے

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس بے ادب گستاخ کا جنازہ پڑھایا تو خالق کائنات نے عرشوں سے آواز ماری: سجناں! اس بے ایمان کا جنازہ تو پڑھا دیا ہے' اب آئندہ کسی گستاخ اور بے ادب کا جنازہ نہ پڑھانا' عرض کی: مولا کریم! عبداللہ نماز پڑھتا تھا' روزے رکھتا تھا' تیری عبادت کرتا تھا' وہ کیسے بے ایمان ہو گیا' فرمایا کہ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ٹھیک کہتے ہو' پھر میں اس کی عبادت دیکھوں یا تیری محبت دیکھوں' سجناں وہ تیرا بے ادب نہیں تھا' میرا بے ادب تھا' وہ تیرا منکر نہیں تھا' اللہ تعالیٰ کا منکر تھا۔ خالق کائنات نے فرمایا: ''وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا '' اُن میں سے کسی کی میت پر کبھی نمازِ جنازہ نہ پڑھنا ''وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ '' اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو کر اس کے لیے بخشش کی دعا کرنا کیوں' اس لیے کہ ''اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ '' بے شک وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے ''وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ '' اور وہ نافرمان ہو کر مر گئے۔ (پ ۱۰' التوبہ: ۸۴) (تفسیر نور العرفان ص ۳۱۸)

حضرات قرآن کریم کی اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے ادب اور گستاخ کا نہ جنازہ پڑھنا چاہیے اور نہ اس کے لیے بخشش کی دعا کرنی چاہیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عظیم صحابی حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن سرکار مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں کہ چند آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے' عرض کی: آقا! ہمارا عزیز فوت ہو گیا' ہماری برادری کا ایک بندہ فوت ہو گیا ہے' اس کا جنازہ جنازگاہ میں آ چکا ہے' کرم فرمایئے اُس کا جنازہ تو پڑھا دیجیے۔ سرکار نے سنا تو تیار ہو گئے' اپنے صحابہ کی جھرمٹ میں جنازگاہ تشریف لے آئے' صحابہ کرام نے صفیں

درست کرلیں' میرے آقا نے میت کے وارث کو بلایا' فرمایا: اس میت کا نام کیا ہے کس قبیلے سے تعلق رکھتا ہے' اس کا کردار کیا تھا؟ میت کے وارث نے عرض کی: حضور! یہ نمازی تھا' آپ کے پیچھے نمازیں پڑھتا' روزے رکھتا تھا' فلاں قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے اور فلاں نام ہے۔ سرکار نے جب نام سنا تو جلال میں آ گئے' چہرے پر غصہ کے آثار آ گئے' صحابہ کرام بڑے حیران ہو گئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جلال میں کیوں آ گئے ہیں' خیر تو ہے؟ میرے آقا نے میت کے وارث کو فرمایا: یہ وہی بندہ نہیں جو میرے عثمان صحابی سے عداوت رکھتا تھا' میرے عثمان کا بے ادب اور گستاخ تھا' میرے عثمان کے گلے کرتا تھا' وارث نے سر جھکا لیا' عرض کی: آقا! ہاں یہ وہی بندہ ہے' میرے آقا نے فرمایا: اس کا جنازہ اٹھالو' عرض کی گئی: آقا! بات کیا ہے؟ فرمایا: جو بندہ میرے عثمان کا بے ادب ہو' میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ پڑھانے کے لیے تیار نہیں' حضرات یہ وہ نبی ہے جس نے تھپڑ کھائے پر غصہ نہیں کیا' گالیاں سنیں غصہ نہیں فرمایا' کوڑا کرکٹ ڈالا گیا' غصہ نہیں کیا مگر یہاں فرماتے ہیں: لوگو! سن لو میں اس کا جنازہ نہیں پڑھاتا کیونکہ ''انہ کان یبغض عثمان'' یہ بندہ میرے عثمان سے عداوت اور بغض رکھتا تھا۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۱۲)

پتہ چلا کہ صحابہ کے دشمن کا جنازہ نہ پڑھنا یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت مبارکہ ہے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لوگو! ایک وقت آنے والا ہے' لوگ میرے صحابہ کی بارگاہ میں بے ادبی اور گستاخی کریں گے' اگر تم وہ وقت دیکھو تو سنو اُن لوگوں سے بچ کے رہنا ''ولا تناکحوھم'' اُن کے بچوں بچیوں سے اپنے بچوں بچیوں کی شادیاں نہ کرنا ''وتجالسوھم'' اور ان کی محفلوں میں نہ بیٹھنا ''وان مرضوا فلا تعودوھم'' اگر صحابہ کا بے ادب بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی نہ کرنا ''فلا تصلوا علیھم'' صحابہ کا بے ادب مر جائے تو اس کا جنازہ نہ پڑھنا ''ولا تصلوا معھم'' جہاں وہ نماز پڑھیں ان کے ساتھ نماز نہ پڑھنا۔

(دارقطنی' شفاء شریف ج ۲ ص ۶۸۹' غنیۃ الطالبین ص ۱۶۸' رسائل رضویہ ج ۱ ص ۲۴۱' مستدرک شریف ج ۳ ص ۶۳۲' تاریخ بغداد' جمع الجوامع' کنزالعمال' جامع الاحادیث ج ۲ ص ۱۱۰)

حضرات بتائیے! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیسے کھول کر مسئلہ سمجھا دیا کہ میرے صحابہ کے دشمن کا جنازہ نہ پڑھنا' آج سنی کسی گستاخ کا جنازہ نہ پڑھیں تو لوگ کہتے ہیں: یہ مولوی بڑے تنگ نظر ہیں' یہ مولوی فرقہ پرست ہیں' دیکھو جی! مولوی مسلمان کا جنازہ نہ پڑھتے اور نہ ہمیں پڑھنے دیتے ہیں۔ حضرات خدا عزوجل کے لیے سوچئے! مولوی لوگوں کی باتیں مانیں یا کملی والے کی جس کا کلمہ پڑھا ہے' چاہیے تو یہ تھا کہ لوگ علماء کی بات پر عمل کرتے' لیکن عوام کہتی ہے کہ مولوی ہماری بات مانیں۔ تو سرکار نے کیا فرمایا: اس کا جنازہ اٹھالو' اس کا جرم کیا تھا؟ اس کا قصور کیا تھا؟ نماز نہیں پڑھتا تھا' روزے نہیں رکھتا' شریعت کے احکام نہیں مانتا تھا' توحید نہیں مانتا تھا' ناں ناں ایسا کوئی جرم نہیں تھا' جرم تھا تو یہ تھا کہ اس کے دل میں عثمان غنی کا ادب اور احترام نہیں تھا' پتہ چلا کہ

ہے منکر جس دے دل دے اندر نئیں عشق صدیق ولی دا
اُو ولی جان ایمان توں خالی جہڑا دشمن عمر جری دا
اوی جنت جانئیں سکدا جنوں نئیں پیار عثمان غنی دا
اعظم اُو وی وڈا کافر تے جہڑا نئیں حب دار علی دا

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ جب کسی مسلمان کا جنازہ پڑھو' کسی سُنّی مسلمان کا جنازہ پڑھو' کسی عاشقِ مدینہ کا جنازہ پڑھو تو جنازہ پڑھ کر بھاگ نہیں جانا چاہیے بلکہ اس مرنے والے کے لیے خلوصِ دل سے دعا کرنی چاہیے' یہ سرکار کا فرمان ہے' یہ مسلمانوں کا طریقہ ہے' سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا لہ الدعاء'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لوگو! جب تم کسی مرنے والے پر جنازہ پڑھ چکو تو مرنے والے کے لیے خلوصِ دل سے دعا مانگو کہ اے خالق کائنات! اس کے گناہ بخش دے' اس کی مغفرت فرما' اس کو

اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرما۔

(ابن ماجہ شریف ص ۱۰۹' ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۴۱' مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۶)

غیر مقلد وہابی اہل حدیث دیوبندی حضرات کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں کہ حدیث بالکل ٹھیک ہے' مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ نمازِ جنازہ پڑھتے وقت مرنے والے کے لیے خلوصِ دل سے دعا مانگو۔ حضرات ان کی بات درست نہیں کیونکہ صلیتم یہ شرط ہے اور فاخلصوا اس کی جزاء ہے۔ قانون یہ ہے کہ شرط اور جزاء میں فرق ہو فاصلہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ صلیتم یہ ماضی کا صیغہ ہے' جس کا معنی ہے: کام کر لینا اور فاخلصوا امر کا صیغہ ہے۔ پتہ چلا کہ جنازہ پڑھ لینے کے بعد حکم دیا جا رہا ہے کہ دعا کرو' مثلاً اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے پ ۲۸' سورۂ جمعہ میں فرماتا ہے: ''فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ'' ''لوگو! جب نمازِ جمعہ پڑھ چکو تو زمین میں پھیل جاؤ۔ اب اس کا مطلب کیا ہے کہ جمعہ کے درمیان ہی دوڑ جاؤ' یا جمعہ پڑھ کے۔ جمعہ پڑھ کے کیونکہ حکم ہو رہا ہے ''فَانْتَشِرُوْا'' اب کوئی پاگل وہابی دیوبندی جمعہ میں جماعت میں نماز پڑھتے دوڑنا شروع کر دے' لوگ کہیں گے: او نجدی پاگل تو نہیں ہو گئے' نماز پڑھتے کیوں دوڑنا شروع کر دیا ہے' وہ کہے: جان میں تو قرآن پر عمل کر رہا ہوں' اللہ تعالیٰ جو فرما رہا ہے کہ نمازِ جمعہ میں زمین پر پھیل جاؤ تو پڑھے لکھے' اس کو کیا کہیں گے کہ نام کے شیخ القرآن اللہ تعالیٰ نے نمازِ جمعہ میں دوڑنے کا حکم نہیں دیا بلکہ ''فَانْتَشِرُوْا'' فرمایا ہے کہ نمازِ جمعہ پڑھ کر زمین میں پھیل جاؤ۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۲۲' الاحزاب: ۵۳ میں ارشاد فرماتا ہے: ''فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا'' اے ایمان والو! جب تم کھانا کھا لو تو میرے نبی کے دربار سے چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس آیہ کریمہ میں دربارِ نبوت کا ادب بتایا ہے کہ جب میرا یار تمہیں دعوت کے لیے اپنے گھر بلائے تو کھانا کھا کے بیٹھے نہ رہا کرو' میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف ہوتی ہے' فوراً کھانا کھا کر چلے جایا کرو' اب کھانے کے دوران چلے جانا چاہیے یا کھانا کھا کے؟ اب کوئی مولوی صاحب منہ میں مرغا کا پیس لے کے چلتا

شروع کر دے، کوئی پوچھے کہ مولوی صاحب یہ کیا کر رہے ہو؟ وہ کہے کہ میں تو قرآن پر عمل کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب کھانا کھانے لگو تو چلنا شروع کر دو، میں تو قرآن پاک پر عمل کر رہا ہوں، کوئی ایسے عقل مند کو کیا کہے گا؟ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ٦، المائدہ:٦ میں ارشاد فرماتا ہے: ''یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ'' اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو وضو کرو، اپنا چہرہ اپنے ہاتھ اپنے پیر دھولو، سر کا مسح کر لو۔ یعنی پہلے وضو کرو، پھر نماز پڑھو یہ نہیں کیا ادھر نماز بھی پڑھتے رہو، ادھر وضو بھی کرتے رہو، کیونکہ صلوٰۃ اور غسل میں فرق ہے۔ اسی طرح انسان کے لیے سنت ہے کہ وہ پہلے نمازِ جنازہ پڑھ لے، پھر مرنے والے کے لیے خلوصِ دل سے دل کرے۔ (جاء الحق ج ا ص ۲۷۴)

حضرات بعض وہابی دیوبندی دھوکہ دینے کے لیے کہتے ہیں کہ ہم نمازِ جنازہ کے بعد دعا اس لیے نہیں مانگتے کہ نمازِ جنازہ بھی تو دعا ہی ہے، پھر دعا کے بعد دعا کا کیا مطلب! آپ ان عقل مندوں سے سوال کریں، کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ کہیں فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ دعا مانگنے کے بعد پھر دعا نہ مانگنا، میں قبول نہیں کروں گا؟ اگر لکھا ہے تو ہمیں بھی دکھادو، ہم نہیں مانگیں گے، یا کوئی صحیح حدیث بھی دکھادو، کہیں اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہو کہ ایک مرتبہ دعا مانگ کر پھر دعا نہ مانگنا، چلو صحیح نہیں کوئی ضعیف حدیث بھی دکھادو کہ سرکار نے ایک بار دعا مانگ کر پھر دعا مانگنے سے منع فرمایا ہو، چلو کسی صحابی کا قول بھی دکھادو کہ کسی صحابی نے فرمایا ہو کہ ایک بار دعا مانگ کر پھر دعا نہ مانگنا، مگر قیامت آسکتی ہے کوئی ملاں کوئی مفتی کوئی قاضی کوئی شیخ القرآن کوئی شیخ الحدیث یہ بات نہیں دکھا سکتا۔ ملاں سوچ! اللہ تعالیٰ دعا سے منع نہ فرمائے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منع نہ فرمائیں، صحابہ منع نہ فرمائیں، تیری بات کون مانتا ہے؟ ہمارے ایک سنی عالم نے ایک جگہ تقریر کرتے ہوئے عوام کو فرمایا کہ سنیوں نمازِ جنازہ پڑھ کر میت کے لیے ضرور بخشش کی دعا کرو، بھاگ نہ جایا کرو، محفل میں ایک دیوبندی مولوی بھی بیٹھا تھا،

کہنے لگا: مولوی صاحب! جب نمازِ جنازہ خود دعا ہی ہے تو پھر دعا مانگنے کا کیا مطلب؟ سنی عالم نے بڑا پیارا جواب دیا کہ مولوی جی! کبھی نماز پڑھائی ہے؟ کہنے لگا: ماشاء اللہ! میں تو پانچ ٹائم لوگوں کو جماعت کراتا ہوں' سنی عالم نے فرمایا: جماعت کے بعد کبھی دعا مانگی ہے یا ویسے ہی مصلی چھوڑ کر بھاگ جاتے ہو؟ کہنے لگا: نہیں جی! الحمد للہ جماعت کے بعد دعا مانگتا ہوں کیونکہ جماعت کے بعد دعا مانگنا اور ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرنا ''اللّٰھم انت السلام ومنك السلام تبارکت یا ذالجلال والاکرام '' پڑھنا' یہ اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت مبارکہ ہے۔ سنی عالم نے فرمایا: کیوں دعا مانگتے ہو' سلام پھیرنے سے پہلے کیا تم اور سارے نمازی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا نہیں کرتے: ''رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ''(پ۱۳' ابراہیم:۳۹۔۴۰) اے میرے پالنے والے! مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو' اے ہمارے رب عزوجل اور میری دعا سن لے۔ اے ہمارے ربِ عزوجل! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ سنی عالم نے فرمایا: مولوی صاحب! جب آپ نے سلام پھیرنے سے پہلے صرف اپنے لیے ہی نہیں اولاد کے لیے' والدین کے لیے' سارے ایمان والوں کے لیے دعا مانگ لی' پھر سلام کے بعد دعا کا کیا مطلب؟ اب مولوی صاحب بڑے پریشان ہوئے اور لا جواب بھی' ایک سنی جوان نے کہا: مولوی جی! اب بولو ہمارا تو تو نے جینا حرام کر رکھا ہے۔ اب بیچارے بولے: کیا صرف یہ کہا جی ہم تو سرکار کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دعا مانگتے ہیں۔ سنی عالم نے کہا: ہم نے کوئی مسئلہ گھر تو نہیں بنایا' ہم بھی نمازِ جنازہ کے بعد دعا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کرتے ہیں۔ علامہ ابوبکر بن سعود کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بدائع الصنائع کے اندر یہ حدیث مبارکہ لکھی ہے کہ ''ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلّٰی علٰی جنازۃ ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے اپنے ایک غلام کی نمازِ جنازہ پڑھائی ''فلما فرغ'' جب سرکار نے نمازِ جنازہ پڑھا لی نمازِ جنازہ سے فارغ ہوئے تو ''جآء عمر ومعه قوم'' حضرت عمر چند ساتھیوں کے ساتھ نمازِ جنازہ پڑھنے کے لیے قبرستان تشریف لے آئے لیکن آگے نماز جنازہ تو ہو چکی تھی ''فاراد ان یصلی ثانیا'' حضرت عمر نے ارادہ کیا کہ چلو جماعت ہو چکی ہے تو ہم دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھ لیتے ہیں جب نمازِ جنازہ پڑھنے کا اُرادہ کیا تو ''فقال له النبی صلی الله علیه وسلم الصلاة علی الجنازة لا تعاد'' نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عمر! یہ کیا کرنے لگے ہو؟ عرض کی: آقا! دوبارہ جنازہ پڑھنے لگے ہیں تاکہ ہم بھی نمازِ جنازہ کا ثواب حاصل کر سکیں تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: نماز جنازہ میت پر دوبارہ نہیں پڑھی جا سکتی۔ ''ولکن ادع للمیت واستغفر له'' ہاں اگر ثواب لینا چاہتے ہو تو مرنے والے کے لیے دعائے مغفرت کرلو۔ علامہ ابو بکر فقہ کے بہت بڑے امام جن کا وصال ۵۸۷ھ میں ہوا' وہ یہ حدیث لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: ''وهذا نص فی الباب'' یہ حدیث پاک بعد نماز جنازہ کے دعا مانگنے کی دلیل ہے۔

(بدائع الصنائع ج اص ۳۱۱' مقالات امینیہ ج ۳ ص ۳۴۷' دعا بعد از نماز جنازہ کی شرعی حیثیت ص ۴۲)

حضرات اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ جنازے کی نماز کے بعد میت کے لیے بخشش کی دعا کرنا یہ بدعت نہیں' بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کیونکہ آمنہ کے چن نے خود فاروقِ اعظم کو دعا مانگنے کا حکم دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی تھے حضرت طلحہ بن براء انصاری رضی اللہ عنہ وہ رات کے وقت فوت ہو گئے' صحابہ کرام نے خود ہی غسل دیا' کفن پہنایا' پھر نماز جنازہ پڑھ کے دفن کر دیا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ بتایا گیا کہ سرکار کو تکلیف نہ ہو' رات کا وقت ہے' ہم خود ہی دفن کر دیتے ہیں' صبح کی نماز کے بعد حضرت طلحہ کے گھر والوں نے عرض کی: آقا! آپ کے غلام طلحہ انصاری رات کو فوت ہو گئے تھے' ہم نے آپ کو زحمت دینا گوارہ نہ کیا' غسل کفن دے کے نمازِ جنازہ پڑھ کے دفن کر دیا ہے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنا تو بڑا افسوس فرمایا'

پھر اپنے صحابہ کو ساتھ لے کر حضرت طلحہ کی قبر پر تشریف لے گئے' آپ نے حضرت طلحہ کی قبر پر کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ پڑھائی' نماز جنازہ پڑھانے کے بعد "ثم رفع یدیہ" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ اُٹھا کر حضرت طلحہ کے لیے بخشش کی دعا فرمائی' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: "اللّٰھم الق طلحۃ یضحك الیك وانت تضحك الیہ" اے پیارے رب العالمین! تو طلحہ کے ساتھ اس حال میں ملاقات فرما کہ تو اُس سے راضی ہو اور وہ تجھ سے راضی ہو۔ (زرقانی علی الموطا ج ۲ ص ۱۶' مظاہر حق ص ۳۱۱' دعا بعد از نمازِ جنازہ کی شرعی حیثیت ص ۵۲' مقالاتِ امینیہ ج ۳ ص ۳۴۸' صلوٰۃ رسول ص ۴۱۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی علی المنفوس" میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک معصوم بچے کی نماز جنازہ پڑھائی' جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو "ثم قال اللّٰھم اعذہ من عذاب القبر" اے پیارے رب العالمین! اس بچے کو عذابِ قبر سے بچالے۔ (سنن بیہقی ج ۴ ص ۹' کنز العمال ج ۸ ص ۱۱۴' شرح صدور ص ۶۲' دعا بعد از نمازِ جنازہ کی شرعی حیثیت ص ۴۲۔۴۳' صلوٰۃ الرسول ص ۶۱۸' مقالاتِ امینیہ ج ۳ ص ۳۴۸ بہجۃ النفوس شرح بخاری ج ۱ ص ۱۲۲)

حضرت عمیر بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت مولا علی نے یزید بن مکفف کی نمازِ جنازہ پڑھائی' میں نے بھی آپ کے پیچھے باجماعت نماز جنازہ ادا کی "فکبر علیہ اربعا" آپ نے نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں پڑھیں' نمازِ جنازہ پڑھانے کے بعد مولا علی اس میت کے پاس تشریف لے گئے' پھر آپ نے اس کے لیے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی کہ "اللّٰھم عبدك وابن عبدك نزل بك الیوم" اے میرے پیارے رب العالمین! یہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندے کا بیٹا ہے' یہ آج تیرے دربار میں حاضر ہوا ہے' "فاغفر لہ ذنبہ" یا اللہ عزوجل! اس کے سارے گناہ معاف کر دے "ووسع علیہ مدخلہ" اور اس کی قبر کو اس کے لیے کشادہ اور وسیع فرما دے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۳۳۱' صلوٰۃ رسول ص ۶۱۸' مقالاتِ امینیہ ج ۳ ص ۳۴۹)

جب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت عبداللہ بن سلام سرکار کے صحابی مدینہ شریف سے باہر گئے ہوئے' آپ کو جب پتہ چلا تو آپ مدینہ شریف کی طرف بڑی تیزی سے تشریف لائے تا کہ فاروقِ اعظم کے جنازہ میں شامل ہو سکوں' لیکن جب آپ پہنچے تو جنازہ ہو چکا تھا' آپ نے بڑے افسوس کا اظہار کیا' پھر جنازہ پڑھنے والوں کو فرمایا: لوگو! جنازہ پڑھنے میں تم مجھ سے آگے نکل گئے' تم نے پہلے جنازہ پڑھ لیا ہے' لیکن دعا مانگنے میں تو مجھ سے آگے نہ نکلو' آؤ مل کے فاروقِ اعظم کے لیے دعا کرتے ہیں۔ علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی جن کا ۴۸۳ھ میں وصال ہوا' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا: ''ان سبقتمونی بالصلوۃ علیہ فلا تسبقونی بالدعاء'' لوگو! تم نے نمازِ جنازہ تو مجھ سے پہلے پڑھ لیا ہے' اب دعا تو مجھ سے پہلے نہ مانگو' آؤ مل کر دعا مانگیں۔

(مبسوط سرخسی ج ۲ ص ۶۷' صلوۃ رسول ص ۴۱۹' مقالاتِ امینیہ ج ۳ ص ۳۵۰)

حضرات بعض لوگ جب یہ احادیث کریمہ سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے کیونکہ یہ حدیثیں صحاح ستہ میں نہیں' حضرات ایسے لوگوں کا ایمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان پر نہیں ہوتا بلکہ صحاح ستہ پر ہوتا ہے لیکن جو سرکار کے سچے غلام ہیں وہ کتابیں نہیں دیکھتے' وہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان دیکھتے ہیں کہ یہ فرمان سرکار کا ہے اور محدثین نے بیان فرمایا ہے۔ علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کو جب فضائل درود کی حدیثیں سنائی جائیں تو وہ کہتے ہیں: ہم نہیں مانتے' یہ صحاح ستہ میں نہیں۔ علامہ نبہانی فرماتے ہیں: ایسا کہنے والا بندہ بدعقیدہ ہے' وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت میں عیب لگا رہا ہے۔ (سعادت الدارین' مقالاتِ امینیہ ج ۳ ص ۳۵۱)

دیوبند مدرسہ کے مفتی عزیز الرحمان عثمانی صاحب سے کسی نے سوال کیا کہ بعد نمازِ جنازہ قبل دفن چند نمازیوں کا ایصالِ ثواب کے لیے سورۂ فاتحہ ایک بار' سورۂ اخلاص تین بار آہستہ پڑھ کر امام جنازہ یا کسی نیک آدمی کا دونوں ہاتھ اٹھا کر مختصر دعا کرنا شرعاً درست

ہے کہ نہیں؟

جواب: اس میں کوئی حرج نہیں۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۵ ص ۱۴۳۳' مکتبہ امدادیہ' ملتان' مقالاتِ امینیہ ج ۳ ص ۲۵۳' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے پیارے صحابی ہیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ' آپ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے ایک دن فرمایا: معاذ! میں نے عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا ضرور پڑھنا ''اللّٰھم اعنی علی ذکرك وشکرك وحسن عبادتك'' حضرت معاذ نے عرض کی: آقا! آپ کے حکم پر ضرور عمل کروں گا' یہ دعا ضرور مانگوں گا۔

(مسند امام احمد ج ۵ ص ۲۴۷' ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۲۱۳' نسائی شریف ج ۱ ص ۱۹۲)

حضرت ابی امامہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اقدس میں سوال کیا کہ ''قیل یا رسول اللہ ای الدعاء اسمع'' یارسول اللہ! اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ کون سی دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ قبول ہوتی ہے۔ ''قال جوف اللیل الاخر'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: دو وقت دعائیں بڑی جلدی قبول ہوتی ہیں' ایک وہ دعا جو رات کے آخری حصہ میں مانگی جائے ''و دبر الصلوات المکتوبات'' اور دوسری وہ دعا جو فرض نماز کے بعد مانگی جائے۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۸۷' مشکوٰۃ شریف' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۲۲)

حضرات نماز جنازہ بھی فرضی نماز ہے' اس لیے اہل سنت و جماعت نماز جنازہ پڑھ کے دعا مانگتے ہیں کہ فرض نماز کے بعد اللہ تعالیٰ دعا جلدی قبول فرماتا ہے' ہم دعا مانگیں گے' اللہ تعالیٰ دعا قبول فرمالے گا' زندوں کا بھی بیڑا پار ہو جائے گا اور مرنے والا بھی بخشا جائے گا' اب جو بعد جنازہ کے دعا نہیں مانگتے یا مانگنے نہیں دیتے' سنیوں وہ تمہارے بھی خیر خواہ نہیں' تمہارے مردوں کے بھی خیر خواہ نہیں' ان سے اپنے مردوں کو بچاؤ۔

الف اللہ عزوجل توں ایں رب عزوجل سچا کر کرم چاہیں گناہ گار ہاں
چنگا عمل نہیں کیتا کوئی میں اِس گل تے لبوں شرم ثار ہاں
رحیم کریم غفار ہیں توں تیری رحمت دا طلب گار ہاں

حضرات تو عرض یہ کر رہا تھا کہ جب اس قاریہ کا جنازہ پڑھا گیا تو جنازے کے بعد امام صاحب نے قاریہ کے لیے دعائے مغفرت فرمائی' دعا کے بعد جنازہ قبرستان میں لے جا کر دفن کر دیا گیا' سارے گھر والے' سارے رشتے دار قبر پر مٹی ڈال کر گھروں کی طرف چلے گئے۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ

لپاں بھر بھر مٹی پاندے تے کردے نے ڈھیر اُچیرا
پڑھ درود گھروں جاندے تے مڑ نہیں پاندے پھیرا

جب لوگ گھروں کی طرف چلے تو وہ کفن چور اُس قاریہ عالمہ کی قبر پر آیا' قبر کو اچھی طرح دیکھا' پھر نشانی لگائی تاکہ بھول نہ جاؤں' پھر گھر آ گیا' بیوی کو کہنے لگا: میں سو رہا ہوں آدھی رات کے وقت مجھے جگا دینا' کفن چور سو گیا' بیوی جاگتی رہی۔ حضرات کتنی بدنصیب تھی وہ عورت جو حرام کام کے لیے جاگ رہی تھی' دعا کرو اللہ تعالیٰ رات کو جگائے تو اپنے پیارے کی خاطر علم کے حصول کی خاطر محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کی خاطر تہجد اور نوافل کی خاطر۔ ڈرامے کے لیے نہ جاگیں' فلم کے لیے نہ جاگیں' گانوں کے لیے نہ جاگیں' کرکٹ کے لیے نہ جاگیں' گناہ کرنے کے لیے نہ جاگیں بلکہ جاگیں تو اللہ تعالیٰ کو منانے کے لیے جاگیں۔ بابا بلھا شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی پیاری بات فرمائی کہ

راتیں جاگن شیخ سداون تے راتیں جگن کُتے تیتھوں اُتے
راتیں وچ دروازے بھوکن صبح جارڑی تے سُتے تیتھوں اُتے
دو خصماں دا موں نہ چھڈدے بھاویں سے سے پینے جُتے تیتوں اُتے
اُٹھ بلھیا یار منالے نئیں تے بازی لے گئے کُتے تیتھوں اُتے

جب آدھی رات کا ٹائم ہوا تو چور کی بیوی نے جگایا: سردار جی! اُٹھو تمہاری مزدوری کا ٹائم ہو گیا ہے' کفن چور اُٹھا' قبر کھودنے کے لیے بیلچہ یا کئی اُٹھائی' قاریہ کی قبر کے پاس آیا' اوپر سے مٹی اُٹھائی' پھر اینٹیں اُٹھائیں' پھر کیا دیکھا کہ قاریہ کی میت سامنے آ گئی' کفن چور نے ہاتھ آگے کیا تا کہ کفن اتاروں' جونہی کفن اتارنے کے لیے ہاتھ آگے کیا تو عاشق مدینہ نویں صدی کے مجدد حضرت علامہ جلال الدین سیوطی مصری رحمۃ اللہ علیہ' یہ علامہ سیوطی کوئی عام عالم اور ملوانے نہیں بلکہ یہ وہ عالم ہیں جن کے بارے دیوبندیوں کے بہت بڑے عالم مولوی اشرف علی تھانوی بیان کرتے ہیں کہ علامہ سیوطی وہ عاشق مدینہ تھے جن کو ہر روز جاگتے ہوئے سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار ہوتا تھا' آپ ہر مشکل مسئلہ براہِ راست حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کر کے اس کا جواب پوچھتے تھے۔ (الافاضات یومیہ ج ۷ ص ۱۲۴)

دیوبندیوں کے چوٹی کے شیخ الحدیث علامہ محمد انور کشمیری لکھتے ہیں کہ علامہ سیوطی وہ مرد قلندر ہے جنہوں نے اپنے آٹھ ساتھیوں سمیت جاگتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بخاری شریف پڑھی تھی۔

(فیض الباری شرح بخاری ج ۱ ص ۲۰۴' تبیان القرآن ج ۱ ص ۶۳۱)

یہ بات میں نے اس لیے عرض کی ہے تا کہ آپ کو پتہ چل جائے کہ بات لکھنے والا عام مولوی نہیں بلکہ بہت بڑا محدث اور مفسر ہے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں: جونہی اس کفن چور نے کفن چرانے کے لیے ہاتھ آگے کیا تو اس قاریہ نے اُس عالمہ نے اس کفن چور کا ہاتھ پکڑ لیا' فرمایا: او چورا! شرم کر' او بے وفا! حیا کر' او وعدہ خلاف! احساس کر۔ پھر فرمایا: سبحان اللہ! بولئے کیا فرمایا: سبحان اللہ! حضرات میں آپ سے سوال کرنا چاہوں گا کہ کیا کبھی مردے بھی بولے ہیں؟ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں! جیسے آپ نے جواب دیا۔ مگر حضرات عاشق لوگ کہتے ہیں کہ اگر مرنے والا غلام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو' مرنے والا عاشق مدینہ ہو' مرنے والا سنی حنفی یا رسول اللہ کے نعرے مارنے والا' ہر مرنے والا اگر

اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سچا پکا غلام ہو' وہ بعد مرنے کے بھی بولتا ہے کیونکہ

ولی اللہ دے قہر دے ناھیں تے کردے پردہ پوشی
کی ہویا جے دنیا اُتوں تے جاندے نہیں نال خاموشی

حضرات سرکار کے غلام بولتے ہیں ضرور بولتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جن کو دیوبندی وہابی غیر مقلد اہل سنت سارے ہی مانتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ میرے ابو شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ایک مرتبہ اکبر آباد میں مرزا محمد زاہد کے مدرسہ سے واپس آ رہا تھا' میرا گزر ایک لمبی گلی سے ہوا۔ اس دوران میں نے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے چند اشعار بڑے ذوق اور محبت سے باآوازِ بلند پڑھنے شروع کر دیئے۔ پہلا مصرعہ میں نے پڑھا: جز یادِ دوست ہر چہ کُنی عمر ضائع است۔ دوست کی یاد کے سوا جو کچھ تو نے کیا ہے اپنی عمر کو ضائع کیا ہے۔ جز سِرِ عشق ہر چہ بخوانی بطالت است۔ عشق کے بھید کے سوا جو کچھ تو نے پڑھا ہے سب بے کار ہے۔ سعدی بشو تو لوحِ دل از نقش غیر حق۔ اے سعدی! اپنے دل کی تختی سے باطل نقوش دھو ڈال۔ شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں: جب میں نے شیخ سعدی کی رباعی پڑھی تو مجھے چوتھا مصرعہ بھول گیا' وہ میرے ذہن میں نہیں آ رہا تھا' میں نے بڑی کوشش کی لیکن یاد نہ آیا۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اچانک ایک فقیر درویش انسان میری دائیں طرف آ گیا' بڑا خوبصورت چہرہ لمبی زلفیں معطر جسم۔ میرے قریب آ کر کہنے لگا: عبدالرحیم! پریشان کیوں ہو گئے ہو' آؤ! میں تمہیں چوتھا مصرعہ رباعی کا بتا دیتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ وہ مصرعہ یہ ہے کہ علمیکہ راہِ حق نماید جہالت است۔ وہ علم جو حق کا راستہ نہ دکھائے وہ جہالت ہے۔ شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں: میں بڑا خوش ہوا اور میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ''جزاك اللہ وخیر الجزاء'' اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین جزا عطاء فرمائے۔ بڑی مہربانی آپ نے بڑا کرم فرمایا ہے' یہ مصرعہ یاد نہ آنے سے میرے دل پر بڑا بوجھ تھا' بڑی بے چینی تھی'

میں بڑا پریشان تھا' آپ نے مجھے یہ مصرعہ یاد کرا کے میری ساری پریشانی دور کر دی ہے' میں نے اپنی جیب سے پان نکالا اور اُس فقیر کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کیا' وہ بزرگ مسکرانے لگ گئے۔ مسکرا کر فرمایا: عبدالرحیم! یہ پان کے پتے مصرعہ یاد کرانے کی خوشی میں پیش کر رہے ہو؟ شاہ صاحب فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: حضور! ایسی بات نہیں بلکہ شکرانے کے طور پر یہ ہدیہ پیش کر رہا ہوں۔ اس فقیر نے فرمایا: شاہ صاحب! مہربانی میں پان نہیں کھاؤں گا' کیونکہ مجھے جلدی ہے۔ شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں: حضور! اگر آپ کو جلدی ہے تو مجھے بھی بڑی جلدی ہے۔ اُس بزرگ نے فرمایا: عبدالرحیم! مجھے تم سے بھی زیادہ جلدی ہے' میں بہت جلدی جانا چاہتا ہوں۔ یہ بات کر کے اس بزرگ نے قدم اُٹھایا تو گلی کے کنارے پر جا رکھا۔ شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں کہ میں بہت حیران ہوا کہ اتنا لمبا قدم میں سمجھ گیا' یہ کوئی بزرگ ہے' یہ کوئی اللہ تعالیٰ کا ولی ہے' یہ کسی اللہ والے کی روح مبارک ہے' جو مجسم ہو کر میری مدد کو آئی ہے' میں نے پیچھے سے آواز ماری: حضور! اگر آپ نے جلدی جانا ہے تو اپنا نام تو بتاتے جائیے! میں سمجھ گیا ہوں آپ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں' آپ نام بتاتے جائیں تاکہ فاتحہ پڑھ کر آپ کی خدمت میں تحفہ پیش کیا جائے۔ شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں: اس بزرگ نے مسکرا کر میری طرف دیکھ کر فرمایا: گفت سعدی ہمیں فقیر است' فرمایا: عبدالرحیم وہ سعدی فقیر میں ہی ہوں' جس کی رباعی تم پڑھتے جا رہے تھے اور تمہیں چوتھا مصرعہ نہیں آ رہا تھا۔ سبحان اللہ!

(انفاس العارفین ص۷۹۔۸۰)

حضرات توجہ فرمائیں! شاہ عبدالرحیم آئے ہیں بارھویں صدی ہجری میں' شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ آئے ہیں آپ سے سینکڑوں سال پہلے' شاہ عبدالرحیم ہندوستان کے شہر اکبر آباد میں بھولتے ہیں' شیخ سعدی وہاں پہنچ کر آپ کو اپنی رباعی کا بھولا ہوا شعر یاد دلاتے ہیں۔ حضرات اگر سعدی کا یہ کمال ہے تو آمنہ کے لال کا کیا کمال ہو گا۔ شیخ سعدی' شاہ عبدالرحیم سے سینکڑوں سال پہلے آئے' وفات یافتہ ہیں مگر پھر بھی بول بھی

رہے ہیں اور بھولا ہوا سبق بھی یاد دلا رہے ہیں۔ پتہ چلا کہ

رب دے ولیاں وچہ رب دی ہے طاقت
تاہیوں مشکلاں نوں ولی ٹال دیندے
دیون لئی حرارت حیات تائیں اگ عشق دی دلاں وچ بال دیندے
ولی کرن جد نظر تے پتھراں نوں کر ہیرے جواہر تے لال دیندے
رب دے ولی صائم اپنے طالباں دا ونگا ہون
نہیں کدی وی وال دیندے

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ جب کفن چور نے قاریہ کا کفن اتارنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تو قاریہ نے کفن چور کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: سبحان اللہ! قاریہ کا وصال ہو چکا ہے' لوگوں نے غسل کفن دے کر نمازِ جنازہ پڑھ کے دفن کر دیا ہے' مگر پھر بھی بول رہی ہے۔ پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کے ولی مرتے نہیں' صرف آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہیں' قبروں میں جا کر بھی بول پڑتے ہیں۔ سنیوں کے بزرگ قبروں میں بھی بول پڑتے ہیں' مگر بے ادب نہیں بولتے جو گستاخِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو وہ کبھی نہیں بولتے' جن کی شکلیں بے ادبی کی وجہ سے دنیا میں ہی بگڑ جائیں وہ کبھی نہیں بولتے' جن کا عقیدہ ہو کہ نبی ولی مر گئے ہیں وہ کبھی نہیں بولتے' جن کا عقیدہ ہو نبی ہماری طرح ہیں وہ کبھی نہیں بولتے' جو نبی کے نور کا منکر ہو وہ مرنے کے بعد کبھی نہیں بولتے' جو یا رسول اللہ کا نعرہ لگانے والوں کو مشرک کہے' وہ مرنے کے بعد کبھی نہیں بولتے' جو نبی کو مختارِ کائنات نہ مانے جو نبی کا عطائی علم غیب نہ مانے وہ مرنے کے بعد کبھی نہیں بولے' مگر جو سرکار کے دیوانے ہوتے ہیں' موت ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی' وہ مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ترانے گاتے ہیں۔

جو بھی سرکارِ دو عالم کے گدا ہوتے ہیں
کب وہ مر کے بھی مدینے سے جدا ہوتے ہیں

موت بھی اپنا اُنہیں دولہا بنا لیتی ہے
عشق سرکار میں جو لوگ فنا ہوتے ہیں

اس قاریہ نے کفن چور کا ہاتھ پکڑ کر کیا فرمایا: سبحان اللہ! سامعین محترم آپ بھی بولئے: سبحان اللہ! قاریہ بعد وفات کے بول رہی ہے' آپ زندہ ہو کر بھی نہیں بولتے۔ بولئے اتنا بولئے اتنا اللہ اللہ عزوجل کرو کہ بعد وفات کے بعد تمہاری قبر سے ذکر خدا عزوجل اور ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعرے گونجتے رہیں۔

عشق سرکار کی اک شمع جلا لو دل میں
ارے بعد مرنے کے لحد میں بھی اجالا ہو گا

اس قاریہ نے کفن چور کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''**سبحان اللّٰہ رجل مغفور یاخذ کفن مغفور**'' پاک ہے اللہ عزوجل! اللہ تعالیٰ کی شان دیکھو جنتی جنتی کا کفن اتار رہا ہے' اے قبروں میں آرام کرنے والو! دیکھو آج ایک جنتی دوسرے جنتی کا کفن اتار رہا ہے' کفن چور نے جب قاریہ کے یہ الفاظ سنے' آہیں نکل گئیں' رو کر کہنے لگا: بی بی جی! آپ کے جنتی ہونے میں تو کوئی شک نہیں' آپ نے ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے قرآن کی خدمت کی ہے' نماز پڑھتی رہی ہیں' تہجد اور نوافل ادا کرتی رہی ہیں' روزے رکھتی رہی ہیں' اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتی رہی ہیں' مگر میں بدکار گناہ گار نہ نماز نہ روزہ نہ حج نہ زکوٰۃ پھر ساری زندگی کفن چوری کرتا رہا ہوں' میں کیسے جنتی بن گیا ہوں' قاریہ نے فرمایا: بالکل ٹھیک کہتے ہو' بہت گناہ گار ہو' بڑے نافرمان ہو' لیکن یہ بتاؤ کیا تم نے میرا جنازہ نہیں پڑھا؟ عرض کی: جنازہ تو پڑھا ہے مگر جنازہ پڑھنے کا کیا فائدہ' میں نے تو کفن چوری کی نیت سے پڑھا ہے' اس نیت سے پڑھا ہے' نمازِ جنازہ پڑھ کے قبر کی نشان دہی کروں گا' پھر کفن چراؤں گا' قاریہ نے فرمایا: پڑھا تو ہے نا؟ عرض کی: جنازہ پڑھنے کا فائدہ کیا ہے؟ اس قاریہ نے فرمایا: اے میرا کفن چرانے والے! جب میری وفات کا وقت قریب آیا تو خالق کائنات کی بارگاہ میں' میں نے سر جھکا کر عرض کی: اے میرے پیارے رب

العالمین! میں نے ساری زندگی تیرے قرآن کی تیرے دین کی خدمت کی ہے اب میں یہ فانی دنیا چھوڑ کر قبر میں جا رہی ہوں' قرآن کا صدقہ آمنہ کے لال کا صدقہ اپنی اس فقیر بندی پر کرم فرما اور مجھ سے راضی ہو جا۔ خالق کائنات کی طرف سے آواز آئی: اے میری بندی! گھبرا نہیں' میں نے قرآن کی خدمت کے سلسلے میں تجھے بھی بخش دیا اور جو بندہ تیرا جنازہ پڑھے گا میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ ''ان اللّٰہ غفرلی ولجمیع من صل علی ''قدرت نے آواز ماری پریشان نہ ہو' یار کا صدقہ میں نے تمہارے بھی سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں اور تیرا جنازہ پڑھنے والوں کے بھی گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ پھر اُس قاریہ عالمہ مؤمنہ نیک بندی نے فرمایا: ''وانت قد صلیت علی'' اے میرا کفن چرانے والے! بتا کیا تو نے میرا جنازہ نہیں پڑھا' چاہے جس نیت سے پڑھا ہے پڑھا تو ہے نا؟ عرض کی: بی بی جی! پڑھا تو ہے' فرمایا: جا! پھر پچھلے میرے صدقے بخشے گئے' تو اب آئندہ خیال کرنا۔ سبحان اللہ! حضرات اسی لیے حسنین کے نانے نے فرمایا: لوگو! ہر مسلمان کا جنازہ پڑھو چاہے وہ گناہ گار ہو' بدکار ہو' سیاہ کار ہو۔ ''قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ واجبۃ علیکم علیٰ کل مسلم مات ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! ہر مسلمان کی نمازِ جنازہ تم پر واجب ہے۔ ''برا کان او فاجرا وان عمل الکبائر '' چاہے وہ نیک ہو یا بدکار' اگرچہ مرنے والا گناہ کبیرہ بڑے بڑے کرنے والا کیوں نہ ہو۔

(ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۳۴۳' سنن کبریٰ ج ۳ ص ۱۲۱' جامع الاحادیث ج ۳ ص ۲۷)

محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اگر مرنے والا گناہ گار ہوا تو زندہ لوگوں کی دعا کے صدقے بخشا جائے گا' اگر وصال کرنے والا نیک ہوا تو جنازہ پڑھنے والے بخشے جائیں گے۔ حضرت مالک بن ھبیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من صلی علیہ ثلثۃ صفوف ''کہ حسنین کریمین کے مقدس نانے نے فرمایا: جس مرنے والے پر تین صفوں والے مسلمانوں نے نماز جنازہ پڑھی ''غفر لہ ''تو

اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کی دعاؤں کے صدقے مرنے والے کو بخش دیتا ہے۔ (ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۴۵۱' ترمذی شریف ج ۱ ص ۱۲۲' ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۰۸' مستدرک شریف ج ۱ ص ۶۲' ۳' مسند امام احمد بن حنبل ج ۱ ص ۶۲' ۳' جامع الاحادیث ج ۳ ص ۴۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے خود اپنے کانوں سے سنا "یقول ما من رجل مسلم یموت" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ایسا کوئی مسلمان نہیں جو فوت ہو جائے "فیقول علٰی جنازته اربعون رجلا" اس بندے پر چالیس مسلمان کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ پڑھیں' اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک ماننے والے جنازہ پڑھیں "الا شفعهم الله فیه" نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد اس کے حق میں بخشش کی دعا کریں' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی شفاعت اس مرنے والے کے لیے ضرور قبول فرماتا ہے۔

(مسلم شریف' مشکوٰۃ شریف' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۷۳' ابوداؤد شریف' ابن ماجہ' نسائی)

حضرات پتہ چلا کہ اگر مرنے والا گناہ گار ہو' بدکار ہو' سیاہ کار ہو' اس پر چالیس مسلمان جنازہ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ ان جنازہ پڑھنے والوں کی دعاؤں کا صدقہ اس بدکار کو بخش دیتا ہے۔ اب دوسری حدیث پاک سنئے! حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے پیارے صحابی ہیں' فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اذا مات الرجل من اهل الجنة" جب کسی جنتی بندے کا وصال ہوتا ہے تو "استحی الله عزوجل ان یعذب" تو اللہ تعالیٰ کو شرم آتی ہے کہ ان لوگوں کو عذاب دے "من حمله ومن تبعه ومن صلی علیه" جو اس کا جنازہ اُٹھاتے ہیں جو جنازے کے ساتھ چلتے ہیں جو اس جنتی کا جنازہ پڑھتے ہیں۔

(مسند الفردوس ج ۱ ص ۲۸۲' جامع الاحادیث ج ۳ ص ۴۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "اول ما یتحف به المؤمن اذا دخل قبره" جب کامل مؤمن کا جنازہ

پڑھ کر اس کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو خالق کائنات فرماتے ہیں: اے میرے بندے! میں تجھ سے راضی ہوں' آ میں تمہیں تحائف عطاء کروں' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''ان یغفر لمن صلی علیه'' کہ اس نیک بندے کو اس کامل مؤمن کو جو پہلا تحفہ پہلا انعام دیا جاتا ہے' وہ یہ ہے کہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے والوں کو بخش دیا جاتا ہے۔

(کنز العمال' جامع الاحادیث ج ۳ ص ۴۷)

اوہو مرشد دی نظر منظور ہندا جہڑا مرشد توں ہر شے وار کردا
جہڑا مرشد توں ہر شے وار کردا اونہوں مرشد وی ہر شے عطا کردا
بعد مرن دے وی کامل پیر سوہنا اُس تے کرم دی اے انتہا کردا
اوہدی بخشش وچ حافظا شک کی اے جہدی بخشش لئی پیر دعا کردا

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ اُس قاریہ نے فرمایا: او میرا کفن چرانے والے! اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ اس نے مجھے بھی بخش دیا ہے اور میرا جنازہ پڑھنے والوں کو بھی بخش دیا ہے' تو نے بھی میرا جنازہ پڑھا ہے' جا اللہ تعالیٰ نے پچھلی ساری خطائیں معاف کر دی ہیں' اب پھر گناہ نہ کرنا۔ کفن چور کی آہیں نکل گئیں' آنسوؤں سے چہرہ تر ہو گیا' اس نے قبر پر مٹی دی' پھر دوڑتا دوڑتا مسجد میں آیا' سر سجدے میں رکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی مانگنے لگا اور کہنے لگا کہ

لکھ واری میں توبہ بھنی تے میں ہاں بے اعتبارا
پھر بھی فضل تیرے دیاں مولا تے آساں رکھن والا
وڈیاں مہراں والیا سائیاں تے رب غریب نوازا
اپنے فضل کرم تھیں کھولیں تے رحمت دا دروازہ
رحمت دا دریا الٰہی تے ہر دم وگدا تیرا
جے اک قطرہ بخششیں مینوں تے کم بن جاوے میرا

جب اس نے سچے دل سے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا' اپنی ولیہ کے صدقے

اُسے بھی زمانے کا ولی بنا دیا۔ (شرح صدور ص ۱۹۰)

درد و آلام کے مارے ہوئے کیا دیتے ہیں
ہم تو بس اُن کی نگاہوں کو دعا دیتے ہیں
اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہ ملے
ارے اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں
بندہ بننا ہے خدا کا تو گدا بن اُن کا
جو فقیروں کو شہنشاہ بھی بنا دیتے ہیں

حضرات پتہ چلا مرنے والے فنا نہیں ہو جاتے' ختم نہیں ہو جاتے بلکہ وہ مرنے کے بعد غسل دینے والوں کو' جنازہ پڑھنے والوں کو' قبر میں دفن کرنے والوں کو جانتے بھی ہیں اور پہچانتے بھی ہیں۔ حضرات بات بڑی دور چلی گئی' میں عرض یہ کر رہا تھا کہ آمنہ کا لال جنت البقیع میں مدینہ پاک کے قبرستان میں اپنے صحابہ کرام کے مزارات پر کھڑا ہو کر ان کو دعائیں عطاء فرما رہا تھا۔ حضرت ابومہیبہ فرماتے ہیں: جب سرکار دعا سے فارغ ہوئے تو خالق کائنات کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ابومہیبہ! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا میں بے اختیار بنا کر نہیں بھیجا بلکہ کائنات کے خزانے عطاء کر کے بھیجا ہے' مجھے اختیارات عطاء کر کے بھیجا ہے' اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بھی اختیار دیا ہے' میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تم جب تک دنیا میں رہنا چاہو' ہمیں کوئی اعتراض نہیں' اگر میرے پاس آنا چاہو تو آپ کی مرضی۔ حضرت ابومہیبہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: سوہنیا! پھر آپ نے کیا سوچا ہے' اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے ابومہیبہ! میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا ہے کہ اے میرے پیارے رب العالمین! میں اب دنیا میں نہیں رہنا چاہتا بلکہ میں آپ کی ملاقات کا طالب ہوں۔ حضرت ابومہیبہ نے عرض کی: آقا! آپ کا فرمان بالکل صحیح ہے' اگر آپ مہربانی فرمائیں کچھ دن اور ہمارے پاس تشریف رکھیں تو کتنا لطف ہوگا' ہم آپ

کی زیارت سے آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ابومہیبہ! تمہاری رائے درست ہے مگر میں نے پکا ارادہ کر لیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے جلدی ملاقات کروں۔ (مدارج النبوت ج ۲ص ۷۰۰۔۷۰۱ جذب القلوب ص ۱۷۰)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت البقیع میں دعائے مغفرت کرنے کے بعد گھر تشریف لائے' سرکار نے نمازِ تہجد ادا فرمائی' پھر صبح کی نماز صحابہ کرام کو پڑھائی' جب آپ نے صبح کی جماعت صحابہ کرام کی کرائی تو سیدنا جبریل علیہ السلام آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' درود و سلام کے نذرانے عرض کرنے کے بعد عرض کی: سوہنیا! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جیسے آپ نے جنت البقیع والوں کو دعاؤں سے نوازا ہے اسی طرح میدانِ اُحد میں شہید ہونے والوں کے مزارات پر جا کر ان کو بھی دعاؤں سے مالا مال فرما آؤ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب پیارے رب العالمین کا یہ فرمان سنا تو مصلے سے اُٹھے' اپنے چند صحابہ کو ساتھ لیا اور شہدائے اُحد کے مزارات پر تشریف لے گئے' حضرات میدان اُحد مدینہ پاک سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر تھا' لیکن اب یہ جگہ مدینہ پاک کی آبادی میں آ گئی ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میدانِ اُحد میں شہدائے اُحد کے مزارات پر تشریف لے گئے تو آپ نے تمام شہداء کے لیے دعائیں فرمائیں' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے لیے بلند درجات کی درخواست پیش کی۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں: سرکار جب دعا سے فارغ ہوئے تو آپ حضرت مصعب بن عمیر اور ان کے ساتھیوں کے مزارات پر تشریف لے گئے' اُن کو سلام دیا' سلام دینے کے بعد فرمایا: اے میرے صحابہ! عرض کی: جی آقا! فرمایا: ''والذی نفسی بیدہ'' مجھے قسم ہے اس خالق کائنات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! مصعب بن عمیر اور اس کے سارے ساتھی اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ آقا اس کی دلیل کیا ہے؟ فرمایا: ''لا یسلم علیہ احد'' قیامت تک جو بندہ ان کے مزارات پر کھڑے ہو کر سلام پیش کرے گا ''الا ردوا علیہ الی یوم القیامۃ'' یہ اس سلام کا جواب اپنی قبروں میں لیٹے لیٹے دیتے رہیں

گے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۸۵، درمنثور ج ۵ ص ۱۹۱، جامع الاحادیث ج ۳ ص ۶۵، شرح صدور ص ۱۸۶، مستدرک شریف ج ۳ ص ۲۹)

حضرت عبداللہ بن فروہ فرماتے ہیں: جب سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میدانِ اُحد میں شہید ہونے والوں کی قبروں کی زیارت کر لی، ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائی، پھر اپنے بے مثل ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: ''اللّٰھم ان عبدك ونبيك يشهد ان هؤلاء شهداء'' اے میرے پیارے رب العالمین! تیرا بندہ اور تیرا نبی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یہ سارے قبروں والے شہید لوگ ہیں۔ ''وانه من زارهم او سلم عليهم الى يوم القيامة'' قیامت تک جو بندہ بھی ان کی زیارت کر کے ان کو سلام کرے گا ''ردوا عليه'' تو یہ قبروں میں سے ہر زائر کو سلام کا جواب دیں گے۔ سبحان اللہ!

(مستدرک شریف ج ۳ ص ۲۹، جامع الجوامع، کنز العمال ج ۱ ص ۳۸۲، دلائل النبوۃ ج ۳ ص ۳۰۷، جامع الاحادیث ج ۳ ص ۶۶)

حضرات! یہ وہ صحابہ ہیں جنہوں نے اسلام کی خاطر، جنہوں نے اپنے نبی کی عظمت کی خاطر اپنی جانیں قربان کیں، سوچو جب سرکار کے نام پر مرنے والے زندہ ہیں، حیات ہیں تو آمنہ کے لال کی اپنی حیات پاک کا کیا عالم ہوگا۔ محمد ناصر جھنگوی نے بڑی پیاری بات کی، فرماتے ہیں کہ

بات ہے کام کی آیا ہوں سنانے کے لیے
اُس کے بندوں سے ملو خُلد میں جانے کے لیے
کون کہتا ہے مزاروں میں نہیں سنتے ولی
یہ تو ہیں منتظر آداب سکھانے کے لیے
قسم کھاتا ہوں فقیروں کے لیے نہیں ہے موت
بس مزاریں ہیں دنیا کو دکھانے کے لیے

شرک اور اُمت

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میدانِ اُحد کے شہداء کی قبروں سے دعا کر کے فارغ ہوئے تو سرکار سیدھا مسجد نبوی میں تشریف لائے' میرے آقا نے مسجد نبوی میں منبر ختم نبوت پر کھڑے ہو کر پھر صحابہ کرام کے سامنے ایک مختصر مگر جامع خطبہ فرمایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی' پھر فرمایا: اے میرے صحابہ! اب میری اور تمہاری جدائی کا وقت قریب آ گیا ہے' عنقریب میں تمہیں چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حضور چلا جاؤں گا' صحابہ کرام رو پڑے' میرے آقا نے فرمایا: رونہیں! پتہ ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلے اپنی بارگاہ میں کیوں بلایا ہے؟ عرض کی گئی: آقا آپ جانیں یا اللہ تعالیٰ جانے۔ میرے آقا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلے اس لیے اپنے دربار میں بلایا ہے کہ ''انی بین ایدیکم فرط'' تا کہ میں تم سے پہلے جا کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں تمہاری راحت کا تمہارے آرام کا بندوبست کروں۔ تمہاری شفاعت کا تمہارے لیے جنت میں جانے کا بندوبست کروں تا کہ تم دنیا چھوڑ کر میرے پاس آؤ تو تمہیں کوئی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے' سیدھا جنت میں چلے جاؤ۔ سبحان اللہ! حضرات بظاہر یہ خطاب صحابہ کو ہے مگر اس میں شامل قیامت تک ہر مسلمان ہر مؤمن ہے۔ سرکار کا جو بھی دیوانہ ہے' سرکار کے جو بھی نعرے مارنے والا ہے' وہ بھی اس فرمان میں شامل ہے۔ محدثین کرام فرماتے ہیں: سرکار کا جو بھی دیوانہ دنیا چھوڑ کر قبر میں جاتا ہے' وہ سیدھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں پہنچ جاتا ہے' میرے آقا اس کو اپنے الم نشرح سینے سے لگا کر تسلی دیتے ہیں' گھبرانہیں سجناں! اب ہمارے پاس پہنچ گئے ہو' اب سارے دُکھ دور ہو جائیں گے' ساری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی' پھر کیوں نہ کہیں کہ

لڑ پھڑ لے پاک محمد ﷺ دا اوہ سبھ نبیاں دا والی اے
آقا سوہنا رب دا پیارا اے اودی سب توں شان نرالی اے

جس تے نذر کرم سرکار ہووے جس تکیا وچ دربار ہووے
اودے لڑ لگیاں بیڑا پار ہووے جدھے موڈھے دی کملی کالی اے

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت کشتہ عشق رسالت مولانا قاری حافظ شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ' کون احمد رضا جس نے ساری زندگی بلکہ زندگی کا ایک ایک لمحہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیار اور محبت میں گزارا جو آج تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیار اور عشق کے بدلے وہابیوں' غیر مقلدین دیوبندی احراری جماعت اسلامی' سپاہ صحابہ' دفاع صحابہ' جمعیت علماءِ اسلام جتنے بھی بدمذہب فرقے ہیں' ان سے گالیاں سن رہے ہیں' بدمذہب آج بھی آپ کو مشرک بدعتی پتہ نہیں کیا کیا کہتے ہیں' دیوبندیوں کے ایک بہت بڑے عالم گزرے ہیں جن کا نام تھا' مولوی حسین احمد ٹانڈوی جو مدنی کہلاتے تھے' اُنہوں نے ایک کتاب لکھی ہے: شہاب ثاقب' اس کتاب میں مولوی حسین احمد نے اعلیٰ حضرت کو چودہ سو گالیاں نکالی ہیں' اس کتاب میں اعلیٰ حضرت کو کہیں لعنتی لکھا ہے' کہیں دجال لکھا ہے' کہیں گمراہ لکھا ہے' کہیں ابوجہل لکھا ہے' کہیں منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی لکھا ہے' کہیں تیرا منہ کالا ہو لکھا ہے' کہیں جہنمی لکھا ہے۔

(مقالاتِ کاظمی ج ۲ ص ۲۷۴۔۲۷۶)

یہ کتاب اعلیٰ حضرت کے دور میں لکھی گئی' اعلیٰ حضرت کے ایک مرید نے کتاب پڑھی' پھر ساری گالیاں کاغذ پر لکھ کر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کی کہ سرکار دیکھو دیوبندیوں کے شیخ الحدیث نے کتنی بدتمیزی کا مظاہرہ کیا۔ کتاب میں بے شمار جگہ پر اس نے آپ کو گالیاں دی ہیں۔ حضرات سیرت اعلیٰ حضرت کا مطالعہ کر کے دیکھو۔ اعلیٰ حضرت نے سنا تو غصے میں نہیں آئے' جلدی میں نہیں آئے بلکہ مسکرانا شروع کر دیا' آپ کے مریدوں نے عرض کی: حضور! گالیاں دیکھ کر آپ مسکرا رہے ہیں؟ امام اہل سنت نے فرمایا: دوستو! میں مسکرا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہوں کہ جس نے میرے جیسے نکمے کو مجھ جیسے نا قابل کو اس قابل بنا دیا ہے کہ میری عزت میری ناموس اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی عزت اور عظمت پر قربان ہو رہی ہے۔ دوستو! آج احمد رضا اس بات پر فخر کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نام سرکار کے پہرہ دار کتوں میں لکھ دیا ہے۔

تجھ سے در در سے سگ سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دُور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں وہ مارے نہیں جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا
یہ سہی چور سہی مجرم ناکارہ سہی
اے و کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

امام اہل سنت نے فرمایا: دوستو! تمام دیوبندیوں کو میری طرف سے پیغام پہنچا دو کہ اگر آپ لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گستاخیاں لکھنے سے باز آ جائیں تو میری طرف سے اجازت ہے کہ روز پچاس ہزار غلیظ گالیاں لکھ لکھ کر کتابیں شائع کرو میں وعدہ کرتا ہوں قیامت والے دن میں تم سب کو معاف کر دوں گا' اگر اس پر بھی جی نہیں بھرتا' اس پر دل مطمئن نہیں تو میرے ساتھ میرے والد' میرے دادا' میرے پورے خاندان کو بھی گالیاں دے لو میں سرکار کی عزت کی خاطر سرکار کے قدموں پر اپنی اور اپنے خاندان کی عزت کو قربان کر کے فخر محسوس کروں گا۔ سبحان اللہ! (انوار رضا ص ۲۸۵)

اعلیٰ حضرت جے قلم نوں چُک دے ناں عرس بند تے بند میلاد ہندے
مُکدے پھرناں سی حُجریاں وچ پیراں بندے دیو دے سارے آزاد ہندے
ختم ہونے سی ختم گیارھویں دے قدم قدم تے پیدا نقاد ہوندے
صائم جے بلبل چپ چاپ رہندے کاں کھان والے کاں آباد ہوندے

حضرات توجہ کیجئے! امام اہل سنت کو سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کتنا عشق اور کتنا پیار ہے' فرماتے ہیں: مجھے میرے خاندان کو جتنی مرضی گالیاں نکال لو مگر اللہ تعالیٰ اور

اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں بے ادبی نہ کرو۔ اعلیٰ حضرت کو دنیا سے پردہ فرمائے تقریباً سو سال ہونے والا ہے' مگر اب تک بد مذہب آپ کو تقریروں میں' تحریری صورت میں گالیاں نکال رہے ہیں' آج سے چند سال پہلے ایک وہابی غیر مقلد اہلحدیث مولوی گزرا ہے جس کا نام تھا: ظہیر الٰہی! اس نے اعلیٰ حضرت اور اہل سنت و جماعت کے خلاف ایک کتاب لکھی' جس کا نام تھا: البریلویہ۔ مولوی ظہیر الٰہی البریلویہ کے ص ۲۱ پر لکھتا ہے: احمد رضا شیعہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ص ۲۴ پر لکھتا ہے: انہوں نے سنیوں والا نقاب پہن رکھا تھا۔ ص ۱۹ پر لکھتا ہے: احمد رضا' مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی کے شاگرد تھے۔ ص ۳۸ پر لکھتا ہے کہ انگریز نے مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کے لیے دو بندے خریدے تھے' ایک قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی کو' دوسرا بریلی میں مولوی احمد رضا کو۔ (اندھیرے سے اُجالے تک ص ۲۱)

اہل سنت کے عقائد کے بارے لکھتا ہے: یہ سنی بریلوی ولیوں کے عرس مناتے ہیں' میلاد مناتے ہیں' یہ سب رسومات ہندوؤں' مجوسیوں اور بت پرستوں سے ان میں آئی ہیں۔ البریلویہ ص ۷' ص ۹ پر لکھتا ہے: سنی بریلوی مسلمانوں کے عقائد کا تعلق اسلام سے نہیں بلکہ یہ وہی عقائد ہیں جو عرب کے مشرکوں کے بت پرستوں کے تھے۔

(اندھیرے سے اُجالے تک ص ۱۹۔۲۰)

حضرات مولوی ظہیر الٰہی کتنا بڑا جھوٹا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ'' جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

سمجھو عشق یا ایہنوں جنون سمجھو لئی جاندی ئیں میتھوں کمینے دی گل
میں گستاخ دی کرز بیان وچوں بھ لیندا ہاں اوس دے سینے دی گل
اونہوں دینا جواب میں فرض سمجھاں جو بی کردا اے بغض تے کینے دی گل
میں ئیں نجدی دی گل کردا حافظ مینوں آوندی اے پاک مدینے دی گل

مولوی ظہیر الٰہی نے لکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت شیعہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور

انہوں نے سینوں والا لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ حضرات یہ سراسر اعلیٰ حضرت پر الزام ہے۔ امام اہل سنت نے شیعہ حضرات کے ردّ میں نو کتابیں لکھی ہیں۔ صحابہ کرام کی عظمت پر چھ کتابیں لکھی ہیں' حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان پر پانچ کتابیں لکھی ہیں۔

(اندھیرے سے اُجالے تک ص ۱۰۸۔۱۱۰)

امام اہل سنت سے کسی نے پوچھا: حضور! جو بندہ حضرت امیر معاویہ کو اچھا نہ سمجھے اس کے بارے آپ کا کیا فتویٰ ہے' اعلیٰ حضرت نے فرمایا: جو بندہ حضرت امیر معاویہ کی گستاخی کرتا ہے' وہ جہنمی کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ (احکام شریعت ا ص ۱۰۳)

اب پوچھئے اس جھوٹے مولوی سے اگر اعلیٰ حضرت شیعہ ہوتے تو صحابہ کی شان میں کتابیں لکھتے' حضرت امیر معاویہ کے گستاخ کو جہنمی کتا فرماتے؟ بعض وہابی غیر مقلد کہتے ہیں کہ وہ شیعہ نہ ہوتے تو ان کے نام شیعوں والے نہ ہوتے' کون سے نام: احمد رضا' والد کا نام نقی علی' دادے کے نام رضا علی' پردادے کا نام کاظم علی۔ حضرات بندہ نام سے شیعہ نہیں بنتا عمل سے شیعہ بنتا ہے' کردار سے شیعہ بنتا ہے۔ صحابہ کرام کی گستاخی سے شیعہ بنتا ہے' اگر نام سے بندہ شیعہ بنتا ہے تو سنئے! تمہارے اہل حدیثوں' وہابیوں کے بہت بڑے عالم نواب صدیق کا پورا نام ہے صدیق حسن' باپ کا نام ہے حسن خان' دادے کا نام ہے علی حسنین' نواب صدیق کے دو بیٹے ہیں' ایک کا نام ہے: میر علی' دوسرے کا نام ہے: نور الحسن۔ غیر مقلدین کے سربراہ کا نام ہے نذیر حسین۔ اشاعۃ السنہ کے ایڈیٹر کا نام ہے: محمد حسین بٹالوی۔ (ابجد العلوم ج ۳' اندھیرے سے اُجالے تک ص ۱۱۵)

اب بتائیے یہ سارے مولوی شیعہ تھے؟ پر

انے نوں بازار پھرایا تے سارا شہر وکھایا
مڑ کے پچھیا آساں نجدی انے کولوں کہندا اکچھ نئیں نظریں آیا

مولوی ظہیر نے اعلیٰ حضرت پر دوسرا الزام یہ لگایا ہے کہ احمد رضا کا جو پہلا استاد تھا اس کا نام مرزا غلام قادر بیگ تھا' جو مرزا غلام احمد قادیانی کا بھائی تھا۔ حضرات یہ بھی

جھوٹ ہے' مولوی ظہیر الٰہی نے بغیر تحقیق کے یہ بات لکھ دی' مرزا غلام احمد قادیانی کا جو بھائی تھا اس کا نام بھی مرزا غلام قادر بیگ تھا' مگر وہ عالم قاری حافظ نہیں تھا بلکہ وہ پولیس کا تھانیدار تھا اور دنیا نگر ہندوستان کے تھانے میں ڈیوٹی دیتا تھا مگر جو اعلیٰ حضرت کا استاد تھا وہ قاری حافظ عالم تھا۔ پھر مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی کا انتقال ۱۸۸۳ء میں ہوا' اعلیٰ حضرت کے استاد مرزا غلام قادر بیگ کا وصال ۱۸۹۷ء میں ہوا۔ ان دونوں میں کتنا فرق ہے۔

(اندھیرے سے اُجالے تک ص ۹۹۔۱۰۰)

پر مولوی ظہیر کتنا بددیانت اور جھوٹا ہے کہ مرزا غلام احمد کے بھائی کو اعلیٰ حضرت کا استاد لکھ رہا ہے' حضرات تاریخ گواہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف سب سے پہلے امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے کتابیں تحریر فرمائیں' تقریباً پانچ کتابیں اعلیٰ حضرت نے مرزے کے خلاف لکھیں اور سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ لگانے والے بھی میرے اعلیٰ حضرت کی ذات ہے' میرے اعلیٰ حضرت نے اس وقت مرزے کو کافر ہونے کا فتویٰ دیا' جب یہ وہابی اہل حدیث مرزے کو مسلمان کہتے بھی تھے اور لکھتے بھی تھے۔ جب اعلیٰ حضرت نے مرزے کو کافر قرار دیا تو ایک وہابی اہل حدیث نے اپنے مولوی ثناء اللہ امرتسری کے پاس یہی بات لکھ کر بھیجی کہ مرزا کو کافر کہنا چاہیے کہ نہیں؟ تو سنئے مولوی ثناء اللہ جس کو اہل حدیث ختم نبوت کا ہیرو قرار دیتے ہیں' اُس ہیرو نے کیا زیرو جواب دیا' سوال اور جواب دونوں سنئے۔ ص ۲۱۳: جالندھر سے ایک رسالہ نکلا ہے جس میں لکھا ہے: جو انسان مرزا اور مرزائیوں کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے' کیا یہ صحیح ہے؟ اب مولوی ثناء اللہ کا جواب سنئے! جواب ۲۱۳: مرزائیوں کو کافر نہ کہنے والے کو کافر کہنا صحیح نہیں۔ س ۲۱۴: اسی رسالہ میں لکھا ہے کہ جو انسان مرزا کو کافر نہ کہے اس کی امامت جائز نہیں' کیا یہ صحیح ہے؟ جواب ۲۱۴: یہ قول بھی بلا دلیل بلکہ غلط ہے۔ (اخبار اہل حدیث امرتسر ص ۱۰' ۱۷ جولائی ۱۹۰۸ء' وہابیت اور مرزائیت ص ۴۷۔۴۸)

اب پوچھیے! مولوی ظہیر صاحب سے کہ حق کس طرف ہے اور باطل کس طرف

ہے؟ مولوی ثناء اللہ وہابی اہل حدیث سے کسی نے سوال کیا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے کہ نہیں؟ تو مولوی ثناء اللہ امرتسری وہابی جواب لکھتے ہیں کہ میرا مذہب اور عمل یہ ہے کہ ہر ایک کلمہ گو کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے' چاہے وہ امام شیعہ ہو یا مرزائی۔

(اخبار الحدیث ص ۲' ۱۲ اپریل ۱۹۱۵ء' اقرار سے انکار تک ص ۴۵)

مولوی ثناء اللہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور یہ بتائیں کہ باپ بھی مرزائی ہے' اس کی بیٹی بھی مرزائی ہے اور باپ بیٹی دونوں غیر مرزائی مرد سے نکاح کرنے پر رضامند ہیں' کیا یہ نکاح جائز ہوگا جبکہ نکاح کے بعد لڑکی اپنے مذہب پر رہے اور لڑکا اپنے مذہب پر۔ سنئے! ختم نبوت کے ہیرو نے کیا جواب دیا کہ ہو سکتا ہے اور علماء کی رائے مخالف ہو' میرے ناقص علم میں نکاح جائز ہے۔

(اخبار اہل حدیث امرتسر ص ۱۳' نومبر ۱۹۳۴ء' وہابیت اور مرزائیت ص ۴۷)

ہو سکتا ہے کوئی چالاک وہابی اہل حدیث یہ کہہ دے کہ جی مولوی صاحب کا یہ فتویٰ اس وقت کا ہے جب مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا اعلان نہیں کیا تھا۔ حضرات آپ اس کو کہہ سکتے ہیں کہ مرزا مردود ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل دن کے ۱۰ بجے مرا تھا اور تمہارے مولوی نے یہ فتویٰ مرزے کے مرنے کے ۲۵ سال بعد دیا تھا۔ حضرات آپ مرزا کی تاریخ کا مطالعہ کریں' مرزا غلام احمد قادیانی نبوت اور مجددیت کا اعلان کرنے سے پہلے مسلک کے لحاظ سے اہل حدیث تھا' دیوبندیوں کا ایک بہت بڑا رائٹر' جس نے مرزے کے خلاف بہت سی کتابیں لکھی ہیں' وہ اپنی کتاب، قادیانی راسپوٹینوں کے عبرتناک انجام میں لکھتا ہے: مرتد ہونے سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کا خلیفہ حکیم نورالدین دونوں اہل حدیث تھے' مولوی محمد حسین بٹالوی بہت بڑے اہل حدیث عالم ہیں' وہ اپنی کتاب اشاعۃ السنہ ج ۱۳ ص ۳۴۴ میں لکھتے ہیں کہ قادیانی صاحب اہل حدیث کہلا کر بعض صحیح حدیثوں کی صحت کا انکار کرتے ہیں۔

(قادیانی راسپوٹینوں کے عبرتناک انجام ص ۱۱۳)

اب بتایئے! مولوی ظہیر کا ماما مرزا غلام احمد قادیانی پہلے اہل حدیث تھا' انگریز نے اعلیٰ حضرت کو نہیں خریدا بلکہ وہابیوں کے بزرگ مرزا غلام احمد قادیانی کو خریدا' آپ الزام کشتہ عشق رسالت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر لگا رہے' جن کا عقیدہ یہ تھا کہ

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں
وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہیں جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکان نہیں

انڈیا میں ایک ریاست تھی جس کا نام تھا: ناپارہ' اب یہ ضلع بہرائچ شریف یوپی میں شامل ہے' اس ریاست کا جو نواب تھا وہ بڑا سخی تھا' علماء کرام اور شعرائے عظام کا بڑا ادب احترام کرتا تھا' ایک مرتبہ چند شعراء نے نواب صاحب کی شان میں چند قصائد لکھے اور نواب صاحب کی خدمت میں پیش کیے' نواب صاحب وہ قصائد سن کر بڑے خوش ہوئے' نواب صاحب نے شعرائے عظام کی بڑی عزت اور تکریم کی' بڑے بڑے انعامات سے نوازا' چند لوگوں نے امام اہل سنت کی بارگاہ میں عرض کی: حضور! ریاست نان پارہ کا نواب بڑا سخی ہے' فلاں فلاں شاعر نے جب ان کی خدمت میں قصیدے لکھ کر پیش کیے تو نواب صاحب نے ان کو بڑے انعامات سے نوازا ہے' حضور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ عالم بھی ہیں' محدث بھی' قاری بھی ہیں' شیخ القرآن بھی' مناظر بھی ہیں' شاعر بھی' آپ بھی اس کی شان میں کوئی قصیدہ کہیں' آپ کو بھی بڑے بڑے انعامات عطاء کرے گا' گھر کا اور مدرسہ کا انتظام کئی دن تک بڑا اچھا چل جائے گا۔ قربان جاؤں اعلیٰ حضرت کی شان پر' آپ نے سنا تو آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے' آپ نے قلم اٹھائی' اسی وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ایک بے مثل نعت شریف لکھی کہ

وہ کمال حسن حضور ہیں کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہیں کہ دھواں نہیں

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: لوگو! میرا نبی اتنا حسین ہے جہاں کوئی خامی نظر نہیں آتی' دنیا کے ہر پھول کے ساتھ کانٹے ہوتے ہیں' پر یہ وہ آمنہ کا پھول ہے جہاں کانٹا ہے ہی نہیں' یہ وہ شمع ہے جہاں دھواں نہیں' پھر پوری نعت شریف لکھی' پھر آخر میں سرکار کی بارگاہ میں عرض کیا کہ

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

(ماہِ طیبہ ص ۳۴_۳۵' جولائی ۱۹۹۴ء)

مولوی جی! یہ ہیں اعلیٰ حضرت جو ہندوستان کے نواب کے ہاتھوں نہیں بکے' وہ انگریز کے ہاتھوں کیسے بک سکتے تھے' اعلیٰ حضرت کا سودا انگریز کے ساتھ نہیں ہوا تھا' بلکہ آمنہ کے لال کے ساتھ ہوا۔ شاید آپ نے اپنے بزرگوں کی سیرت نہیں پڑھی' اگر انگریز کے غلام اور نوکر تھے تو آپ کے بزرگ تھے' سنئے! آپ کے بہت بڑے عالم میاں نذیر حسین دہلوی' جن کو سارے وہابی اہل حدیث شیخ الکل کہتے ہیں اور انگریز کی حکومت نے شمس العلماء کا خطاب عطاء کیا۔ حضرات تاریخ ہند ملاحظہ کر کے دیکھیں! جب ہندوستان کے مسلمانوں نے انگریز کی مخالفت میں جلسے جلوس شروع کیے تو انگریز بڑا پریشان ہوا' ۱۸۵۷ء میں ہندوستان کے مسلمانوں نے سروں پر کفن باندھ کر انگریز کے خلاف جلوس نکالے' ہر مسلمان کا یہ نعرہ تھا کہ انگریز ہندوستان سے چلا جائے' ہم انگریز کی غلامی میں زندگی نہیں بسر کرنا چاہتے بلکہ ہم آمنہ کے لال کے غلام ہیں' ہم سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں' جب مسلمان انگریز کے خلاف جلوس نکال رہے تھے تو انہی دنوں ایک انگریز افسر کی بیوی دورانِ جلوس زخمی ہوگئی' وہابیوں کے شیخ الکل نے اس انگریز میم کو اُٹھا لیا اور گھر لے گئے' گھر جا کر میم صاحب کا شیخ

الکل علاج کرتے رہے، تین مہینے میم صاحب مولوی صاحب کے گھر رہی، جب امن و امان بحال ہوا تو وہابیوں کے شیخ الکل صاحب میم صاحب کو ساتھ لے کر انگریزوں کے پاس گئے، انگریزوں نے وہابیوں کے مولوی کو ایک ہزار تین سو روپے نقد انعام دیئے اور ایک سرٹیفکیٹ دیا جس میں لکھا تھا کہ مولوی نذیر حسین انگریز کے وفادار ہیں۔

(فتاویٰ نذیریہ ج ا ص ۳۹)

مولوی صاحب بتایئے! انگریز کے وفادار اور خریدے ہوئے اہل حدیث ہیں یا بریلوی انگریزوں کا مال تمہارے شیخ الکل نے انعام لیا یا احمد رضا نے انگریز کی میم صاحب کو تین مہینے اہل حدیث کا مولوی دیکھتا رہا یا امام احمد رضا؟ جواب دیجئے! ہمیں تم نے کیا جواب دینا ہے، فرشتے تم سے قبر میں ضرور جواب مانگ رہے ہوں گے کہ اہل حدیث کے ڈسکو مولوی بتا! کتاب میں کیوں جھوٹ لکھ کے آئے ہو۔ اہل حدیث حضرات کے ایک اور بہت بڑے عالم تھے مولوی محمد حسین بٹالوی، یہ بھی انگریز کے بڑے وفادار تھے، ہندوستان کے لوگ اہل حدیث حضرات کو وہابی کہتے تھے جب بھی یہ کسی سنی مسلمان کے پاس سے گزرتے تو سنی مسلمان دور سے دیکھ کر انہیں کہتے کہ وہ دیکھو وہابی آ رہا ہے، مولوی محمد حسین بٹالوی نے ۱۸۸۶ء کو انگریز سرکار کو درخواست دی۔ درخواست میں کیا لکھا، سنئے! مولوی صاحب نے درخواست میں لکھا کہ یہ فرقہ اہل حدیث گورنمنٹ کا ولی خیر خواہ ہے، گورنمنٹ سے درخواست کرتا ہے کہ گورنمنٹ اپنی خیر خواہ رعایا کی نسبت لفظ وہابی کا استحصال ترک کرے۔ انگریز کی حکومت نے مولوی محمد حسین بٹالوی کی درخواست کو ۱۹ جنوری ۱۸۸۷ء کو منظور کیا کہ آئندہ ہندوستان کے لوگ وہابی فرقہ کو وہابی نہ کہیں، بلکہ اہل حدیث کہا کریں۔ جب گورنمنٹ نے وہابیوں کو اہل حدیث رجسٹرڈ کر لیا تو مولوی محمد حسین بٹالوی نے انگریز حکومت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے کہ اس درخواست کو ہمارے رحم دل اور فیاض لیفٹیننٹ گورنر پنجاب سر چالس ایچی بن بہادر صاحب باالقابہ نے معرضِ قبول میں جگہ دی اور بڑے زور کے ساتھ گورنمنٹ ہند کی

خدمت اس کی قبولیت کی سفارش کی۔ مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائیو! ہر دل عزیز وائسرائے گورنر جنرل لارڈ ڈفرن نے بھی سر چالس ایچی سن صاحب کی رائے زریں سے اتفاق کیا' سرکاری کاغذات میں لفظ وہابی کے استحصال سے ممانعت کا حکم دیا۔

(اشاعۃ السنہ ج ۹' شمارہ: ۷' الحدیث ص ۱۳۱' سیرت ثنائی ص ۳۵۲)

حضرات بتایئے! انگریز کا ایجنٹ کون تھا؟ انگریز سے انعام کون لیتا رہا' انگریز نے وہابی سے اہل حدیث کن کا نام رجسٹرڈ کیا؟ بتایئے حوالے آپ کے سامنے ہیں؟ پتہ چلا انگریز کے زرخرید غلام بریلی کا تاجدار نہیں تھا بلکہ وہابیوں کے بڑے بڑے مُلوا نے تھے' پر بے ضمیر ظہیر نے کیا لکھا کہ انگریز نے احمد رضا کو خریدا تھا۔ سب کہہ دیجئے: ''لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ'' جھوٹے وہابی بے ضمیر ظہیر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

عیب جنے من اوندے ساڈے سرھڑ ہی جاوَ
پٹی جو پڑھاندا اے شیطان اوہو پڑھی جاوَ
بغض اتے حسد والی پوڑی اُتے چڑھ ہی جاوَ
وچوں وچوں ملی جاوَ اُتوں اُتوں لڑی جاوَ
سڑی جاوَ بھئی کھاندیاں نوں ویکھ ویکھ سڑی جاوَ
غلط کر کے ترجمے حدیث تے قرآن دے
ٹوٹے کری جاندے اُو دین عالی شان دے
سب کجھ جان کے وی کجھ نئیں جان دے
شاواں ماں دے پترو بھئی دیندے پھوکی تڑی جاوَ
سڑی جاوَ بھئی کھاندیاں نوں ویکھ ویکھ سڑی جاوَ

حضرات! جس مولوی ظہیر نے اہل سنت اور امام احمد رضا کے خلاف البریلویہ کتاب لکھی ہے' وہ کردار کے لحاظ سے بڑا ہی گندا تھا۔ حافظ عبدالرحمٰن مدنی جو مولوی ظہیر کا کلاس فیلو ہے' وہ مولوی ظہیر کے بارے لکھتا ہے کہ مولوی ظہیر نے بھٹو صاحب

سے قومی اتحاد کی جاسوسی کرنے کے بدلے لاکھوں روپے رشوت حاصل کی' برائے نام قیمت پر کئی پلاٹ اور کاروں کے پرمٹ حاصل کیے۔ نمبر۲: یورپ کے نائٹ کلبوں میں علامہ صاحب رنگ رُلیاں مناتے رہے' نمبر۳: اپنے گھر کی نوجوان نوکرانیوں سے رنگ رلیاں مناتے رہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث' لاہور' ۳۱ اگست ۱۹۸۴ء' وہابیت و بریلویت ص ۴۲-۴۳)

حضرات یہ وہی مولوی ظہیر الٰہی ہے جس نے اپنے ساتھیوں سمیت لاہور میں ۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء میں چوک قلعہ لچھمن سنگھ میں کھڑے ہو کر تقریر کرتے ہوئے سیدنا داتا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہا تھا کہ لوگو تم داتا داتا کرتے ہو' اس کو داتا کہنا حرام ہے' داتا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے' یہ مردہ ہے' یہ داتا کیسے ہو گیا' اگر تمہارا داتا اتنی طاقت کا مالک ہے تو اس کو کہو کہ میری ٹانگیں توڑ کر دکھائے' اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! جب اس نے یہ جملے کہے تو اس کے ساتھ ہی جلسے میں دھماکہ ہوا' اس کے ۱۰ ساتھی جس میں حبیب الرحمٰن یزدانی بھی تھا' مارے گئے' مولوی ظہیر کی دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں اور شدید زخمی ہو گیا۔ مولوی صاحب کو مقامی ہسپتال لے جایا گیا' کوئی آرام نہ آیا' مولوی ظہیر نے ساتھیوں سے کہا: مجھے مدینہ شریف لے چلو' وہاں کے ہسپتال میں علاج صحیح ہو گا' لیکن گستاخ ولی وہاں بھی ٹھیک نہ ہوا بلکہ وہیں آنجہانی ہو گیا' وہابی اس کو شہید اسلام کہتے ہیں' ایمان داری سے بتائیں گستاخ اولیاء' گستاخ انبیاء شہید ہو سکتا ہے؟ وہابی کہتے ہیں کہ دیکھو جی! ہمارے مولوی صاحب کو موت مکہ مدینہ آئی ہے' کتنے خوش نصیب ہیں۔ حضرات ٹھیک ہے واقعی مولوی ظہیر کو موت مکہ مدینہ آئی ہے مگر مکہ مدینہ میں مرنے سے بندہ جنتی کیسے ہو سکتا ہے' اگر مکہ مدینہ میں مرنے سے بندہ جنتی ہوتا ہے تو ابوجہل' ابولہب' عتبہ' عتیبہ' شیبہ یہ سارے مردود مکہ میں مرے' کیا یہ سارے جنتی ہو گئے؟ عبداللہ بن ابی اور کئی منافق مدینہ پاک میں مرے' کیا وہ سارے جنتی ہو گئے؟ حضرات یاد رکھیں مکہ مدینہ میں مرنے سے جنت اس کو ملتی ہے جس کے سینے میں آمنہ کے چمن کا سچا پیار ہو' جس

کے سینے میں فاطمہ کے باپ کی سچی محبت ہو' جو گستاخ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو' چاہے اس کو کعبہ شریف میں دفن کر دیا جائے وہ کبھی جنت میں نہیں جا سکتا' کیوں کہ

علم تاں پڑھیاں اشراف نہ ہوتی تے جھڑے ہوندے اصل کمینے
پتلوں سونا مُول نہ بن دا عباریں جڑیئے لکھ نگینے
شوم کولوں کدی داد نہ ملدی بھاویں ہون لکھ خزینے
باہجھوں حُب نبی ﷺ دے جنت نہ ملدی بھاویں مریئے وچ مدینے

حضرات عرض یہ کر رہا تھا کہ مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے سرکار کے عاشق تھے' آپ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ/ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء بروز جمعہ دو بج کر ۳۸ منٹ پر جب مؤذن اذان میں پڑھ رہا تھا: ''حی الفلاح'' آپ نے کلمہ شریف پڑھ کر وصال فرمایا' جس دن امام اہل سنت فوت ہوئے' اس دن ایک شامی بزرگ جو سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت بڑے عاشق تھے وہ بیت المقدس میں نمازِ جمعہ پڑھ کر اپنے بستر پر لیٹے' آنکھ لگ گئی' کیا لگ گئی؟ بولو: آنکھ لگ گئی' حضرات آنکھ سب کی لگتی ہے' نیند سب کو آتی ہے' خواب سب کو آتے ہیں' مجھے بھی خواب آتا ہے آپ کو بھی خواب آتے ہیں' مجھے خولب آئے گا تو میں خواب میں وہی کروں گا جو جاگتے کر رہا تھا' تاجر خواب دیکھے گا تجارت کرے گا' دوکان دار خواب دیکھے تو دوکان داری کرے گا' سیاسی خواب دیکھے تو سیاست کر رہا ہو گا' مزدور خواب دیکھے تو مزدوری کر رہا ہو گا' مگر صدقے جاؤں اللہ عزوجل والوں کی نیند پر' قربان جاؤں اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی آنکھوں پر' جب وہ سوتے ہیں تو آنکھ اپنے ڈیرے میں لگتی ہے' جب کھلتی ہے تو دربار پر کھلتی ہے۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی نیند نصیب فرمائے تاکہ ہمیں بھی سرکار کے جلوے نصیب ہو جائیں' ایک عاشق نے بڑی پیاری بات فرمائی کہ

ایسا نقش بکے تیرا محبوبا جدوں بولا تے سامنے توں ہوویں
آنکھ میٹاں تے ہوواں میں کول تیرے آنکھ کھولا تے سامنے توں ہوویں

اینان ڈاھڈیاں اوکھیاں راھواں تے میں ٹر پیا تیرے سہاریاں تے
میرا خیال رکھیں میرے محبوبا جدوں ڈولا تے سامنے توں ہوویں

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ اس شامی کی آنکھ لگ گئی' خواب میں کیا نور بھرا منظر دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دربار پُر انوار لگا ہوا ہے' سیدنا صدیق اکبر' سیدنا فاروق اعظم' سیدنا عثمان غنی' سیدنا مولا علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دیگر صحابہ کرام سرکار کی بارگاہ میں تشریف فرما ہیں' پاس محبوب سبحانی حضور سیدنا غوث اعظم' خواجہ خواجگان سیدنا معین الدین چشتی اجمیری' پیشوائے نقشبند حضور سیدنا خواجہ بہاء الدین نقشبندی' سہروردیوں کے سردار حضور سیدنا خواجہ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی تشریف فرما ہیں اور دیگر اولیاء کرام بھی جلوہ فرما ہیں۔ وہ شامی بزرگ فرماتے ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قیادت میں اتنے لوگ بیٹھے ہیں' مگر بول کوئی بھی نہیں رہا' سارا مجمع خاموش ہے' سارے مجمعے پر اداسی چھائی ہوئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی خاموش ہیں' میں بڑا حیران ہوا کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ اتنا عظیم دربار پھر یہ خاموشی کیوں ہے؟ وہ بزرگ فرماتے ہیں: میں سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا' صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے بعد میں نے عرض کی: آقا! میرے ماں باپ آپ کے قدموں پر قربان ہو جائیں! یہ محفل میں آج سکوت کیوں ہے' یہ خاموشی کیوں ہے؟ مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ کسی کا انتظار ہو رہا ہے؟ آمنہ کے چمن نے فرمایا: ہاں! ہم واقعی ایک بندے کا انتظار کر رہے ہیں' میں نے عرض کی: آقا! وہ کون خوش نصیب ہے جس کا آپ انتظار فرما رہے ہیں؟ سبحان اللہ! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: احمد رضا بریلی کے' صدقے جاؤں احمد رضا تیرے عشق پر' سارے ولی غوث' قطب' ابدال' قلندر' مؤمن اس انتظار میں ہیں کہ کب آمنہ کا لال ہماری گلی میں قدم رکھے گا مگر تیرے مقدروں پر قربان جاؤں عرشوں کا راہی اللہ تعالیٰ کا ماہی تیرا انتظار فرما رہا ہے۔

سرِ محفل اتنا میری سرکار ہو جائے
نگاہیں منتظر رہ جائیں اور دیدار ہو جائے

غلامِ مصطفیٰ بن کر میں بک جاؤں مدینے سے
اُنہیں کے نام پر سودا سرِ بازار ہو جائے
فنا اتنا تو ہو جاؤں میں تیری ذاتِ عالی میں
جو مجھ کو دیکھ لے اُس کو تیرا دیدار ہو جائے

پاکستان کا بڑا مشہور ضلع بہاولپور یہاں ایک سرکار کے بہت بڑے عاشق قبرانور میں تشریف فرما ہیں، جن کا نام ہے: خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ آپ روزانہ رات کو سرکار پر درود و سلام پڑھتے، کئی مرتبہ خواب میں سرکار کے جلوے نصیب ہوئے، لیکن خواجہ صاحب کی تمنا تھی کہ سرکار جاگتے ہوئے بھی کبھی میرے غریب خانے تشریف لائے، ہر روز دعا مانگتے، لیکن مسئلہ حل نہ ہوا، ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق نے سینے میں انگڑائی لی تو آپ اپنے مکان کی چھت پر سوار ہو گئے، چہرہ مدینہ پاک کی طرف کیا آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بسنے لگی، پھر اپنی ملتانی زبانی میں سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق میں چند اشعار پڑھے، خواجہ صاحب سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ

آقا اک واری لنگھ آ توں ساڈی جاتے
میں زاریاں کریساں سِکّاں لہا کے

اے اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کرم فرماؤناں اپنے غلام خرید کی اجڑی جھوک کو بھی رنگ لا جاؤ، اپنے نورانی قدم یہاں بھی لے آؤ۔

کلی اساں فقیراں دی عرش بنا جا اَج دی رات
گھر میرے وچ اندھیرا ہے توں چانن لا جا اج دی رات

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب آپ فرید کے غریب خانے تشریف لائیں گے تو پتہ ہے میں آپ کی کیسے خدمت کروں گا۔ عرض کرتے ہیں کہ

مکھن پانی مصری میں لاچیاں مکسیاں
عطر گلابے میں مل مل دھو لیساں

سہرے پویساں مہندی لکسیاں
کول بہیساں بڑا بنا کے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب آپ تشریف لائیں گے' میں آپ کی مقدس زلفوں پر بڑی خوبصورت مہندی لگاؤں گا' پھر جنت کا دولہا بنا کے سامنے بٹھاؤں گا' پھر جی بھر کے آپ کا دیدار کروں گا۔ سبحان اللہ!

شملے دیاں سوٹیاں تے جے پور دے چیرے
لکھ لعل نیلم پکھ راج ہیرے
اُنج تے غریب ہاں پر دل تے امیر اے
جو چیز ڈیساں ڈیساں رجا کے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجب آپ میرے غریب خانے تشریف لائیں گے' شملے میں بڑی خوبصورت چھڑیاں ملتی ہیں' میں شملے کی چھڑی آپ کو پیش کروں گا' جب آپ وہ چھڑی لے کر میرے دلہیٹے چلے گئے' بڑے خوبصورت لگیں گے' پھر جے پور کی پگڑیاں بڑی خوبصورت ہوتی ہیں' وہ بھی میں آپ کو پہناؤں گا' سوہنا کتنا لطف آئے گا جب حسین کا نانا جے پور کی دستار اور شملے کا ڈنڈا پکڑ کے میرے غریب خانے چلے گا' میں آپ کو دیکھ دیکھ کر قربان ہوتا جاؤں گا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر چہ میں بڑا ہی غریب ہوں مگر جو جو چیزیں تحفے میں پیش کروں گا' تھوڑی نہیں ہوں گی بلکہ بہت زیادہ ہوں گی' آپ خوش ہو جائیں گے۔

سوداں پٹیساں چیساں اُدھار اے
کہیں بھک نہ دیساں دیساں ہزار اے
اگوں میں کوڑیاں کیوں ہسباں مارا
خود ویکھ گھن سو آپے ای آ کے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ اپنے بچوں کی شادیوں پر قرضہ مانگتے ہیں تا کہ بیٹے

کی شادی دھوم دھام سے کی جائے' لیکن آقا میں آپ کی آمد پر قرضہ لے کر ایسی دعوت کروں گا' آپ دعوت کا رنگ ڈھنگ دیکھ کر اپنے غلام پر خوش ہو جاؤ گے' آقا میں پہلے شوخیاں نہیں مارتا' جب آپ آئیں گے' آپ دیکھ لینا تیرے غلام نے کیا انتظام کیا ہے۔

زورے جے ویسو تے ونجن نہ ڈیساں
گل پا پلڑا منتاں کریساں
اک ایہا سوال اے فرید دا من گھن
مویاں دیاں خبراں آ آپ چن گھن
جند جان کڈھ گھن لُٹ مال دھن گھن
ہاں ٹھار بیٹھی آ مٹھا ہی ادا تے
اک واری لنگھ آ توں ساڈی جا تے

خواجہ صاحب سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ آقا جب دنیا آپ کی زیارت کرتی ہے تو بڑی بڑی فرمائشیں کرتی ہیں کہ آقا مجھے فلاں چیز چاہیے' میرا فلاں کام ہو جائے' مجھے دنیا کی دولت مل جائے' مجھے مال رزق اولاد مل جائے' مگر میری صرف ایک ہی آرزو ہے کہ آپ اپنے غلام کے گھر ایک مرتبہ تشریف لے آئیں' جب آپ آئیں گے تو پھر آپ جانے کا نام لیں گے تو میں آپ کے قدموں کو پکڑ لوں گا' آپ کے سامنے ہاتھ باندھ لوں گا کہ سوہنیا ابھی نہ جاؤ۔ سبحان اللہ! حضرات یہ صرف خواجہ غلام فرید کی تمنا نہیں کہ سرکار میرے گھر تشریف لائیں بلکہ ہر سرکار کے دیوانے کی تمنا ہے' سارے سرکار کے غلام سرکار کا انتظار کر رہے ہیں' مگر فاطمہ کا بابا' حسنین کا نانا کشتہ عشق رسالت احمد رضا کا انتظار فرما رہے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں! ہمیں احمد رضا بریلی کا انتظار ہے۔ اس شامی بزرگ نے عرض کی: آقا! یہ احمد رضا کون ہے' کس شخصیت کا مالک ہے اور کہاں رہتا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہندوستان کا ایک شہر ہے بانس بریلی' یہ وہاں کے رہنے والے ہیں' وقت کے مجدد نائب غوث اعظم اور نائب

ابوحنیفہ ہیں، کئی سو کتابوں کے مصنف ہیں، پوری دنیا میں کئی سو فتوے لکھ کے بھیج چکے ہیں۔ اُس سرکار کے عاشق نے جب یہ خواب دیکھا تو آنکھ کھل گئی، سینے میں احمد رضا کی محبت جوش مارنے لگی، پھر سوچنے لگے کہ احمد رضا کو اللہ تعالیٰ نے کتنا مقام اور مرتبہ عطاء فرمایا ہے کہ جن کا سرکار بمع صحابہ کرام، اولیاء عظام کے انتظار فرما رہے ہیں کیوں نہ اس عاشق مدینہ کی ہندوستان جا کر زیارت کی جائے، وہ بزرگ بحری جہاز پر سوار ہوئے۔ بریلی شریف تشریف لائے، پوچھتے پوچھتے جب امام احمد رضا کے آستانے پر پہنچے تو اعلیٰ حضرت کے بیٹے علامہ مصطفیٰ رضا خاں سے ملاقات ہوئی، آپ نے علامہ مصطفیٰ سے فرمایا: بیٹا! میں بڑا دور سے آیا ہوں اور احمد رضا خاں سے ملنا چاہتا ہوں، کیا ان سے ملاقات ہو جائے گی؟ اعلیٰ حضرت کے لختِ جگر نے عرض کی: بابا جی! مولانا احمد رضا تو آج سے چند دن پہلے وفات پا گئے ہیں۔ اس شامی بزرگ نے سنا تو فرمایا: بیٹا! وہ کب فوت ہوئے ہیں، علامہ مصطفیٰ صاحب نے عرض کی: حضور صفر کی ۲۵ تاریخ کو۔ اس شامی بزرگ نے سنا تو آہیں نکل گئیں، زار و قطار رونا شروع کر دیا، اتنا روئے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ علامہ مصطفیٰ نے عرض کی: بابا جی! کیا بات ہے اس قدر شدت سے کیوں رو رہے ہو؟ فرمایا: ۲۵ صفر تھی، جمعہ کا دن تھا میں جمعہ پڑھ کر لیٹا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار ہو گیا۔ سرکار نے مجھے فرمایا کہ ہم احمد رضا بریلی کا انتظار کر رہے ہیں، مجھے سمجھ نہ آئی کہ یہ معاملہ کیا ہے، یہاں پہنچا ہوں تو پتہ چلا ہے کہ وہ وصال فرما کے سرکار کے قدموں میں پہنچ چکے ہیں، ہائے افسوس! اس مرد قلندر اور فنا فی الرسول عالم کی زیارت نہ کر سکا۔ (الشاہ احمد رضا ص ۱۷۷۔۱۷۸، سوانح امام احمد رضا ص ۳۹۱۔۳۹۲)

جھڑے پیر نہ دل دی گل بجھن اُوہ پیر نہیں جیباں دے چور ہندے
بناں پیر استاد دے ٹرن والے جھیندے جاگ دے اُوہ در گور ہندے
مرشد پھڑیں تے پرکھ ضرور رکھیں پہی ہور ہوندے کامل ہور ہوندے
چنگی دھرتی تے اُگے گلاب ناصر اُوتھے اک اُگدے جتھے شور ہندے

تو حضرات بات یہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میرے صحابہ پریشان نہ ہو"انی بین ایدیکم فرط"میں پہلے جا کر تمہاری راحت کا' تمہارے آرام کا انتظام کروں گا"" وانا علیکم شہید"اور میں تمہارا گواہ بن کے جا رہا ہوں' فکر نہ کرنا' قیامت والے دن میں تمہارے ایمان کی تمہارے اعمال کی گواہی دوں گا' قیامت تک میں ہر مؤمن کے ایمان کو دیکھتا رہوں گا کہ کون مجھ پر ایمان لا کر کتنے اچھے عمل کر رہا ہے' میں ہر مؤمن کے ایمان کی گواہی دوں گا۔

مینوں پتہ سی ویکھ کے حال میرا میرے کولوں تے بیل وی بھجنے نیں
بدل اُٹھن گے جدوں اُداسیاں دے آ کے میرے ای سر تے گجنے نیں
کون دُھووے گا داغ بدکاریاں دے بخت کدوں غریبا دے سجنے نیں
ناصر شاہ نوں دسیا کاملاں نے تیرے عیب حضور نے کجنے نیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عنقریب تمہاری میری ملاقات ہوگی' صحابہ نے عرض کی: آقا! کہاں ملاقات ہوگی' فرمایا:"ان موعدکم الحوض"میری تمہاری ملاقات حوضِ کوثر پر ہوگی۔ حضرات یہ حوضِ کوثر جنت میں ایک بہت بڑا دریا ہے جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہوگا' کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوگا' شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا' یہ حوض کوثر اتنا چوڑا ہوگا' بندہ ایک ماہ تک چلتا رہے' تب جا کر دوسرے کنارے تک پہنچے اور ایک ہزار میل لمبا ہوگا' قیامت والے دن حسین کا پیارا نانا' اُس کے کنارے بیٹھا ہوگا اور اپنی پیاسی اُمت کو اپنے یداللہ والے ہاتھوں سے پانی پلا رہا ہوگا' جو بندہ ایک مرتبہ حوضِ کوثر کا پانی پی لے گا' پھر اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ ہمارے بھی نصیب میں وہ پانی فرمائے۔ آمین! میرے اعلیٰ حضرت اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا
پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

اس کی بخشش ان کا صدقہ
دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
انا اعطینٰک الکوثر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں

صحابہ نے عرض کی: آقا! یہ حوضِ کوثر ہے کہاں؟ فرمایا: جنت میں' عرض کی: جنت کہاں ہے؟ فرمایا: "عِنۡدَ سِدۡرَةِ الۡمُنۡتَهٰى عِنۡدَهَا جَنَّةُ الۡمَاۡوٰى" (پ ۲۷' النجم: ۱۴۔۱۵) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جنت ہے۔ حضرات یہ سدرۃ المنتہیٰ وہ جگہ ہے جہاں سے آگے کوئی نبی' کوئی فرشتہ یہاں تک کہ فرشتوں کا سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی نہیں جاسکا' مگر صدقے جاؤں آمنہ کے لال کی شان پر' میرے آقا معراج کی رات یہ سرحد بھی عبور کر کے لامکانوں میں تشریف لے گئے۔

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے' سرِعرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہیں جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میرے صحابہ حوضِ کوثر جنت میں ہے' جنت اللہ تعالیٰ کے عرش کے پاس ہے' ساتوں آسمانوں سے بھی اوپر ہے' صحابہ نے عرض کی: آقا جنت اور حوضِ کوثر بڑی دور ہیں' میرے آقا نے فرمایا: بے شک بڑی دور ہیں مگر عام لوگوں کے لیے دور ہوں گی' میرے لیے نہیں۔ عرض کی گئی: آقا! وہ کیسے؟ فرمایا: "وانی لانظر الیہ وانا فی مقامی ھذا" لوگوں میں مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر حوضِ کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ سبحان اللہ! حضرات مدینہ شریف سے جنت کھربوں میل دور' مگر نبی کی نگاہ پر قربان جاؤں! مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر دیکھ رہے ہیں' لوگو سوچو! جو نبی مدینہ پاک میں کھڑے ہو کر حوضِ کوثر کو دیکھ سکتا ہے' کیا وہ نبی روضہ انور میں تشریف فرما کر پاکستان والوں کو نہیں دیکھ سکتا؟ بولو دیکھ سکتا ہے' یہی بات حاضر ناظر ہے' مولوی دن رات شور مچا رہے ہیں کہ جی نبی تو مدینے میں ہے ہم یہاں ہیں' نبی کو کیا پتا۔ پوچھو اس

بدنصیب مُلوانے سے جو نبی مدینہ میں کھڑے ہو کر جنت دیکھ سکتا ہے' کیا وہ مدینہ میں کھڑے ہو کر زمین میں اپنے غلام کو نہیں دیکھ سکتا؟

عشق نبی دیاں برکتاں نال میرا سینہ ہو گیا نور بحمد اللہ
اوہدی نظر کریمی نے دھو چھڈے میرے سارے قصور بحمد اللہ
اوہدے اسم گرامی چوں ملدا اے مینوں بڑا سرور بحمد اللہ
ناصر کرم جے نئیں تے ہور کی اے ریندے کول حضور بحمد اللہ

سرکار کیا فرما رہے ہیں: میں یہاں پر کھڑے ہو کر حوضِ کوثر دیکھ رہا ہوں' لیکن زکوتوں پر پلنے والے گستاخ ملوانے کیا کہتے ہیں' سنئے! دیوبندیوں کے بہت بڑے شیخ الحدیث مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اپنی کتاب براہین قاطعہ' مطبوعہ دیوبند ص ۵۱ پر لکھتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کا بھی پتہ نہیں۔ معاذ اللہ! حضرات اب فیصلہ آپ پر ہے کہ آپ نے بات غیب کی خبریں دینے والے نبی کی ماننی ہے یا گستاخ دیوبندی مُلوانے کی؟ جو سرکار کا دیوانہ ہوگا وہ تو حسین کے مقدس نانے کی بات مانے گا اور گستاخانِ نبی کو کہے گا کہ

جہدی ذات ہے پاک ہر عیب کولوں عیب اوہدے چہ کڈھ دے اُو شرم کرو
جیہدے صدقے جہاں دی جڑھ لگی جہڑاں اوہدیاں وڈھ دے اُو شرم کرو
کملی والے دا دل دکھاون خاطر نویں شوشے نت چھڈ دے اُو شرم کرو
حافظ آکھے حضور تے کر حملے جھنڈے نجد دے گڈ دے اُو شرم کرو

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا فرمایا: میرے صحابہ میں مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر جنت کا حوضِ کوثر دیکھ رہا ہوں' میرے صحابہ مجھے عام بندہ نہ سمجھنا' مجھے بے اختیار انسان نہ سمجھنا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بڑی عظمتوں' بڑی نوازشوں سے مالا مال کر کے بھیجا ہے۔ صحابہ نے عرض کی: آقا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتنی عظمت عطاء فرمائی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''انی قد اعطیت مفاتیح خزآئن الارض'' میرے

صحابہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ساری زمین کے خزانوں کی چابیاں عطاء فرمادی ہیں' سبحان اللہ!
ایک روایت میں آتا ہے کہ "اعطیت الکنزین الاحمر والابیض" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میرے صحابہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو خزانے عطاء فرمائے ہیں' ایک سرخ اور ایک سفید۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سونے اور چاندی کے خزانوں کی چابیاں عطاء فرمادی ہیں۔ (مسلم شریف' مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۲' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۱۲)

ایک روایت میں آتا ہے: "اوتیت مفاتیح کل شیء" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرے صحابہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پوری کائنات کے خزانوں کی چابیاں عطاء فرمادی ہیں۔ (طبرانی شریف' خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۹۵)

صدقے جاؤں ان مقدس ہاتھوں کے جن ہاتھوں کو خالق کائنات فرماتا ہے: اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! یہ تیرے ہاتھ نہیں "یَدُ اللّٰهِ" یہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میدانِ بدر میں کافروں کی طرف پتھر پھینکے تو خالق کائنات نے فرمایا: "مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى" (پ ۹) اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! کافروں کو تو نے پتھر نہیں مارے بلکہ اللہ تعالیٰ نے مارے ہیں۔ سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیاری امی جان فرماتی ہیں: جب میرا لعل دنیا میں تشریف لایا تو ایک فرشتہ پکار پکار کر یہ اعلان کر رہا تھا' کون سا اعلان "لم یبق خلق من اھلھا الا دخل فی قبضتہ" کہ اے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو مبارک ہو آپ نے زمین آسمان کی ہر چیز پر قبضہ جما لیا ہے۔ کائنات کا کوئی ایسا خزانہ نہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی جاگیر میں نہ دیا ہو۔ سبحان اللہ!

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۸)

امام اہل سنت کے بھائی امام حسن رضا خاں فاضل بریلی فرماتے ہیں کہ

اللہ اللہ عزوجل شاہِ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پر بھی جاری ہے حکومت تیری

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ عزوجل
یاد آتا ہے خدا عزوجل دیکھ کے صورت تیری
ہم نے مانا کہ گناہوں کی نہیں حد لیکن
تو ہے اُن کا تو حسن تیری ہے جنت تیری

حضرات! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس ہاتھوں کی عظمت پوچھنی ہے تو صحابہ سے پوچھو' جنہوں نے میرے نبی کے ہاتھوں کے کمالات اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے' سرکار کے ہاتھ بیمار سے لگے تو بیمار ٹھیک ہو گیا' کسی کے سینے پر لگے تو دل کا کفر دور ہو گیا' کسی لاٹھی سے لگے تو وہ لاٹھی نوروالی ہو گئی' یہی مقدس ہاتھ اُٹھے تو ڈوبا سورج واپس آ گیا' یہی ہاتھ اُٹھے تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا' یہی ہاتھ اُٹھے تو درخت پتھر دوڑتے ہوئے آپ کے قدموں میں آ گئے' یہی ہاتھ اُٹھے تو مردوں کو زندہ کر دیا' انشاء اللہ قیامت والے دن یہی مقدس ہاتھ اُٹھیں گے تو ہم سب کا بیڑا پار ہو جائے گا' انہی ہاتھوں کے بارے تاجدار بریلی فرما گئے کہ

ہاتھ جس سمت اُٹھا آ غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام
جس کو بارِ دو عالم کی پرواہ نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

پتہ چلا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس ہاتھ بے مثل ہاتھ ہیں' لیکن آج کے مُلوانے تقریروں میں کیا کہتے پھرتے ہیں' نبی ہماری طرح تھے' جیسے نبی کے دو ہاتھ ہمارے بھی دو ہاتھ' نبی کی بھی دو آنکھیں ہماری بھی دو آنکھیں' نبی کے بھی دو پیر ہمارے بھی دو پیر' نبی نے بھی شادیاں کیں ہم نے بھی شادیاں کیں' نبی بھی کھاتا پیتا تھا ہم بھی کھاتے پیتے ہیں' نبی اور ہم برابر۔ کبھی آپ نے نبی کی مثل بننے والوں کی شکلیں دیکھی ہیں' صبح صبح خالی پیٹ نظر آ جائیں تو سارا دن کھانا نصیب نہیں ہوتا' جن کی شکلیں دیکھ کر

بچے ڈر جاتے ہیں، جن کی شکلیں دیکھ کر زبان سے بے ساختہ نکل جاتا ہے: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" یہ منحوس نبی کی مثل بنتے ہیں۔ حضرات! یہ میں کسی پر الزام نہیں لگا رہا بلکہ حقیقت بیان کر رہا ہوں، دیوبندیوں، وہابیوں، اہل حدیثوں کے متفقہ محدث مولوی اسماعیل دہلوی اپنی رسوائے زمانہ کتاب تقویۃ الایمان ص ۵۶ میں لکھتا ہے کہ اولیاء، انبیاء، امام اور امام زادے، پیر اور شہید یعنی جتنے بھی اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہیں اور بندے عاجز ہیں اور ہمارے بھائی ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کو بڑائی دی، وہ بڑے بھائی ہوئے، ہم کو ان کی فرماں برداری کا حکم دیا ہے، ہم ان کے چھوٹے بھائی ہیں۔ حضرات ان مُلوانوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کتنا بغض ہے، کتنی عداوت ہے، افسوس ہے ایسی مسلمانی پر۔

بغض جہڑا وی نبی دے نال رکھے پیسن لعنتاں اُوس لعین اُتے
ابوجہل وانگوں اوہ تے ہے جاہل شک کرے جو ماہِ مبین اُتے
مُلاں کرے جھیڑا بھلا بشر خاکی کیویں پہنچیا عرش بریں اُتے
میں ہاں آکھدا عرش تے رہن والا کیویں آ گیا فرش زمین اُتے

میرے پڑوس سرگودھا میں جمعیت اشاعت التوحید وسنت کے ناظم صاحب ہے، عطاء اللہ بندیالوی صاحب، ان کی ایک کتاب ہے: خطبات بندیالوی ج ۲ ص ۲۵۶ پر لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کو خود فرمایا کہ جس طرح تم نے ماں کے کوکھ سے جنم لیا، اسی طرح میں نے بھی جنم لیا، تمہارے بھی ماں باپ میرے بھی ماں باپ ہیں، تمہارا بھی کنبہ قبیلہ ہے میرا بھی کنبہ قبیلہ ہے، جس طرح تم نے بچپن میں ماں کا دودھ پیا ہے میں نے بھی مائی حلیمہ کا دودھ پیا ہے، جس طرح تم شادیاں کرتے ہو میں نے بھی شادی کی، جس طرح تم بیمار ہوتے ہو میں بھی بیمار ہوتا ہوں، جس طرح تم سوتے ہو میں بھی سوتا ہوں، جس طرح تمہاری اولاد لڑکے لڑکیاں ہیں اسی طرح میری بھی اولاد ہے، جس طرح تم تجارت کے لیے بازار جاتے ہو میں بھی بازار جاتا ہوں، جس طرح تم

پریشانی وغم کا شکار ہوتے ہو میں بھی غم کا شکار ہوتا ہوں۔ بشر ہونے اور لوازماتِ بشریت کے محتاج ہونے میں، میں تم جیسا ہوں۔ میں جتنا بھی بلند مقام حاصل کرلوں، میں مقامِ بشریت سے باہر نہیں نکل سکتا۔ ارے جن کے اوپر بھی بشریت ہو جس کے نیچے بھی بشریت ہو، جس کے دائیں بھی بشریت ہو، جس کے بائیں بھی بشریت ہو، جس کے آگے بھی بشریت ہو، جس کے پیچھے بھی بشریت ہو۔ حضرات! یہ ساری عبارت مولوی صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کی ہے کہ سرکار نے اپنے صحابہ سے فرمایا، اب میں مولانا سے پوچھنا چاہتا ہوں اور یہ حدیث جس کا ترجمہ آپ نے کیا ہے جس عبارت کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کی ہے، یہ کس کتاب میں ہے، بخاری میں ہے یا مسلم میں، ترمذی میں ہے یا نسائی میں، ابوداؤد میں ہے یا ابن ماجہ میں؟ اگر یہ حدیث ہے تو آپ کو چاہیے تھا کہ آپ اس کا حوالہ پیش کرتے، مگر خدا عزوجل گواہ ہے، یہ نہ کسی حدیث میں ہے، نہ کسی سیرت کی کتاب میں، آپ نے یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف غلط منسوب کی ہے، آپ نے نبی پر جھوٹا بہتان لگایا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحیح فرمان ہے: ''**من کذب علی متعمدًا فلیتبوأ مقعده من النار** '' سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو بندہ مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹی بات منسوب کرے وہ پکا جہنمی ہے۔

(بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، مرقاۃ شریف، مرآۃ شرح مشکوٰۃ ج ا ص ۱۸۶)

مولی صاحب! آیئے میں عرض کرتا ہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری طرح نہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا: ''اَیُّکُمْ مِثْلِیْ '' اے میرے صحابہ! تم میں سے کون ہے جو میری مثل ہو۔

(مسلم شریف، ابوداؤد شریف، ترمذی شریف، بخاری شریف ج ا ص ۲۴۶)

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کی طرح ہوتے جیسے مولوی صاحب نے جھوٹی

سرکار کی طرف حدیث منسوب کی ہے' فوراً کوئی نہ کوئی صحابی کہہ دیتا: آقا! میں آپ کی طرح ہوں' مگر صحابی کوئی نہیں بولا' بدنصیب دیوبندی وہابی مولوی بول پڑا' مولوی صاحب ہوش کرو! اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت نہ دو' نہیں تو اس کی لاٹھی بے آواز ہے' وہ جلال میں آجائے تو باڈی گارڈ نہیں دیکھتا وہ رنگ روپ نہیں دیکھتا' وہ عہدے اور مرتبے نہیں دیکھتا' وہ خطابت اور علم نہیں دیکھتا بلکہ ایسا پکڑتا ہے کہ پھر کوئی چھڑانے والا نہیں ہوتا۔

پڑھ پڑھ کے توں عالم ہویوں تے مان نہ کر میں پڑھیا
او جبار قہار سداوے تے روڑھ دیوے دودھ کڑیا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جب وصال کا وقت قریب آیا تو آمنہ کے لال نے فرمایا: ابوبکر! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: تو ساری زندگی میرے ساتھ رہا ہے' بچپن سے لے کر اب تک تو نے میرے ساتھ سنگ بنائی ہے' لیکن آ میں تمہیں ایک بات بتا دوں' عرض کی: آقا! کون سی؟ فرمایا: ''**یا ابا بکر والذی بعثنی بالحق لم یعلمی حقیقة غیر وربی** ''اے ابوبکر! مجھے قسم ہے اس خالق کائنات کی عزت وعظمت کی جس نے مجھے سچا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بنا کر دنیا میں بھیجا ہے! اب تک تو بھی میری حقیقت کو نہیں پہچان سکا' میری حقیقت میرا اللہ عزوجل ہی جانتا ہے۔

(مطالع المسرات ص ۱۲۹)

حضرات! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قسم کھا کر فرما رہے ہیں: اے صدیق! میری حقیقت کو تو بھی نہیں جان سکا' اب اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت بشریت ہوتی' بقول مولوی صاحب کے تو صدیق اکبر فوراً کہہ دیتے: آقا! آپ کیا فرما رہے ہیں' میں آپ کی حقیقت جانتا ہوں' آپ بھی پیدا ہوئے میں بھی پیدا ہوا' آپ بھی کھاتے پیتے' چلتے پھرتے آتے جاتے ہیں' میں بھی کھاتا پیتا' چلتا پھرتا ہوں' آپ نے بھی شادیاں کی' بچے ہوئے میں نے بھی شادی کی' بچے بچیاں ہوئیں ہیں' آپ کیسے فرماتے ہیں کہ میں

آپ کی حقیقت نہیں جان سکتا' لیکن نہ صدیق اکبر نے یہ جواب نہیں دیا' جواب دیتے بھی کیسے وہ صحابی تھے وہ دیوبندی وہابی تو نہیں تھے۔ سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک صحابی نے مسئلہ پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے یہ بتایئے کہ میں ناپاک ہونے کی صورت میں جنبی ہونے کی صورت میں روزہ رکھ سکتا ہوں' روزہ رکھ کر بعد میں نماز کے لیے غسل کرلوں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بالکل رکھ سکتے ہو' کوئی پریشانی نہیں۔ بعض دفعہ میں بھی جنبی ہوتا ہوں روزہ رکھ لیتا ہوں۔ صحابی مسکرا پڑا' عرض کی: آقا! آپ مجھے اپنے ساتھ تو نہ ملاؤ' کہاں اللہ تعالیٰ کا ماھی کہاں تیرا سپاہی۔ ''فقال لست مثلنا یا رسول اللہ'' صحابی نے عرض کی: آقا! میں آپ کی مثل تو نہیں ہوں۔

(مسلم شریف ج ۱ ص ۳۵۴' شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۱۰۳)

حضرات! ڈوب مرنے کا مقام نہیں کہ صحابی کہتا ہے: آقا! ہم آپ کی مثل نہیں' پر یہ زکوٰتوں فطرانوں پر پلنے والے مولوی کہیں کہ نبی تو ہماری مثل ہیں (بے مثلیت پر فقیر کی کتاب ذوقِ خطیب ج ۳ کا مطالعہ فرمائیں)۔ حضرات! بات ہم بھی مانتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بشر ہیں مگر حقیقت بشر نہیں' حقیقت نور ہے' لباس بشری ہے کیوں؟ تاکہ دنیا والوں کو سرکار کے در سے فیض نصیب ہو۔ اگر سرکار بشری لباس پہن کے نہ آتے تو کوئی فیض حاصل نہ کر سکتا' اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم کو حضرت جبریل علیہ السلام کے وسیلے سے فیض عطاء کرنا تھا' خالق کائنات نے فرمایا: جبریل' مریم ہے تو بشر' تو ہے نور' لہٰذا تو فیض دے نہیں سکے گا' وہ فیض لے نہیں سکے گی' مریم کو فیض دینے کے لیے لباسِ بشری پہن کے جا۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن فرماتا ہے: ''بَشَرًا سَوِيًّا'' (پ ۱۶) حضرت جبریل علیہ السلام جب سیدہ مریم کے پاس تشریف لائے تو مکمل بشر بن کے آئے۔ کسی مولوی کو کبھی تکلیف نہیں ہوئی کہ جبریل بھی ہماری طرح تھا' یہ جب بھی پریشان ہوتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دیکھ کر پریشان ہوتے ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ

اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو بشری لباس پہنا کر اس لیے حضرت مریم کے پاس بھیجا تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اگر قدم چومنے والا سرکار کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والا انوری بشر بن کے جائے تو غلام کی نورانیت میں فرق نہیں آ سکتا تو جس کے صدقے جبریل بنا ہے وہ بشری لباس پہن کے جائے تو اس کی نورانیت میں کیسے فرق آ سکتا ہے۔

اَنَا بَشَرٌ کہہ کے خود ہویا ساڈی نظراں توں مستور اے نوری ای نور اے
محبوب نوں سمجھے جان اپنی ہر عاشق دا دستور اے نور ای نور اے
جنھے ویکھیا مدنی کہ اُٹھیا بالآخر ہو مجبور اے نور ای نور اے
اوہدا ساتھوں لُکنا ناصرشاہ اوہدے وچ کوئی راز ضرور اے نور ای نور اے

تو عرض کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے ساری زمین کے خزانوں کی چابیاں عطاء کر کے بھیجا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف خزانوں کے مالک ہیں یا آگے تقسیم کے اختیارات بھی اللہ تعالیٰ نے یار کو عطاء فرمائے ہیں۔ تو سنئے! خالق کائنات قرآن مجید کے پ ۳۰ سورۃ الضحیٰ: ۸ میں ارشاد فرماتا ہے: ''وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى '' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! ہم نے آپ کو حاجت مند پایا پھر اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ ''وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ '' محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جو بھی سوال جو بھی منگتا تیرے دروازے پر آئے اسے جھڑکنا نہیں، یہ نہیں کہنا معاف کر زبان پر ''لا'' جس کا معنی ہے نہیں، لفظ نہیں آپ کی زبان پر نہیں ہونا چاہیے۔ سبحان! میں بے نیاز ہوں، میں گھر سے در سے مکان سے پاک ہوں، میں نے اپنا در بھی تیرا در بنا دیا ہے۔ محبوب! تیرے در پر جس قسم کا سوالی آئے اسے خیرات ضرور دینی ہے، کوئی ایمان مانگے، اسے ایمان کے خزانے عطاء کرنے ہیں، کوئی جنت مانگے اسے جنت عطاء کرنی ہے، کوئی مال مانگے اسے مال دینا ہے، کوئی اولاد مانگے اسے اولاد دینی ہے، کوئی بارش طلب کرے اسے بارش دینی ہے، کوئی صحت مانگے اسے صحت دینی ہے، محبوب کوئی خالی نہ جائے۔ عرض کی: مولا کریم! یہ ساری چیزیں کون

دے گا؟ فرمایا: محبوب دیتا میں جاؤں گے، آگے تقسیم تو کرتے جانا، محبوب پریشان نہیں ہونا۔ حضرت سیدنا جابر انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں دس سال تک سرکار کی خدمت میں رہا، میں نے دس سال سرکار کا دربار دیکھا، فرماتے ہیں: ''ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا قط فقال لا '' حضرت جابر فرماتے ہیں: میں نے ان دس سالوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر کبھی لفظ ''لا'' نہیں سنا، یا کبھی کسی سوالی کو نہیں فرمایا میرے پاس یہ چیز نہیں۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج۸ ص ۶۸۔۶۹)

مطلب کیا ہے کہ ہر سوالی کی جھولی والی کائنات نے بھر دی ہے۔ اسی لیے تاجدارِ مدینہ فرمایا کرتے تھے: لوگو! میں کوئی عام بندہ نہیں بلکہ ''انا ابو القاسم'' میں بھی تقسیم کرنے والا ہوں'' اللّٰہ یرزق و انا اقسم '' اللہ تعالیٰ مجھے کائنات کی ہر نعمت عطاء فرماتا ہے، میں تقسیم کرتا ہوں۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی ج۱ ص ۱۶۳)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ حدیث پاک سن کر بعض ملوانے کہتے ہیں کہ ابوالقاسم تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹے کی وجہ سے کنیت تھی، تقسیم کا معنی کہاں سے آ گیا۔ حضرات! اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابوالقاسم صرف کنیت ہوتی تو سرکار یہ وضاحت نہ فرماتے کہ ''واللّٰہ یرزق وانا قاسم '' ایک دوسرے مقام پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ''انما جعلت قاسما اقسم بینکم '' میں صرف کنیت کی وجہ سے قاسم ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطاء سے خود بھی قاسم ہوں، کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کو تقسیم کرتا ہوں۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، شانِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ ص ۴۵۹)

امام اہلسنت، کشتہ عشق رسالت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلی رضی اللہ عنہ سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا بھی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تار کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا
اغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیاء چلتے ہیں سر سے وہ ہے رَستا تیرا
تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پر نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

حضرات! پتہ چلا کہ میرا نبی اللہ تعالیٰ کی عطاء سے ساری کائنات کے خزانوں کا مالک ومختار ہے' اگر مالک ومختار نہ ہوتو کائنات میں تقسیم کیا فرمائے؟ سرکار تو فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مجھے ساری کائنات کے خزانے عطاء کر کے آگے تقسیم کرنے کا حکم بھی دیا ہے' لیکن وہابیوں' اہلِ حدیثوں' دیوبندیوں کے متفقہ مجدد اور محدث کا کیا عقیدہ ہے لکھتا ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۳)

حضرات! کتنے کفریہ کلمات ہیں' ایسے بندے کوتو مسلمان بھی نہیں کہنا چاہیے' چہ جائیکہ اُسے مولوی' محدث' مفکر تسلیم کیا جائے۔ دیوبندیوں کے بہت بڑے عالم ہیں جن کو یہ قطب وقت کہتے ہیں' ان کا نام ہے: مولوی رشید احمد گنگوہی' انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے: فتاویٰ رشیدیہ۔ اس فتاویٰ رشیدیہ کے ص ۱۰۹ پر مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ جو بندہ صحابہ کا بے ادب ہے' صحابہ کرام کی گستاخیاں کرتا ہے وہ فاسق ہے' یعنی گناہ گار ہے اسی فتاویٰ رشیدیہ کے ص ۱۴۴ پر مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ جو بندہ صحابہ کرام کو کافر کہے وہ لعنتی ہے' گناہ کبیرہ کا مستحق ہے' مگر جماعت اہل سنت سے خارج نہیں۔ توبہ توبہ مولوی صاحب لکھتے ہیں: جو صحابہ کو کافر کہے وہ بندہ سنی دیوبندی رہے گا' اس کے ایمان میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اسی فتاویٰ رشیدیہ کے ص ۹۷ پر لکھا ہوا ہے کہ مولوی اسماعیل کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ حضرات! تماشہ دیکھئے مولوی پرستی کا عالم دیکھئے کہ صحابہ کو کافر کہنے والا گناہ گار' پر مولوی اسماعیل کو کافر کہنے والا کافر' گویا مولوی اسماعیل کا مرتبہ

صحابہ کرام سے بھی زیادہ ہو گیا؟ آج کل جو سپاہ صحابہ' دفاع صحابہ والے دیو بندی وہابی شیعہ حضرات کو کافر کافر شیعہ کافر کہتے ہیں۔ انہیں اس عبارت پر غور کرنا چاہیے کہ تمہارا مولوی تمہارا قطب وقت تو انہیں سنی مسلمان سمجھ رہا ہے' تم سنی حنفی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرہ مارنے والوں کو دھوکہ دینے کے لیے سنیوں سے چندے لینے کے لیے' سنیوں سے نوٹ اور ووٹ لینے کے لیے نعرے مارتے ہو' کافر کافر شیعہ کافر اے' میرے بھولے بھالے اصلی سنیوں ان دھوکہ باز سنیوں سے بچو' یہ اور شیعہ اندر سے ایک ہی ہیں۔ شیعہ صحابہ کے گستاخ ہیں' دیو بندی وہابی اہل حدیث ان کی تمام تنظیمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آلِ نبی کی گستاخ ہیں۔ سب سے بچو اور ان کو دیکھ کر پڑھا کرو' کیا پڑھو جو اعلیٰ حضرت پڑھا کرتے تھے کہ

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

یا یوں کہہ دیجئے جیسے مولانا حسن رضا بریلی فرما گئے کہ

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت
بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دے اے حسن!
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستانِ اہل بیت

حضرات! عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میرے صحابہ اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطاء کر دی ہیں۔ حسین پاک کے مقدس نانے نے آگے فرمایا: میرے صحابہ! عرض کی گئی: جی آقا! فرمایا: میں تو دنیا سے جا رہا ہوں لیکن ایک بات کی مجھے تسلی ہے' عرض کی گئی: آقا کونسی بات کی؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا: ''انی لست اخشی علیکم ان تشر کوا بعدی'' میرے صحابہ مجھے اس بات کا کوئی ڈر خطرہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے ''ولکن اخشی علیکم الدنیا'' البتہ اس بات کا ڈر ہے کہ تم دنیا میں زیادہ دلچسپی لو گے۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۹۷۸، تفہیم البخاری شرح بخاری ج ۶ ص ۱۱۸، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۰، مشکوٰۃ شریف، شرح صحیح مسلم ج ۶ ص ۷۳۸، مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۲۸۶)

حضرات! اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے بتا دیا تھا کہ مجھے اپنی اُمت سے شرک کا کوئی خطرہ نہیں، میری اُمت دنیا کی طرف راغب ہو سکتی ہے مگر شرک نہیں کر سکتی، لیکن آج کل وہابیوں، اہل حدیثوں، دیوبندیوں نے آسمان سر پر اٹھایا ہوا ہے کہ جی دنیا میں خاص کر پاکستان میں بڑا شرک ہو رہا ہے۔ حضرات فاطمہ کا بابا فرماتا ہے کہ مجھے اپنے غلاموں سے شرک کا کوئی خطرہ نہیں، یہ کہتے ہیں کہ شرک ہو رہا ہے، شرک ہو رہا ہے۔ بتایئے! بات کس کی سچی ہے؟ سرکار کا فرمان سچا ہے یا ان ملوانوں کی بات سچی ہے۔ حضرات اہل سنت و جماعت جو اصلی اور ایک نمبر سنی ہیں، ان کا تو عقیدہ یہ ہے کہ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات سچی ہے کیونکہ آمنہ کا چن اپنی مرضی سے نہیں بولتا، زبان یار کی ہوتی ہے، کلام خدا عزوجل کا ہوتا ہے کیونکہ۔

ساڈے نبی دی زبان ساڈے واسطے قرآن
کسے ہور دا بیان چنگا لگدا ای نئیں
اوہدی شان نہ کوئی تولے
کیہڑا اوہدی ریس کرے جہدے منہ وچوں رب بولے

حضرات یہ حدیث پاک سن کر وہابی، دیوبندی، اہل حدیث کہتے ہیں کہ حدیث بالکل صحیح ہے مگر اس کے مخاطب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے اُمتی نہیں بلکہ صحابہ کرام ہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''علیکم'' یہ تم میرے صحابہ کی سے [illegible]

مخاطب بھی صحابہ کرام ہی ہیں۔ حضرات یہ دلیل غلط ہے کیوں؟ اس لیے کہ خطاب خاص ہوتا ہے لیکن اس کا حکم عام ہوتا ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۲ میں ارشاد فرماتا ہے: "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ" اے ایمان والو! تم پر رمضان شریف کے روزے فرض کر دیئے گئے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینے پر نازل فرمائی، سرکار نے صحابہ کو علیکم کا خطاب فرمایا۔ کیا اب رمضان شریف کے روزے صرف صحابہ پر فرض تھے؟ کوئی مسلمان پوچھے کہ جی روزے فرض ہیں تو کیا ثبوت ہے، وہ یہی آیت پڑھ کر ثبوت پیش کرے تو آگے سے بندہ کہے کہ یہ حکم مسلمانوں کو تو نہیں، صرف صحابہ کرام کو ہے، تو آپ کیا جواب دیں گے؟ یہی کہیں گے ناں کہ خطاب خاص ہے مگر حکم عام ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "خطبنا رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم فقال یا ایها الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا" جب اللہ تعالیٰ نے حج فرض فرمایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کرام کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے لہٰذا کعبہ شریف کا حج کیا کرو۔ "فقام الاقرع بن حابس" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی جن کا نام تھا اقرع بن حابس، وہ اُٹھ کے کھڑے ہو گئے "اکل عام یا رسول اللّٰه" عرض کی: آقا! کیا حج ہر سال فرض ہے؟ انہوں نے یہ سوال اس لیے کیا کہ وہ سمجھے تھے جیسے روزے، زکوٰۃ ہر سال فرض ہوتے ہیں شاید حج بھی ہر سال فرض ہو۔ سرکار سے پوچھ لیتے ہیں تا کہ مسئلہ واضح ہو جائے، اگر رمضان شریف کی طرح حج بھی ہر سال فرض ہوا تو بڑی تکلیف ہو گی۔ جب حضرت اقرع کھڑے ہوئے، سوال کیا تو اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی جواب نہ دیا "حتی قالها ثلثا" حضرت اقرع نے تین مرتبہ یہ بات دہرائی کہ سوہنیا! کیا حج ہر سال فرض ہے، مگر فاطمہ کے بابے نے کوئی جواب نہ دیا، جب چوتھی مرتبہ ارادہ کیا تو سرکار نے فرمایا: "فقال لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم" اے میرے

صحابہ! اگر میں ہاں کہہ دیتا تو اللہ تعالیٰ تم پر ہر سال حج فرض فرما دیتا اور تم نہ کر سکتے۔ سبحان اللہ!

(مسلم شریف' نسائی شریف' دارمی شریف' مشکوۃ شریف ص ۲۲۱' مرأۃ شرح مشکوۃ شریف ج ۴ ص ۸۶۔ ص ۹۳۔۹۴)

حضرات! اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام احکامِ شرعیہ کے مالک ہیں' آپ کی زبان سے جو نکل جاتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کو شریعت کا قانون بنا دیتا ہے۔

ماہی مدینے والا جگ سارا جان دا
اکھیاں دی ٹھنڈ نالے چین ساڈی جان دا
تیرے مونہوں گل جیہڑی نکلے اوہ تیر اے
جیہڑا توں اشارہ کریں اوہو تقدیر اے
رتبہ نہ ڈٹھا ایڈا کسے انسان دا
اکھیاں دی ٹھنڈ نالے چین ساڈی جان دا

حضرات توجہ کیجئے! حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنے صحابہ کو فرما رہے ہیں "فرض علیکم" اے میرے صحابہ! تم پر حج فرض کیا گیا۔ یہ اب بتائیے! حج صرف صحابہ پر فرض ہے یا قیامت تک ہر مسلمان پر۔ اب اگر کوئی کہے کہ جی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ خطاب تو صرف اپنے صحابہ کو فرمایا تھا کہ "قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمْ" اے میرے صحابہ! تم پر یہ حج فرض کیا گیا ہے' آپ کیا جواب دیں گے کہ ٹھیک ہے خطاب صحابہ کرام کو ہے مگر اس کا حکم قیامت تک ہے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے "انی لست اخشی ان تشرکوا بعدی ولکنی اخشی علیکم الدنیا" فرمایا اے میرے صحابہ! مجھے اس بات کا کوئی ڈر نہیں کہ میرے بعد تم مشرک ہو جاؤ گے۔ ہاں اس بات کا خطرہ ہے کہ تم دنیا میں دلچسپی زیادہ لو گے۔ یہ بظاہر خطاب صحابہ کو ہے لیکن حقیقت میں یہ خطاب قیامت

تک آنے والے مسلمانوں کو ہے۔ حضرات صحابہ کے شرک کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ وہ نگاہِ نبوت کے فیض یافتہ تھے' ان کے تقوے' ان کی پرہیزگاری کا اعلان تو اللہ تعالیٰ قرآن میں فرما رہا ہے: ''وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا'' (پ۲۶' الفتح: ۲۶) لوگو! میں نے پرہیزگاری کا کلمہ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ پر لازم کر دیا ہے' وہ اس کے زیادہ مستحق اور اہل تھے۔ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے صحابہ پکے مؤمن' پکے مخلص ہیں اور ان کا خاتمہ بھی اسی پر ہوگا۔ ماننا پڑے گا کہ یہ خطاب بظاہر صحابہ کو تھا لیکن حقیقت میں قیامت تک مسلمانوں کو تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی ہیں جن کا نام ہے: شداد بن اوس رضی اللہ عنہ' وہ ایک دن اپنے مریدوں کے پاس بیٹھے تھے' اچانک آپ نے رونا شروع کر دیا'' فقیل له ما يبكيك '' آپ سے لوگوں نے عرض کیا: حضور! کیا بات ہے آپ کیوں رو رہے ہیں' کس چیز نے آپ کو رُلا دیا ہے؟ حضرت شداد نے فرمایا: مجھے ایک بات یاد آ گئی ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی' اس بات نے مجھے رُلا دیا ہے۔ لوگوں نے عرض کی: حضور! وہ کیا بات تھی جسے آپ سن کر رو پڑے ہیں' ہمیں بھی بتائیے؟ حضرت شداد فرماتے ہیں: ''سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اتخوف على امتى الشرك والشهوة الخفية '' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مجھے ڈر ہے' مجھے خطرہ ہے کہ میری اُمت کے لوگ شرک اور خفیہ شہوت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ حضرت شداد فرماتے ہیں: ''قلت يا رسول الله تشرك امتك من بعدك '' میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا: آقا! کیا آپ کے وصال کے بعد آپ کی اُمت شرک کرے گی؟ ''قال نعم '' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں! میرے بعد میری اُمت شرک کرے گی۔ حضرت شداد فرماتے ہیں: میں سن کر بڑا پریشان ہو گیا کہ یہ کیا؟ حضرت شداد فرماتے ہیں: سرکار نے مجھے دیکھ کر فرمایا: شداد! میں نے عرض کی: جی آقا! فرمایا: جانتے ہو میری اُمت کیسے شرک کرے گی؟ عرض کی:

آقا! نہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''اما انھم لا یعبدون شمسًا ولا قمرًا ولا حجرًا ولا وثنًا'' میری اُمت کے لوگ سورج کی پوجا نہیں کریں گے نہ چاند کی عبادت کریں گے، نہ کسی پتھر کی پوجا کریں گے نہ کسی بت کے سامنے سجدہ ریز ہوں گے۔ حضرت شداد فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: آقا! پھر وہ کیسے شرک کریں گے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''ولکن یراؤن باعمالھم'' میری اُمت کے لوگ اپنے اعمال کی نمائش کریں گے، اللہ تعالیٰ کی عبادت دکھلاوے کی خاطر کریں گے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۵، مرآۃ شرح مشکوٰۃ ج ۷ ص ۱۴۱۔۱۴۲)

حضرات دیکھ لیجئے! اس حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کو خطاب نہیں کیا، بلکہ فرمایا: ''امتی'' میری اُمت کے لوگ، پھر شرک سے مراد عام شرک نہیں بلکہ عبادت میں ریاکاری۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیسے دوٹوک اعلان فرما رہے ہیں کہ میری اُمت بت پرستی نہیں کرے گی لیکن وہابی اہل حدیث دیوبندی دن رات اعلان کر رہے ہیں کہ شرک ہو رہا ہے، بڑا شرک ہو رہا ہے، بلکہ یہ لوگ اپنے فرقہ کے علاوہ کسی کو مسلمان سمجھتے ہی نہیں۔ ہم سنیوں کو تو یہ کہتے ہی بدعتی اور مشرک ہیں۔ حضرات! کتنے افسوس کا مقام ہے، یہ اپنے آپ کو توحیدی کہلاتے ہیں اور اصل سنی حنفی مسلمانوں کو مشرک، بدعتی اور کافر کہتے ہیں۔ سنی بھائیو! ان کے کفر اور شرک، بدعت کے فتووں سے نہ ڈرا کرو، انشاء اللہ ان کے فتوے ہمارے قریب آسکتے ہی نہیں، بلکہ ان کے فتوے ہمیں دیکھ کر واپس انہی کے پاس چلے جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما امری قال لاخیہ یا کافر'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس شخص نے اپنے کسی دینی بھائی کو، اپنے مسلمان بھائی کو کہا: اے کافر! ''فقد بوآء بھا احدھما'' تو وہ کفر کا فتویٰ دونوں میں سے ایک پر ضرور فٹ ہوگا'' ''ان کان کما قال'' اگر فتویٰ دینے والے نے فتویٰ صحیح دیا تو جس پر فتویٰ لگایا وہ کافر ہو جائے گا اور اگر

فتویٰ دینے والے نے فتویٰ صحیح نہیں دیا" والا رجعت علیه "فتویٰ دینے والا خود کافر ہو جائے گا۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۵۷ مسلم شریف شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۸۰۔۴۸۱)

الحمد للہ! ہم تو اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک ماننے والے ہیں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تسلیم کرنے والے ہیں اسلام کے تمام احکامات کو دل و جان سے تسلیم کرنے والے ہیں ہمارے نزدیک ان کے کفر کے شرک کے فتوے نہیں آئیں گے بلکہ ہمیں دیکھ کر واپس ان کے پاس ہی جائیں گے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بڑے پیارے صحابی ہیں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کو وعظ فرماتے ہوئے تقریر کرتے ہوئے فرمایا: لوگوں میں نگاہِ نبوت سے دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب ایک بندہ ظاہر ہوگا جو کثرت سے قرآن مجید پڑھے گا قرآن پاک کے جلوے اس کے چہرے سے ظاہر ہونے لگیں گے اس کا اُٹھنا بیٹھنا اسلام کے مطابق ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ قرآن پڑھتا رہے گا اسلام کے مطابق زندگی بسر کرتا رہے گا پھر اس پر بدبختی ظاہر ہوگی پھر وہ اسلام کی سرحدیں توڑ دے گا قرآن کے جلووں سے نکل آئے گا "وسعی علی جاره بالسیف ورماه بالشرك "پھر وہ بدنصیب ہتھیاروں سے لیس ہو کر پڑوسیوں پر حملہ کر دے گا اور ان پر شرک کے فتوے لگائے گا اپنے پڑوسی مسلمانوں کو توحید کی آڑ میں مشرک کہے گا کہ تم مشرک ہو۔" قال قلت یا نبی اللہ ایهما اولٰی بالشرك المرمی او الرامی "حضرت حذیفہ فرماتے ہیں: میں نے سرکار کی بارگاہ میں عرض کی کہ سوہنیا! یہ بھی وضاحت فرما دیں کہ ان میں مشرک کون ہوگا؟ وہ فتویٰ لگانے والا یا جس پر فتویٰ لگایا گیا ہے؟" قال بل الرامی "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: حذیفہ! مشرک حقیقت میں وہی ہوگا جس نے اپنے مسلمان بھائی پر شرک کا فتویٰ لگایا ہے۔" هذا اسناد جید "اس حدیث پاک کی اسناد بڑی پیاری اور

جید ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۶۵ شرک اور اس کی حقیقت ص ۳ تفسیر ابن کثیر پ ۹ ص ۴۷ رکوع ۱۲ آیت: ۱۷۷)

حضرات اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ سنیوں کو بات بات پر مشرک کہنے والے بدعتی کہنے والے جھوٹے ہیں' حق پر نہیں بلکہ جو فتوے ہم پر لگاتے ہیں' اللہ تعالیٰ انہیں کے فقرے دوبارہ انہیں کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ سنی حنفی بریلوی مشرک نہیں بنتے' بلکہ یہ فرد شرک اور کفر کے طوق گلے میں ڈالے' گلی گلی نگر نگر پھرتے رہتے ہیں' مخالف کو بھی پتہ چل جاتا ہے کہ لعنتی اور مشرک کون ہے اور اللہ تعالیٰ کا مقبول اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیوانہ کون ہے۔

عشق کہندا اے کم دی گل دساں
جتھے میں کہناں اوتھے سائن کر لے
عربی ڈھول دا ہو جا غلام پکا
قبر حشر دے پرچے فائن کر لے
باقی رابطے چھوڑ دے دنیا دے
سیدھی تیر مدینے نوں لائن کر لے
ناصر شاہ مڑ کے پکے توں پیر سمجھیں
کملی والے دی نوکری جائن کر لے

شرک کی تعریف

حضرات! یہ ملوانے جو بات بات پر اصلی سنیوں کو مشرک کہتے ہیں' کبھی آپ ان سے پوچھ لیں کہ ہر وقت شرک شرک کی گردان پڑھنے والو! کبھی سوچا بھی ہے کہ شرک کہتے کس کو ہیں؟ شرک کی تعریف کیا ہے؟ وہ کون سے کام ہیں جن کے کرنے سے بندہ مشرک ہو جاتا ہے؟ حضرات کسی کو مشرک کہہ دینا یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ کائنات کی سب سے بڑی بددعا اور گالی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن ہر بندے کو بخش دے

گا۔ بے نمازی' بے روزہ' حج نہ کرنے والے' زکوٰۃ نہ دینے والے' چور' زانی' شرابی' سود خور' قاتل' ڈاکو' ملاوٹ کرنے والے' کم تولنے والے' گلوکار' موسیقار' ناچنے والے' یعنی ہر گناہ گار ہر بدکار بخشا جائے گا' لیکن مشرک کی بخشش نہیں ہوگی۔ خالق کائنات قرآن مجید کے پ۵' النساء:۴۸ میں ارشاد فرماتا ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ '' بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشا اس بات کو کہ شرک کیا جائے اس کے ساتھ۔ ''وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ '' اور بخش دیتا ہے جو اس کے علاوہ ہے جس کو چاہتا ہے۔ ''وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا '' اور جو شریک ٹھہراتا ہے کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ' وہ ارتکاب کرتا ہے بہت بڑے گناہ کا۔ حضرات قرآن مجید کے فرمان سے پتہ چلا کہ شرک وہ جرم ہے جو کسی حالت میں نہیں بخشا جائے گا حالانکہ وہ کریم ہے' رحمٰن رحیم ہے' ستار غفار ہے' علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے مگر اعلان فرما رہا ہے: لوگو! میں سب برداشت کر سکتا ہوں مگر شرک برداشت نہیں کر سکتا۔ شرک عربی کا لفظ ہے' اس کے دو مطلب ہیں' دو معنی ہیں۔ ایک لغوی معنی' لغت کے اعتبار سے' ایک اصطلاحی معنی جو عام طور پر بولا جاتا ہے۔ شرک کا لغوی معنی ہے: حصہ۔ خالق کائنات قرآن مجید کے پ۲۲' فاطر:۴۰ میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ '' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! آپ ان مشرکوں سے پوچھئے! کیا تم نے دیکھے ہیں اپنے شریک جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجتے ہو۔ ''اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ '' ذرا مجھے بھی دکھاؤ زمین کا وہ کونسا حصہ ہے جو تمہارے جھوٹے خداؤں نے بنایا ہے۔ ''اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِى السَّمٰوٰتِ '' یا ان کا کوئی آسمانوں میں حصہ ہے۔ شرک کا اصطلاحی معنی ہے: کسی کو اللہ تعالیٰ کے برابر جاننا' خالق کائنات قرآن مجید کے پ۲۱' الروم:۲۸ میں مشرکوں سے ایک سوال کرتا ہے' اللہ تعالیٰ مشرکوں سے فرماتا ہے: ''هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ '' اے مشرکو! اے اللہ تعالیٰ کی ذات صفات میں بتوں کو شریک بنانے والو! ذرا یہ تو بتاؤ کہ کیا

تمہارے غلام تمہارے حصہ دار ہیں تمہارے شریک ہیں۔ "فِیْ مَا رَزَقْنٰکُمْ فَاَنْتُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ" اس مال میں جو ہم نے تم کو اپنے فضل سے عطاء فرمایا ہے کیا تم اور تمہارے غلام برابر کے حصہ دار ہو۔ حضرات خالق کائنات مکہ کے مشرکوں سے سوال کر رہا ہے: اے مشرکین مکہ! انصاف سے بتانا وہ مال وہ زمین وہ کاروبار وہ محلات جو ہم نے اپنے فضل سے تمہیں عطاء فرمائے ہیں کیا تم یہ برداشت کرو گے کہ ہمارے خریدے ہوئے غلام ہمارے برابر ہو جائیں؟ نہیں ہرگز نہیں! اے بے وقوفو! جب غلام مالک کے برابر نہیں ہو سکتا تو یہ پتھر کے بنے ہوئے مصنوعی خدا یہ مورتیاں یہ فنا ہونے والی چیزیں اللہ تعالیٰ کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔ جب قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت لگی ہوگی تو خالق کائنات فیصلہ فرمائے گا کہ شیطان اور اس کے ساتھیوں کو اور بتوں کے پجاریوں کو جہنم میں لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۱۹ آیت: ۹۴ میں ارشاد فرماتا ہے: "فَکُبْکِبُوْا فِیْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ" پس اوندھے پھینک دیئے جائیں گے جہنم میں بتوں کے پجاری اور دوسرے گمراہ فرقے کے لوگ۔ "وَجُنُوْدُ اِبْلِیْسَ اَجْمَعُوْنَ" اور ابلیس اور شیطان کی ساری فوجوں کو۔ جب سارے بتوں کے پجاری سارے شیطان کے ساتھی جہنم میں جائیں گے تو آپس میں لڑ پڑیں گے آپس میں ان کا جھگڑا شروع ہو جائے گا بتوں کے پجاری بتوں کو کیا کہیں گے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا منظر قیامت سے پہلے ہی لوگوں کو بتا دیا کہ "قَالُوْا وَهُمْ فِیْهَا یَخْتَصِمُوْنَ" دنیا کے کافر مشرک کہیں گے اس حال میں کہ وہ آپس میں جھگڑا شروع کر دیں جب جھگڑا کریں گے تو بتوں کو کیا کہیں گے: "تَاللّٰهِ اِنْ کُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ" اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! ہم دنیا میں کھلی ہوئی گمراہی میں گرفتار تھے۔ "اِذْ نُسَوِّیْکُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" جب ہم تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔ "وَمَا اَضَلَّنَا اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ" اور نہیں گمراہ کیا مگر ان نامی گرامی مجرموں نے "فَمَا لَنَا مِنْ شٰفِعِیْنَ" افسوس! آج ہمارا کوئی سفارشی نہیں شفاعت کرنے والا نہیں جیسے ایمان والوں کی شفاعت ان کے نبی ان کے پیر فقیر رمضان

شریف' کعبہ شریف شہید کررہے ہیں' کاش کوئی ہمارا بھی ایسا سفارشی ہوتا۔

(ضیاء القرآن ج ۳ ص ۲۰۱-۲۰۲' تفسیر نور العرفان ص ۵۹۱)

حضرات! پتہ چلا کہ شرک کا لغوی معنی ہے: حصہ' اور اصطلاحی معنی ہے: کسی کو اللہ تعالیٰ کے برابر ٹھہرانا۔ محدثین کرام نے قرآن مجید کی آیات کو سامنے رکھ کر شرک کی تعریف اور شرک کی قسمیں بتائی ہیں۔ حضرت علامہ ابو عبداللہ انصاری قرطبی اپنی تفسیر جامع الاحکام القرآن میں فرماتے ہیں کہ شرک کے تین مرتبے' تین درجے اور تینوں حرام ہیں۔ پہلا درجہ کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی انسان' جن' شجر' حجر کو الٰہ ماننا' خدا ماننا' یہ شرکِ اعظم ہے۔ شرک کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ کسی انسان' جن' شجر' حجر کو خدا تو نہ مانتا ہو مگر یہ عقیدہ رکھے کہ وہ مستقل طور پر خود بخود اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی کام کرسکتا ہے۔ تیسرا درجہ شرک کا یہ ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شریک کرنا۔ (تفسیر ضیاء القرن ج ا ص ۳۵۱-۳۵۲)

عاشق مدینہ فنا فی الرسول شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بالجملہ شرک ہمہ قسم است شرک کی تین قسمیں ہیں:

(۱) در وجود (۲) در خالقیت (۳) در عبادت۔ شرک کی پہلی قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو واجب الوجود مانے' یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ یہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ شرک کی دوسری قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حقیقی خالق جاننا' جیسے اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بنایا ہے وہ بھی بناتا ہے۔ شرک کی تیسری قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو عبادت کے لائق سمجھنا۔

(اشعۃ اللمعات ج ا ص ۶۱' اشعۃ اللمعات مترجم ج ا ص ۲۸۳' تکمیل الایمان)

حضرات پتہ چلا کہ شرک کی تین قسمیں ہیں: کسی کو واجب الوجود سمجھنا' کسی کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ خالق سمجھنا' کسی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شریک کرنا۔ اب سنئے! اللہ تعالیٰ کی عزت وجلالت کی قسم! اصلی سنی حنفی بریلوی نہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ واجب الوجود سمجھتے ہیں' نہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو خالق سمجھتے ہیں' نہ کسی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں

شریک سمجھتے ہیں۔ بتائیے! پھر ہم مشرک کیسے ہو گئے؟ یہ لوگ جواب میں کہتے ہیں کہ تم مشرک اس لیے ہو کہ جو صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں تم وہ نبیوں' ولیوں' پیروں' فقیروں میں مانتے ہو۔ حضرات یہ ان لوگوں کا ہم پر الزام ہے' ہم کسی نبی ولی پیر فقیر میں کوئی صفت ذاتی نہیں مانتے بلکہ عطائی مانتے ہیں' اللہ تعالیٰ کی عطاء سے مانتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے جو اپنے محبوب بندوں کو انعامات اور کمالات عطاء فرمائے ہیں' وہ مانتے ہیں۔ اگر یہ بھی شرک ہے تو پھر قرآن پاک میں بھی معاذ اللہ یہ شرک موجود ہے۔ آیئے! برکت کے لیے قرآن پاک کی چند آیاتِ کریمہ سنئے! خالق کائنات قرآن مجید کے پ ۲' البقرہ:۱۴۳ میں اپنی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ الرَّحِیْمٌ'' بے شک اللہ تعالیٰ انسانوں پر بڑا مہربان ہے' اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں پ ۲۲' الاحزاب:۴۳ میں اپنی عظمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا'' اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔ حضرات پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں لوگوں پر رؤف ہوں' دوسری آیت میں فرماتا ہے: میں ایمان والوں پر رحیم ہوں' یعنی رؤف اور رحیم یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں۔ اب سنئے! اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا شان ہے! اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں پ ۱۱' التوبہ:۱۲۸ میں ارشاد فرماتا ہے: ''لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ'' بے شک تشریف لائے تمہارے پاس ایک عظمت والا رسول تم میں سے' گراں گزرتا ہے ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا اور بہت ہی خواہش مند ہیں تمہارے بھلائی کے مؤمنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والے بہت رحم فرمانے والے ہیں۔ حضرات توجہ کیجئے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لوگو! میں رؤف بھی ہوں اور رحیم بھی ہوں' اسی طرح جس رسول کو میں نے ختم نبوت کا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے' وہ بھی رؤف بھی ہے رحیم بھی ہے۔ یا اللہ عزوجل! یہ شرک تو نہیں ہو گیا کیونکہ تو بھی رؤف' تیرا یار بھی رؤف' تو بھی رحیم تیرا

محبوب بھی رحیم، فرمایا: کوئی شرک نہیں کیونکہ میں رؤف رحیم ہوں مجھے کسی نے بنایا نہیں، اگر میرا یار رؤف رحیم ہے تو میری عطاء سے، میری مہربانی سے ہے، شرک کیسے ہو گیا۔
امام اہل سنت فرماتے ہیں کہ

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
ارے دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۲۶، الفتح: ۲۸ میں ارشاد فرماتا ہے: "وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا" اور رسول کی صداقت پر اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے۔ حضرات! اس آیہ کریمہ سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ شہید ہے۔ شہید اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، اب پڑھئے! قرآن پاک کا پ ۲، البقرہ: ۱۴۳، اللہ تعالیٰ آمنہ کے چن کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: "وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا" سب کہو سبحان اللہ! حضرات اللہ تعالیٰ کا قرآن سن کر وجد میں آ جایا کرو جھومنے لگ جایا کرو، نعرے لگایا کرو، شعراء کا کلام سن کر نعرے مارتے ہو بھائی اور اشعار سن کر نعرے لگاتے ہو، اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام سن کر بھی جھوما کرو۔ یہ نہ ہو قرآن ناراض ہو جائے اور قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں ہماری شکایت کرے کہ مولا کریم! یہ دیہاتیاں سن کر جھومتے تھے، مجھے تو جو سے نہیں سنتے تھے۔ لہٰذا قرآن پاک سن کر ایسے جھوما کرو جیسے صبح کی پیاری ہوا سے گلشن کے پھول اور پتے جھومتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے یار کی شان بیان کرتے ہوئے کیا فرمایا: "وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا" اے لوگو! یہ ہمارا رسول تم سب انسانوں پر گواہ ہے۔
حضرات توجہ کیجئے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں شہید ہوں، پھر فرماتا ہے: لوگو! میرا یار بھی شہید ہے۔ کیوں ملاں جی! کہیں شرک تو نہیں ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۱۸، النور: ۴۶ میں اپنی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: "وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ" اور اللہ تعالیٰ پہنچاتا ہے سیدھی راہ تک جسے چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۲۵، الشوریٰ: ۵۲ میں اپنے محبوب کی عظمت بیان کرتے ہوئے

ارشاد فرماتا ہے: ''وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ '' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! بے شک آپ ضرور سیدھا راستہ بتاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں بھی ہادی ہوں، میرا یار بھی ہادی ہے، بتایئے! کہیں شرک تو نہیں ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں پ ۵، النساء: ۱۳۹ میں فرماتا ہے: ''فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا '' اے منافقو! کان کھول کر سن لو، بے شک ساری عزتیں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۲۸، المنافقون: ۸ میں مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ '' ساری عزتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اس کے رسول کے لیے ہیں اور ایمان والوں کے لیے ہیں مگر منافقوں کو اس بات کا پتہ ہی نہیں۔ حضرات توجہ کیجئے! پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: عزت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ دوسری آیت میں فرماتا ہے: عزت اللہ تعالیٰ کے لیے بھی ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بھی ہے اور ایمان والوں کے لیے بھی ہے۔ لگایئے فتویٰ، کہیں شرک تو نہیں ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے پ ۱۸، النور: ۲۱ میں اپنی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ '' اور ہاں اللہ تعالیٰ پاک کرتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۴، آل عمران: ۱۶۴ میں اپنے محبوب کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ '' بے شک اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا احسان فرمایا ایمان والوں پر، جب اس نے بھیجا ان میں سے ایک رسول انہیں میں سے ''يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ '' پڑھتا ہے ان پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور ایمان والوں کو پاک کرتا ہے۔ اب انصاف کیجئے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں بھی پاک کرنے والا ہوں، لوگو! میری عطاء سے میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پاک کرنے والا ہے، صدقے جاؤں آمنہ کے چمن کی شان پر، جس کی شان عرش کا مالک آپ بیان فرما رہا ہے۔ محمد اعظم چشتی مرحوم نے بڑی پیاری بات فرمائی کہ

منم ادنیٰ ثنا خوانِ محمد ﷺ
غلامے از غلامانِ محمد ﷺ
نہ تنہا ہست اعظم خوانش
خدائے ما ثنا خوانِ محمد ﷺ

محمد اعظم چشتی فرماتے ہیں کہ لوگو! میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک چھوٹا سا ثناء خواں ہوں اور سرکار کے غلاموں کے غلاموں کا ایک غلام ہوں' مجھے ناز ہے کہ میں اکیلا ہی سرکار کی تعریف نہیں کر رہا بلکہ آمنہ کا چن وہ دولہا ہے جس کی ثناء اللہ تعالیٰ بھی فرما رہا ہے۔ دوسری جگہ کہتے ہیں کہ

دی زباں حق نے ثنائے مصطفیٰ کے واسطے
دل دیا حبِ حبیب کبریا کے واسطے
دل میں دردِ مصطفیٰ سینے پر داغ مصطفیٰ
کیا عجب سامان ملا روزِ جزا کے واسطے
کب تلک تڑپے گا فرقت میں یا نبی ﷺ
اب تو اعظم کو بُلا لیجئے خدا عزوجل کے واسطے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے پ ۲۸' التغابن: ۶ میں اپنی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ'' اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے سب خوبیوں سے سراہا ہوا ہے۔ قرآن پاک کے پ ۳۰' الضحیٰ: ۸ میں ارشاد فرماتا ہے: ''وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰى'' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! ہم نے تمہیں حاجت مند پایا' اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں غنی ہوں' میں نے اپنے فضل سے یار کو بھی غنی کر دیا ہے۔ قرآن مجید کے پ ۱۰' التوبہ: ۷۴ میں ارشاد فرمایا: ''وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ'' اور ان منافقوں کو کیا برا لگا' یہی نا کہ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل و کرم سے انہیں غنی کر دیا۔ حضرات پتہ چلا اللہ تعالیٰ

بھی غنی ہے' اس کی عطاء سے آمنہ کا لال بھی غنی ہے' پھر اللہ تعالیٰ بھی لوگوں کو غنی بناتا ہے' اس کا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس کی عطاء سے لوگوں کو غنی کرتا ہے۔ مولوی صاحب سے پوچھئے کہیں شرک تو نہیں ہو گیا؟ اللہ تعالیٰ بھی غنی' کملی والا بھی غنی بلکہ میرے آقا کا صحابی حضرت عثمان بھی غنی۔

آکھن نوں سب جگ سوہنا تے میرے یار جہیا نہ کوئی
ویکھ کے جس دے نین رسیلے تے سب خلقت کملی ہوئی
حسن یوسف اک جلوہ اُس دا تے جیہنوں ویکھ زلیخا موئی
اعظم جو اِس درتوں رد ہویا تے اوہنوں کدھرے ملے نہ ڈھوئی

اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۱۲' ھود: ۴۵ میں ارشاد فرماتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی: "وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ" "اے میرے پیارے رب العالمین! تیرا وعدہ بالکل سچا ہے اور تو سب حاکموں سے اعلیٰ حاکم ہے۔ حضرات قرآن کی اس آیت سے پتہ چلا اللہ تعالیٰ حاکم ہے" اللہ تعالیٰ بادشاہ ہے' اللہ تعالیٰ سلطان ہے۔ اب پڑھئے قرآن پاک کا پ ۵' النساء: ۶۵' اللہ تعالیٰ یار کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ" اللہ تعالیٰ قسم کھا کر فرماتا ہے: اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! مجھے قسم ہے آپ کے رب عزوجل کی! کوئی بندہ مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ اپنے تمام معاملات میں تجھے حاکم نہ مان لے۔ اللہ تعالیٰ بھی حاکم اس کا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حاکم' کیوں ملا جی! کیا کہتی ہے آپ کی شریعت' شرک ہوا کہ نہیں؟

ہے کدھرے دربار اجہیا تے جتھے جا کے درد سناواں
ہے کوئی ہور سخی تیں ورگا جتھے جا جھولی پھیلاواں
ہے کوئی تیرے ورگا سوہنا جہنوں محرم راز بناواں
اعظم کوئی طبیب نہ ایس اجنوں دل دے زخم وکھاواں

حضرات اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''فَلَا وَرَبِّكَ'' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! مجھے تیرے ربِ عزوجل کی قسم! یہ نہیں فرمایا ''فَلَا وَرَبِّیْ'' مجھے اپنی ربوبیت کی قسم۔ اللہ تعالیٰ ربِ عزوجل تو سب کا ہے آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہم السلام تک سارے نبیوں کا رب ہے' سارے صحابہ' سارے ولیوں' سارے انسانوں کا ربِ عزوجل ہے' زمین آسمان' عرش فرش' درندے پرندے' شجر و حجر' اٹھارہ ہزار مخلوقات کا ربِ عزوجل ہے مگر جب قسم اُٹھائی تو یہ نہیں فرمایا کہ مجھے عرش کے رب کی قسم' مجھے جنت کے رب کی قسم' مجھے نبیوں ولیوں کے ربِ عزوجل کی قسم' ناں بلکہ فرمایا: ''فَلَا وَرَبِّكَ'' محبوب! مجھے تیرے ربِ عزوجل کی قسم! میں نے عالم تصورات میں عالمِ تخیلات میں عرض کی: اے خالق کائنات! تو رب تو ساری کائنات کا ہے' مگر قسم صرف یار کے ربِ عزوجل کی اُٹھا رہا ہے' بات کیا ہے؟ قدرت نے آواز ماری: مولوی! بے شک ساری کائنات کا خالق بھی میں ہوں' مالک بھی میں ہوں' مگر قسم یار کے وسیلے سے اس لیے اُٹھائی ہے کہ ساری کائنات کو اگر میں نے بنایا ہے تو یار کے صدقہ سے بنایا ہے' جس کا صدقہ دنیا بنی ہے' قسم بھی اس کی طرف سے جچتی ہے۔

اللہ عزوجل کی ہر چیز ہے دل دار کی خاطر
ہر چیز کو تخلیق کیا یار کی خاطر
ہر بات سے تنقید کا پہلو نہ نکالو
محبوب تو ہوتے ہیں فقط پیار کی خاطر

جے کوئی پچھے قرآن دا مغز کی اے اونہوں آکھ کردار حضور دا اے
جے کوئی پچھے ایمان دی روح کی اے اوہنوں کہہ دے پیار حضور دا اے
جے کوئی جنت دے بارے ثبوت منگے اوہنوں دس گھر بار حضور دا اے
جے کوئی زمین آسمان دا دل پچھے ناصر آکھ دربار حضور دا اے

خالق کائنات نے قرآن مجید پ۱' الفاتحہ: ا میں اپنی شان بیان کرتے ہوئے

ارشاد فرمایا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن'' تمام تعریفیں اس خالق کائنات کے لائق ہیں جو سارے جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں فرمایا: حمد میرے لیے ہے' ساری خوبیاں اور تعریفیں میرے لیے ہیں۔ قرآن پاک کے پ ۱۵' بنی اسرائیل: ۷۹ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا'' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو وہ مقام عطاء کرے گا کہ ساری کائنات تیری تعریف کرے گی' ساری کائنات تیری حمد کرے گی' خالق بھی تیری تعریف کرے گا مخلوق بھی تیری حمد بیان کرے گی۔ امام عاشقاں فرماتے ہیں:

عرش حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ ﷺ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ ﷺ کی

اے رضا خود صاحبِ قرآں ہے مداحِ حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ ﷺ کی

اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۲۶' سورہ ق: ۱۶ میں ارشاد فرماتا ہے: ''نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ'' ہم ہر بندے کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ حضرات توجہ کیجئے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں ہر بندے کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہوں۔ حضرات بولئے! اللہ تعالیٰ قریب ہے کہ نہیں؟ اگر کہو نہیں تو قرآن کا انکار' قرآن کا منکر کافر' اگر کہو قریب ہے تو پوچھئے! ان شرک تقسیم کرنے والے مُلّوانوں سے کہ جب اللہ تعالیٰ اتنا قریب ہے تو کبھی آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ نہیں دیکھا' ہر مُلّاں یہی جواب دے گا کہ نہیں دیکھا' اب ان سے پوچھئے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہونے کا انکار کر دو گے؟ نہیں حضرات اکثر موحدین ہم سے سوال کرتے ہیں کہ سنیوں تم کہتے ہو کہ نبی حاظر ناظر ہے' نبی قریب ہے اگر نبی قریب ہے تو دکھاؤ۔ آپ ان کو کہا کریں کہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے میں تو تمہیں بھی شک کوئی نہیں' تم خدا عزوجل دکھا دو ہم مصطفیٰ دکھا دیں گے۔ حضرات بعض ملوانے کہتے ہیں کہ کسی نبی ولی کو دور سے نہ پکارو یہ شرک ہے۔

دیوبندیوں کے قطب وقت مولوی رشید احمد گنگوہی سے کسی نے سوال کیا کہ یارسول اللہ! دور سے یا نزدیک قبر شریف سے پکارنا جائز ہے کہ نہیں؟ مولوی صاحب جواب لکھتے ہیں کہ جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں تو یارسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا' اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں' بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۶۲)

بتایئے! کتنا ظلم ہے اگر یارسول اللہ یا نبی اللہ کہنا کفر ہے تو پھر کوئی بھی دیوبندی مسلمان نہیں' کیونکہ سارے دیوبندی جب نماز پڑھتے ہیں تو لازمی طور پر السلام علیک ایھا النبی پڑھتے ہوں گے۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "واحضر فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشخصه الکریم وقل السلام علیک ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاته "امام غزالی فرماتے ہیں: اے نماز پڑھنے والو! جب نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلام پڑھنے لگو تو دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر کر کے سامنے تصور کر کے پھر پڑھو: اے اللہ تعالیٰ کے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمتوں کا نزول ہو۔" ولیصدق املک فی انه یبلغه ویرد علیک ما ھو اوفی منه "اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورتِ مبارکہ کا تصور کر کے دل میں جما کر سلام کا نذرانہ اس یقین سے کر کہ یہ سلام کا تحفہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں پہنچ بھی رہا ہے اور سرکار اپنی شان کے مطابق سلام بھی عطاء فرما رہے ہیں۔

(احیاء العلوم ج ا ص ۱۰۷' احیاء العلوم اُردو ج ا ص ۲۷۹)

حافظ الحدیث حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ جب نمازی ساری نماز پڑھ کے تشہد میں بیٹھتا ہے تو التحیات کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت والے دروازے پر دستک دیتا ہے' پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ کھل جاتا ہے' پھر نمازی کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل جاتی ہے' جب نمازی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر خوشی کا اظہار کرتا ہے تو قدرت کی طرف

سے نمازی کو آواز آتی ہے: اے نماز پڑھنے والے! یہ جو تجھے اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حاضری کا شرف ہو رہا ہے' یہ تیرا کمال نہیں بلکہ "بواسطة نبی الرحمة وبركة متابعته" یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت اور آپ کی غلامی کا صدقہ ہے' "فالتفتوا فاذا الحبيب في حرم الحبيب حاضر" پھر جب نمازی یہ بات سن کر اللہ تعالیٰ کی عدالت میں نگاہ اُٹھاتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر آتے ہیں' پھر نمازی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر پڑھتا ہے: "السلام عليك ايها النبی ورحمة الله وبركاته"۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۲۵۰' عمدۃ القاری ج ۶ ص ۱۱۱' مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۳۲۰' زرقانی شرح مواہب ج ۷ ص ۳۲۹' زرقانی شرح موطا امام مالک ج ۱ ص ۱۷۰' فتح الملہم ج ۲ ص ۴۲۳' تسکین الخواطر فی مسئلہ حاضر ناظر ص ۵۹' سعایہ ج ۲ ص ۲۲۷)

قطب ربانی' غوث صمدانی حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے سنا' آپ فرمایا کرتے تھے کہ خالق کائنات نے نماز میں تشہد کی حالت میں نمازیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا حکم اس لیے دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو خبردار کیا جائے کہ وہ جس عدالت میں جس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بیٹھے نماز پڑھ رہے ہیں "بين يدی الله عزوجل على شهود نبيهم فی تلك الحضرة" اُس بارگاہ میں اُن کے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف فرما ہیں "فانه لا يفارق حضرة الله ابدًا" اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے دربار سے کبھی دور نہیں ہوئے "فيخاطبونه بالسلام مشافهة" پس نمازی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سامنے سمجھ کر سلام کا تحفہ پیش کرتے ہیں۔ (کتاب المیزان ص ۱۴۵)

فنافی الرسول شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں: غیر مقلدین اہل حدیث کے نواب صدیق حسن بھوپالی مسک الختام شرح بلوغ المرام میں لکھتے ہیں کہ پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود و حاضر است حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں۔ پس مصلی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد۔ اس لیے نمازی کو چاہیے کہ اس بات سے آگاہ رہے۔ وازیں شہود غافل نبود۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر ہونے سے غافل نہ رہے۔ تا بانوار قرب و اسرار معرفت متنور و فائز گردد۔ تاکہ نور اور معرفت کے نور سے فیضیاب ہو سکے۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۱۲، مسک الختام شرح بلوغ المرام ص ۲۵۹، مقالاتِ کاظمی ج ۳ ص ۱۴۷۔۱۵۲)

حضرات پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز میں سلام کا تحفہ پیش کیا جائے تو عقیدہ یہ ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے سامنے ہیں اور اپنے غلام کا سلام سن کر جواب عطاء فرما رہے ہیں۔ اگر مولوی رشید احمد دیوبندی کا فتویٰ سامنے رکھا جائے تو یہ تمام محدثین بقول دیوبندی مولوی کے معاذ اللہ کافر ہو گئے۔ مگر ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ سرکار کے سچے غلام ہیں، یا رسول اللہ کے نعرہ مارنے والوں کو کافر کہنے والے خود پرلے درجے کے مردود اور بے ایمان ہیں، تو ملوانے کیا کہتے ہیں کہ نبیوں ولیوں کو دور سے نہ پکارو یہ شرک ہے۔ پوچھا: کیوں؟ کہتے ہیں: دور سے پکارنا اور پکار کر سن لینا، یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ حضرات آپ ان موحدین سے پوچھیں کہ پہلے یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ ہے کہاں؟ دور ہے یا نزدیک؟ لازمی کہیں گے کہ نزدیک، اب آپ ان سے پوچھیں کہ شرک تو تب ہوتا جب اللہ تعالیٰ دور ہوتا، وہ تو دور ہے بھی نہیں، پھر شرک کیسے ہو گیا؟ امام اہل سنت فرماتے ہیں کہ

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے: میں قریب ہوں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں، ناں ایک صحابی جو نیا نیا کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوا تھا، وہ عرض کرنے لگا: سوہنیا! ناراض نہ

ہونا' ایک بات پوچھ لوں؟ میرے آقا مسکرا پڑے' فرمایا: جب تم میرے مخالف تھے' میں اس وقت تم سے ناراض نہیں تھا' اب تو کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو چکے ہو' اب کیسے ناراض ہو سکتا ہوں' پوچھو! کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ عرض کی: آقا! جب تک ہم مسلمان نہیں ہوئے تھے' ہم پر کوئی مصیبت آتی' کوئی پریشانی آتی' کوئی مشکل وقت آتا تو ہم بتوں کے پاس چلے جاتے تھے' ان کے سامنے فریاد کرتے' ان کے سامنے التجائیں کرتے' لیکن آپ نے فتویٰ دیا ہے کہ یہ شرک ہے' یہ کفر ہے' بتوں سے نہ مانگا کرو' مانگنا ہے تو اس سے مانگو جو ساری کائنات کا خالق مالک ہے۔ مانگنا ہے تو اس سے مانگو جو ساری کائنات کو پال رہا ہے' آقا آپ کے حکم پر ہم نے بتوں کو چھوڑ کر آپ کا کلمہ پڑھ لیا ہے۔ سوہنیا! اب یہ بتائیں کہ ہمارا ربِ عزوجل ہمیں پیدا کرنے والا' ہمیں طرح طرح کی نعمتیں دینے والا رہتا کہاں ہے' عرش پر رہتا ہے' فرش پر رہتا ہے' زمین میں رہتا ہے' آسمانوں میں رہتا ہے' مسجدوں میں رہتا ہے' کعبہ میں رہتا ہے' جنگل میں رہتا ہے' آبادی میں رہتا ہے۔

آمنہ کا چن سن کر مسکرا پڑا' فرمایا: ٹھہرو ابھی اللہ تعالیٰ سے پوچھ لیتے ہیں' اے مالک ارض وسما! تیرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ اب فاطمہ کے بابے نے چہرہ آسمانوں کی طرف اُٹھایا' کون سا چہرہ' یہ چہرہ کسی مولوی پیر فقیر کا نہیں' صدیق کے یار کا چہرہ ہے' یہ وہ چہرہ جس کی قسمیں اللہ تعالیٰ قرآن میں اُٹھاتا ہے: ''وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی'' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! مجھے قسم ہے آپ کے نوری چہرہ کی اور کالی کالی زلفوں کی جو تیرے مقدس چہرے پر چھا جاتی ہیں۔ سبحان اللہ! حضرات نبی سارے سوہنے ہیں' رسول سارے پیارے ہیں' آدم بھی سوہنا' نوح بھی پیارا' ابراہیم بھی حسین' موسیٰ بھی خوبصورت' یوسف تو پھر ہے حسینوں کا بادشاہ' عیسیٰ علیہم السلام بھی سوہنے' مگر قربان جاؤں حسن مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کے حسن و جمال کی قسم نہیں اُٹھائی' بلکہ قسم اُٹھائی ہے تو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُٹھائی ہے۔ کھڑی کا قلندر حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ حسن رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

توں ئیں تکیا محبوب میرا تے جنوں ویکھ کے چن شرماوے
ادھی راتیں دن چڑھ آوے جدوں رُخ توں نقاب اٹھاوے

ہاں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے والضحیٰ چہرہ آسمانوں کی طرف اُٹھایا' عرض کی: اے خالق کائنات! یہ تیرا بندہ میرا غلام سوال کر رہا ہے کہ تیرا پتہ کیا ہے' تو رہتا کہاں ہے؟ خالق کائنات نے آواز ماری: ''وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ'' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! جب آپ سے میرے بندے میرے بارے پوچھیں تو آپ انہیں فرما دیں: میں ان کے بالکل قریب ہوں۔ (پ۲' البقرہ:۱۸۶' تفسیر نورالعرفان ص۴۴) حضرات پتہ چلا اللہ تعالیٰ ہر بندے کے قریب ہے' ہر بندے سے اتنا قریب ہے کہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب۔ حضرات! اگر اللہ تعالیٰ ہر بندے کی شہ رگ سے بھی قریب ہے تو عرش پر کون ہے؟ آسمانوں پر کون ہے؟ فرش پر کون ہے؟ موحدین سوال کرتے ہیں: اگر تمہارا نبی حاضر و ناظر ہے تو جب مکہ میں تھا تو مدینہ میں کون تھا' جب مدینہ میں تھا تو مکہ میں کون تھا' جب معراج کی رات عرشوں پر گئے تو زمین پر کون تھا' حضرات یہ مُلوانے سوال کرتے ہیں کہ نہیں؟ کرتے ہیں' تو ان سے پوچھو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں ہر بندے کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہوں' بتایئے' پھر عرش فرش پر کون رہتا ہے' زمین آسمان پر کون رہتا ہے۔ قصور کا بلھا بولا: اُو اللہ تعالیٰ کی تلاش کرنے والو! آؤ میں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ کہاں رہتا ہے' سیّد نے فرمایا کہ

جے میں اپنے اندر ڈھونڈا تے فیر مقید جانا
جے میں اپنے باہر ڈھونڈا تے میرے اندر کون سمانا

پھر خود ہی جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

سب کجھ توایں تے سب وچ توں ایں میں تے سب توں پاک پچھانا
میں وی توں ایں تے توں وی توں ایں تے فیر بلھا کون نمانا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ہر بندے کی شہ رگ سے قریب ہوں' یہ قرآن کا فیصلہ ہے

مگر غیر مقلد وہابی جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں۔ ان کا عقیدہ سنئے! مولوی وحید الزمان غیر مقلد قرآن پاک کا ترجمہ کرتے ہوئے آیۃ الکرسی میں لکھتے ہیں کہ جب وہ کرسی پر بیٹھتا ہے تو کرسی چار انگل بھی بڑی نہیں رہتی اور اللہ تعالیٰ کے بوجھ سے چرچر کرتی ہے۔

قرآن پاک ترجمہ مولوی وحید الزمان غیر مقلد وہابی آیت: ''وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ''۔

وہابیوں کے امام مجدد ابن تیمیہ کہتا ہے: ''انه بقدر العرش لا اصغر ولا اکبر'' اللہ تعالیٰ عرش کے برابر ہے نہ اس سے چھوٹا ہے اور نہ اس سے بڑا ہے۔

(فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۰۰، وہابی مذہب ص ۴۸۸۔۴۸۹)

حضرات توجہ کیجئے! وہابیوں کا خدا کرسی پر بیٹھا ہوا ہے، مگر اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بیٹھنے سے پاک ہے کیونکہ اس کی شان تو یہ ہے کہ ''اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' (پ ۱۸، النور: ۳۵) اللہ تعالیٰ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔ حضرات ہمارا خدا عزوجل آنے جانے، اُٹھنے بیٹھنے سے پاک ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر بیٹھنے سے پاک ہے تو پھر عرش کیوں بنایا ہے؟ حضرات اللہ تعالیٰ نے عرش اپنے لیے نہیں یار کے بیٹھنے کے لیے بنایا ہے۔

جب سوہنے نوں رب عزوجل حبیب آکھے اوہدے پیار نوں عین ایمان آکھاں
جیہدے صدقے قائم اے جگ سارا اوہدی ذات نوں جان جہان آکھاں
عرش فرش تے جس دی بادشاہی اوہنوں دو جگ دا سلطان آکھاں
ہو کے بے سایہ کرے جو سایہ اوہنوں رحمتاں دا سائبان آکھاں

مولوی عبدالجبار سلفی آف کراچی غیر مقلد وہابی اہل حدیث لکھتا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ اللہ عزوجل بذاتہ عرشِ عظیم پر مستوی ہے، ہر جگہ نہیں۔

(استواعلی العرش ص ۲۷، وہابی مذہب ص ۴۹۱)

حضرات بتائیے! اللہ تعالیٰ کا قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ ہر

جگہ ہے' وہابی کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ صرف عرش پر بیٹھا ہے۔ بتایئے! وہابی سچے ہیں یا اللہ تعالیٰ کا قرآن؟ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن سچا ہے کیونکہ سچے رب العالمین کا کلام ہے' تو اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے: میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں' میں نے عالم تصورات میں عرض کی: مولا کریم! آپ ہمارے اتنے قریب ہیں' پھر بھی نظر نہیں آتے' وجہ کیا ہے؟ خالق کائنات نے فرمایا: رہتا تو تمہارے قریب ہوں پھر تمہارے پاس وہ آنکھ نہیں جس سے میرے جلوے دیکھ سکو۔

نحن اقرب کہندا اتے سوہنا ساڈے ویڑے آیا
حبل ورید دی لیچ وچھا کے تے ساڈے اندر ڈیرا لایا
فی انفسکم شمع جلا کے تے ساڈا لوں لوں آ چمکایا
اعظم یار وسے وچ گھر دے تے اساں ایویں شور مچایا

حضرات پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ ہر بندے کے قریب ہے۔ اے خالق کائنات! تو تو قریب ہے' ہر بندے کے اندر رہتا ہے' مگر تیرا پیارا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں رہتا ہے؟ مدینہ میں رہتا ہے یا جنت میں' فرش پر رہتا ہے یا عرش پر' خالق کائنات نے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے قرن پاک کے پ ۲۱' الاحزاب:٦ میں ارشاد فرمایا: "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا نبی ہر مؤمن کی جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اتنا جان کو جسم سے قرب نہیں جتنا نبی کو اپنے غلام سے قرب ہے۔ سرکار ہر مؤمن کی جان ہیں' جان ہی نہیں بلکہ پوری کائنات کی جان ہیں' اندر گولڑہ حضور سیدنا پیر مہر علی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ

اس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جانِ جہاں آکھاں
سچ آکھاں تے ربّ عزوجل دی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں

سبحانِ اللہ ما اجملک ما احسنک ما اکملک
کتھے مہرعلی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں

حضرات ہر بندے میں جان ہے مگر نظر نہیں آتی کبھی کسی نے جان نہیں دیکھی۔ سوچو جب جان نہیں نظر آتی تو جانِ جہان کیسے نظر آ سکتی ہے۔ اگر جسم حرکت کرے تو سمجھ لینا جان موجود ہے اگر یہ جہان حرکت کر رہا ہے تو سمجھ لو آمنہ کا لال بھی موجود ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے پ ۲۶ سورہ الحجرات: ۷ میں ارشاد فرماتا ہے: ''وَاعۡلَمُوۡا اَنَّ فِیۡکُمۡ رَسُوۡلَ اللّٰهِ'' ایمان والو! اپنا عقیدہ رکھو کہ تم میں اللہ تعالیٰ کے پاک رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہیں اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے: لوگو! میرا نبی ایمان والوں کی جان سے بھی زیادہ قریب۔ اس لیے محدثین مفسرین فرماتے ہیں کہ جسمانی طور پر آمنہ کا چن مدینہ میں ہے نورانی اور روحانی طور پر ہر مؤمن کے سینے میں ہے۔ مدینہ شریف کہاں ہے؟ سعودی عرب کے اندر اہل ایمان کا مرکز مدینہ شریف ہے۔ پر ایک عاشق نے بڑی پیاری بات فرمائی وہ کہتا ہے کہ

میرے دل دے نوری نگینے دے وچ اے
میں کیوں آکھاں آقا مدینہ دے وچ اے
مجے فتویٰ نہ لاؤ تے میں آکھ دیواں
مدینہ تے سُنیاں دے سینے دے وچ اے

حضرات ذرا توجہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے: ''اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ'' لوگو! میرا نبی ایمان والوں کے قریب ہے پڑھے لکھے حضرات بیٹھے ہو توجہ کرنا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب کی بات کی تو ایمان کی شرط نہیں لگائی صرف فرمایا کہ میں ہر بندے کے قریب ہوں مگر جب یار کے قریب ہونے کی بات کی تو فرمایا: ''بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ'' میرا نبی ایمان والوں کی جان سے زیادہ قریب ہے۔ میں نے عرض کی: اے خالق کائنات! اپنے لیے ایمان کی شرط نہیں لگائی یار کے لیے ایمان کی بات کیوں کی

ہے؟ قدرت نے آواز ماری: مولوی! میں علیم بذات الصدور ہوں، میں دلوں کے بھید جاننے والا ہوں، مجھے پتہ تھا اور پتہ ہے کہ مجھے حاظر ناظر کافر بھی مان جائیں گے، مشرک بھی مان جائیں گے، ہندو بھی مان جائیں گے، عیسائی بھی مان جائیں گے، سکھ بھی مان جائیں گے، چشتی قادری نقشبندی بھی مان جائیں گے، نجدی وہابی دیوبندی بھی مان جائیں گے، مگر آمنہ کے لال کو حاضر ناظر وہی مانے گا جس کے سینے میں ایمان کی شمع جلتی ہوگی، جس کا سینہ مدینہ ہوگا۔

دولت عشق نبی دل میں چھپائے رکھنا
یہ خزانہ ہے لٹیروں سے بچائے رکھنا

ایک عاشق مدینہ قرآن مجید کے پ ۲۷، سورۃ الرحمٰن کی تلاوت کر رہا تھا، تلاوت کرتے کرتے جب اس آیت پر پہنچا کہ ''حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ'' جنت میں حوریں پردہ دار خیموں میں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام امتحان میں کامیاب ہو کر جنت میں جائیں گے تو انہیں حسین و جمیل حوریں ملیں گی۔ گستاخ ملوانے بھی آج کل کہتے ہیں: نماز پڑھو جنت ملے گی، حوریں ملیں گی، ویسے ایمان سے بتانا یہ بے حیا مَتی قوم جنت میں جائیں گے؟ نہیں کیوں اس لیے کہ جنت میں کوئی گستاخِ رسول کوئی بے ادب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام جا سکتا ہی نہیں۔

تجھ کو جنت سے کیا مطلب اے نجدی دور ہو
ارے ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی
وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

تو عاشق مدینہ نے جب قرآن میں جنت کا منظر پڑھا، جنت میں حوروں کا ذکر پڑھا تو قرآن بند کر کے چہرہ جنت کی طرف کر کے کہنے لگا: اے اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی

جنت! تیری بڑی شان ہے' تیرے اندر رضوان رہتے ہیں' فرشتے رہتے ہیں' حوریں رہتی ہیں' تیرے اندر اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نعمتیں موجود ہیں مگر مجھے دیکھ میں سرکار کا غلام ہوں' میرا بھی سرکار کی محبت میں سینہ مدینہ ہے' اگر تیرے اندر حوریں ہیں تو میرے سینے میں اللہ تعالیٰ کا یار رہتا ہے۔

اے جنت! تجھ میں حور و قصور رہتے ہیں
میں نے مانا ضرور رہتے ہیں
لیکن اے جنت آ میرا طواف کر
کیونکہ میرے دل میں حضور رہتے ہیں

ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں کہ

درِ دل مسلم مقام مصطفیٰ است
آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است

مؤمن کا دل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رہنے کی جگہ ہے یہ جو ہمیں عزتیں اور شان نصیب ہوئی ہے' یہ اللہ تعالیٰ نے سرکار کے صدقہ میں ہمیں عطاء فرمائی ہے۔ حضرات پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ بھی قریب ہے آمنہ کا لال بھی قریب ہے' پوچھو ملاں جی! شرک ہوا کہ نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۱۸' المؤمنون: ۱۱۶ میں فرماتا ہے: ''فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ''پس بہت بلند ہے اللہ تعالیٰ جو بادشاہِ حقیقی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں حق ہوں' میں سچا ہوں' اب پڑھیے قرآن پ ۱۱' یونس: ۱۰۸' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ '' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! آپ اعلان فرمادیں: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے ربِ عزوجل کی طرف سے حق آیا ہے' اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے پاس حق بنا کر بھیجا ہے۔ حضرات توجہ فرمائیے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں بھی حق ہوں' میرا محبوب بھی حق ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے پیارے صحابی ہیں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ' وہ فرماتے ہیں

کہ "قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فقد رای الحق"
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔

(بخاری شریف' مسلم شریف' مشکوٰۃ شریف' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۶ ص ۲۸۵)

امام نبہانی' کون نبہانی جو سرکار کے سچے عاشق تھے جن کو جاگتے ہوئے ۸۴ مرتبہ سرکار کا دیدار ہوا۔ سبحان اللہ! (سیرت النبی بعد وصال النبی ج ۵ ص ۹۶)

وہ یہ حدیث پاک لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ "من رانی فقد رای الحق تعالٰی" جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ تعالٰی کا دیدار کیا۔

(جواہر البحار ج ۳ ص ۲۸)

حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "نعم یصح ان یراد به الحق سبحانه" یہاں الحق سے اللہ تعالٰی کی ذات پاک لینا بھی صحیح ہے۔

(جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۳۷)

حکیم الامت نباض اہل سنت مفسر قرآن حضرت علامہ احمد یار خان نعیمی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں حق سے مراد اللہ تعالٰی کی ذات ہے' مطلب یہ ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ تعالٰی کو دیکھا کیونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰی کی ذات کا آئینہ ہیں۔ (مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۶ ص ۲۸۶)

کھڑی کے قلندر حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

جناں اکھیاں نے دلبر ڈھٹا اساں اُو اکھیاں تک لئیاں
تو ملیوں تے خالق ملیا تے ہن آساں لگ پئیاں

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو فنا فی الرسول کے مرتبے پر فائز تھے' دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ بعض اللہ تعالٰی کے ولی ایسے بھی گزرے ہیں جنہیں ہر روز خواب میں یا بیداری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

دیدار ہوتا تھا' ایسے لوگوں کو صاحب حضوری کہتے ہیں' ان ہی لوگوں میں سے شاہ عبدالحق محدث دہلوی بھی ہیں' یہ بھی اس دیدار کی دولت سے مشرف تھے۔

(ملفوظات حکیم الامت ج۹ص۱۰۸)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اما وجہ شریف وے صلی اللہ علیہ وسلم مرآت جمال الٰہی ومظہر انوار نامتناہی وے بود۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور بھرا چہرہ اللہ تعالیٰ کے جمال کا آئینہ ہے اور اس قدر انوار الٰہی کا مظہر ہے کہ جس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ (مدارج النبوۃ ج۱ص۳)

تمام دیوبندیوں کے پیرومرشد' مولوی رشید کے پیر مولوی قاسم کے پیر مولوی خلیل کے پیر مولوی حسین احمد کے پیر مولوی اشرف علی کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک کے ۲ مطلب ہیں' پہلا مطلب اور معنی یہ ہے کہ جس نے مجھے دیکھا' یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ اس حدیث پاک کا دوسرا معنی یہ ہے کہ ''من رانی فقد رای اللہ تعالیٰ''جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کی۔

(شمائم امدادیہ ص۴۹' امداد المشتاق ص۵۴'شاہ کار ربوبیت ص۲۷۴۔۲۷۶)

مولانا یار محمد بہاولپوری اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

محمد ﷺ دی صورت ہے صورت خدا عزوجل دی
میرے دل توں نقشہ مٹا کوئی نہیں سکدا
مذاہب دے جھگڑے آساں چھوڑ دتے
محبت دا جھگڑا مٹا کوئی نہیں سکدا

حضرات پتہ چلا اللہ تعالیٰ بھی حق' آمنہ کا لال بھی حق' آنے والا بھی حق' بھیجنے والا بھی حق' خالق بھی حق' حضور بھی حق' ساری کائنات کا خدا عزوجل بھی حق' ساری کائنات کا رسول بھی حق' مُلاں جی تمہیں شرک کا کیوں پڑ گیا ہے' شرک شرک نہ کر یار کی عظمت کا

اقرار کرئ شرک کے فتوے نہ لگا' جس کا کلمہ پڑھا ہے جس کا صدقہ کھا رہا ہے' اس کے نعرے مار' اس کے گیت گا کیونکہ

بعد خدا دے سب توں افضل تے جہندا کلمہ پڑھے خدائی
پڑھے درود خدا جس اُتے جہندا ہے جبرئیل شیدائی
جتھے کوئی رسول نہ پہنچے تے اُوہدی اُوتھوں تک رسائی
اعظم اساں بہشت کی کرنی جے اُوہدے در دی ملے گدائی

اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے پ ۱۸' النور: ۳۵ میں اپنی شان بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے: ''اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ '' اللہ تعالیٰ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔ پتہ چلا اللہ تعالیٰ نور' اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا شان ہے' اللہ تعالیٰ قرآن پاک پ ۶' المائدہ: ۱۵ میں ارشاد فرماتا ہے: ''قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ '' بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور آیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے صحابی اور چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں: ''قد جآء کم من اللہ نور یعنی محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم '' لوگو! تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نور بن کے تشریف لائے۔ (تفسیر ابن عباس ص ۷۲)

حضرات توجہ کیجئے! اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے: میں نور ہوں' پھر فرماتا ہے: لوگو! میں نے یار کو بھی نور بنایا ہے۔ بتائیے! مولوی جی! شرک تو نہیں ہو گیا۔ بعض مُلوانے کہتے ہیں کہ تم کہتے ہو سرکار نور ہیں' اگر سرکار نور تھے تو سرکار کے ہوتے ہوئے مدینہ شریف میں اندھیرا کیوں ہو جاتا تھا؟ آج بھی تم کہتے ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر بھی ہیں ناظر بھی ہیں اور نور علیٰ نور بھی' پھر یہ اندھیرا کیوں چھا جاتا ہے؟ حضرات کتنی دشمنی ہے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے۔ لوگ وزیروں سے' بادشاہوں سے' دنیاداروں سے عداوت رکھتے ہیں۔ یہ کتنے بدنصیب ہیں' یہ جس رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھتے ہیں' اس سے عداوت رکھتے ہیں۔ حضرات آپ ان حضرات سے پوچھیں کہ

اللہ تعالیٰ نور ہے کہ نہیں؟ نور ہے' پھر حاضر ناظر بھی ہے' پھر اندھیرا کیوں ہو جاتا ہے' اللہ تعالیٰ نے روشنی کے لیے یہ سورج اور چاند کیوں بنائے ہیں؟ اپنے نور سے دنیا کو چمکا دیتا' پھر بھی اپنے نور سے نہیں چمکایا بلکہ جب بھی روشنی کرتا ہے سورج اور چاند سے کرتا ہے' کیا آپ اللہ تعالیٰ کی نورانیت کا اور حاظر ناظر ہونے سے انکار کر دیں گے؟ علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہے تو نور مگر اس کا جلوہ ہر کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اگر اس کے نور کے جلوے کوئی دیکھ سکتا ہے تو صرف کملی والا ہی دیکھ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر سرکار کو کوئی بغیر پردے کے دیکھ سکتا ہے تو بنانے والا ہی دیکھ سکتا ہے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

اللہ عزوجل کو بھی عشق کا حامل دیکھا
بر پیکر خود ساختہ مائل دیکھا
وارفتگی ذوق نظارا بازی
محبوب کو بٹھلا کے مقابل دیکھا

ان حضرات سے پوچھئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو قرآن نازل کیا ہے' وہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ قرآن کے پ ٦' النساء: ۱۷۴ میں ارشاد فرماتا ہے: "وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! ہم نے آپ کی طرف قرآن کو روشن نور بنا کر بھیجا ہے۔ اب قرآن ہے بھی نور اور ہے بھی روشنی' پھر جس کمرے میں پڑا ہو اندھیرا کیوں ہو جاتا ہے؟ کبھی اس بات پر تو اعتراض نہیں کیا' یہ جب بھی تکلیف ہوتی ہے تو نور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی ہے۔

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لیے آیا ہے سورۂ نور کا
ک گیسوہ دھن ی ابرو آنکھیں عین ص
کھیعص ان کا ہے چہرہ نور کا

اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۲۱' لقمان: ۲۸ میں اپنی شان بیان کرتے ہوئے

ارشاد فرماتا ہے: "اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ" بے شک اللہ تعالیٰ سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔
اللہ تعالیٰ یار کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے' پ ۱۵' بنی اسرائیل: ۱ "سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ" پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں' بے شک وہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سنتا دیکھتا ہے۔ سمیع بصیر سرکار ہیں کیونکہ ھو کی ضمیر قریب کی طرف قریب لوٹے گی۔ (تفسیر نور العرفان ص ۴۴۹)

حضرات اللہ تعالیٰ بھی سمیع بصیر' اس کا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی سمیع بصیر۔ اگر اللہ تعالیٰ کی صفات بندے میں ماننا شرک ہوتا تو کبھی اللہ تعالیٰ اپنی صفات یار کو نہ عطاء فرماتا' حضرات یہ تو اس کا محبوب ہے' آپ قرآن پڑھیں' اللہ تعالیٰ نے اپنی صفتیں اپنے مقبول بندوں کو بھی عطاء فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۲۶' محمد: ۱۱ میں اپنی شان بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے: "ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مولیٰ ہے مددگار ہے۔ اب پڑھیے! قرآن پاک کا پ ۲۸' التحریم: ۴ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ" بے شک اللہ تعالیٰ ان کا مولیٰ ہے' مددگار ہے اور حضرت جبریل علیہ السلام بھی مددگار ہیں اور نیک لوگ اللہ تعالیٰ کے ولی بھی مددگار ہیں۔ حضرات توجہ فرمائیں! اللہ تعالیٰ ایک مقام پر فرماتا ہے: میں مولیٰ ہوں' دوسرے مقام پر فرماتا ہے: جبریل بھی مولیٰ ہے' نیک لوگ بھی مولیٰ ہیں۔ بتائیے شرک تو نہیں ہو گیا ہے؟ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" لوگو سن لو! جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۱۰' مشکوٰۃ شریف' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۴۲۵)

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "معناہ الناصر" مولیٰ کا معنی مددگار ہیں۔

(صواعق محرقہ ص ۴۳، خلفائے رسول ص ۲۵۸)

حضرات پتہ چلا اللہ تعالیٰ بھی ہمارا مولا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہمارے مولا ہیں اور حسنین کا بابا بھی ہمارا مولا ہے، اس لیے ہم کہتے ہیں کہ

مولا علی دی ہور کی شان دساں نظر کرے تے کنڈے نوں کلی کردا
مولا علی دا او لگدا کجھ وی نئیں جھڑا غیر آگے جا کے تلی کردا
مولا علی جسدا بھلا چاہندے ناصر اللہ پاک وی اس دی بھلی کردا
منکر سڑدا اے علی دا ناں سن کے سنی ہر ویلے علی علی کردا

بعض لوگ بڑے پریشان ہو جاتے ہیں، جب کہا جائے مولا علی شرک بدعت کے فتوے شروع ہو جاتے ہیں، لیکن جب ان کا کوئی مُلاں، ملوانا جلسے پر آئے تو گلے پھاڑ پھاڑ کے اعلان کرتے ہیں: حضرات! آج رات بعد نمازِ عشاء جلسہ ہوگا، جس میں علامہ مولانا فلاں خطاب فرمائیں گے، اپنے مولوی کو اپنے ملوانے کو علامہ مولانا کہیں تو کوئی شرک نہیں، حسنین کے بابے کو مولا کہہ دیا جائے تو شرک سے ان کے دماغ پھٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک پ ۱، البقرہ: ۱۰۷ میں ارشاد فرماتا ہے: "مَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ" اے کافرو! اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی ولی اور مددگار نہیں۔ حضرات پتہ چلا اللہ تعالیٰ ہی ولی ہے، اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے۔ اب قرآن پاک کا پ ۶، المائدہ: ۵۵ پڑھئے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ" بے شک تمہارا مددگار اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور وہ ایمان والے جو صحیح نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور ہر حال میں وہ بارگاہِ الٰہی میں جھکنے والے ہیں، یعنی فاسق فاجر نہیں بلکہ مکمل مؤمن جو اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں۔ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں ولی ہوں، میں مددگار ہوں۔ دوسری آیت میں فرمایا: میری عطاء

سے میرا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مددگار ہے اور نیک لوگ اللہ عزوجل کرنے والے بھی تمہارے مددگار ہیں۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''ان علیا منی وانا منه'' لوگو سن لو! علی مجھ سے ہے میں علی سے ہوں۔ ''وھو ولی کل مؤمن'' اور میرا علی ہر مؤمن کا ولی ہے مددگار ہے۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۰۷، مشکوٰۃ شریف، مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۲۱۷)

میرے حاجت روا مولا علی ہیں
میرے مشکل کشا مولا علی ہیں
خدا عزوجل نے جن کو تیغ لافتا دی
وہی شیر خدا عزوجل مولا علی ہیں
علی کی دید دیدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے
کہ نورِ مصطفیٰ مولا علی ہیں
ولی ہو غوث ہو قطب جہاں ہو
ہر اک کے پیشوا مولا علی ہیں

اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۱، البقرہ: ۱۰۷ میں ارشاد فرماتا ہے: ''اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے آسمان اور زمین کی بادشاہی۔ حضرات پتہ چلا اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا بادشاہ ہے۔ اب پڑھیے! قرآن پاک پ ۲، البقرہ: ۲۴۷ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ'' اللہ تعالیٰ عطا کر دیتا ہے اپنے ملک کی بادشاہی جسے چاہتا ہے۔ پتہ چلا اللہ تعالیٰ بھی بادشاہ ہے اس کے بندے بھی بادشاہ ہیں۔ سوچیے! کہیں شرک تو نہیں ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۲۴، الزمر: ۴۲ میں ارشاد فرماتا ہے: ''اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا'' اللہ تعالیٰ قبض کرتا ہے وفات دیتا ہے جانوں کو موت کے وقت۔ حضرات پتہ چلا کہ ہر بندے کی روح اللہ تعالیٰ قبض کرتا ہے، ہر بندے کو موت

خالق کائنات عطاء فرماتا ہے۔اب پڑھئے! قرآن پاک کا پ ۲۱' السجدہ:۱۱' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ" اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! آپ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ لوگو! تمہیں وفات دے گا موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کی گئی ہے۔اب پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر بندے کی روح میں قبض کرتا ہوں' ہر انسان کی جان میں نکالتا ہوں لیکن اس آیت میں خالق کائنات فرماتا ہے کہ ہر انسان کی روح ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام نکالتے ہیں۔ بتایئے کہیں شرک تو نہیں ہو گیا۔حضرات یہ چند آیہ کریمہ برکت کے لیے آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں' دیکھئے جو صفات خالق کائنات کی ہیں' وہی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بھی عطاء فرمائی ہیں' اگر یہ شرک ہوتا تو خالق کائنات کبھی بھی اپنے بندوں کو یہ صفات نہ عطاء فرماتا اور قرآن کی زینت نہ بناتا' پتہ چلا اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی ہیں غیر محدود ہیں' واجب ہیں' ازلی ابدی قدیم ہیں' جن کی نہ ابتداء ہے نہ انتہاء ہے' اور نبیوں ولیوں کی یہ صفات عطائی ہیں' محدود ہیں' متناہی ہیں حادث ہیں' شرک تب ہوتا جب نبیوں ولیوں کی صفات بھی اُسی طرح مانی جاتی جیسے اللہ تعالیٰ کی ہیں۔

ایک اعتراض

یہاں ہر دیوبندی وہابی غیر مقلد نام نہاد اہل حدیث' مرزائی' مودودی' احراری جتنی بھی ان کی شاخیں ہیں' وہ اعتراض کرتی ہیں کہ عرب کے مشرک اپنے بتوں کو فریادرس' مشکل کشا' شفیع' حاجت روا' دور سے پکار سننے والا' عالم غیب اور وسیلہ مانتے تھے۔ان کا بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ کمالات عطاء کیے ہیں' تم بھی یہی کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں ولیوں کو یہ کمالات عطاء کیے ہیں' جیسے وہ مشرک تھے تم بھی مشرک ہو' اُن میں اور تم میں فرق کیا ہے؟

حضرات! ہم کہتے ہیں کہ واقعی عرب کے مشرک کافر تھے' اللہ تعالیٰ کی صفات اور ذات میں اپنے بتوں کو شریک ٹھہراتے تھے وہ مشرک ہوئے۔لیکن بحمد اللہ! ہم اہل سنت

وجماعت اصل سنی حنفی نہ مشرک ہیں نہ بدعتی۔ اس کی دو وجوہات ہیں' ذرا توجہ سے سماعت فرمائیں! انشاء اللہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ وہ مشرک کیوں ہوئے' ہم مسلمان کیوں ہیں۔ سنئے! عرب کے جو مشرک تھے اُن کا شرک یہ تھا کہ وہ اپنے جھوٹے خداؤں کو اللہ تعالیٰ کے برابر جانتے مانتے تھے اور اپنے خداؤں میں اُلوہیت کی صفت مانتے تھے' جیسے اللہ تعالیٰ عبادت کے لائق ہے' وہ کہتے تھے: ہمارے یہ خدا بھی عبادت کے لائق ہیں۔ ان کو خدا سمجھ کر حاجت روا مشکل کشا فریادرس دور سے پکار سننے والے اور وسیلہ سمجھتے تھے۔ آیئے! اللہ تعالیٰ کا قرآن پڑھیے! پ ۲۳' آیت: ۳ پڑھیے: اللہ تعالیٰ مشرکین کی بات قرآن میں نقل فرما رہا ہے کہ عرب کے مشرک بتوں کو کیوں مانتے ہیں' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام مشرکین عرب سے سوال کرتے ہیں تم ان بتوں کو کیوں مانتے ہو تو وہ آگے سے جواب دیتے تھے کہ ''مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى '' ہم نہیں عبادت کرتے ان بتوں کی مگر اس خاطر کہ یہ بت ہمیں خدا عزوجل کے قریب کر دیں۔ حضرات قرآن کی اس آیت سے پتہ چلا کہ عرب کے مشرکین صرف بتوں کو فریادرس شکل نہیں سمجھتے تھے بلکہ پہلے ان کی عبادت کرتے' پھر یہ صفات مانتے تھے۔ اب پڑھیے! قرآن پاک کا پ ۸' الانعام: ۱۵۰ 'اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے: ''وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ '' اور جو بتوں کے پجاری آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور وہ اپنے رب عزوجل کے ساتھ بتوں کو برابر ٹھہراتے ہیں۔ حضرات قرآن کی اس آیت سے پتہ چلا کہ مشرکین عرب اپنے جھوٹے خداؤں کو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے برابر سمجھتے تھے' وہ اس لیے مشرک تھے۔ حضرات اب بات واضح ہو گئی کہ عرب کے مشرک اس لیے مشرک تھے کہ وہ اپنے جھوٹے خداؤں کو اللہ تعالیٰ کی طرح معبود سمجھتے تھے اور بتوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر مانتے تھے' لیکن بحمد اللہ دنیا کو کائی ایک نمبر سنی حنفی یارسول اللہ کے نعرے لگانے والا کسی نبی کسی ولی کو نہ عبادت کے لائق سمجھتا ہے' نہ اللہ تعالیٰ کے برابر

جانتا ہے۔ بلکہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ولی اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے ہیں' ان میں جو طاقتیں جو کمالات ہیں وہ پیارے رب العالمین کی عطاء کردہ ہیں۔ بتائیے! جب یہ عقیدہ ہوگا تو شرک کیسے ہوگیا۔ دوسری وجہ: دوسری وجہ یہ ہے کہ اُن بتوں کو یہ کمالات یہ طاقتیں عطاء نہیں فرمائی تھیں' ہم اس لیے مؤمن ہیں مسلمان ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں ولیوں کو یہ کمالات عطاء فرمائے ہیں۔ دیکھئے قرآن پاک پ ۳' آل عمران: ۴۹ کا مطالعہ کر کے دیکھیں! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: لوگو! میں اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر تمہارے پاس آیا ہوں' لوگوں نے کہا کہ آپ کے نبی ہونے کی دلیل کیا ہے؟ فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے بڑے کمالات عطاء کر کے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ قوت عطاء فرمائی ہے' یہ کمال عطاء فرمایا ہے کہ میں مٹی سے پرندہ بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں' اللہ تعالیٰ کی عطاء سے وہ مٹی کا پرندہ حقیقت میں پرندہ بن کر ہوا میں اُڑ جاتا ہے۔ ''وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ '' اور میں شفاء دیتا ہوں مادرزاد اندھے کو جو ماں کے پیٹ سے نابینا پیدا ہو' اور میں شفاء دیتا ہوں لاعلاج کوڑھ کے مریض کو۔ حضرات ایمان داری سے بتانا' اندھے کو ہاتھ پھیر کر آنکھیں دینا یہ مشکل کشائی ہے کہ نہیں' حاجت روائی ہے کہ نہیں۔ لاعلاج کوڑھ کے مریض کو ہاتھ پھیر کر ٹھیک کرنا یہ حاجت روائی ہے کہ نہیں۔ قرآن مجید کے پ ۱۳' یوسف: ۹۳ پڑھئے! جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالنے کے چالیس سال بعد حضرت یوسف علیہ السلام کے دربار میں مصر پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا تعارف کرایا' ساری غلطیاں معاف کر کے پوچھا: اے میرے بھائیو! اچھا یہ بتاؤ کہ میرے ابو حضرت یعقوب علیہ السلام کا کیا حال ہے؟ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے عرض کی: حضور! وہ تو آپ کے غم میں آپ کی جدائی میں رورو کر بے حال ہو چکے ہیں اور رونے کی وجہ سے آنکھوں کا نور بھی ختم ہو چکا ہے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام نے سنا تو آپ بھی رو پڑے' پھر جواب کیا دیا؟ قرآن اس کا جواب دیتا ہے کہ

''اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَأْتِ بَصِيْرًا '' حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میرا کرتہ لے جاؤ اور اسے میرے ابو کے چہرے پر ڈالو' ان کی آنکھوں کا نور فوراً آ جائے گا۔ علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ ''ھو القمیص الذی کان علیہ حینئذ '' یہ وہ قمیص مبارک تھا جو آپ نے اس وقت پہنا ہوا تھا' آپ نے وہ اتار کر اپنے بھائیوں کو عطاء فرمایا اور کہا کہ

لے جاؤ ایہہ کرتہ میرا تے منہ پدر تے پاؤ
انکھاں وچ روشنائی آوے تے دیکھ لوو آزماؤ

جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی یہودا وہ کرتہ مبارک لے کر کنعان پہنچے تو قرآن فرماتا ہے: ''اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا '' کہ یہودا نے حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے مقدس چہرے پر ڈالا تو اسی وقت آنکھوں کو نور آ گیا۔ حضرات بتائیے! حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ بیماریوں کی شفاء' دافع بلا' مشکل کشا ثابت ہوا کہ نہیں؟ ایمان والے تو کہیں گے کہ بالکل۔ حضرات سوچئے! جب نبیوں کا کرتا مشکل کشا ہے' حاجت روا ہے' دافع بلا ہے تو نبیوں کے مقدس جسموں کا کیا کمال ہوگا۔

مشکل وچ پھس کے جیہڑے گئے اُوتھے شاہ عالم توں مشکل کشائی لے گئے
نبیاں لئیاں نبوتاں اُوس کولوں اولیا اس توں اولیائی لے گئے
بُھلے پھردے سی آپ جو جگ اندر در ہارا توں رہنمائی لے گئے
اپنے ظرف دی صدف ہے گل ساری لین والے تے اوتھوں خدائی لے گئے

حضرات توجہ کرنا! حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہاتھ پھیر کے شفاء دیتے تھے' حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ شفاء دے رہا ہے' یہاں مولویوں کو یہ بیان کرتے ہوئے بڑی تکلیف ہوتی ہے لیکن کیا کریں مجبور ہیں۔ خدا عزوجل گواہ ہے' اگر ہوتی یہ حدیث تو ان مُلوانوں نے فوراً کہہ دینا تھا کہ یہ حدیث غلط ہے' ضعیف ہے' موضوع ہے۔ یہ کہہ کر

نبیوں کے کمالات کا انکار کر دیتے مگر اللہ تعالیٰ کو ان مُلوانوں کے دِل کی خباثت کا علم تھا' اس لیے اللہ تعالیٰ نے یار کی حدیث نہیں بنائی' اپنا کلام بنایا۔

گل ٹھوس عقیدے دی دسداہاں مل دانبی دے کولوں رحمان وی اے
کملی والے دا جو وی ارشاد ہووے اُوہ حدیث تے اوہو قرآن وی اے
مشکل ویلے حضور دا ناں لیاں ہو جاوندی مشکل آسان وی اے
مذہب عشق پروانیاں دسدا اے حُب نبی دی روح ایمان دی اے

حضرات عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عزیر علیہ السلام جب خدا عزوجل کی قدرت سے سو سال کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اپنی سواری پر سوار ہو کر اپنے شہر بیت المقدس میں اپنے گھر تشریف لائے تو بیت المقدس والوں نے آپ کو پہچانا نہ' لوگ دیکھتے ضرور مگر پہچان کوئی نہ سکا کیونکہ سو سال کے بعد آپ گھر تشریف لائے' جو جوان تھے وہ بوڑھے ہو چکے تھے جو بچے تھے ان کے بھی بال سفید ہو چکے تھے' مگر آپ ابھی چالیس سال کے جوان تھے' حضرت عزیر علیہ السلام جب گھر پہنچے تو آپ کی ایک جوان لونڈی تھی' نوکرانی تھی جب آپ گئے تھے تو یہ لونڈی بیس سال کی جوان تھی' جب آپ گھر واپس تشریف لائے تو اس لونڈی کی عمر ایک سو بیس سال ہو چکی تھی' آنکھوں سے نابینا ہو چکی تھی' پیروں سے معذور ہو چکی تھی' چل پھر نہیں سکتی تھی' آپ کا ایک لڑکا تھا جس کی عمر ایک سو اٹھارہ سال تھی' حضرت عزیر علیہ السلام کے پوتے بھی بوڑھے ہو چکے تھے' جب حضرت عزیر علیہ السلام اپنے مکان میں پہنچے تو آپ نے اپنے باندی سے پوچھا: بی بی! یہ مکان عزیر کا ہے؟ اس باندی نے کہا: ہاں! یہ مکان حضرت عزیر علیہ السلام ہے' مگر آپ کون ہیں؟ آپ نے اپنی باندی کو اپنی کنیز کو فرمایا: بی بی! تو نے میری آواز نہیں پہچانی میں عزیر ہی ہوں' اس نے نام سنا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے' عرض کی: آپ حضرت عزیر ہیں؟ فرمایا: ہاں ہاں! مَیں عزیر ہوں' اس باندی نے کہا: مجھے یقین نہیں آ رہا۔ حضرت عزیر علیہ السلام کو تو ہمارے پاس سے گئے ہوئے ایک صدی

بیت گئی ہے' آپ کہتے ہیں کہ میں عزیر ہوں۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے فرمایا: بی بی! تو صحیح کہتی ہے واقعی مجھے ایک صدی ہوگئی ہے تم سے بچھڑے ہوئے۔ اس کنیز نے عرض کی کہ آپ اتنا عرصہ کہاں رہے ہیں؟ حضرت عزیر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے نیند کی حالت میں موت عطاء فرمادی تھی' پھر مجھے لوگوں سے پوشیدہ رکھا' سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔ باندی سن کر بڑی حیران ہوئی' اس نے کہا: یقین نہیں آتا۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے فرمایا: مائی! یقین کر' یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے اور میرا کمال ہے کہ میں سو سال کے بعد دوبارہ واپس آ گیا ہوں۔ مائی کہنے لگی: چلو آپ کی زبان پر اعتبار کر لیتی ہوں' لیکن حضرت عزیر علیہ السلام کا یہ کمال تھا آپ جو بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرماتے اللہ تعالیٰ نے کبھی ٹھکرائی نہیں تھی' آپ کی ہر دعا قبول ہوتی تھی' اگر آپ واقعی حضرت عزیر ہیں تو دعا فرمائیں' اللہ تعالیٰ مجھے بینا کر دے' میں اندھی ہوں' اللہ تعالیٰ میری آنکھوں میں نور پیدا فرما دے اور میں چل پھر نہیں سکتی' اللہ تعالیٰ مجھے صحت عطاء کرے' میں بوڑھی ہوں' اللہ تعالیٰ مجھے دوبارہ جوانی عطاء کر دے۔ سبحان اللہ!

بناں نبی کی رضا کے رسائی کیسے ہو
بناں رضائے نبی راہ نمائی کیسے ہو
چراغ حُب نبی سے ہیں دو جہاں روشن
بغیر فیضِ نبی روشنائی کیسے ہو

حضرت عزیر علیہ السلام نے سنا تو مسکرا پڑے' پھر نور بھرے ہاتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُٹھائے' عرض کی: مولا کریم! میری باندی نابینی ہے اپنی رحمت پاک کے صدقے اسے بینا کر دے' یہ اندھی ہے اسے آنکھوں کا نور عطاء فرما دے۔ قدرت نے آواز ماری: سجناں! پھر اپنے ہاتھ اس کی آنکھوں پر پھیرو' ابھی آنکھیں آ جاتی ہیں۔ عرض کی: اے خالق کائنات! آنکھیں کس نے دینی ہیں؟ فرمایا: میں نے' عرض کی: پھر ہاتھ میرے کیوں پھروا رہا ہے؟ قدرت نے مسکرا کر فرمایا: سجناں! میں لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں

کہ مشکلیں تو اللہ تعالیٰ ٹالتا ہے' کام تو خالق کائنات کرتا ہے' پر مرضی یاروں کی ہوتی ہے' میں بتانا چاہتا ہوں کہ

کچ وی منکا تے لال وی منکا تے اِکو رنگ دوہاں دا
پر جدوں کول صرافاں جائے تے فرق سیاں کوہاں دا

حضرت عزیر علیہ السلام نے جب خالق کائنات کا حکم سنا تو اپنی کنیز کی آنکھوں پر اپنے نوری ہاتھ پھیرے' اِدھر ہاتھ پھیرے اُدھر اللہ تعالیٰ نے اُس کو آنکھوں کا نور عطاء کر دیا۔

ہم نے پھولوں کو چھوا مرجھا گئے کانٹے بنے
اور تو نے کانٹوں کو چھوا تو گلستان کر دیا
نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو تب ہے کہ گرتے کو تھام لے ساقی

جب بی بی کی آنکھوں میں نور آیا تو حضرت عزیر علیہ السلام نے مائی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: بی بی جی! اب بیٹھی کیوں ہے اُٹھ کے کھڑی ہو جا! ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا تو بی بی اُٹھ کے چلنے لگ گئی اور اسی طرح چلنے لگی جیسے بیس سال کی بچی چلتی ہے' آنکھوں میں نور بھی آ گیا' پیر بھی ٹھیک ہو گئے' بڑھاپا ختم ہو گیا' جوانی واپس آ گئی۔

(تفسیر مظہری پ ۳ ص ۴۳۔۴۴' تفسیر مظہری عربی ج ۱ ص ۳۶۱' تفسیر خازن ج ۱ ص ۲۳۵' تفسیر معالم التنزیل ج ۱ ص ۲۳۵' تفسیر نعیمی پ ۳ ص ۸۱)

حضرات توجہ کیجئے! اللہ تعالیٰ کے نبی نے مائی کی مشکل کشائی فرمائی کہ نہیں' حاجت روائی فرمائی کہ نہیں' حضرت عزیر علیہ السلام نے بلا دور فرمائی کہ نہیں؟ جواب ایمان داری سے دینا! مولوی عبدالستار وہابی غیر مقلد جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں' وہ لکھتے ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت کر کے مدینہ شریف لائے تو مدینہ پاک میں یہودی بڑے رہتے تھے' سرکار بھی مدینہ پاک پہنچ گئے' صدقے جاؤں اس دھرتی پر

جس کو میرے نبی کے قدم کی برکت سے یہ شان نصیب ہوئی کہ پوری دنیا والے مدینہ مدینہ کرتے ہیں۔

عاشق ایویں نئیں سولی تے چڑھ جاندے سولی چاہڑ دی تاہنگ دیدار دی اے
قربت وچ وی لذتاں ہن بے شک شان وکھری پر انتظار دی اے
اُوناں تن من دھن قربان کیتا جھلک ویکھ لئی جناں سرکار دی اے
ہونی پُھلاں نوں کتھے نصیب ناصر عظمت جہڑی مدینے دے خار دی اے

چمن والے بادِ صبا مانگتے ہیں
یہ پیاسے برستی گھٹا مانگتے ہیں
مگر مصطفیٰ ﷺ کے گدا جو ہیں ناصر
مدینہ میں اپنی قضا مانگتے ہیں

زمانے بھر کے ہر رشتے سے کٹ جانے کو جی چاہے
تری گلیوں کے ذروں سے لپٹ جانے کو جی چاہے
مدینے جا کے میں کیوں آ گیا واپس یہاں مولا
مدینے میں ابھی ناصر پلٹ جانے کو جی چاہے

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں لکھتے ہیں کہ ایک چیونٹی جنگل میں بیٹھ کر روتی ہے اور کہتی ہے: کاش! کوئی وقت آتا میں بھی مدینہ شریف جاتی' نبی پاک کا روضہ دیکھتی' پھر دل میں خیال آیا کہ تو ویسے ہی تڑپ رہی ہے' منزل دور ہی ہے تو مدینہ شریف کیسے جا سکتی ہے؟ کیونکہ راستے میں کئی ندیاں کئی نالے کئی پہاڑ تیرے پر نہیں کہ اُڑ کے چلی جائے' پھر رو کر کہتی ہے: اے خالق کائنات! تو بے نیاز ہے' اب میں کیا عرض کروں' پھر زار و قطار رونا شروع کر دیا۔

پچھلی رات میں دل دے کھوہ اُتے پھڑ کے اکھیاں دی جُوگ جو لینا
کلا بیٹھ کر رُولنا وانگ تسبیح اتھروں پلکاں دے اندر پرو لینا

کھلا چھوڑ دیناں بوہا دل والا باقی بوہے تے باریاں ڈھو لینا
ناصر جدوں حضور دی یاد آوے کلا بیٹھ کے رَج کے رو لینا

جب چیونٹی عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ڈوب کر روئی تو قدرت کی طرف سے آواز آئی: رو نہیں! رونا بند کر دے' تیرا رونا ہماری بارگاہ میں پسند آ گیا ہے' مقبول ہو گیا ہے۔ عرض کی: مولا کریم! کیسے مقبول ہو گیا ہے' سامان سفر کوئی نہیں' جانے کی سہولت کوئی نہیں' سفر دور ہے میں مجبور ہوں۔ قدرت نے آواز ماری: اے چیونٹی! تو میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عاشق ہے' میں نے یار کے عاشقوں کا دل کبھی نہیں توڑا' آنکھیں کھول تیرے قریب جو کبوتر دانے کھا رہا ہے' یہ جنگل کا کبوتر نہیں یہ میرے حبیب کے شہر مدینہ کا کبوتر ہے' میرے محبوب کے روضہ کا طواف کرنے والا کبوتر ہے' جلدی کر اس کے قدموں سے لپٹ جا' یہ اُڑ کر مدینہ شریف جائے گا' تو بھی اس کے قدموں کی برکت سے مدینہ شریف یار کے روضہ پر پہنچ جائے گی۔

در مرشد دا خانہ کعبہ تے حج ضروری کریئے
رکھ کے تقویٰ محبوباں والا تے چل دوارا ملیے

مولانا روم نے مدینہ شریف کی بات لکھی ہے' مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے تسہیل المواعظ ج ا ص ۱۴۷ پر مکہ شریف کی بات لکھی ہے۔ مفتی احمد یار خان گجراتی روتے ہیں اور رو کر سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ

خاک مدینہ ہوتی میں خاکسار ہوتا
اور ہوتی رہے مدینہ میرا غبار ہوتا
آقا اگر کرم سے طیبہ مجھے بلاتے
روضہ پہ صدقے ہوتا اُن پہ نثار ہوتا
مر مٹ کے خوب لگتی مٹی میرے ٹھکانے
گر اُن کی راہ گزر پر میرا مزار ہوتا

حضرات جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ پاک پہنچے تو ایک یہودی سرکار کی شان وشوکت دیکھ کر برداشت نہ کر سکا' تعصب اور مذہب کی آڑ میں سرکار کی بے ادبیاں کرنے لگا' دن رات سرکار کی گستاخیاں کرتا' اس یہودی کی ایک بیٹی تھی' اللہ تعالیٰ کی شان دیکھو! وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور بھرا چہرہ دیکھ کر کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ زندوں میں سے مردے اور مردوں میں سے زندے نکال دیتا ہے۔

ابوجہل سرکار کا کتنا بڑا دشمن تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے پر کرم فرمایا وہ کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا۔ سارے مسلمان ابوجہل پر لعنت کرتے ہیں اور ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ ابولہب' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کتنا بڑا دشمن کتنا بڑا گستاخ تھا' اتنا بڑا بدنصیب تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پوری سورت ''تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ'' نازل فرما کر اس کے جہنمی ہونے کی تصدیق فرما دی مگر اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے' اس ابولہب کی بیٹی ثبیہ کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گئی۔ تو وہ یہودی سرکار کی بے ادبیاں کرتا ہے' بچی نے جب سرکار کا نوری نوری چہرہ دیکھا تو بے ساختہ کہنے لگی: یہ چہرہ جھوٹوں وال نہیں' چہرۂ انور دیکھ کر کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گئی۔

تینوں سوہنیا دل وچ رکھیا اے اساں پوجی مورت کوئی نئیں
توں مل گیا ایں تیری ذات سوا کوئی ہور ضرورت کوئی نئیں
تینوں سامنے بہہ کے تکدا رہواں دوجی دل دی حسرت کوئی نئیں
تیرے ناصر شاہ دیدار سوا ہن بچن دی صورت کوئی نئیں

جب رات کا ٹائم ہوتا ہے بیٹی آمنہ کے چن پر درود وسلام پڑھتی ہے' لیکن بدنصیب باپ سرکار کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے' ایک دن اس بچی نے کہا: ابو! آپ کو پتہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے آخری سچے رسول ہیں' ٹھیک ہے آپ ان کا کلمہ نہ پڑھیں لیکن گستاخیاں کرنا اور گالیاں دینا یہ تو آپ کو زیب نہیں دیتا ہے۔ یہودی غصہ میں آ گیا' غصہ میں آ کر بیٹی کو برا بھلا کہنے لگا' بچی ڈر کی وجہ سے خاموش ہو گئی' بچی

نے کہا: ابو! آپ میرے والد ہیں، سردار ہیں، میں اور تو کچھ نہیں کہتی لیکن اتنا یاد رکھو فاطمہ کا بابا اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی بے ادبی کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی بے ادبی کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی لاٹھی بڑی بے آواز ہے، خیال کر کہیں حسنین کریمین کے نانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی گرفت میں نہ آ جاؤ، کہیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں نہ آ جائے۔
وہ یہودی تھا اللہ تعالیٰ کو مانتا تھا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منکر اور گستاخ ان چیزوں کا وہ قائل نہیں تھا، کہنے لگا: بیٹی! زیادہ تقریر نہ کر، میں اس کی بارگاہ میں جو منہ میں آیا کہتا رہوں گا، جب میں اُسے اللہ تعالیٰ کا نبی مانتا ہی نہیں تو پکڑ اور گرفت میں کیسے آ سکتا ہوں۔ جب بیٹی نے دیکھا تو سمجھ گئی کہ میرا باپ گستاخیوں سے باز نہیں آئے گا، اب اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی: اے خالق کائنات! تو دیکھ رہا ہے میرا باپ تیرے محبوب کی بے ادبی سے باز نہیں آ رہا، اس پہ کوئی ایسی مصیبت نازل کر کہ تیرے رسول کی بے ادبی سے باز آ جائے۔ اللہ اکبر! حضرات اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ماں باپ کے لیے رحمت کی دعا کرو، لیکن یہودی کی بیٹی باپ کی مصیبت کے لیے دعا مانگ رہی ہے، کیوں؟ اس لیے کہ وہ بتانا چاہتی تھی کہ لوگو! ماں باپ بعد میں ہیں، اللہ عزوجل اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت پہلے ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اِسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمد ﷺ کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے
محمد ﷺ ہے متاعِ عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر مال و جان اولاد سے پیارا

حضرات میرا عشق اور وجدان کہتا ہے: وہ بچی تھی صرف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں باپ کے لیے بددعا کر سکی، اگر لڑکا ہوتا تو ہو سکتا تھا وہ سرکار کی بے ادبی کے نتیجے میں باپ

پر ہاتھ بھی اُٹھا دیتا۔ علامہ امام طبری الریاض النضرہ میں لکھتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابوقحافہ نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا' صدیق اکبر کلمہ پڑھ کے سرکار کی غلامی میں آ چکے تھے' اسلام کی بنیاد اماں عائشہ کے بابے نے رکھی ہے' سب سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق سیدنا صدیق اکبر نے کی۔ ایک دن حضرت ابوبکر گھر تشریف لائے' کیا دیکھا آپ کے والد حضرت ابوقحافہ چارپائی پر بیٹھے ہوئے ہیں' ابوقحافہ نے کہا: بیٹا! عرض کی: جی ابو جی! ابوقحافہ نے کہا: بیٹا! بڑی دیر کے بعد گھر آئے ہو' کہاں چلے گئے تھے' صدیق اکبر نے فرمایا: ابو جی! جانا کہاں تھا' اپنے پاک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں بیٹھا رہا ہوں' جب صدیق اکبر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک لیا تو ابوقحافہ غصہ میں آ گیا' سرکار کا نام سن کر برداشت نہ کر سکا۔ سرکار کی بارگاہ میں چند گستاخانہ کلمے کہنے لگا' صدیق اکبر نے سنا تو برداشت نہ کر سکے' اپنے والد کے چہرے پر زور سے تھپڑ مارا جس سے ابوقحافہ چارپائی سے گر پڑے' صدیق اکبر نے غصہ میں کہا: ابا ٹھیک ہے تو میرا باپ ہے لیکن تیری یہ کیا جرأت ہوئی کہ تو اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں یہ گستاخانہ الفاظ کہے' پھر دوڑے کہ کوئی ڈنڈا مل جائے کہ میں باپ کو بالکل ختم کر دوں۔ سبحان اللہ! حضرات یہ ہے کہ غیرت ایمانی یہ ہے کہ عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام باپ نہیں دیکھا' آمنہ کا لال دیکھا رشتہ نہیں دیکھا' نبی علیہ السلام کی عزت دیکھی۔ آج کل لوگ کہتے ہیں کہ مولوی جی! ذرا ہتھ ہولا رکھنا' ہماری وہابیوں دیوبندیوں شیعوں سے رشتہ داری ہے' بس سیدھی سیدھی تقریر کرنا کسی کا دل نہ دُکھ جائے۔ اور نعرہ کیا لگاتے ہیں کہ نبی کے نام پر جان بھی قربان۔ جان تم نے نبی پر خاک قربان کرنی ہے' رشتہ داری تو قربان کر نہیں سکتے' پر صدیق تیری عظمت کو سلام' اے نقشبندیوں کے سلطان! تیری محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام' باپ نہیں دیکھا فاطمہ کا بابا دیکھا۔ علامہ سیوطی لکھتے ہیں: جب بدر کی لڑائی ہوئی تو حضرت ابوبکر سرکار کے سپاہی تھے' آپ کا بڑا بیٹا عبدالرحمٰن' ابوجہل کا سپاہی تھا۔ جنگ بدر کے بعد چھ ہجری میں

صدیق اکبر کا بیٹا کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا۔ ایک دن حضرت ابو بکر اور حضرت عبدالرحمٰن دونوں باپ بیٹا بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے عرض کی: ابو! میرا آپ پر ایک احسان ہے' صدیق اکبر نے حیران ہوتے ہوئے فرمایا: بیٹا! کیا کہہ رہے ہو! احسان اولاد کے نہیں ہوتے احسان والدین کے ہوتے ہیں۔ عرض کی: ابو! آپ سنیں تو سہی آپ تسلیم کریں گے کہ واقعی میرا احسان آپ پر بنتا ہے۔ فرمایا: اچھا بتاؤ! عرض کی: ابو! آپ کو یاد ہوگا کہ میدانِ بدر میں آپ سرکار کے سپاہی تھے' میں ابو جہل کا ساتھی تھا' جب لڑائی ہوئی تو کئی مرتبہ آپ میری تلوار کے نیچے آئے لیکن میں نے باپ سمجھ کر آپ کو چھوڑ دیا قتل نہیں کیا' جب صدیق اکبر نے سنا تو جلال میں آ گئے' فرمایا: عبدالرحمٰن! مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! اگر تو میری تلوار کے نیچے آ جاتا تو میں تمہیں بیٹا سمجھ کر نہ چھوڑتا بلکہ نبی کا دشمن سمجھ کر قتل کر دیتا۔ سبحان اللہ! (تاریخ الخلفاء ص ۹۹)

منزل دوغلہ کدی نہیں پا سکدا نہ اُوہ ان ہوندا نہ اُوہ آؤٹ ہوندا
اُوہدے دین دا بلب فیوز ہندا اُوہدے دل دا لُوز کنٹاوٹ ہوندا
ناصر شاہ اُوہ مار نہیں کھا سکدا اعربی ڈھول دا جھڑا سکاؤٹ ہوندا
دُور میرے حضور توں رہن والا خاص الخاص ابلیس دا ٹاؤٹ ہوندا

جب صدیق اکبر نے اپنے باپ کو تھپڑ مارا تو محلہ والے اکٹھے ہو گئے' لڑائی ختم کرائی گئی' یہ بات کسی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی بتا دی کہ آقا! آج صدیق اکبر کی باپ سے لڑائی ہو گئی تھی' صدیق اکبر نے باپ کو تھپڑ مارا' جس سے ابو قحافہ چارپائی سے نیچے گر پڑے' وہ تو اور بھی مارنا چاہتے تھے' محلہ والوں نے چھڑا لیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدیق اکبر کو بلایا کہ پوچھا جائے کہ یہ کیا معاملہ ہے' کیوں لڑائی ہوئی ہے' پھر سمجھایا جائے جب صدیق اکبر سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سرکار نے فرمایا: ''افعلت یا ابا بکر'' اے ابو بکر! میں نے سنا ہے کہ تو نے باپ کو تھپڑ مارا' کیا تو نے یہ کام کیا ہے؟ عرض کی: آقا! آپ نے بالکل صحیح سنا ہے' میرے بدنصیب باپ نے

آپ کی بارگاہ میں گستاخی کے کلمے کہے تھے' اگر میرا باپ مجھے مار لیتا' مجھے گالیاں دے لیتا' مجھے دھکے دے کر گھر سے نکال دیتا' میں برداشت کر لیتا' میں آگے سی بھی نہ کرتا' لیکن اس کی یہ کیا مجال ہے کہ وہ آپ کی بارگاہ میں گستاخی کرتا' "قال لا تعد قال واللہ لو کان السیف قریبا منی" عرض کی: سوہنیا! میرے باپ کی قسمت اچھی تھی کہ میرے پاس تلوار نہیں تھی' نہیں تو میں تلوار سے اسے قتل کر دیتا۔

(تفسیر اویسی ص ۶۱' الریاض النضرہ ج ۱ ص ۳۰۷)

اوہنوں قرب حضور نئیں ہو سکدا لذت جہڑا فراق دی چکھ دائیں
نسبت نال ہے نبی دی گل ساری نسبت باہجھ تے لکھ وی لکھ دائیں
عیب جنہوں حبیباں چوں آون نظری جالا صاف سمجھ اوہدی اکھ دائیں
کملی والے دی گلی دا سگ ناصر خوف دوہاں جہاناں دا رکھ دائیں

ادھر صدیق اکبر نے یہ بات فرمائی' اُدھر اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر کی تائید کے لیے قرآن پاک پ ۲۸' المجادلہ: ۲۲ نازل فرمادی' خالق کائنات نے فرمایا: "لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! آپ نہیں پائیں گے ایسی قوم جو ایمان رکھتی ہے اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر' پھر وہ محبت کریں ان سے جو مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی۔ "وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ" چاہے وہ مخالفین ان کے باپ ہوں یا ان کے فرزند ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے خاندان والے ہوں۔ "اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ" یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش کر دیا ہے۔

(الریاض النضرہ ج ۱ ص ۳۰۶' تفسیر ضیاء القرآن ج ۵ ص ۱۵۱-۱۵۲)

حضرات پتہ چلا کہ اصلی اور پکا سچا مؤمن وہ ہے جو اپنے خاندان' والدین' اولاد سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرے' اگر اللہ تعالیٰ

اور اس کا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک طرف ہوں' اس کا پورا گھرانہ ایک طرف ہو تو اصلی اور کھرے مؤمن کی پہچان یہ ہے کہ وہ خاندان چھوڑ دے مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن نہ چھوڑے۔ تو بات یہ عرض کر رہا تھا کہ اس یہودی کی لڑکی نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے خالق کائنات! میرے باپ کو کسی ایسی مصیبت میں گرفتار کرتا کہ یہ آمنہ کے چمن کی بے ادبی سے باز آ جائے' جب بچی نے عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ڈوب کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی' اللہ تعالیٰ نے بچی کی دعا اُسی وقت قبول فرمائی' رات کو یہودی سویا' صبح اُٹھا تو اندھا ہو چکا تھا' آنکھوں کا نور ختم ہو چکا تھا۔ مولوی عبدالستار لکھتے ہیں کہ

مگراں عاجز ہو کر رب عزوجل تمہیں منگے روز دعائیں
بے ادبی تھیں بند خدایا عزوجل کراُس بندے تائیں
پئی دعا قبول شتابی تے دیر نہ لگی کائی
ہو گیا باپ نابینا اُسدا تے چھوڑ گئی روشنائی

میں صبح اُٹھی تو چیخنے لگ گیا' بیٹی نے کہا: ابو! کیا ہو گیا ہے' روتا اور چیختا کیوں ہے؟ یہودی نے کہا: بیٹی! میری آنکھوں کا نور غائب ہو گیا ہے' میں نابینا ہو گیا ہوں' بیٹی! میری آنکھیں درد سے پھٹ رہی ہیں۔ بچی کہنے لگی: ابو! میں کہتی تھی ناں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی بے ادبی نہ کیا کر نہیں تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آ جائے گا' یہودی رو کے کہنے لگا: میں تڑپ رہا ہوں' تو طعنے دے رہی ہے' جلدی کر کوئی حکیم بلا کوئی طبیب بلا تا کہ مجھے آرام آ جائے' میرا درد ختم ہو جائے' مدینہ کے کئی حکیم آئے' کئی ڈاکٹر آئے مگر کسی دوائی نے اثر نہ کیا۔ حضرات دوائیاں اثر کرتی بھی کیسے وہ جسمانی بیماری تھی نہیں وہ تو روحانی بیماری تھی۔ یہودی دن رات تڑپتا ہے' روتا ہے' جب وہ روتا ہے تو بھی بچی والد کی بیماری دیکھ کر رو پڑتی ہے' ایک دن بچی نے کہا: ابو! میں نے سنا ہے کہ مدینہ شریف میں ایک حکیم آیا ہے' ایک طبیب آیا' میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ میں بڑی شفاء رکھی

ہے جو بھی بیمار جاتا ہے' پہلی خوراک ہی سے وہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ مولوی عبدالستار لکھتے ہیں کہ بچی نے کہا کہ

میں سُنیا اِک وید حقیقی تے آیا وچ مدینے
بچ بچ جاون جو چل آون تے اُسے کول نا بینے
شفقت بھریا رحمت بھریا تے سوہنا وید حقانی
ویداں وانگوں ناہیں کوئی تے اس نوں حرص طمع انسانی
ہر بیماراں کارن دارو تے ملن سوالیا تائیں
کوہڑے آون خیریں جاون تے پاون ترت شفائیں

بچی نے کہا: ابو! میں نے اس طبیب کی بڑی شہرت سنی ہے' اگر کہو تو آزما کر نہ دیکھ لیں۔

حکم ہووے تا اُس دے تائیں تے تیرا حال سناواں
جو کجھ ملے حضوروں دارو تے تیرے کارن لیاواں
سن کر جاہل رخصت دتی تے دیر نہ کتی کائی
ایہہ حیلہ کر بی بی شوقوں تے طلب زیارت آئی

یہودی نے کہا: بیٹی! اگر اتنا لائق حکیم ہے تو جلدی کرو' میرے لیے دوائی لے آؤ۔
بچی اجازت لے کر ڈیرے سے چلی' مدینہ شریف پہنچی' سرکار کے آستانے پر پہنچی' کیا دیکھا فاطمہ کا پیارا بابا مزمل کی چادر تان کر دوپہر کے وقت قیلولہ فرما رہا ہے' سرکار آرام فرما رہے ہیں' اب وہابی مولوی کی بات سنئے! وہ کہتا ہے:

نورِ محمدی ﷺ چادر وچوں تے جلوہ پوے نورانی
جیوں کر پتلے بدل وچوں تے چمکے چند نورانی

سبحان اللہ! مولوی صاحب کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور چادر پاک سے اس طرح لائٹیں مار رہا تھا جیسے ہلکے بادل میں سے چاند چمکتا نظر آتا ہے۔ اب بچی

سوچنے لگی کہ کیا کروں' جگاؤں یا نہ جگاؤں' اگر آمنہ کے چن کو جگاؤں تو سرکار کی کچی نیند میں فرق نہ آ جائے' سرکار بے آرام نہ ہو جائیں' اگر نہ جگاؤں تو باپ کو کیا جواب دوں گی؟ میں تو باپ سے وعدہ کر کے آئی تھی کہ حکیم سے دوائی لے کر آؤں گی' سرکار آرام فرما رہے ہیں' اب کیا کیا جائے' سرکار جاگتے ہوتے تو دعا کراتی' اللہ تعالیٰ کرم کرتا' میرے ابو کی آنکھیں ٹھیک ہو جاتی یا کوئی وظیفہ بتاتے تو میں پڑھ کر پھونکتی' اللہ تعالیٰ کرم فرما دیتا' اب کروں کیا؟ کافی دیر سوچتی رہی' آخر میں جانے کا پروگرام بنایا' جب جانے کے لیے تیار ہوئی تو اس کی نگاہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعلین پاک پر پڑی' کون سی نعل پاک جن کی قسمیں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اُٹھاتا ہے' اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۳۰' البلد: ا' "لَا اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ" اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! مجھے قسم ہے اس شہر مکہ کی گلیوں کی' یا اللہ عزوجل یہ مکہ کے بازار' یہ مکہ کا شہر' یہ مکہ کی گلیاں تمہیں کیوں پیاری لگی ہیں۔ خالق کائنات نے فرمایا: "وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ" اس لیے کہ ان گلیوں میں تیریاں تلیاں لکیاں ہیں' مجھے یہ شہر اس لیے پیارا ہے' اس شہر میں آپ جو رہتے ہیں۔ حضرات نبی سارے اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں' مگر قرآن پڑھ کے دیکھو' اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی قسم نہیں اُٹھائی' کسی رسول کسی پیر فقیر کی قسم نہیں اُٹھائی' اللہ تعالیٰ نے جب بھی قسم اُٹھائی یار کی اداؤں کی قسم اٹھائی۔

رب آکھیا سوہنیا محبوبا تیرے سو سو ناز اٹھاندا ہاں
لوکی میریاں قسماں کھاندے نے میں تیریاں قسماں کھاندا ہاں

حضرات میں قسم اُٹھاؤں تو اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاؤں گا' آپ قسم اُٹھائیں تو اللہ تعالیٰ کی قسم اُٹھائیں گے' دنیا کا کوئی مولوی مفتی محدث مفکر پیر فقیر ولی غوث قطب اٹھائے تو کہتا ہے: مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! مگر صدقے جاؤں اللہ تعالیٰ بے نیاز ہو کر کہتا ہے: مجھے یار کے قدموں سے لگنے والی مٹی کی قسم! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب معراج شریف کرنے کے لیے شب معراج عرش پر پہنچے تو عرش پر اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی

بارش ہو رہی تھی' سرکار وہاں کھڑے ہو گئے۔ دل میں سوچا کہ اپنے جوڑوں کو اتار دوں' کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا عرش ہے' انوار و تجلیات کا مرکز ہے' میرے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پہاڑ پر اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے تشریف لے گئے تھے تو خالق کائنات نے فرمایا تھا: ''فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى'' (پ۱۶ طٰہٰ:۱۲) اے موسیٰ علیہ السلام! اپنی جوتیاں اتار کر آؤ! کیونکہ تو پاک وادی میں آ رہا ہے۔ علامہ شیخ زادہ شرح قصیدہ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ ''انه صلی الله علیه وسلم اراد ان یخلع نعله'' جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نعلین اتارنے کا پروگرام بنایا تو ''فسمع من انین العرش'' تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: میں نے سنا عرش رو رہا ہے' میں نے عرش سے پوچھا: اے عرشِ عظیم! اللہ کے انوار و تجلیات کے مرکز تو رو کیوں رہا ہے؟ تو عرش نے عرض کی: سوہنیا! رو اس لیے رہا ہوں کہ آپ جوڑے کیوں اتار رہے ہیں؟ سرکار نے فرمایا: پھر کیا کروں؟ عرض کی: سوہنیا! ''ان لا تخلع یا حبیب الله'' اے اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام! سوہنا جوڑے نہ اتار کر آ بلکہ جوڑوں سمیت میرے سینے پر آ جا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تو یہ بات کیوں کر رہا ہے' تو عرش نے عرض کی: ''من الشرف بغبار نعلیك یا رسول الله'' سوہنیا! میں چاہتا ہوں آپ کے جوڑوں سے لگنے والی مٹی کو چوم کر میں سینے کو ٹھنڈا کر سکوں' سوہنیا! مجھے اپنی نعلین کی غبار سے محروم نہ فرماؤ۔ سبحان اللہ!

(حاشیہ شرح صدیقہ بردہ شریف ص ۷۰' اسرار الاولیاء ص ۱۱۳)

اِدھر عرش رویا' اُدھر خالق کائنات نے آواز ماری: سجناں! اپنے جوڑے نہ اتار بلکہ جوڑوں سمیت عرش پر آ جا۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ انیس الجلیس میں لکھتے ہیں کہ خالق کائنات نے فرمایا: سجناں! جوڑے سمیت عرش پر آ جا' ایک قدم اپنا عرش پر رکھ دوسرا قدم کرسی پر رکھ تاکہ دنیا والوں کو پتہ چل جائے کہ یہ عرش اور کرسی اللہ تعالیٰ کے رہنے کے لیے نہیں بنی بلکہ یہ تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے رکھنے کے لیے جگہ بنی ہے۔ سبحان

اللہ! (انیس الجلیس ص ۱۲۳-۱۲۴' فضائل نعلین حضور ص ۲۳۱)

محمد ﷺ پیارا بڑی شان والا
سنے جوڑے عرشاں تے چڑھ جان والا
عرش حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

خالق کائنات نے فرمایا: سجناں! جوڑے نہ اتار بلکہ جوڑوں سمیت عرش پہ آ جا' سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: اے خالق کائنات! جیسے آپ کا حکم ہے ایسے ہی کر لیتے ہیں لیکن اے خالق کائنات! ایک بات سمجھ میں نہیں آئی' جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پہاڑ پر گئے تھے آپ سے کلام کرنے تو آپ نے فرمایا تھا: موسیٰ جوتیاں اتار کر آؤ لیکن آج مجھے حکم ہو رہا ہے جوڑوں پہن کے آؤ' خالق کائنات کی قدرت مسکرا پڑی' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سجناں! کلیم اور حبیب میں یہی تو فرق ہے کہ کلیم پہاڑ پر آئے تو جوڑے اتار کے آئے' حبیب عرش پر آئے تو جوڑے سمیت آئے۔

پھر ندا آئی ذرا اس بات پر بھی غور ہو
تم کہاں اور موسیٰ کہاں وہ اور تھے تم اور ہو
وہ فقط طالب تھے تم طالب بھی ہو مطلوب ہو
وہ کلیم اللہ تھے اور تم میرے محبوب بھی
تیرے صدقے عرش پیدا تم ہمارے نور ہو
بات تو یہ ہے کہ تم خود چراغِ نور ہو

سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: اے خالق کائنات! تیری بڑی کرم نوازی' آپ نے مجھے اتنی عزت عطاء فرمائی ہے' لیکن اس کی وجہ کیا ہے؟ بھائی موسیٰ طور پر جوڑے اتار کے آئے' آمنہ کا دلبر عرش پر جوڑے سمیت آئے' خالق کائنات نے فرمایا: اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! میں نے موسیٰ علیہ السلام کو جوڑے اتارنے کے

لیے اس لیے حکم دیا تھا کہ اے موسیٰ طور پہاڑ میرے جلوے کی ایک جھلک آنے والی ہے' جوڑے اتار کے آ تا کہ میرے جلوے والے مٹی تیرے قدموں سے لگے تیری شان بڑھ جائے' لیکن سجناں تجھے اس لیے جوڑوں سمیت عرش پر آنے کی دعوت دے رہا ہوں تیرے جوڑے کی مٹی میرے عرش رلگے گی' میرے عرش کی شان بڑھ جائے گی۔ علامہ اسماعیل حقی حنفی تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں: ''**وقیل للحبیب تقدم علی بساط العرش بنعلیك یستشرق العرش بغبار نعال قدمیك** '' اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا: اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! جوڑیاں سمیت عرش پر تشریف لائیے تا کہ آپ کی نعلین پاک کی دھول سے میرے عرش کو عزت نصیب ہو جائے۔ (روح البیان ج ۵ ص ۴۰۷ 'شانِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ ص ۹۷۳' شرح حدائق ج ۱۰ ص ۱۴۶' سیرتِ رسول عربی ص ۶۱۱)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر نور العرفان میں لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج کی شب دنیٰ فتدلّٰی تک پہنچے مگر کسی کتاب میں یہ بات نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے نعلین شریف اتارنے کا حکم دیا ہو' بلکہ سرکار جوڑے پہن کے عرش معلیٰ اور لامکانوں کی بلندیوں تک تشریف لے گئے۔ پتہ چلا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعلین پاک اللہ تعالیٰ کے عرش سے بھی اعلیٰ اور افضل ہے جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور اللہ تعالیٰ کے عرش سے اعلیٰ ہے۔

(تفسیر نور العرفان ص ۴۹۸)

امام اہل سنت اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

جھکا تھا مُجرے کو عرش اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزم بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے
یہ سن کے بے خود پکار اُٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا
پھر ان کے تلووں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے

اللہ تعالیٰ نے یار کو آواز ماری: سجناں! جوڑے نہ اتار جوڑے سمیت آ جاتا کہ دنیا والوں کو پتہ چل جائے کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے یار کو کتنی بلندی عطاء فرمائی کہ کعبہ نیچے بیت المقدس نیچے' سات آسمان نیچے' جنت نیچے' لوح و قلم نیچے' عرش اور کرسی نیچے' آمنہ کے لال کے جوڑے سب تے اوچے۔ سبحان اللہ!

اُوتھے طور دے اُتے موسیٰ نوں ہویا حکم نعلین اُتارن دا
ایتھے جوڑیاں نال حبیب میرا اج عرش سجاون چلیا اے
جنھوں لوکی خاکی آکھدے سن جنھوں اپنے ورگا جان دے سن
اُوہ خاکی ویکھو نوریاں نوں اج سبق پڑھاون چلیا اے
اعظم معراج بہانہ اے در اصل اُو والی عرشاں دا
دُو نُوراں نوں اک جا کر کے آج دوری مٹاون چلیا اے

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ یہودی کی بیٹی نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آرام فرما ہیں' جگایا نہیں' کہیں بے ادبی نہ ہو جائے' دل میں سوچنے لگی کہ اب کیا کروں' خیال آیا اگر خالی چلی گئی تو باپ کو کیا جواب دوں گی' کہیں ابو ناراض نہ ہو جائے' ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ بچی کی نگاہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس جوڑے پر پڑی' اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقدس جوڑا اُٹھایا' کون سا جوڑا جس کے بارے مولانا حسن رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

سر پر رکھنے کو مل جائیں گر نعل پاک حضور
پھر کہیں کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

بچی نے سرکار کے جوڑے اُٹھائے' ان کے تلوؤں پر جو مٹی لگی ہوئی تھی وہ کھرچ کے دوپٹے کے پلو میں باندھ لی۔ مولوی عبدالستار وہابی لکھتا ہے کہ

دل وچہ آکھے نورِ محمدی ﷺ تے گھروں جان نہ دیندا
نہ جاواں تا پیو ظالم دا دل نوں خوف مریندا

اُس تھیں جان بچارن کارن تے بات دِلے وچہ آئی
خاک مبارک پاک نبی ﷺ داتے جوڑا جھاڑ لیائی

وہ بچی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کی خاک لے کر جب گھر پہنچی تو باپ نے کہا: بیٹی! حکیم صاحب ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی ہے؟ عرض کی: ابو جی! ہو گئی ہے، اچھا بیٹا! ڈاکٹر نے کیا کہا ہے؟ عرض کی: ابو جی! ڈاکٹر نے ایک دوائی دی ہے اور کہا ہے کہ پہلی سلائی سے اللہ تعالیٰ شفاء دے گا۔ یہودی حیران ہو کر کہنے لگا: بیٹا! اتنا قابل حکیم ہے؟ عرض کی: ابو جی! لگتا تو ایسے ہی ہے۔ یہودی نے کہا: یقین تو نہیں آتا، بچی نے کہا: ابو! اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے ابھی پریکٹیکل کر لیتے ہیں ابھی تجربہ کر لیتے ہیں۔ یہودی کہنے لگا: اچھا! پھر آنکھوں میں دوائی ڈال، بچی نے سرمے دانی سے سرمچو نکالا اور سرکار کے قدموں سے لگنے والی مٹی سرمچو پر لگا کر جب اندھے باپ کی آنکھوں میں ڈالا تو دنے تارے نظر آ گئے۔

اُوہدے جوڑیاں نال جو خاک لگے فیر اوہ خاک نئیں خاکِ شفاء ہوندی
جہڑی چلے تے چین نصیب ہووے اوہدے شہر دی مست ہوا ہوندی
جتھے کل مخلوق دی بس ہوندی اوتھوں اوس دی ہے ابتداء ہوندی
جنی دیر نہ اُوہدا خیال آوے ناصر نئیں کوئی نماز ادا ہوندی

بچی نے پھر سرکار کے قدموں سے لگنے والی مٹی، سرمچو پر لگائی، دوسری آنکھ میں گائی، وہ بھی نور سے منور ہو گئی، حضرات! بعض لوگ بڑی بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی ہماری مثل ہے، اب آپ انصاف سے بتائیے کہ کیا میرے اور آپ کے قدموں سے لگنے والی مٹی کا بھی یہ مقام ہے؟ یہ شان ہے؟ نہیں تو پھر مثلیت کا دعویٰ کرنا یہ بے ادبی نہیں، یہ بے حیائی نہیں تو کیا ہے؟

توں نئیں محرم شان نبی داتے کیوں کرنا ایڈ بے باکی
اُس نوں اپنے ورگا آکھے جہندے خادم نور خاکی

جس نوں خالق کول بلا کے دتے سارے راز افلا کی
اعظم اُس دے ورگا کیہڑا جہندے سر تے تاج لولا کی

جب یہودی کی آنکھیں نور سے منور ہوئی تو یہودی بڑا خوش ہوا' ہاتھ اُٹھا کر بیٹی کو دعا دینے لگا' پھر ڈاکٹر کو دعائیں دینے لگا کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھلا کرے جس کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے اتنی شفاء رکھی ہے کہ پہلی سلائی سے شفاء' پھر کہنے لگا: بیٹی! یہ بڑا پیارا حکیم ہے آج تک میں نے ایسا حکیم نہیں دیکھا جس کی پہلی خوراک سے اتنا نازک مریض ٹھیک ہو جائے۔ اچھا بیٹی! یہ لائق اور برکتوں والا ڈاکٹر آیا کہاں سے ہے؟ عرض کی: ابو جی! سنا ہے مکہ پاک سے آیا ہے' اچھا بیٹی! یہ ڈاکٹر مہنگا تو بڑا ہوگا فیس کتنی لی ہے؟ عرض کی: ابو جی! دوائی کے کوئی پیسے نہیں دوائی فی سبیل اللہ۔ اچھا بیٹی! پھر مجھے اس کا نام بھی بتاؤ اور اس کا کلینک بھی بتاؤ' میں ابھی اس کا شکریہ ادا کر آتا ہوں۔ بچی نے کہا: ابو! تجھے نام پوچھنے کی کیا ضرورت ہے' تمہیں شفاء چاہیے تھی وہ مل گئی ہے' یہودی کہنے لگا: بیٹی! ٹھیک ہے' لیکن تم نام بتاؤ' تم نام کیوں نہیں بتاتی۔ بچی نے کہا: ابو! میں ڈرتی ہوں کہ تو ڈاکٹر کا نام سن کر اسے گالیاں نہ دینا شروع کر دے۔ یہودی نے کہا: بیٹی! پاگل تو نہیں' بھلا میں ایسے بابرکت حکیم کو کیوں گالیاں دوں' بچی نے کہا: ابو! میں تیری فطرت سے واقف ہوں' یہودی نے کہا: بیٹی! فکر نہ کرو میں گالیاں نہیں اس کا شکریہ ادا کروں گا۔ بچی نے کہا: ابو! اگر پوچھنا ہی چاہتے ہو تو سنو! یہ دوائی نہیں تھی بلکہ یہ اس نبی آخر الزمان کے جوڑوں کی خاک تھی جس کی بارگاہ میں تو دن رات گستاخیاں کرتا ہے۔ مولوی عبدالستار وہابی کہتا ہے کہ اس بچی نے کہا کہ

جوڑا جھاڑ نبی دا میں تے ایہہ خاک مبارک لیائی
اُس دی برکت پاروں تینوں تے فیر ملی ایہہ روشنائی
ایہہ عظمت برکت سبھا ظاہر تے جوڑیاں خاک تہناں دی
رکھدا توں ہر وقت عداوت تے دل دے وچہ جناں دی

ابو! یہ کوئی عام حکیم نہیں' یہ وہ بابرکت اور عظمت والا نبی ہے جس کو خالق کائنات نے حکمت عطاء کر کے بھیجا ہے' اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ۴' آل عمران:۱۶۴ ''وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لوگو! یہ میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی عام نبی نہیں بلکہ یہ وہ رسول ہے جو میری بارگاہ سے معلم اور حکیم بن کے آیا ہے' آگے علم اور حکمت عطاء بھی کرتا ہے' ابو! یہ وہ نبی ہے جس کی حکومت فرش سے لے کر عرش اور آسمان سے لے کر زمین تک جاری ساری ہے۔

مدینے شہر دے وچہ رہن والا
خدا دے عرش تے جا کے بین والا
اُوہ دل بند مائی آمنہ دا
تے بابل ہے اُوہ پیاری فاطمہ دا
قدیمی شہنشاہ عالی گھرانہ
حسین و حسن دا غم خار نانا

یہودی نے جب یہ بات سنی تو غصہ میں آ گیا' بیٹی کو کہنے لگا: تیرا بیڑا غرق' تیرا ستیاناس' تو نے میرے ساتھ یہ زیادتی کیوں کی؟ بچی نے کہا: ابو! آپ یہ کیا کہہ رہے ہو' زیادتی تو نہیں مہربانی ہے' اللہ تعالیٰ نے تجھے میرے نبی کے صدقے آنکھیں دی ہیں۔ یہودی نے کہا کہ یہی تو پریشانی ہے' میں تو وسیلہ کا قائل نہیں تھا' میں تو لوگوں سے کہتا تھا کہ جو کرتا ہے اللہ عزوجل ہی کرتا ہے' یہ نبی ولی کچھ نہیں کر سکتے۔ میں تو یہودیوں سے کہتا تھا کہ معاذ اللہ! یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی نہیں' یہ بے اختیار ہیں' ان کے پاس کچھ نہیں' ان کے پاس نہ جانا' یہ کچھ نہیں دے سکتے' اب لوگ مجھے دیکھ کر کہیں گے: ہمیں منع کرتا تھا' اب خود تکلیف ہوئی ہے تو نبی کے پاس دوڑے ہو۔ بیٹی سن لے! میں یہ آنکھیں خود نکال دیتا ہوں' مجھے اندھا رہنا برداشت ہے مگر نبی کے وسیلے کا اقرار نہیں کر سکتا۔ یہودی نے چھری اُٹھائی اور دائیں آنکھ کا ڈھیلا نکال کر باہر رکھ دیا۔ حضرات! یہودی اپنے

مذہب میں کتنا پکا تھا' آنکھیں نکال دیں' پھر مذہب نہیں چھوڑا' آج ہمارے سنی مذہب کے اتنے کچے ہیں انہیں نوکری اور چھوکری کا لالچ دی اجائے تو یہ مذہب چھوڑ کر وہابی دیوبندی شیعہ مرزائی نہ جانے کیا سے کیا ہو جاتے ہیں۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ صدقہ حسنین پاک کے مقدس نانے کا ہمیشہ مسلک حق اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی بنا کے رکھے اور جب موت آئے تو ایسی اصلی سنی حنفی مذہب پر آئے۔ آمین! تو یہودی نے چھری سے دائیں آنکھ نکال کر زمین پر رکھ دی' جب دوسری آنکھ نکالنے لگا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پہلی آنکھ کا ڈھیلا پہلی آنکھ کا آنا اُڑ کر آنکھ میں آ کر فٹ ہو گیا اور آنکھ بالکل صحیح سلامت ہو گئی' جب دوسری آنکھ کا ڈھیلا نکال کر رکھا پہلی کا نکالنے لگا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے دوسری آنکھ بالکل ٹھیک ہو گئی' یہودی نے تین بار آنکھیں نکالیں' اللہ تعالیٰ کی قدرت سے تینوں بار آنکھیں بالکل ٹھیک ہو گئیں' بچی نے کہا: ابو جی! اب یہ آنکھیں نہیں نکل سکتیں' یہودی نے کہا کہ وہ کیوں؟ بچی نے کہا: ابو! میرا نبی اتنا لجپال اور سخی ہے جو چیز دے کے واپس نہیں لیتا۔ سبحان اللہ! جب یہودی چوتھی بار نکالنے لگا تو قدرت کی طرف سے آواز آئی: بدنصیبا! ہم نے تو یار کے قدموں سے لگنے والی مٹی کے صدقے تجھ پر جہنم کی آگ حرام کر دی ہے' مگر تو ہے کہ آنکھیں بھی نکال رہا ہے۔ جب یہ آواز آئی تو یہودی کی دل کی دنیا بدل گئی۔ مولوی عبدالستار وہابی اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

بیٹی پئی تماشہ ویکھے تے قدرت خالق باری
آمنا وصدقنا بولی تے ہر قربان بے چاری
آخر کن آواز پئیو سو تے خالق دی سرکاروں
ایہہ اکھیں ہن چھوڑ نہ جاون تے خاک نبی دی پاروں
تینوں ضد شیطان چڑھائی تے کفروں باز نہ آویں
خاکِ محمدی ﷺ اکھیں پا کے تے دوزخ مول نہ جاویں

یہودی نے جب قدرت کی آواز سنی تو چیخیں نکل گئیں' بچی نے کہا: ابو! کیا بات ہے' روتا کیوں ہے؟ کہنے لگا: بیٹی! میں رو اس لیے رہا ہوں کہ جس نبی کی بارگاہ میں بے ادبی کرتا رہا ہوں' اللہ تعالیٰ نے اسی نبی کے صدقے آنکھوں کا نور بھی عطاء فرمایا ہے اور جہنم سے آزادی دے کے جنت کا ٹکٹ بھی عطاء فرمایا ہے۔ بیٹی! جلدی کر میرے گلے میں میرا عمامہ ڈال کے' مجھے مجرموں کی طرح گھسیٹ کے نبی کی بارگاہ میں لے چل' تاکہ پتہ چل جائے جو نبی کا گستاخ ہو اس کا یہی حال ہوتا ہے۔ بچی نے سنا تو خوشی کے آنسو آ گئے' چہرہ آسمان کی طرف کر کے عرض کی: مولا! تیرا بے حساب مرتبہ شکر ہے کہ تو نے یار کی خاطر میرے ابو کو آنکھیں بھی عطاء کر دی ہیں اور ایمان کا چراغ بھی روشن کر دیا ہے' اب وہ بھی اپنے ابو کو ساتھ لے کر سرکار کے دربار میں چل پڑی۔ یہودی کہنے لگا: بیٹا! میرے گلے میں کپڑا ڈال' مجھے مجرموں کی طرح لے چل' بچی نے کہا: ابو! یہ آمنہ کا لال کوئی سیاسی لیڈر نہیں' کوئی دنیا کا سلطان نہیں بلکہ یہ وہ نبی آخر الزمان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے رحمت کا تاج پہنا کے بھیجا ہے' جس کی شان ہے رؤف الرحیم جو گالیاں سن کر جواب گالی سے نہیں دیتا بلکہ گالیاں دینے والوں کو دعائیں عطاء فرماتا ہے' پتھر مارنے والوں کو سینے سے لگاتا ہے' کوڑا پھینکنے والوں کو دعائیں دیتا ہے' ابو تو نے میرے آقا کو قریب سے دیکھا ہی نہیں' اگر قریب سے دیکھ لیتا کب کا مسلمان ہو چکا ہوتا' ابو تو چل تو سہی آمنہ کے چمن کا دیدار تو کر' پھر خود ہی فیصلہ کر لینا' یہودی چل پڑا' سرکار اپنے یارِ غار کے ساتھ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں' ادھر یہودی مسجد کے قریب پہنچا' ادھر صدیق اکبر نے عرض کی: سوہنیا! ذرا چہرہ والضحیٰ اُٹھاؤ' لگتا ہے گالیاں دینے والا یہودی ایمان کی خیرات لینے آ رہا ہے' اب سرکار نے جب چہرہ اُٹھایا تو یہودی کی نظر پڑی تو اس کا وہیں کام ہو گیا۔

لگ گئی چوٹ محبت والی تے عشق نشے وچہ یا
تن من دی رہی خبر نہ کائی تے ایسا عشق نے تیر چلایا

بچی نے کہا: ابو! کیا ہو گیا ہے' یہودی نے کہا: بیٹی کیا بتاؤں؟

کونڈن زلف سیاہ سجن دے تے تاب جھلے ہن کیہڑا
ایہناں نیناں وچہ نیناں پا کے تے لُٹ کھڑیا دل میرا

جب یہودی سرکار کے قریب ہوا تو میرا نبی اس کی محبت کی خاطر دل جوئی کی خاطر اُٹھ کے کھڑا ہو گیا' اِدھر آمنہ کا لال کھڑا ہوا اُدھر یہودی سرکار کے قدموں میں گر پڑا' یہودی کی بیٹی نے ہاتھ جوڑ لیے اور بقول مولوی عبدالستار غیر مقلد کے عرض کی کہ

بابل عاصی کارن بیٹی تے عرضاں پیش سنایاں
مجرم عاصی چور نمانا تے میں بخشاون آیاں
راہ اسلام سکھاؤ اِس نوں تے قدماں کول بٹھاؤ
اِس گناہ گار سوال اُتے تے نظر کرم دی پاؤ

کریم رحیم نبی نے یہودی کو سینے سے لگا کر کلمہ پڑھا کر جنت کا وارث بنا دیا۔

(اکرام محمدی ص ۱۷۵۔۱۷۷)

حضرات اس واقعہ کو غور سے پڑھیں اور ایمان داری سے فیصلہ فرمائیں! کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں سے لگنے والی مٹی نے یہودی کی مشکل حل کی کہ نہیں؟ حاجت روائی بنی کہ نہیں؟ سرکار کے قدموں سے لگنے والی مٹی کے وسیلہ سے یہودی کو آنکھیں ملی کہ نہیں؟ قرآن مجید کے پ ۱۹' النمل: ۱۸۔۱۹ کا مطالعہ کیجئے' خالق کائنات کے پیارے نبی حضرت سلمان علیہ السلام اپنے لشکر کو ساتھ لے کر سعودی عرب کے علاقہ طائف سے تیس کلو میٹر دور وادیٔ نمل کے پاس سے گزرنے لگے تو اللہ تعالیٰ اس بات کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتا ہے: "حَتّٰٓی اِذَآ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ" یہاں تک کہ وہ جب گزرنے لگے چیونٹیوں کی وادی سے "قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰٓاَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ" تمام چیونٹیوں کی سردار جس کا نام منذرہ یا طاخیہ تھا' کہنے لگی: اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ۔ "لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ" کہیں بے خبری میں سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر تمہیں کچل نہ دیں' حضرات جب

چیونٹیوں کی سردار نے چیونٹیوں میں یہ اعلان کیا تو سلیمان علیہ السلام کا لشکر اور حضرت سلیمان علیہ السلام وادیٔ نمل سے پانچ کلومیٹر دور تھے' اللہ تعالیٰ کے پاک پیغمبر نے پانچ کلومیٹر سے اس چیونٹی کی آواز کو سن لیا' جب اللہ تعالیٰ کے نبی نے اس چیونٹی کی آواز سنی تو اللہ تعالیٰ کا قرآن کہتا ہے: ''فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّن قَوْلِهَا'' حضرت سلیمان علیہ السلام ہنستے ہنستے مسکرا دیئے' پہلے ہنسے پھر مسکرانے لگے۔ (تفسیر نور العرفان ص ۶۰۲۔۶۰۳)

حضرات آج سائنس بڑی ترقی کر لی ہے' ایسے ایسے آلات اور دوربینیں تیار کی ہیں کہ دور سے کئی کئی میل سے باریک سے باریک چیز بھی نظر آ جاتی ہے' مگر آج تک ایسا کوئی آلہ ایسی کوئی مشین نہیں تیار ہوئی' جس سے پتہ چل سکے کہ چیونٹی کیا کہتی ہے؟ مگر صدقے جاؤں نبوت کی سماعت پر کہ پانچ کلومیٹر سے چیونٹی کی آواز سن بھی رہے ہیں اور یہ بھی سمجھ رہے ہیں کہ چیونٹی دوسری چیونٹیوں کو کیا پیغام دے رہی ہے۔ حضرات ہے کوئی نبی کی مثل بننے والا جو چیونٹی کی پانچ کلومیٹر دور سے آواز سن لے' پانچ کلومیسر تو دور کی بات ہے' نبی کی مثل بننے والے چیونٹی کو کان میں بھی ڈال لیں تو وہ پھر بھی نہیں سمجھ سکتے کہ چیونٹی کیا کہہ رہی ہے۔ حضرات یہ سلیمان علیہ السلام کون ہیں جن کو نبوت ملی تو آمنہ کے لال کے صدقے' جو معراج کی رات میرے اور تیرے آقا کا مقتدی بن کے پیچھے کھڑے تھے۔ حضرات سوچو! جب مقتدی کے علم کا یہ مقام ہے تو امام کے علم کا کیا مقام ہوگا' جب عام نبی کی یہ شان ہے تو امام الانبیاء علیہم السلام کی کیا شان ہوگی' سلیمان علیہ السلام جانوروں کی بولیاں جانتے تھے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی جانوروں کی زبانیں جانتے تھے' اونٹ بولا تو میرے نبی نے سمجھ کر اس کی مدد فرمائی' ہرنی بولی تو میرے نبی نے اسے قید سے آزادی دلائی' چڑی بولی تو میرے نبی نے اسے بچے دلوائے' درخت شجر حجر میرے نبی کے در پر آئے تو سرکار نے ان سے کلمہ پڑھوایا' درندوں پرندوں جنوں کی زبان میرا نبی سمجھتا تھا' کائنات کی کوئی ایسی بولی نہیں جو میرے نبی کو نہ آتی ہو۔

حضرات اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ہر سال مدینے پاک لے جائے' آپ وہاں جا کر منظر

دیکھیں، میرے آقا کے روضہ پر پوری دنیا کے مسلمان سرکار کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں، ہر بندہ اپنی اپنی بولی میں سرکار کی بارگاہ میں اپنی گزارشات پیش کر رہا ہوتا ہے، پنجابی زبان والا پنجابی میں عرض کرتا ہے، سندھی زبان والا سندھی زبان میں عرض کرتا ہے، پٹھان پشتو میں عرض کرتا ہے، بلوچی بلوچی میں عرض کرتا ہے، امریکی اپنی زبان میں، فرانسیسی اپنی زبان میں، ایرانی اپنی زبان میں، یورپی اپنی زبان میں، بنگلہ دیشی اپنی زبان میں، ہر بندہ اپنی مادری زبان میں رو کر عرض کرتا ہے، صدقے جاؤں آمنہ کے لال پر میرا نبی سب کی بولیاں سمجھتا بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطاء سے سب کی جھولیاں بھرتا بھی ہے۔

آیئے میرے ساتھ برکت کے لیے مل کر پڑھئے!

آقا جی دے بوہے تے غلاماں دیاں ٹولیاں
جی آقا جی دے بوہے تے غلاماں دیاں ٹولیاں
اک سنن والا اے ہزاراں دیاں بولیاں
جی اک سن والا اے ہزاراں دیاں بولیاں
مٹے رنج و غم آزما کر تو دیکھو
ذرا ذکر اُن کا سنا کر تو دیکھو
خدا عزوجل بھی تمہاری یقیناً سنے گا
ذرا اُن کی محفل سجا کر تو دیکھو
یہ کیوں کہتے ہیں ہم مدینہ مدینہ
ذرا تم مدینہ میں جا کر تو دیکھو

شیعہ حضرات کے ایک بہت بڑے مولی ہیں: حسین بخش جاڑا اس نے ایک بڑی عجیب بات کی ہے، وہ کہتا ہے: جب چیونٹی نے چیونٹیوں کو اپنے اپنے گھروں میں داخل ہونے کا حکم دیا تو سلیمان علیہ السلام نے اس کی یہ بات سن لی، اپنے وزیر آصف بن برخیا کو حکم دیا کہ آصف جاؤ! اس چیونٹی کو فوراً گرفتار کر کے میرے دربار میں پیش کرو، جس نے

حکومت کے خلاف چیونٹیوں کو بھڑکایا ہے' حضرت آصف گئے' پوچھا نہیں' تحقیق نہیں کی کہ ان کی سردار کون ہے' حکومت کے خلاف کس نے تقریر کی ہے' جا کے اُسی چیونٹی کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے نبی کے دربار میں پیش کر دیا حالانکہ چیونٹیوں کا لباس ایک جیسا' ہیبت شکل ایک جیسی' لیکن نبی کے فیض کا صدقہ انہوں نے پہچان لی' حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس چیونٹی کو اپنے ہاتھ کی تلی پر رکھا اور فرمایا: اے چیونٹی! تو بھی ایک قوم کی سردار ہے' میں بھی سردار ہوں' بتا! تیری شان زیادہ ہے یا میری شان؟ چیونٹی اللہ تعالیٰ کے حکم سے بولی: حضور! مقام تو آپ کا زیادہ ہے مگر آج اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی بڑی بلندی عطاء فرما دی ہے' فرمایا: وہ کیسے؟ عرض کی: حضور! آپ ہیں اللہ تعالیٰ کے مقدس نبی اور اس وقت تشریف فرما ہیں تخت پر اور تخت ہے ہوا میں' ہوا نے آپ کے تخت کو زمین سے کئی ہزار فٹ بلندی پر اُٹھایا ہوا ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ کے مقدس ہاتھ پر جگہ عطاء فرمائی ہے' سرکار! میں زمین کا ایک ذرہ ہو کر ایک حقیر سا جانور ہو کر آپ کے ہاتھ پر بیٹھی ہوں' کیا یہ شان کم ہے؟ کہاں چیونٹی کہاں اللہ تعالیٰ کے پاک پیغمبر کا ہاتھ؟ حضرات! یہ چیونٹی ہے اللہ تعالیٰ کے نبی کے ہاتھ پر آ کر ناز کر رہی ہے' وہ حسین کتنی شان کا مالک ہو گا جو فاطمہ کے بابے کے کندھوں پر چھ سال کھیلتا رہا ہے۔ (گلزارِ خطابت ص ۲۱۔۲۳)

جہڑے موہڈے رسول دے بھن والے تتی ریت اُتے ڈیرے لا بیٹھے
پچھا ہٹن تے عشق نوں لاج لگے پنڈ عشق دی سر تے چا بیٹھے
میرے نانے دی اُمت بخش دیویں منگن رب توں ایہہ دعا بیٹھے
اُوس ویلے امیر شہید ہوئے سجدہ عشق جو کرن ادا بیٹھے

حضرات توجہ کیجئے! اللہ تعالیٰ کے نبی نے پانچ کلومیٹر دور سے چیونٹی کی آواز سن لی' پتہ چلا کہ دور سے آواز سن لینا یہ شرک نہیں۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام جب کعبہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو چہرہ مبارک آسمانوں کی طرف کر کے عرض کی: اے خالق کائنات! تیرا کعبہ مکمل ہو گیا ہے' اب میرے لیے کیا حکم ہے؟ خالق کائنات نے

فرمایا: ''وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ '' سجناں! اب پوری دنیا کے لوگوں میں اعلانِ عام کر دو کہ لوگو آ ؤ! اللہ تعالیٰ کے گھر کعبہ کا طواف کرو اور حج کی سعادت حاصل کرو۔ ''یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ '' سجناں! جب تو اعلان کرے گا دیکھنا پوری دنیا کے لوگ تیری آواز پر لبیک کہتے ہوئے دوڑتے آئیں گے' کوئی پیدل آئے گا کوئی اونٹنی پر سوار ہو کر آئے گا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی: مولا کریم! آپ کا حکم ہے تو ابھی اعلان کر دیتا ہوں' لیکن مولا کریم تیری دنیا بڑی وسیع ہے' میری آواز ساری دنیا کے انسانوں تک کیسے پہنچے گی؟ خالق کائنات نے فرمایا: ''واذن وعلی الابلاغ '' سجناں! تو اعلان کر تیری آواز پوری دنیا میں ہر انسان تک میں آپ پہنچاؤں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک پہاڑ پر تشریف لے آئے' جس کا نام جبل ابی قبیس تھا' اس پر کھڑے ہو کر کانوں میں انگلیاں ڈال کر آواز ماری' فرمایا: ''یَآاَیُّھَا النَّاسُ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ اِلَی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ '' اے لوگو! او دنیا والو! یا یوں کہہ لیجئے کہ حضرات! ایک ضروری اعلان سنئے! اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنے مقدس گھر کا حج فرض فرما دیا ہے۔ جب آپ نے آواز ماری' پہلے مشرق کی طرف چہرہ کیا پھر مغرب کی طرف' پھر شام کی طرف پھر یمن کی طرف' جب اللہ تعالیٰ کے خلیل علیہ السلام نے آواز ماری تو ''فسمعہ اھل السمآء والارض '' آپ کی آواز آسمان والوں نے بھی سن لی' زمین والوں نے بھی سن لی' جو قریب تھے انہوں نے بھی سن لی جو دور تھے انہوں نے بھی سن لی' جو جاگ رہے تھے انہوں نے بھی سن لی' جو سوئے ہوئے تھے انہوں نے بھی سن لی' جو ماں کے بطن میں تھے انہوں نے بھی سن لی' جو باپ کی پشت میں تھے انہوں نے بھی سن لی' جو دنیا میں آ چکا تھا اس نے بھی سن لی' جو قیامت تک آنے والے تھے انہوں نے بھی سن لی' صدقے جاؤں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور خلیل علیہ السلام کے کمال پر آج ہم سپیکر میں کھڑے ہو کر پوری آواز سے بولتے ہیں مگر آواز چند کلو میٹر تک پہنچتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کا خلیل علیہ السلام صدا مارتا ہے' مکہ شریف میں سنتی ساری کائنات ہے۔ حضرات ایمان داری سے بتانا کہ

خلیل علیہ السلام مارے آواز سن لے ساری خدائی، وہ لوگ بھی سن لیں جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے، اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام مارے آواز اور کہے "یا رسول اللہ انظر حالنا" کیا خیال ہے آمنہ کا لال غلام کی آواز نہیں سنتا ہوگا۔

ایویں کرم نئیں ہویا معلوم ہندا میرا حال اوہ کدوں دا سنی بیٹھا
مینوں میرے خیال نے کہیا چپ کر ایہہ خیال اُوہ کدوں دا سنی بیٹھا
حال حال دی ہن نئیں لوڑ کوئی تیری کال اُوہ کدوں دا سُنی بیٹھا
لبھدا پیاں ایں الفاظ توں اج ناصر پر سوال اُوہ کدوں دا سُنی بیٹھا

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آواز ماری تو ساری کائنات نے سن لی، پھر ہر طرف سے آواز آنے لگی: "لبیک اللّٰھم لبیک" اے اللہ عزوجل! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ علامہ نبہانی حجۃ اللہ علی العالمین میں لکھتے ہیں کہ انسان تو ایک طرف ہر پتھر سے ہر مٹی کے ڈھیلے سے، ہر درخت سے ہر ذرے سے آواز آئی: پیارے اللہ عزوجل میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، کسی نے لبیک کہا، کسی نے کہا: لبیک الھنا، اے خالق کائنات! ہم حاضر ہیں، ہم نے اطاعت کی، کسی نے جواب دیا: لبیک اجبنا، اے پیارے رب العالمین! ہم حاضر ہیں، ہم نے قبول کیا کسی نے ایک مرتبہ کہا لبیک، کسی نے دو مرتبہ کہا لبیک، کسی نے تین مرتبہ، کسی نے پانچ مرتبہ، کسی نے دس مرتبہ، کسی نے بیس مرتبہ، کسی نے پچاس مرتبہ، کوئی آواز سن کر خاموش ہو گیا۔ مفسرین فرماتے ہیں: جس نے جتنی مرتبہ لبیک کہا، انشاء اللہ وہ بندہ اتنی مرتبہ حج کرے گا، جو بولا نہیں، چاہے کروڑوں کا مالک ہو وہ امریکہ، انگلینڈ، فرانس جا سکتا ہے مگر مکہ شریف اور مدینہ شریف نہیں جا سکتا۔

(تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر روح البیان، تفسیر کنز الایمان، تفسیر نور العرفان، تفسیر جلالین، تفسیر قرطبی، تفسیر تبیان القرآن ج ۷ ص ۷۳۲، تفسیر ضیاء القرآن ج ۳ ص ۲۱۰، تفسیر ابن کثیر، تفسیر مظہری ج ۸ ص ۴۶، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۱۹۰)

حضرات بتائیے! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ساری دنیا کے انسانوں کو مکہ

شریف میں کھڑے ہو کر آواز ماری کہ نہیں؟ قرآن کہتا ہے کہ ماری۔ پتہ چلا دور سے پکارنا یہ شرک نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ کے خلیل علیہ السلام کی سنت ہے۔
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد جب صدیق اکبر امیر المؤمنین بنے تو آپ نے جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کا سر کچلنے کے لیے حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں ایک لشکر تیار کیا' پھر حضرت خالد کو اپنے دربار میں بلایا' فرمایا: خالد' عرض کی: جی امیر المؤمنین! فرمایا: جانتے ہو مسیلمہ کذاب نے ایک تو جھوٹا نبوت کا اعلان کیا ہے اور دوسرا اسلام کو مٹانے کے لیے اس نے ساٹھ ہزار کا لشکر بھی تیار کر لیا ہے؟ عرض کی: حضور! مجھے بھی پتہ تو چلا ہے' فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تیری قیادت میں صحابہ کا لشکر بھیجوں' بتا کتنے سپاہی چاہیے۔ لیکن یہ یاد رکھنا مدینہ اس وقت آنا جب اس بے ایمان کو جہنم رسید کر لینا۔ حضرت خالد نے عرض کی: حضور! ایسا ہی ہو گا' فرمایا: اچھا بتا! فوج کتنی چاہیے؟ عرض کی: حضور! تیرہ ہزار بڑے ہیں' فرمایا: دیکھ لو وہ ساٹھ ہزار ہیں اور تم اتنی تھوڑی فوج کا مطالبہ کر رہے ہو' عرض کی: حضور! کوئی بات نہیں وہ سامان کے سر پر لڑیں گے' ہم ایمان کے بل بوتے پر لڑیں گے۔ فرمایا: اچھا جاؤ! تیرہ ہزار ساتھی لے جاؤ! اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا۔ حضرت خالد بن ولید اسلام کے فوجیوں کو ساتھ لے کر چل پڑے' یہ مسیلمہ بے ایمان یمامہ میں رہتا تھا' یہ یمامہ سعودی عرب کے شہر ریاض جو سعودی حکومت کے دارالخلافہ ہے' اس کے ساتھ ایک بستی ہے وہاں رہتا تھا۔ مدینہ پاک سے پندرہ سو کلومیٹر دور ہے' یہ بستی جب حضرت خالد اسلام کے سپاہی لے کر مسیلمہ کی طرف چلے تو مسیلمہ کذاب کو بھی پتہ چل گیا کہ اسلام کے سپاہی میرے ساتھ لڑنے آ رہے ہیں' وہ بھی عرب کے طاقت ور سپاہی لے کر میدان میں آ گیا۔ حضرات بظاہر یہ کوئی مقابلہ نہیں تھا' مسلمان صرف تیرہ ہزار اور بے ایمان ساٹھ ہزار' جب لڑائی شروع ہوئی تو مسیلمہ کے سپاہیوں نے اتنی شدت کے ساتھ حملہ کیا کہ مسلمانوں کے کئی سپاہی شہید ہو گئے۔ مسلمانوں کے پیر اکھڑ گئے' خطرہ تھا کہیں اسلام کو شکست نہ ہو جائے' بے ایمان

غالب نہ آ جائیں۔ جب حضرت خالد نے مسلمانوں کو پریشانی کے عالم میں دیکھا تو آپ نے فرمایا: ساتھیو! مرتو جانا ہی ہے اگر اسلام کی خاطر جان چلی جائے تو یہ سودا بڑا سستا ہے لہٰذا مل کر اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پوری قوت سے حملہ کرو انشاءاللہ فتح ہماری ہی ہوگی۔ حضرت خالد کی تقریر سن کر سپاہیوں میں نیا جذبہ پیدا ہوا سب نے اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر پھر مسیلمہ کذاب کی فوج پر حملہ کر دیا' جب مسلمانوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا تو مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھی بھی اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک ماننے والے تھے' جھگڑا تو سرکار کی نبوت کا تھا' اُنہوں نے بھی اللہ اکبر کے نعرے مارنے شروع کر دیئے۔ اب عجیب ماحول بن گیا کہ مسلمان بھی اللہ اکبر کے نعرے لگا رہے ہیں اور بے ایمان مرتد بھی اللہ اکبر کے نعرے مار رہے ہیں۔ اب پتہ نہیں چل رہا تھا کہ جھوٹے کون ہیں اور سچے کون ہیں۔ حضرت خالد نے جب مسیلمہ کذاب کے ساتھیوں کو اللہ اکبر کے نعرے مارتے دیکھا تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ ساتھیو آؤ! اب وہ نعرہ مار کر ان پر حملہ کرتے ہیں جو ہم ہر میدان میں لگاتے ہیں' جو ہماری پہچان ہے جو ہماری نشانی ہے۔ ''ونادا بشعار المسلمین'' آؤ وہ پکاریں جو مسلمانوں کی عادت ہے' مسلمانوں کا شعار ہے' پھر صحابہ نے کون سا نعرہ لگایا'' وکان شعارھم یومئذ ''اس دن مسلمان یہ نعرہ لگا رہے تھے' صحابہ یہ آواز لگا رہے تھے کہ ''یا محمدا یا محمداہ ''۔ حضرات توجہ فرمائیں! صحابہ کرام مدینہ پاک سے پندرہ سو کلومیٹر دور ہیں' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو چکا ہے' مشکل وقت ہے' مصیبت میں گھرے ہوئے ہیں اور نعرے مار رہے ہیں ''یا محمداہ صلی اللہ علیہ وسلم ''شرک اور بدعت کے مسئلے جاننے والے قرآن اور حدیث کو پہچاننے والے مشکل کے وقت کہتے ہیں: ''یا محمداہ صلی اللہ علیہ وسلم ''حضرات! اگر یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا جائے تو اس کا معنیٰ ہوگا: اے بار بار تعریف کیے میرے آقا! اگر الف اور ھا زیادہ کر دیا جائے تو پھر معنیٰ فریاد کا ہوگا' پھر معنیٰ ہوگا: اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام! ہماری فریاد بھی سنئے اور

ہماری مدد بھی فرمایئے۔ صحابہ نے صرف یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہا بلکہ یا محمداہ کہا ہے' اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام! ہماری فریاد بھی سنئے اور مدد بھی کیجئے۔ حضرات لوگ کہتے ہیں کہ کسی نبی ولی کو دور سے نہ پکارو یہ شرک ہے' اب دیکھئے صحابہ مدینہ پاک سے دور بھی ہیں' سرکار کا وصال بھی ہو چکا ہے' پھر بھی صحابہ سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں: ''یا محمداہ'' پتہ چلا کوئی مشکل آ جائے کوئی مصیبت آ جائے' کوئی اوکھا ویلا آ جائے تو آمنہ کے لال کو یا رسول اللہ مدد کر کے بلا لیا جائے تو کوئی شرک والی بات نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے صحابہ کی سنت ہے۔

نام لیندیاں سینے وچہ ٹھنڈ پیندی یا محمد ﷺ محمد پکاردا ہاں
اُودوں مشکل حل ہو جاندی میری تینوں سوہنیاں جدوں پکاردا ہاں
گھر بٹھیاں لیناں واُن ویکھ نقشہ دن خوشیاں دے وچہ گزاردا ہاں
واصف قرب حضور دا لکھن لکیاں پہنچ نظر مدینہ چہ ماردا ہاں

حضرات پتہ چلا یا رسول اللہ مدد یہ نعرہ سنیوں کی ایجاد نہیں بلکہ یہ وہ نعرہ جو صحابہ کے دور سے چلتا آ رہا ہے۔ ہاں اس نعرے کو روکنا اور شرک کہنا یہ آج کل کے مولویوں کا طریقہ ہے۔ یہ وہ نعرہ ہے جو صحابہ نے لگایا' تابعین نے پکارا' تبع تابعین نے پکارا' ائمہ کرام نے پکارا' ولیوں نے پکارا' تماشہ تو یہ ہے جو شرک کے فتوے لگاتے ہیں ان کے بزرگوں نے بھی لگایا۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی جو تمام چوٹی کے دیوبندی علماء کے پیر ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کے پیر مولوی قاسم نانوتوی کے پیر مولوی اشرف علی تھانوی کے پیر مولوی حسین احمد کے پیر مولوی خلیل احمد کے پیر وہ ہندوستان میں بیٹھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

یا محمد مصطفیٰ ﷺ فریاد ہے
یا حبیب کبریا ﷺ فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے مرے مشکل کشا فریاد ہے

(کلیاتِ امدادیہ ص ۹۰۔۹۱)

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبند ہندوستان میں مدرسہ دیوبند میں بیٹھ کر سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

مدد کر احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
ہزاروں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام
کرے گا یا نبی اللہ یہ کیا پکار

(قصائد قاسمی ص ٦)

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ

یا شفیع العباد خذ بیدی
انت فی الاضطرار معتمدی

اے بندوں کی شفاعت کرنے والے! میری مدد فرمایئے' آپ مشکلات میں میری آخری اُمید گاہ ہیں

یا رسول الالہ بابك لی
من غمام الغموم ملتحدی

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں غموں کے بادلوں میں گھرا ہوا ہوں' میری پناہ آپ ہی کا دروازہ ہے۔ (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ص ۱۹۴)

تمام غیر مقلدین اور اہل حدیث کے بہت بڑے عالم نواب صدیق حسن بھوپالی سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ

یا سیدی یا عروتی ووسیلتی
یا عدتی فی شدۃ ورخاء

اے میرے سردار! اے میرے سہارے اور میرے وسیلے! اے میرے سختی و نرمی کی حالت میں سازو سامان۔

(مآثر صدیقی موسوم بہ سیرت والا جاہی ج ۲ ص ۳۰' قصیدۃ العربیہ فی مدح خیر البریہ' راہِ حق ص ۵۳۔۵۶)

حضرات! یہ سارے دیوبندی وہابی علماء ہندوستان میں بیٹھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکار بھی رہے ہیں اور مدد بھی مانگ رہے ہیں' اگر دور سے پکارنا شرک ہوتا تو یہ توحید کے علمبردار علماء کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ پکارتے' اگر یارسول اللہ پکارنے سے ان کے ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑا تو اگر ہم پاکستان میں بیٹھ کر سرکار کو یارسول اللہ کہہ کے پکار لیں تو کون سی قیامت آجائے گی۔

منن والا حضور دا جس ویلے گھمن گھیریاں دے وچ گھر جاندا
جیہڑے ویلے رسالت دا لائے نعرہ سینہ خیر طوفان دا چڑ جاندا
سایہ اوہدے تے رحمتاں کرن آ کے جیہڑا ابجت دی پوڑی توں گر جاندا
ہرگز مشکلاں رہن نہ فیر ناصر چہرہ جدوں مدینے نوں پھر جاندا

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ جب صحابہ پر مشکل آئی' صحابہ کے قدم اکھڑنے لگے' صحابہ مغلوب ہونے لگے تو انہوں نے یا محمداہ کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔

(تاریخ ابن کثیر ج ۶ ص ۱۱۷۶' تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۱۱' تاریخ ابن اثیر ج ۴ ص ۱۵۲' راہِ حق ص ۳۸)

جب صحابہ نے یارسول اللہ! یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدد! کے نعرے لگائے تو مسیلمہ کذاب کے سارے ساتھی یہ نعرہ سن کر ڈر گئے' مغلوب ہو گئے' اللہ تعالیٰ نے یار کے صدقے مدد فرمائی' اکیس ہزار مسیلمہ کے سپاہی مارے گئے' دوسرے میدان چھوڑ کر بھاگ گئے' جب مسیلمہ نے دیکھا کہ میرے ساتھی میدان چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں تو یہ بے ایمان بھی میدان چھوڑ کر ساتھ ہی ایک باغ تھا' اس میں سے ہوتا ہوا باہر آیا' جونہی

باہر آیا تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی تھے حضرت وحشی رضی اللہ عنہ انہوں نے ایک ایسا نیزہ مارا کہ اس مردود کے سینے میں جا لگا اور سینے سے پار ہو گیا' اُس وقت گھوڑے سے نیچے گرا اور سیدھا جہنم میں پہنچ گیا۔

(خطبات ختم نبوت ج ۱ ص ۳۳-۳۵' مدارج النبوت ج ۲ ص ۵۰۲-۵۰۴)

ووے بے ندی غماں دی رات کالی نال نور دے رہیئے تے ٹل جاندی
مشکل جیہڑی وی آوے پئی راہ اُتے کملی والے نوں کہیئے تے ٹل جاندی
فوج بھکھاں تے دکھاں دی کرے حملہ بوہے آقا دے بہیئے تے ٹل جاندی
ناصر شاہ ہر گھڑی مصیبتاں دی نام سوہنے دا لیے تے ٹل جاندی

حضرات! آپ قرآن مجید کا مطالعہ کر کے دیکھیں' جب سیدنا یوسف علیہ السلام بکتے بکتے زلیخا کے پاس پہنچے تو زلیخا سیدنا یوسف علیہ السلام کے جلوے برداشت نہ کر سکی' اس نے اپنی نفسانی خواہش پورا کرنے کے لیے اور یوسف علیہ السلام کو اپنے جال میں پھنسانے کے لیے ایک سات کمرے والا محل تیار کرایا' حضرات وہ محل ایسا نہیں تھا جیسے آج کل بنگلے اور کوٹھیاں بنی ہوتی ہیں بلکہ اس نے ایسا محل تیار کرایا کہ ایک کمرے میں دوسرا کمرہ' دوسرے کمرے میں تیسرا کمرہ' تیسرے میں چوتھا' کمرہ' اس طرح سات کمرے بنوائے' بڑے خوبصورت بڑے حسین و جمیل ہیرے اور جواہرات کا کام کرایا' ہر کمرے کی دیواروں پر ننگی تصویریں بنوائیں' فرشوں پر نفیس قسم کے قالین بچھوائے' سونے اور چاندی کے برتن رکھوائے' اعلیٰ قسم کی کرسیاں اور فرنیچر سجوایا' جب محل تیار ہو گیا تو زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کی بارگاہ میں آئی' بڑے ادب سے عرض کرنے لگی: حضور! میں نے ایک بڑا خوبصورت محل بنوایا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اس میں رہائش رکھنے سے پہلے افتتاح آپ سے کراؤں' مہربانی فرماؤ! ذرا دیکھو تو سہی! ذرا نظر تو مارو' میں نے کیسا محل بنوایا ہے' اللہ تعالیٰ کا نبی انکار نہ کر سکے' چل پڑے' جب محل کے پہلے کمرے میں داخل ہوئے تو زلیخا نے عرض کی: حضور! دیکھئے میں نے کتنا پیسہ خرچ کیا ہے' اس کی دیواریں

دیکھیں' اس کی چھت دیکھیں' حضرت یوسف علیہ السلام کمرے کو دیکھنے لگے تو زلیخا نے نظر بچا کر پہلے کمرے کو کنڈی لگا کر تالا لگا دیا' پھر زلیخا آپ کو دوسرے کمرے میں لے گئی' یوسف علیہ السلام نے عرض کی: حضور! یہ کمرہ دیکھیں' یہ اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کمرہ دیکھنے لگے' زلیخا نے اس کمرے کو بھی تالا لگا دیا' اسی طرح ہر کمرے کا تالا لگاتی لگاتی جب ساتویں کمرے میں پہنچی تو سیدنا یوسف علیہ السلام نے دیکھا اس کمرے میں زلیخا کا وہ بت بھی پڑا ہے جس کی وہ پوجا کرتی تھی' زلیخا نے ساتویں کمرے کا بھی تالا لگا دیا' پھر پیار سے حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کی: حضور! کھڑے کیوں ہو' بیٹھئے نا! حضرت یوسف علیہ السلام کمرے میں بیٹھ گئے' زلیخا جس کا اصل نام تھا: راعیل بن طیموس' اس نے ایک چادر لے کر اپنے بت پر ڈال دی' بت کو چادر میں چھپا دیا' حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: راعیل بی بی! یہ کیا کر رہی ہو؟ زلیخا نے کہا: حضور! چونکہ ہم دونوں نے اب گناہ کرنا ہے اور مجھے شرم آتی ہے کہ میرا خدا میرا معبود میرا گناہ دیکھے' اس لیے میں نے اس پر چادر ڈال دی ہے تا کہ یہ ہمارا گناہ نہ دیکھ سکے' حضرت یوسف علیہ السلام نے سنا تو آہیں نکل گئیں' آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ زلیخا نے کہا: اے حسینوں کے سردار! میری بات سن کر رو کیوں پڑے ہو؟ اللہ تعالیٰ کے مقدس نبی نے فرمایا: زلیخا رو تو اس لیے رہا ہوں تمہیں اپنے جھوٹے خدا کی اتنی فکر ہے جو پتھر کا یا سونے کا بنا ہوا ہے جو نہ دیکھ سکتا ہے نہ سن سکتا ہے' نہ چل سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان' مگر میرا اللہ عزوجل تو وہ معبودِ برحق ہے جو کائنات کے ذرے ذرے کو دیکھ رہا ہے' کوئی دیوار کوئی پہاڑ کوئی پردہ اُسے دیکھنے سے نہیں روک سکتا' بتا میں اس معبودِ برحق کے سامنے کون سا پردہ کروں؟

یوسف پچھے دس زلیخا تے پردیوں پار کیائی
کہے زلیخا گلیں باتیں تے توں کیوں دیر لگائی

زلیخا نے جواب دیا کہ

پردیوں پار ھیا رب میرا تے میں پوجاں جس تائیں
پردہ پایا مت اُو ویکھے تے میرا عمل اِتھائیں
آہ بھری سُن یوسف رویا تے سنگوں سنگ تُسا ہیں
دانا بینا تھیں میں غافل تے شرم میرے وچہ ناہیں

(تفسیر مظہری ج ۶ ص ۱۴۰، تفسیر روح البیان پ ۱۲ ص ۸۴۷، قصص الحسنین ص ۱۳۴۔۱۳۵)

زلیخا یہ بات کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بیٹھ گئی، خود بھی حسن کی ملک تھی کیونکہ بادشاہ کی بیٹی تھی، آگے بادشاہ کی بیوی تھی، زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے چہرے کو دیکھ کر کہا: یوسف! دیکھو تمہارا چہرہ کتنا خوبصورت ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو سمجھانے کے لیے فرمایا: زلیخا! چہرہ جتنا بھی خوبصورت ہو، مرنے کے بعد اس کو قبر کی مٹی کھا جاتی ہے۔ زلیخا نے کہا: یوسف! تمہاری شکل کتنی پیاری ہے، اللہ تعالیٰ کے نبی نے فرمایا: یہ میرا کمال نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری شکل ماں کے پیٹ میں بنائی تھی، زلیخا نے کہا: یوسف! تمہاری آنکھیں کتنی پیاری ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: مرنے کے بعد سب سے پہلے قبر میں یہی ختم ہوتی ہیں، زلیخا نے کہا: یوسف تمہاری زلفیں کتنی حسین ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: مرنے کے بعد یہ زلفیں بھی جسم سے جدا ہو جاتی ہیں، زلیخا نے کہا: یوسف تمہاری صورت میرے دل میں گھر کر چکی ہے تیرے بغیر نہیں رہ سکتی، حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: یہ اس لیے کہ شیطان تجھ پر مکمل حاوی ہو چکا ہے، زلیخا جو بھی بات کرتی اللہ تعالیٰ کا نبی آگے سے بڑی حکمت بھرا جواب دیتے تاکہ زلیخا اس بُرے ارادے سے باز آ جائے مگر زلیخا نے تو حضرت یوسف علیہ السلام کو بلوایا ہی برائی کی خاطر تھا، زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کا بازو پیار سے پکڑ کر کہا: یوسف! چھوڑو ان باتوں کو، تم بھی جوان ہو میں بھی جوان ہوں، دروازے بند ہیں کوئی دیکھنے والا نہیں، ریشمی بستر بچھا ہوا ہے، آؤ! میری خواہش پوری کرو، اللہ تعالیٰ کے پاک نبی نے فرمایا: زلیخا! اگر میں نے تیرے ساتھ برائی کر لی تو جنت میں

میرا حصہ نہیں ہوگا' میں اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

(تفسیر ابن حاتم' الوسیط ج۲ص۶۰۷' معالم التنزیل ج۲ص۴۵۲' احکام القرآن ج۹ص۱۴۵' تبیان القرآن ج۵ص۷۳۱' تفسیر مظہری ج۶ص۱۳۷' تفسیر روح البیان پ۱۲ص۷۷۵)

حضرات خالق کائنات اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:
''وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ '' اور بہلانے پھسلانے لگی' آپ کو وہ عورت جس کے گھر میں آپ رہتے تھے کہ آپ اس سے اس کی حاجت پوری کریں اور ایک دن اس نے تمام دروازے بند کر دیئے۔ ''وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ '' اور بڑی محبت سے کہنے لگی: بس آ بھی جاؤ۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: میں اس کام سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں یہ کام نہیں ہوسکتا۔ ''اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ '' بے شک تیرا خاوند میرا محسن ہے' اس نے مجھے بڑی عزت سے ٹھہرایا ہے' بے شک ظالم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ صدقے جاؤں اللہ تعالیٰ کے پاک نبی پر' بادشاہ کی بیوی ہے' حسن کی ملکہ ہے' اکیلا گھر ہے' بظاہر دیکھنے والا بھی کوئی نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی کیسے حفاظت فرمائی کہ بجائے برائی کرنے کے نگاہیں جھکا کے کہتے ہیں: میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ حضرات ہوتا آج کل کوئی عام انسان وہ موقع غنیمت جان کر اپنا منہ کالا کر بیٹھتا مگر صدقے جاؤں اللہ تعالیٰ کے محبوبوں پر اللہ تعالیٰ کا ان پر کتنا کرم ہوتا ہے' قدم قدم پر ان کی مدد فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ یوسف' پ۲' آیت: ۲۴ میں مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:
''وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْ لَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ '' زلیخا نے پکا برائی کا ارادہ کر لیا تھا' حضرت یوسف علیہ السلام بھی ارادہ کر لیتے' اگر وہ نہ دیکھتے اپنے ربِ عزوجل کی روشن دلیل۔ ضرور زلیخا نے تو زنا کا ارادہ کر لیا مگر اللہ تعالیٰ کے نبی نے ارادہ نہ فرمایا کیونکہ اِدھر زلیخا آپ کو برائی کی طرف مائل کر رہی تھی اُدھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اپنی برہان دکھلائی تاکہ میرے نبی کے پیر اور مضبوط ہو جائیں' یہ برائی کی بات سوچ بھی

سکے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ برہان سے کیا مراد ہے وہ کون سی دلیل ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بند کمروں میں دکھا دی تو حضرات یہاں برہان سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام کی ذات پاک ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے والد ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں پ ۶ النساء: ۱۷۴ میں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد پاک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''یَـٰٓأَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ کُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ'' اے لوگو! تمہارے پاس محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں تمہارے پاس ایک روشن دلیل آ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے پ ۶ میں آمنہ کے لال کو برہان فرمایا اور سورۂ یوسف میں اپنے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام کو برہان فرمایا۔ (تفسیر نور العرفان ص ۳۷۸)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کو بند مکان ساتویں کمرے میں لے گئی اور برائی کی طرف مائل کرنے لگی تو اللہ تعالیٰ کے نبی پریشان ہو گئے پھر کیا ہوا اچانک اس کمرے کی چھت پھٹ گئی ''انه تمثل یعقوب'' اچانک حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی زیارت کی ''فراه عاضا اصابعه ویقول اتعمل عمل الفجار'' حضرت یعقوب علیہ السلام حیرت سے اپنی انگلی منہ میں ڈال کر کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ بیٹا کیا تو گناہ گاروں کی طرح برائی کرے گا ''وانت مکتوب فی زمرة الانبیاء'' حالانکہ تو تو انبیاء کی فہرست میں داخل ہو چکا ہے۔ سبحان اللہ! حضرات توجہ کیجئے! کہاں مصر کہاں کنعان یعقوب علیہ السلام بیٹے سے ڈھائی سو کلومیٹر دور ہیں مگر صدقے جاؤں نبوت کے علم غیب پر ڈھائی سو کلومیٹر دور بیٹھ کر دیکھ بھی رہے ہیں اور بیٹے کی مدد بھی فرما رہے ہیں کیوں؟ اس لیے کہ یعقوب علیہ السلام ہیں باپ یوسف علیہ السلام ہیں بیٹے یعقوب علیہ السلام ہیں پیر یوسف علیہ السلام ہیں مرید۔ مرید جتنا بھی دور چلا جائے وہ پیر کی نگاہ سے دور نہیں ہو سکتا۔ دیوبندیوں کے بہت بڑے مولوی رشید

احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ ہم مرید بیقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان یست پس ہر جا کہ میر ید باشد قریب یا بعید' اگر چہ از شیخ دور است اما روحانیت اُو دور نیست چوں ایں امر محکم دارد ہر وقت شیخ را بیاد دو بط قلب پیدا آیا و ہر دم مستفید بود مرید در حال واقعہ محتاج شیخ بود۔ یعنی مرید یہ بھی یقین سے جانے کہ شیخ کامل کی روح ایک جگہ میں مقید نہیں ہوتی بلکہ مرید جہاں بھی ہو دور ہو یا نزدیک' اگرچہ پیر کے جسم سے دور بھی ہو لیکن وہ پیر کی روحانیت سے دور نہیں' جب یہ بات پختہ ہوگئی تو ہر وقت پیر کو یاد رکھے' یعنی تصور شیخ کرے اور دلی تعلق اس سے ظاہر ہو اور ہر وقت اس سے فائدہ حاصل کرتا رہے' مرید واقعتاً اپنے شیخ اور مرشد کا محتاج ہوتا ہے۔ (امداد السلوک فارسی ص ۱۰' اُردو ص ۶۷)

حضرت یعقوب علیہ السلام پیر تھے' پھر کیسے مرید سے دور رہ سکتے تھے۔ مولانا غلام فرید فرماتے ہیں کہ

عملاں واتے لگ پار گئے تے کوئی غافل گو تے کھاندے
غلام فریدا ڈب نہ دیون تے ہوندے کامل پیر جناندے

یعقوب علیہ السلام کنعان میں یوسف علیہ السلام مصر میں' بظاہر بڑا فاصلہ لیکن حقیقت میں کتنے قریب ہیں' یہی بات عارفوں کے بادشاہ نے فرمائی کہ

کی ہویا بت دور گیا تے دل ہرگز دور نہ تھیورے ہو
سیاں کوہاں تے میرا مرشد وسدا تے مینوں وچہ حضور دسیوے ہو
جس دے اندر عشق دی رتی اُو بناں شرابوں کھیوے ہو
نام فقیر اوہناں دا باہو تے قبر جناں دی جیوے ہو

حضرت یعقوب علیہ السلام' یوسف علیہ السلام کو نظر آئے' فرمایا: بیٹا! دیکھنا نبی کے بیٹے ہو' کہیں نبوت کی سفید چادر پر داغ نہ آجائے۔

نظر پئی یعقوب پیغمبر تے منہ وچ انگلی پائی
نال دھائیاں منع کریندا تے روندا نال جدائی

''تمثل لہ یعقوب فضرب فی صدرہ'' حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کو نظر آئے تو آپ نے یوسف علیہ السلام کے سینے پر ہاتھ مارا' فرمایا: بیٹا خیال کرنا!

ہتھ یوسف دے سینے اُتے تے رکھیا باپ پیارے
جد میری نوں داغ نہ لاویں تے اے فرزند سمھارے
ایسے کارن شہر کنعانوں میں ہٹکن آیا تینوں
زخم جدائی والے اندر تے سانت نہ لاویں مینوں

جب یعقوب علیہ السلام نے بیٹے کو زیارت فرما کر وصیت فرمائی تو یوسف علیہ السلام کا دل اور بھی مضبوط ہو گیا' اب یوسف علیہ السلام نے نظر اُٹھائی تو دیواروں پر تصویریں مٹ چکی ہیں' چاروں طرف اللہ تعالیٰ کا کلام لکھا گیا۔ ایک طرف لکھا ہوا تھا: ''وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَّسَآءَ سَبِيْلًا'' خبردار! زنا کے قریب بھی نہ جانا وہ بڑی بے حیائی کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا کام ہے اور بڑا ہی بُرا راستہ ہے۔ دوسری طرف لکھا ہوا تھا: ''وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لوگو! ہم نے تمہارے اوپر دو نگرانی کے لیے فرشتے مقرر کر دیئے ہیں جن کا نام کراماً کاتبین ہے۔ تیسری دیوار پر لکھا ہوا تھا: ''وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ'' لوگو! تم جس حال میں ہو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ چوتھی دیوار پر لکھا ہوا تھا: ''اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ'' اللہ تعالیٰ ہر بندے کے عمل پر حاضر ناظر ہے۔

(تفسیر ابن کثیر اُردو پ۱۲ ص۵۲' تفسیر مظہری اُردو ج۶ ص۱۳۹-۱۴۰' تفسیر روح البیان پ۱۲ ص۸۲۷)

حضرت یوسف علیہ السلام نے جب والد کی زیارت کی' اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا نظارہ فرمایا تو خالق کائنات کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کی: ابو! آپ کی بڑی مہربانی' آپ نے اللہ تعالیٰ کی عطاء سے اس شیطانی جال میں میری مدد فرمائی ہے مگر زلیخا نے ہر کمرے کو تالا لگا کر چابی اپنے پاس رکھی ہوئی ہے' اب کیسے اس برائی سے جان

چھڑا کر باہر جاؤں۔ خالق کائنات کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا! پریشان نہ ہو! جو تیری چھت پھاڑ کر یہاں پہنچ سکتا ہے وہ تیرے دروازوں کے تالے کھول کے تمہیں یہاں سے نکلوا بھی سکتا ہے' بیٹا بھاگنا تیرا کام ہے' تالے کھولنا میرا کام ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے دوڑنا شروع کر دیا' جس دروازے پر پہنچتے ہیں' اللہ تعالیٰ کی قدرت سے تالا کھل کر دروازہ خود بخود کھلتا جاتا ہے۔ سبحان اللہ!

جس دروازے پہنچے یوسف تے تختے کھل دے جاون
چھن چھن کر کے قفل تمامی تے طرف زمین تے آون

اللہ تعالیٰ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ '' یوں ہوا تا کہ ہم دور کر دیں یوسف علیہ السلام سے برائی اور بے حیائی' بے شک وہ ہمارے ان بندوں میں سے تھے جو چن لیے گئے ہیں۔ حضرات توجہ کیجئے! حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں کنعان میں' یوسف علیہ السلام ہیں مصر میں' مگر قربان جاؤں یعقوب علیہ السلام کے علم غیب پر کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عطاء سے سینکڑوں میل دور بیٹھ کر یہ منظر دیکھ بھی رہے ہیں اور بیٹے کی مدد بھی فرما رہے ہیں۔ جب یعقوب علیہ السلام کے علم کا یہ مقام ہے تو فاطمہ کے بابے کے علم کا کیا مقام ہوگا' جس کے علم کے نعرے اللہ تعالیٰ کا قرآن لگا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے پ۵' النساء: ۱۱۳ میں ارشاد فرماتا ہے: ''وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا '' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! ہم نے آپ کو سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔ حضرات! میرے پیارے رب العالمین نے اس آیت کریمہ میں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی حد بتائی ہے کہ میں نے یار سے کچھ چھپایا ہی نہیں۔ اب پڑھئے قرآن مجید کا پ۳۰' التکویر: ۲۴' اللہ تعالیٰ یار کے علم غیب کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ '' لوگو! میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب بتانے

میں ذرا بھی بخل سے کام نہیں لیتا۔ حضرات توجہ فرمائیں! اللہ تعالیٰ نے یار کو غیب کے خزانے عطاء فرمائے ہیں تو تبھی آگے بھی بتاتا ہے اگر بقول مولوی خلیل احمد دیو بندی کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو معاذ اللہ دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں۔ (براہین قاطعہ ص ۵۱) اگر سرکار کو علم غیب ہوتا ہی ناں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے غیب بتاتے کیسے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا یار غیب بتانے میں کنجوسی نہیں کرتا' غیب بتانے میں بڑا سخی ہے' مگر افسوس زکوٰتوں فطرانوں پر پلنے والے ملوانے کہتے ہیں کہ معاذ اللہ سرکار کو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں۔

اُتے فلکاں تے عرش سامان جو سی اللہ پاک نے سب کچھ وکھا دتا
دوزخ جنت تے لوح محفوظ کرسی ہر اک چیز دا پتہ بتا دتا
سورج چند تارے حور و ملک غلمان نالے نبیاں نے سر جھکا دتا
کیتا مختار محبوب نوں ہر شی دا اے رنگیلیا رب ﷺ فرما دتا

دیو بندیوں کے بہت بڑے عالم ہیں مولوی شبیر احمد عثمانی' انہوں نے تفسیر عثمانی میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبریں دیتا ہے' ماضی سے متعلق ہو یا مستقبل سے' یا اللہ کے اسماء وصفات سے یا احکامِ شرعیہ سے' یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اور ان چیزوں کے بتلانے سے ذرا بخل سے کام نہیں لیتا۔ حضرات! جب آمنہ کا لال سب کچھ بتاتا ہے تو پھر سرکار کے علم کے بارے میں جھگڑے کیوں کیے جاتے ہیں' مناظرے کیوں کیے جاتے ہیں؟ کیا پیٹ کی خاطر؟ کیا اپنی جماعت کی احیاء کی خاطر؟ یا قوم کو لڑانے کی خاطر؟ خوفِ خدا شرم نبی یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں۔ اب برکت کے لیے ایک مسلم شریف کی حدیث پاک سن لیجئے! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے پیارے صحابی ہیں حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ' آپ کی کنیت ہے ابو زید' آپ فرماتے ہیں: ''صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومًا الفجر'' آپ فرماتے ہیں: ایک دن

سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں صبح کی نماز باجماعت پڑھائی' جب جماعت ہو گئی' نماز ختم ہوگئی تو ''فصعد علی المنبر ''تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر پر تشریف لے گئے ''فخطبنا'' اور ہمیں وعظ کرنا شروع کر دیا' آپ نے تقریر کرنی شروع کر دی ''حتی حضرت الظهر '' تقریر کرتے کرتے ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا' حضرت بلال نے اذانِ ظہر دی ''فنزل فصلّٰی ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر شریف سے اترے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی' نمازِ ظہر پڑھانے کے بعد پھر آپ منبر پر تشریف لے گئے' پھر ہمیں خطبہ دینا شروع کر دیا' یہاں تک کہ عصر کی نماز کا قائم ہو گیا' مؤذن نے اذان دی' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کو جماعت کرائی' جماعت کرانے کے بعد پھر آمنہ کا لال منبر پر جلوہ افروز ہو گئے' پھر سے آپ نے صحابہ کو خطبہ دینا شروع کر دیا' تقریر کرنی شروع کر دیا ''حتی غربت الشمس '' یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ سارا دن اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام وعظ فرماتے رہے' تقریر کرتے رہے' بیان کیا کیا؟ سنئے! حضرت ابوزید فرماتے ہیں: ''فاخبرنا بما هو كائن الٰی یوم القيمة '' کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا وہ سب کچھ بتا دیا ''قال فاعلمنا احفظنا '' حضرت ابوزید فرماتے ہیں کہ ہم میں سے سب سے بڑا عالم وہ ہے جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریر کو یاد رکھا۔

(مسلم شریف ج ۲ ص ۳۹۰' مشکوٰۃ شریف' مراٰۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۲۵۸)

حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کو قیامت تک کے حالات تفصیل کے ساتھ بتائے' ذرے ذرے کی خبریں سنائیں' ایک دن میں یہ سب تو بتایا نہیں جا سکتا مگر محدثین کرام فرماتے ہیں: یہ سرکار کا معجزہ تھا کہ میرے نبی نے چند گھنٹوں میں سب کچھ صحابہ کے سامنے بیان کر دیا۔

بے پڑھ کے فاضل ہویا تے ہک حرف نہ پڑھیا کسے ہو
جیں پڑھیا اُس کجھ نہ لبھا تے جاں پڑھیا کسے تسے ہو

چوداں طبق کرن روشنائی تے انھیا کجھ نہ دسّے ہو

باہجھ وصال تنہا دے باہو ایہہ سب کہانیاں قصے ہو

حضرات پتہ چلا! کسی نبی ولی کے لیے علم غیب جان لینا یہ کوئی شرک نہیں کوئی ناجائز نہیں' بلکہ یہ عین ایمان ہے جس کی گواہی اللہ تعالیٰ کا قرآن دے رہا ہے۔ اسی طرح وسیلہ بھی شرک نہیں بلکہ جائز اور عین اسلام ہے' اللہ تعالیٰ کا قرآن اس بات پر گواہ ہے۔ آیئے قرآن مجید کا پ ۶' المائدہ: ۳۵ کا مطالعہ کیجئے' خالق کائنات ارشاد فرماتا ہے: ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ '' اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ ''وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ '' اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو۔ اب یہاں وسیلہ سے مراد کیا وسیلہ ہے' تو علماء مفسرین فرماتے ہیں کہ یہاں وسیلہ سے مراد نیک اعمال اور نبیوں ولیوں کی ذات بھی بنتی ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں وسیلہ سے مراد مرشد کی کامل پیر کی بیعت ہے۔ قول جمیل' وہابیوں' اہل حدیثوں' دیوبندیوں کے متفقہ مجدد مولوی اسماعیل دہلوی صراطِ مستقیم میں لکھتے ہیں کہ سالکانِ راہِ حقیقت نے وسیلہ سے مراد پیر کامل لیا ہے۔ (ضیاء القرآن ج ۱ ص ۴۶۶' کتاب التوحید ج ۲ ص ۶۱۔ ۶۲)

حضرات اگر نیک اعمال اور پیر کامل اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے وسیلہ بن سکتے ہیں تو جس آمنہ کے چن کے صدقے سے اللہ تعالیٰ کی ہمیں پہچان ہوئی ہے' کیا وہ کملی والا صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ نہیں بن سکتا۔

ساڈی سن دا اے لعل آمنہ دا غیر بوہے تے ساڈی دوہائی کوئی نئیں

اُس دا کرم جے شامل حال ہو جائے رہ کے فیر تنہا تنہائی کوئی نئیں

مرگئے مرگئے کہندے نیں مرن والے ساڈا زندہ اے سانوں جدائی کوئی نئیں

ناصر شاہ سرکار دے کرم باہجوں ساڈی جھولی وچ ہور کمائی کوئی نئیں

قرآن مجید کا پ ۵' النساء: ۶۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ '' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! اگر یہ لوگ اپنی جانوں

پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ "فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ " اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کے لیے مغفرت طلب کرتے۔ "لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا " تو وہ لوگ اس وسیلہ اور شفاعت کے صدقے ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے۔ حضرات توجہ کیجئے! انسان گناہ اور نافرمانی اللہ تعالیٰ کی کرتا ہے' مگر اللہ تعالیٰ بخشش کے واسطے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں بھیج رہا ہے' فرما رہا لوگو! اگر اپنی غلطیاں اور گناہ بخشوانا چاہتے ہو تو یار کے دروازے پر آ جاؤ' وہاں کھڑے ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگو' پھر یار بھی اپنے گورے گورے ہاتھ اُٹھا کر تمہاری بخشش کی دعا کرے' جب یار کے ہاتھ اُٹھیں گے تو میں محبوب کے مقدس ہاتھوں کے وسیلے سے تمہاری خطاؤں پر قلم پھیر دوں گا۔ علماء فرماتے ہیں: یہ بات صرف سرکار کے ظاہری زمانے تک محدود نہیں تھی بلکہ قیامت تک ہر انسان کے لیے یہ حکم عام ہے۔

(الجوہر المنظم ص ٦' مشکل کشا نبی ص ۲۸۲' تفسیر نور العرفان ص ۱۳۸' ضیاء القرآن ج ا ص ۳۵۹' در رسول کی حاضری ص ۶۴' آب حیات ص ۲۰۶' اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۴۹۴' حیات النبی ص ۸۶)

قرآن مجید کا پ ۹' الانفال: ۳۳ میں ارشاد فرماتا ہے: "وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ " اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! یہ اللہ تعالیٰ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔ حضرات پتہ چلا کہ سرکار ہر وقت ہر مسلمان کے پاس موجود ہیں' اگر ہم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچے ہوئے تو یہ ہمارا کمال نہیں' یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ اور وسیلہ کی برکت ہے۔

(تفسیر نور العرفان ص ۲۸۷)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سرکار کی بارگاہ میں بیٹھا تھا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں ایک نابینا بندہ حاضر ہوا' صلوٰۃ وسلام کے گجرے پیش کرنے کے بعد عرض کی: آقا! میں نابینا ہوں

آنکھوں سے دکھائی کچھ نہیں دیتا' آقا کرم فرماؤ! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میری یہ بیماری مصیبت دور فرمادے۔ سبحان اللہ! حضرات صحابی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے' آنکھوں کا نور چاہیے' اللہ تعالیٰ سے ڈائریکٹ نہیں مانگتا بلکہ سرکار کی بارگاہ میں آیا کھڑا ہے۔ مولوی کہتے ہیں کہ یا اللہ مدد' باقی سب شرک بدعت جو مانگنا ہے اللہ تعالیٰ سے مانگو' نبیوں ولیوں کے دربار میں جانا شرک ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ ہر بندے کی شہ رگ سے قریب ہے تو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ کے پاس کیوں جاتے ہو؟ مولوی جی! اب لگاؤ فتویٰ! صحابی ہیں آنکھیں چاہیے' اللہ تعالیٰ کے دربار سے نہیں مانگ رہا بلکہ آمنہ کے لال کی بارگاہ میں آیا کھڑا ہے' آقا آنکھیں چاہئیں' کرم کرو دعا کرو' اللہ تعالیٰ کرم فرمادے' اس صحابی پر کون سا فتویٰ لگاؤ گے؟

کلا بعد وچ فیصلہ کریں بہہ کے پہلے عقل تے عشق دی جنگ ویکھیں
دید واسطے کیہ کیہ کرن عاشق سڑدے شمع دے اتے پتنگ ویکھیں
آوے شہر محبوب دا جدوں نیڑے چلدے اکھاں دے بھار ملنگ ویکھیں
کملی والے توں خیر توں منگ ناصر تینوں مولا دے لگدے رنگ ویکھیں

اب سرکار نے سن کر ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا کہ میاں یہاں کیوں آئے' اگر آنکھیں چاہیے تو اللہ تعالیٰ سے مانگو' یہاں کیا لینے آئے ہو' مجھے رب العزت کی قسم! سرکار نے یہ نہیں فرمایا بلکہ سرکار نے فرمایا: میاں آنکھیں نہیں تو صبر کرو یہ تیرے لیے بہتر ہے' اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا اجر عطاء فرمائے گا' عرض کی: آقا! آپ کا فرمان بالکل صحیح ہے' اگر کرم کرو مجھے دعا دو' آپ کا بگڑے گا کچھ نہیں' میرا کام بن جائے گا' سرکار نے سنا تو مسکرا پڑے' فرمایا: اچھا! اگر یہ بات ہے تو وظیفہ میں بتاتا ہوں عمل تو کر' اللہ تعالیٰ کرم فرمادے گا۔ عرض کی: آقا! کون سا وظیفہ؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جا پہلے جا کر اچھی طرح وضو کر' پھر اللہ تعالیٰ کی باگاہ میں دو رکعت نماز حاجت ادا کر' نماز پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر عرض کرنا کہ "اللھم انی اسالك واتوجه اليك" اے

اللہ عزوجل! میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ ''بمحمد نبی الرحمۃ '' تیرے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے جو ساری کائنات کے لیے رحمت ہیں۔ ''یا محمد انی قد توجھت بك الیٰ ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی '' یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوں' تاکہ وہ میری حاجت پوری فرمادے۔ ''اللّٰھم فشفعہ فی '' اے اللہ عزوجل! تو اپنے نبی کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

(ابن ماجہ شریف' نسائی شریف' ترمذی شریف' بیہقی شریف' طبرانی شریف' مسند امام احمد بن حنبل' مشکل کشا نبی ص ۱۲۷۔۱۳۸' کتاب التوحید ج ۲ ص ۹۳۔۹۴' راہِ حق ص ۳۰)

حافظ الحدیث امام حاکم نے مستدرک شریف ج ۱ ص ۵۲۶ پر یہ حدیث لکھنے کے بعد لکھتے ہی کہ حضرت عثمان بن حنیف فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نابینا صحابی کو یہ وظیفہ بتایا تو وہ وظیفہ پوچھ کر چلا گیا' ہم سرکار کی بارگاہ میں ابھی بیٹھے تھے ''فواللہ ما تغرقنا '' اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! ابھی ہم سرکار کی محفل میں بیٹھے تھے' زیادہ دیر نہیں گزری تھی' وہ بندہ جو وظیفہ پوچھ کر گیا تھا' پھر آ گیا جب گیا تھا نابینا تھا' جب واپس آیا تو اس کی دونوں آنکھیں نور سے منور ہو چکی تھیں۔ ''وکانہ لم یکن بہ فرقط '' ایسے لگتا تھا وہ نابینا تھا ہی نہیں۔ تمام محدثین کرام نے یہ حدیث لکھنے کے بعد لکھا کہ ''ھذا اسناد صحیح '' اس حدیث پاک کی اسناد بالکل صحیح ہیں۔ حضرات ملوانے کہتے ہیں: نبی کا وسیلہ شرک ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود صحابی کو اپنے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگنے کا حکم دے رہے ہیں۔ حضرت عثمان غنی کے دور میں ایک بندہ اپنی کوئی حاجت لے کر آپ کے دربار میں حاضر ہوا مگر حضرت عثمان اس کی طرف کوئی توجہ نہ فرماتے' نہ اس کی ضرورت پوری فرماتے' وہ بندہ بڑا پریشان ہو گیا کہ اب کیا کریں۔ وہ بندہ حضرت عثمان بن حنیف کا جاننے والا تھا' وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ساری بات بتائی کہ حضرت عثمان نہ میری طرف توجہ فرماتے ہیں نہ حاجت پوری

کرتے ہیں' مہربانی کرو' کوئی طریقہ بتاؤ' تاکہ میری پریشانی دور ہو جائے۔ حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا: بھائی جی! میں آپ کو ایک وظیفہ بتاتا ہوں' اس پر عمل کرو' اُمید ہے انشاء اللہ! تیرا مسئلہ حل ہو جائے گا' اس آدمی نے عرض کی: حضور! وہ کون سا وظیفہ ہے' آپ نے فرمایا: جاؤ! مسجد نبوی شریف میں اچھی طرح وضو کرو پھر دو رکعت نماز نفل حاجت کے ادا کرو' پھر اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اُٹھا کر یہ عرض کرو: ''اللّٰھم انی اسئلکہ واتوجه الیك بنبینا محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الیٰ ربی فتقضی لی حاجتی '' جب لفظ حاجتی آئے تو حاجتی کی بجائے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرنا۔ حدیث پاک کا معنی یہ ہے کہ اے اللہ عزوجل! میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کی طرف ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت کے وسیلے سے حاضر ہوں' اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے ربِ عزوجل کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے' اس کے بعد اپنی حاجت اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کرنا۔ وہ آدمی حضرت عثمان بن حنیف سے یہ وظیفہ پوچھ کر چلا گیا' وضو کیا پھر مسجد نبوی میں دو رکعت نمازِ حاجت ادا کی' پھر دعا کی' دعا کرنے کے بعد وہ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی کی بارگاہ میں حاضر ہوا' عثمان غنی کے دربان نے اس بندے کو جب دیکھا تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو حضرت عثمان غنی کی خدمت میں لے گیا' عرض کی: حضور! یہ کوئی حاجت مند ہے' کوئی سوالی ہے' آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔ حضرت عثمان نے جب اس بندے کو دیکھا تو بڑی عزت اور احترام کے ساتھ اپنے برابر کرسی پر بٹھایا' پھر بڑے پیار سے پوچھا: ہاں بھائی! بتایئے کہ کہاں سے تشریف لائے ہیں اور کس مقصد کے لیے تشریف لائے ہیں؟ اس بندے نے اپنا تعارف کرایا' پھر آنے کا مقصد بتایا' سیدنا عثمان غنی نے اسی وقت اس کی حاجت پوری فرما دی' اس کا کام کر دیا' جب کام ہو گیا تو وہ اجازت لے کر جانے لگا تو سیدنا عثمان غنی نے فرمایا: میرے بھائی! آج کے بعد اگر کوئی پرابلم ہو' کوئی پریشانی ہو تو فوراً میرے پاس آ جایا کرنا' انشاء اللہ!

تیری ہر حاجت ہر کام اسی وقت کر دیا جائے گا' اس بندے نے شکریہ ادا کیا' پھر اجازت لے کر آپ کی بارگاہ سے اٹھ کر سیدھا حضرت عثمان بن حنیف کی خدمت میں حاضر ہوا' سلام عرض کرنے کے بعد آپ کا شکریہ ادا کرنے لگا' حضرت عثمان نے فرمایا: سناؤ بھائی! کام بنا ہے؟ عرض کی: حضور! کام کیا کرم ہو گیا ہے' فرمایا: وہ کیسے؟ عرض کی: حضور! کئی مرتبہ پہلے حضرت عثمان غنی کے دربار میں حاضری دی ہے' کبھی آپ نے میری طرف توجہ ہی نہیں دی تھی' آج گیا ہوں تو بڑی عزت سے مجھے اپنے ساتھ بٹھایا' پھر اسی وقت میرا کام کیا' پھر آتے وقت فرمایا کہ کبھی بھی کوئی کام ہو تو میرے پاس آ جایا کرنا۔ انشاء اللہ! تیرا مسئلہ حل ہو جایا کرے گا' حضور! آپ کی بڑی مہربانی' اگر آپ سفارش نہ کرتے تو میرا یہ کام کبھی نہ ہوتا۔ حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا: ''واللہ ما کلمتہ'' مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! میں نے تو حضرت عثمان کے پاس تیری سفارش نہیں کی' تیرے معاملے میں میں نے اشارہ تک نہیں کیا' وہ بندہ بڑا حیران ہوا۔ عرض کی: حضور! پھر یہ میرا کام ہو کیسے گیا ہے؟ حضرت عثمان نے فرمایا: میں نے سفارش نہیں کی بلکہ یہ اس وظیفہ کی برکت ہے جو میں نے تمہیں بتایا تھا' وہ بندہ اور حیران ہو گیا' عرض کی: حضور! یہ وظیفہ اتنا زبردست ہے کہ پڑھنے سے مشکل آسان ہو جاتی ہے' حضرت عثمان مسکرا پڑے' فرمایا: میاں! یہ تو کام ہی کوئی نہیں آ گئیں تمہیں اس سے بڑی بات بتاؤں' عرض کی: حضور! ضرور بتائیے' حضرت عثمان نے فرمایا: میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں ایک دن حاضر تھا' ایک سرکار کا نابینا صحابی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا' عرض کی: میرے آقا! میں نابینا ہوں' بڑا پریشان بھی ہوں' دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے' آنکھوں کا نور مجھے عطاء فرمائے' سرکار نے فرمایا: دعا نہ کرا بلکہ صبر کر یہ تیرے لیے بہتر ہے' اس نے عرض کی: سوہنیا! آپ بالکل ٹھیک فرما رہے ہیں' لیکن میں مجبور ہوں' میں نے نماز پڑھنی ہوتی' اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہوتی ہے' دنیا کے کام کاج کرنے ہوتے ہیں' اتنی طاعت نہیں کہ کوئی نوکر رکھ لوں جو میرے کام کرے' مجھے وضو کرائے' مجھے مسجد تک لے آئے' آپ کرم

فرمائیں تاکہ اللہ تعالیٰ آنکھیں عطاء فرمادے تاکہ ساری پریشانیاں دور ہوجائیں۔

شاہا تیری رحمت کا اشارہ ہو جائے
روشن میرے بخت کا ستارہ ہو جائے
اُس صانع مطلق کو جو آئی ہے پسند
وہ شکل میری آنکھ کا تارا ہو جائے

جب اس صحابی نابینا نے یہ عرض کی تو حسین کے نانے نے فرمایا: اچھا! پھر وضو کرو، پھر دو رکعت نفل نماز پڑھو، پھر سرکار نے فرمایا: یہ دعا پڑھو جو میں نے آپ کو بتائی ہے۔ حضرت عثمان فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! جب اس نے نفل پڑھ کے یہی دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے اسی وقت اس کی آنکھوں کو نور سے منور فرمایا۔ (معجم طبرانی کبیر ج ۹ ص ۳۱، معجم طبرانی صغیر ج ۱ ص ۱۸۳، دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۶ ص ۱۶۷، شفاء السقام ص ۱۳۹، نشر الطیب تھانوی ص ۲۴۹، فضائل حج زکریا ص ۱۵۸، مشکل کشا نبی ص ۱۴۱۔۱۴۳، کتاب التوحید ج ۲ ص ۱۰۵۔۱۰۷)

علامہ سیوطی اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی شاہ رفیع الدین شاہ عبدالقادر اپنی اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ آج بھی کسی کو کوئی مشکل پیش آجائے تو وہ دو رکعت نفل پڑھ کے یہی دعا کر کے اپنی حاجت اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرے تو اللہ تعالیٰ یار کے وسیلہ اور صدقہ سے اسی وقت اس کی مشکل حل فرمادے گا۔ سبحان اللہ! (راہِ حق ص ۳۲۔۳۳)

اج ناں خالی موڑیں سانوں دکھیاں دے دم سازا
میرے عیب گناہاں دا مینوں ماسہ نہیں اندازا
میرے وی آج درد مُکا دے تے عرش دیا شہباز ا
ناصر مردیاں تک نئیں چھڑنا تے ایہہ تیرا دروازا

حضرات پتہ چلا کہ بتوں کو فریاد رس، مشکل کشا، شفیع، حاجت روا، دور سے پکار

سننے والا، علم غیب کا ماننا اور وسیلہ ماننا یہ شرک ہے لیکن یہی صفات اللہ تعالیٰ کی عطاء سے نبیوں ولیوں میں ماننا شرک نہیں، عین ایمان ہے جو بندہ کسی مسلمان کو نبیوں ولیوں میں ان صفات کو ماننے کی وجہ سے مشرک کہتا ہے، وہ خود مشرک اور بے ایمان ہے۔

وہابی اور علماء دیوبند کے فتوے

حضرات ان تمام دلائل کے باوجود وہابی غیر مقلد اور علماء دیوبند نے بے دریغ مسلمانوں پر شرک اور بدعت کے فتوے لگا کر مسلمانوں کا جینا حرام کر رکھا ہے، بات بات پر شرک اور بدعت کہہ دینا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ مثلاً مولوی اسماعیل دہلوی وہابی غیر مقلد جو اہل حدیث کہلاتے ہیں، ان کا اور علماء دیوبند کا متفقہ مجدد اپنی رسوائے زمانہ کتاب تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے کہ اکثر لوگ پیروں کو پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو فرشتوں اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں، ان سے مرادیں مانگتے ہیں، سو وہ لوگ شرک میں گرفتار ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۹، مطبوعہ نور محمد، کراچی)

جو بندہ کسی پیر فقیر کو وکیل یا سفارشی بنائے، خواہ اُس کو اللہ عزوجل کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھتا ہو، وہ ابوجہل کی طرح مشرک ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۱)

تجھ سوا مانگے جو غیروں سے مدد
فی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد
دوسرا اُس سا نہیں دنیا میں بد
ہے گلے میں اس کے حبل من مسد
سب سے اس پہ لعنت و پھٹکار ہے

(تقویۃ الایمان مع تذکر الاخوان ص ۲۷۹، مطبوعہ نور محمد، کراچی)

دیوبندیوں کے قطب مولوی رشید احمد گنگوہی سے کسی نے پوچھا کہ مولانا یہ بتایئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دور سے یا نزدیک سے یا رسول اللہ کر کے بلانا جائز ہے کہ نہیں تو مولوی صاحب جواب دیتے ہیں۔ جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول

اللہ کہنا بھی ناجائز ہے' اگر عقیدہ یہ ہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود یہ کفر ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۶۲' ناشر سعید کمپنی' کراچی)

دیوبندیوں کے بہت بڑے مولوی غلام خان جو بات بات پر سنیوں کو مشرک اور بدعتی کہتے تھے' وہ اپنی تفسیر جواہر القرآن کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: غائبانہ حاجات میں کسی پیر فقیر پیغمبر کو پکارنا شرک ہے' یہی شرک مشرکین مکہ میں بھی تھا۔

(تفسیر جواہر القرآن ۱ص ۴۲' مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ' راولپنڈی)

جو بندہ کسی نبی ولی فرشتہ جن پیر فقیر کو اپنا کارساز سمجھے اور غیب دان جانتا ہو' ان کو مصیبتوں میں پکارتا ہو' حاجت روا' مشکل کشا سمجھتا ہو وہ بندہ کافر مشرک ہے اور اس کا کوئی نکاح نہیں۔ (مقدمہ تفسیر جواہر القرآن ج ۱ص ۴۱)

حضرات ان تمام عبارات سے پتہ چلا کہ کسی نبی ولی پیر فقیر کو پکارنا شرک ہے' اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے حتیٰ کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یا رسول اللہ کر کے بلانے سے بندہ مشرک ہو جاتا ہے۔ چلو ایک وقت کے لیے ہم دیوبندی وہابی علماء کی بات کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ یہ تمام کام مشرکانہ ہیں۔ اب سنئے! تمام دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکار کر اپنی حاجت اپنی مشکل اپنی فریاد پیش کرتے ہیں اور یا نبی اور یا رسول کر کے بلاتے ہیں۔ عرض کرتے ہیں کہ

قید غم سے چھڑا دیجئے مجھے
یا شہِ ہر دوسرا فریاد ہے
آپ کی امداد ہو میرا یا نبی
حال ابتر ہوا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے مرے مشکل کشا فریاد ہے

(کلیاتِ امدادیہ ص ۹۰۔۹۱' دارالاشاعت' کراچی)

حاجی امداد اللہ صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ بعض حضرات "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" بصیغہ خطاب میں کلام کرتے ہیں، اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن یادرکھو اس کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں۔ (شمائم امدادیہ ص ۵۲ مدنی کتب خانہ ملتان)

حاجی امداد اللہ صاحب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے یوں عرض کرتے ہیں کہ

دور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرے رب
کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے اب
ہادیٔ عالم علی مشکل کشا کے واسطے

(کلیاتِ امدادیہ ص ۱۰۳)

حاجی امداد اللہ اپنے مرشد کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا
تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا
بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا
آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا
اے شہِ نور محمد وقت ہے امداد کا

(شمائم امدادیہ ص ۸۴، امداد المشتاق ص ۱۱۶)

مولوی اشرف علی تھانوی مولوی رشید احمد گنگوہی کی خدمت میں یوں عرض کرتے ہیں:

یا مرشدی یا مولائی یا مفزعی
یا ملجائی فی مبدئ ومعادی

اے میرے مرشد! اے میری جائے پناہ! اے میری گھبراہٹ کے سہارا!! ابتداء کا بھی قیامت کا بھی،

ارحم علی یا غیاث فلیس لی
کھفی سوی حبیبکم من زادہ

رحم کیجئے مجھ پر اے میرے فریادرس! نہیں ہے میرے لیے کوئی ٹھکانہ سوا آپ کی محبت کے کوئی توشہ

یـا سیـدی لـلـه شیـئـاً انـه

انتـم لـی الـمـجـدی وانـی جـادی

اے میرے سردار! اللہ کے واسطے مجھے کچھ دو' اے میرے داتا! تم میرے سخی ہو اور میں تمہارا منگتا ہوں۔ (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۱۱۴' مکتبہ بحر العلوم' کراچی)

دیوبندیوں کے جامع معقول ومنقول مولوی محمود الحسن صاحب اپنے پیر مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرنے کے بعد ان کی خدمت میں ان کو حاجت روا سمجھ کر یوں فریاد کرتا ہے۔

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یا رب

گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

(مرثیہ محمود حسن ص ۷ سطر ۱۳۔۱۴' مکتبہ رحیمیہ دیوبند' یوپی)

حضرات اب پوچھئے دیوبندی علماء سے اگر کسی نبی ولی' پیر فقیر کو پکارنا اور یارسول اللہ کا نعرہ لگانا شرک ہے' حرام ہے' بندے کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے تو پھر بسم اللہ پڑھ کر لگایئے' فتویٰ کہ حاجی امداد اللہ' مولوی اشرف علی تھانوی' مولوی محمود الحسن یہ سارے پکے بے ایمان مشرک تھے' ان کا نکاح ٹوٹ گیا تھا' ان کی اولاد حرامی ہے' اگر انصاف سے فتویٰ پر عمل کریں تو پہلے اپنے بزرگوں پر فتویٰ لگاؤ لیکن میں یقین سے کہتا ہوں' کوئی دیوبندی وہابی اپنے علماء پر شرک کا فتویٰ نہیں لگائے گا' پھر سوال کرو ان ظالموں سے اگر یا رسول اللہ کہنے سے پیروں فقیروں مولویوں کو حاجت روا مشکل کشا ماننے سے تمہارے بزرگ مشرک نہیں ہوئے تو سنیوں سے کیوں ناراض ہو' آئے دین غریب سنیوں پر کیوں شرک بدعت کی بمباری کرتے رہتے ہو' کچھ حیا کرو کچھ شرم کرو' مولوی پرستی چھوڑ کر خدا عزوجل پرستی کرو' ظالمو! مرجانا ہے' قبر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کام آنی ہے' ان مولویوں نے کام نہیں آنا' کیونکہ

جہڑے کہندے سن مراں گے نال تیرے اج اونہاں وی بازیاں ہاریاں نی
جہڑے ترسدے سن دیدنوں دن راتیں اج اوہناں وی باریاں ماریاں نی
جدوں باغ وچہ خزاں پر کھولے پنچھی اڑ گئے مار اڈاریاں نی
محمد بوٹیا جھوٹا ای جگ سارا کملی والے دیاں سچیاں یاریاں نی

حضرات! بات بڑی دور آ گئی' میں عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات شریف سے چند دن پہلے اپنے صحابہ کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ مجھے یقین ہے کہ میرے وصال کے بعد میری اُمت شرک نہیں کرے گی اور اشارہ کر کے بتا دیا ہ عنقریب میری تمہاری جدائی کا وقت قریب آ گیا ہے بلکہ بعض روایات بتاتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیٹی سید فاطمہ کو اپنی ازواج اور بعض صحابہ کو واضح طور پر بتا دیا تھا کہ اب میری اور تمہاری جدائی ہونے والی ہے۔

یمن کا قاضی

علامہ کاشفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب معارج النبوت ج ۳ ص ۵۲۷ میں اور دیگر محدثین اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات شریف سے چند دن پہلے یمن کے چند معزز مسلمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے' صلوٰۃ وسلامؐ کے گجرے پیش کر کے سرکار کی بارگاہ میں بیٹھ گئے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے خیریت پوچھی' سب نے اپنی خیریت بتائی پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنے کی وجہ پوچھی' یمن کے لوگوں نے عرض کی: آقا! سب سے پہلے تو آپ کے دیدار کے لیے' آپ کی زیارت کے شوق کے لیے حاضر ہوئے ہیں' دوسری عرض یہ ہے کہ آپ کے صدقے ہمارے ملک یمن میں آسلام کی بہاریں لگ گئی ہیں' لوگ اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر آہستہ آہستہ اسلام قبول کر رہے ہیں' آقا اب مہربانی فرمائیے! ہمیں کوئی عالم عطاء فرمائیے! جو یمن میں جا کر لوگوں کو دین اور اسلام کے مسائل بھی بتائے اور کوئی مقدمہ آ جائے تو اسلام کے مطابق فیصلہ بھی فرمائے اور

ہمیں نماز اور جمعہ کی نماز بھی پڑھائے۔حضرات پتہ چلا کہ قوم کا قاضی جج چیف جسٹس وہ ہو جو حافظ' قاری' عالم اور دینی علوم کا ماہر ہو کیونکہ شریعت کے فیصلے انگریزی کتابوں میں نہیں لکھے ہوتے بلکہ شریعت کا مرکز قرآن اور حدیث ہے۔مگر افسوس آج پورے پاکستان میں ہر عدالت میں چاہے ہائی کورٹ کی عدالتیں ہوں' سول عدالتیں ہوں' سپریم کورٹ کی عدالتیں ہوں' کسی عدالت کا جج یا چیف جج عالم نہیں حافظ قاری نہیں' دینی علوم کا ماہر نہیں' ہر عدالت میں انگریز کے قانون کے مطابق فیصلے ہو رہے ہیں۔افسوس کا مقام نہیں' کلمہ آمنہ کے لال کا پڑھتے ہیں' صدقہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کھاتے ہیں' فیصلے انگریز کے قانون کے مطابق کرتے ہیں۔ڈاکٹر اقبال بڑی پیاری بات فرما گئے کہ

ہائے اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے
جن کا تو چاند تھا وہ تیرے ہالے نہ رہے

تو یمن کے لوگوں نے عرض کی: حضور! ہمیں کوئی عالم عطاء فرمائیں جو ہمارے فیصلے بھی فرمائے' دین کے مسائل بھی بتائے اور ہمیں نماز اور جمعہ کی جماعت بھی کرائے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یمن والوں کی باتیں سن کر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا' جب معاذ حاضر خدمت ہوئے' سرکار نے فرمایا: معاذ! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: معاذ! میں چاہتا ہوں کہ تمہیں یمن کا جج اور قاضی بنا کر یمن بھیج دوں تاکہ تم وہاں کے لوگوں کو نماز اور جمعہ بھی پڑھاؤ' دین کے مسائل بھی بتاؤ اور کوئی مقدمہ آ جائے تو وہ بھی اسلام کے مطابق فیصلہ کرو' تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت معاذ نے ہاتھ باندھ کر عرض کی: آقا! میں آپ کا غلام ہوں' غلاموں سے رائے نہیں پوچھی جاتی' حکم دیا جاتا ہے' جیسے آپ حکم فرمائیں میں حاضر ہوں۔سرکار بڑے خوش ہوئے۔اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امتحان اور انٹرویو لینے کے لیے حضرت معاذ سے پوچھا: معاذ! جب تم حاکم بن کر یمن جاؤ گے تو وہاں کے لوگ تمہارے پاس اپنے مقدمات لے کر آئیں گے تم فیصلہ کیسے کرو گے؟ سبحان اللہ! استاد شاگرد سے سوال فرما رہا ہے' کملی والا اپنے غلام کا امتحان لے رہا ہے'

حضرت معاذ نے عرض کی: آ قا! ''اقضی بکتاب اللّٰہ'' سب سے پہلے میں اس مقدمہ کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے قرآن سے کروں گا۔ ''قال فان لم تجد فی کتاب اللّٰہ'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے معاذ! اگر بظاہر تمہیں وہ فیصلہ قرآن سے نہ ملا تو پھر فیصلہ کیسے کرو گے؟ ''قال بسنۃ رسول اللّٰہ'' حضرت معاذ نے عرض کی: آ قا! پھر میں فیصلہ آپ کے حکم کے مطابق کروں گا' آپ کی حدیث کے مطابق کروں گا۔ حضرات الحمد للہ! قرآن وحدیث میں کائنات کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ ہمیں ملے یا نہ ملے۔ نہ ہونا اور بات ہے نہ پانا اور بات ہے' سمندر میں موتی ہیں مگر ہر کسی کو نہیں ملتے۔ اُسے ملتے ہیں جو دن رات سمندر کی تہ میں غوطے لگاتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں نہیں ملتے مگر امام اعظم' امام شافعی' امام مالک' امام احمد بن حنبل کو مل گئے کیونکہ وہ دن رات قرآن وحدیث کی گہرائی میں ڈوب کر موتی تلاش کرتے رہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: معاذ! اگر تمہیں اس مقدمہ کے فیصلہ کے سلسلے میں کوئی بظاہر آیت نہ ملی تو پھر کیا کرو گے؟ حضرت معاذ نے عرض کی: سوہنیا! پھر میں آپ کے حکم کے مطابق آپ کی حدیث کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ حضرات محدثین کرام فرماتے ہیں کہ جب بھی کوئی فیصلہ کرنا ہو تو سب سے پہلے قرآن کی آیت سے کریں مگر قرآن حدیث کی روشنی میں پڑھ کر فیصلہ کریں کیونکہ جو قرآن آمنہ کے لال نے سمجھا اور کوئی نہیں سمجھ سکتا' اگر قرآن حدیث میں اختلاف نظر آئے تو تاویل کی جائے تاکہ قرآن اور حدیث میں اختلاف دور ہو جائے' موافقت پیدا ہو جائے' اگر موافقت نہیں ہو سکتی تو پھر دیکھا جائے گا کہ حدیث متواتر ہے اور اُس آیت کریمہ کے نزول کے بعد کی ہے تو پھر قرآن کی آیت کو منسوخ مان کر حدیث پاک پر عمل کیا جائے گا جیسے تعظیمی سجدے کی اجازت قرآن سے ثابت ہے' مگر متواتر احادیث مبارکہ بخاری' مسلم' ترمذی' ابن ماجہ' مستدرک' بیہقی' طبرانی' ابوداؤد شریف میں احادیث موجود ہیں' ان سے سجدۂ تعظیمی کی حرمت ثابت ہے تو حدیث پر عمل ہوگا' لہٰذا سجدہ تعظیمی حرام ہے۔

(مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۲۷۹' حرمت سجدۂ تعظیمی امام اہل سنت ص ۱۵)

اگر حدیث متواتر نہ ہو تو حدیث پاک چھوڑ دی جائے گی' قرآن کی آیت پر عمل ہوگا' مثلاً قرآن مجید پ۲' البقرہ: ۲۳۲ کی آیت سے ثابت ہے کہ بالغہ عورت اپنی مرضی سے اپنے کفو میں اپنی برادری میں شادی کر سکتی ہے' لیکن حدیث پاک کا حکم ہے کہ عورت اپنے وارث کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی۔ حنفی علماء نے حدیث پاک چھوڑ کر قرآن پر عمل کا فتویٰ دیا ہے۔ حضرات عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: معاذ! اگر قرآن سے تمہیں اس مقدمہ کا مسئلہ نہ ملا تو پھر کیا کرو گے؟ عرض کی: ''اجتھد برأی'' آقا میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا' اپنی عقل سے قرآن حدیث سامنے رکھ کر کوشش کروں گا کہ اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جو ذہن میں آیا وہی فیصلہ کروں گا۔ حضرات! جب حضرت معاذ نے یہ جواب دیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ناراض ہوئے' غصہ کا اظہار نہیں فرمایا' یہ نہیں فرمایا: معاذ! یہ کیا کہہ رہے ہو میں اجتہاد کروں گا۔ قرآن و حدیث کے ہوتے تو اجتہاد کرے گا' یہ بدعت ہے یہ ناجائز ہے۔ ناں ایسی بات نہیں فرمائی' آج کل وہابی غیر مقلد جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں' منبروں پر بیٹھ کر شور مچاتے ہیں کہ یہ سنی حنفی بدعتی ہیں' یہ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر مجتہدوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں' ہم قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے ہیں' عوام سے پوچھتے ہیں: حضرات بتایئے! سچے کون ہیں؟ آگے جاہل عوام بیٹھی ہوئی ہوتی ہے' کہتے ہیں کہ اہل حدیث سچے ہیں۔ حضرات میں سوال کرتا ہوں کہ وہابی غیر مقلد حضرات سے اگر اجتہاد سے مسئلے نکالنا ناجائز ہے' حرام ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاذ کو منع کیوں نہ فرمایا' یہ کیوں نہ فرمایا: معاذ! قرآن حدیث چھوڑ کر عقل اور قیاس سے فیصلے نہ کرنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے غلام کی بات سن کر غصہ نہیں فرمایا بلکہ خوشی کا اظہار فرمایا' یقین نہ آئے تو ترمذی شریف پڑھئے' ابوداؤد شریف پڑھئے! دارمی شریف اور مشکوٰۃ شریف ''باب العمل فی القضاء والخوف منه'' کا مطالعہ کیجئے۔ حضرت معاذ کی بات سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوشی کا اظہار فرمایا' ''فضرب رسول اللہ صلی اللہ

علیه وسلم علٰی صدرہ ''اور خوشی سے حضرت معاذ کے سینے پر ہاتھ مار کر تھپکی دی' پھر چہرہ والضحیٰ آسمانوں کی طرف اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکرانے کے کلمے ادا کرتے ہوئے عرض کیا: ''الحمد للّٰه الذی وفق رسول ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لائق ہیں جس نے اپنے رسول کے نمائندے کو اُس چیز کی توفیق بخشی'' رسول اللّٰه لما یرضٰی به رسول اللّٰه ''جس سے اس کا رسول راضی ہے۔

(ترمذی شریف' ابوداؤد شریف' دارمی شریف' مشکوٰۃ شریف' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۳۷۹)

حضرات جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے شاگرد کا انٹرویو لے لیا' حضرت معاذ امتحان میں کامیاب ہو گئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاذ سے فرمایا: جاؤ گھر والوں کو بتاؤ کہ مجھے آمنہ کے چن نے یمن کا قاضی بنا دیا ہے' پھر سارے گھر والوں سے مل بھی آؤ اور ضروری سامان بھی ساتھ لے آؤ۔ حضرت معاذ گھر تشریف لے گئے' تھوڑی دیر کے بعد اجازت لے کر سرکار کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بلال! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: مسجد والے کمرے میں عمامہ پڑا ہے' وہ اُٹھا کر لے آؤ۔ حضرت بلال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ پاک اُٹھا کر لے آئے' نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گورے گورے اور ید اللہ والے ہاتھوں سے پکڑ کر حضرت معاذ کے سر پر رکھ دیا۔ صدقے جاؤں معاذ تیرے مقدر پر' تجھے نبیوں کا امام اپنے بے مثل ہاتھوں سے اپنا عمامہ سر پر پہنا رہا ہے' کسی کو کسی ولی کا عمامہ ملا' کسی کے سر پر پیر سیال نے عمامہ رکھا' کسی کے سر پر شیر ربانی نے عمامہ باندھا' کسی کے سر پر مہر علی نے عمامہ رکھا' کسی کو داتا علی نے عمامہ بندھوایا' کسی کو غوث جلی نے اپنا عمامہ عطاء فرمایا' کسی کو مولا علی نے عمامہ عطاء فرمایا' کسی کے سر پر میرے پیر صدیق اکبر نے عمامہ رکھا' معاذ تیری قسمت پر قربان جاؤں تجھے اللہ تعالیٰ کے ماہی نے اپنا عمامہ عطاء فرمایا۔

منگن والیاں منگ کیہ منگنا ایں منگ منگ جو ہووے اُمنگ تیری
کاہنوں منگناں ایں اوہدے سنگ ہو جاناں سنگ جے لتھ جائے سنگ تیری

بوہے کھل گئے جدوں خزانیاں دے ہو جانی ایں عقل وی دنگ تیری
اُدھر حد نئیں کرم نوازیاں دی اِیدھر ہے ناصر جھولی تنگ تیری

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا عمامہ پاک حضرت معاذ کے سر پر رکھا' جبریل سرکار کے قدموں کو چومنے کے لیے ترستا ہے' مگر صدقے جاؤں حضرت معاذ کے مقدر پر آپ کے سر پر سرکار نے اپنا عمامہ رکھ دیا' کون سا عمامہ' جس کی قسمیں اللہ تعالیٰ قرآن میں اُٹھاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور کا عمامہ باندھ کر مکہ شریف کی گلی میں نکلے تو خالق کائنات کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر مکہ کے کافر جلنے لگے' انہوں نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تمہیں نبی نہیں مانتے تو نبی نہیں ہے' تجھے اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنایا ہی نہیں ہے۔ معاذ اللہ! آمنہ کے چن نے دکھیوں کے سجن نے چہرۂ انور آسمان کی طرف اٹھایا' عرض کی: اے خالق کائنات! تو کہتا ہے کہ اعلان کر دے میں ساری کائنات کی طرف رسول بن کے آیا ہوں' مگر یہ مکہ کے چودھری' قریشی وڈیرے' زمیندار' مال دار مجھے تیرا رسول مانتے ہی نہیں' قدرت نے مسکرا کر فرمایا: محبوب! جو لعین تجھے نہیں مانتا نہ مانے' تو مجھے مانتا آ میں تجھے مانتا آؤں گا' سوہنیا! ہم کسی کے ماننے کے محتاج نہیں' توں کہہ دے لا الٰہ الا اللہ' میں عرشوں سے کہتا ہوں: محمد رسول اللہ' جو نہیں مانتا وہ جائے جہنم میں۔ سبحان اللہ! خالق کائنات نے فرمایا: یہ نہیں مانتے نہ مانیں میں جو اعلان کر رہا ہوں "یٰسٓ ۝ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ" (پ۲۲' یٰسین: ۱-۳) اے ساری کائنات کے سردار نبی! مجھے قسم ہے قرآن حکیم کی' تم میری طرف سے رسول بن کے گئے ہو۔ سبحان اللہ! عاشقوں کا امام بولا کہ

تیرے ہی ماتھے رہا اے جانِ سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا
تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

حضرات میرے نبی کو حضرت معاذ سے کتنا پیار ہے کہ اپنا عمامہ غلام کو عطاء فرما رہے ہیں' جب آقا کو اتنا پیار ہے' سو پھر غلام کو کتنا پیار ہوگا۔ حضرت معاذ ایک مرتبہ ملک شام سے سرکار کی بارگاہ میں زیارت کے لیے حاضر ہوئے تو ''**سجد للنبی صلی اللہ علیہ وسلم**'' انہوں نے آتے ہی درود و سلام پڑھ کے سرکار کو سجدہ کیا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب حضرت معاذ کو سجدہ کرتے دیکھا تو سرکار نے فرمایا: ''**ما ھذا یا معاذ**'' اے معاذ! یہ کیا ہے؟ حضرت معاذ نے عرض کیا: میں ملک شام میں تجارت کے لیے گیا تھا میں نے دیکھا کہ عیسائی حضرات ''**یسجدون لا ساقفیھم و لطاقتھم**'' اپنے علماء کو اپنے سرداروں کو اپنے فقیروں کو سجدہ کرتے ہیں' میں نے شام کے عیسائیوں سے پوچھا کہ تم لوگ اپنے بزرگوں کو اور علماء کو سجدے کیوں کرتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: ''**قالوا تحیۃ لانبیآء ھم**'' کہ ہم سجدہ کر کے اپنے نبیوں کی تعظیم کرتے ہیں' یہ نبیوں کی عزت ہے چونکہ علماء نبیوں ؑ کے علوم کے وارث ہیں' اس وجہ سے ہم علماء کو بھی سجدہ تحریمی کرتے ہیں۔ عیسائی تو اپنے علماء کی اتنی عزت کرتے ہیں اور مسلمانوں کا کیا حال ہے' مسجد میں نماز پڑھ کے باہر آ کے اسی امام کے یا خطیب کے گلے اور شکوے شروع کر دیتے ہیں' کتنا افسوس ہے ایسے نمازیوں پر جو اپنی زندگی کی نمازیں برباد کر بیٹھتے ہیں۔ حضرات جو اپنے علماء حق کا ادب کرتا ہے' وہ یوں سمجھے کہ میں تاجدارِ مدینہ کا ادب کر رہا ہوں کیونکہ علماء حق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منبر و محراب کے وارث ہوتے ہیں۔

تیری یاد وچ روندیاں رہن اکثر میری اکھیاں نوں دجلہ نیل کر دے
موضوع عشق و محبت دا رہے چھڑیا جویں کیس چ بحث وکیل کر دے
تیری آل اصحاب دا بناں نوکر ناصر شاہ دے نین اپیل کر دے
توں تے توں ایں تیرے نواسیاں دا کملی والیا ادب جبریل کر دے

تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: معاذ! یہ مجھے سجدہ کیوں کیا ہے؟ عرض کی: آقا! ملک شام کے عیسائی اپنے علماء' اپنے پیروں کا نبیوں کی وجہ سے ادب احترام کرتے

ہوئے سجدہ کرتے ہیں'' قلت فنحن احق ان نصنع نبینا '' تو میں نے دل میں سوچا کہ ہمارا تو پھر اس سے بھی زیادہ حق بنتا ہے کہ ہم اپنے پاک نبی کو سجدہ کریں' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: معاذ! یہ عیسائی جھوٹے ہیں' اللہ تعالیٰ کے کسی نبی نے کبھی کسی اپنے اُمتی کو سجدہ کرنے کا حکم نہیں فرمایا' جس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں ردّ وبدل کرلیا ہے' اسی طرح انہوں نے یہ بھی بات نبیوں کی طرف غلط منسوب کردی' خبردار! ''فلا تفعلوا '' آج کے بعد ایسا کام نہ کرنا' آج کے بعد مجھے سجدہ نہ کرنا' اگر اللہ تعالیٰ کے بعد کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو ''لامرت المرأة ان تسجد لزوجها من عظم حقه علیها '' تو میں ہر مسلمان عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کریں کیونکہ شوہر کے عورت پر بہت زیادہ حقوق ہوتے ہیں۔

(ابن ماجہ شریف' ابن حبان' مسند امام احمد' مستدرک' حرمت سجدہ تعظیم ص ۲۵۔۲۷)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرمارہے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے بعد کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں' لیکن آج کل کیا حال ہے عورتوں نے شوہروں کو کان پکڑوائے ہوئے ہیں' مردوں کو ذلیل کیا ہوا ہے' کئی عورتیں اتنی بدتمیز ہیں کہ گالی کے بغیر بولتی نہیں' اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت عطاء فرمائے۔ تو عرض یہ کررہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا عمامہ پاک حضرت معاذ کے سر پر باندھا' پھر اپنے ہاتھوں سے حضرت معاذ کو اونٹنی پر سوار کیا' پھر فرمایا: معاذ! سواری کو اُٹھاؤ اور چلو' حضرت معاذ نے سرکار کے مقدس ہاتھوں کو بوسہ دیا' پھر سواری کو اشارہ فرمایا' اونٹنی اُٹھ کے کھڑی ہوگئی' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: معاذ! اپنی اونٹنی کی مہار مجھے پکڑاؤ' حضرت معاذ نے مہار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کی' سرکار چند صحابہ کو ساتھ لے کر حضرت معاذ کی سواری کی مہار پکڑ کر پیدل چل پڑے۔ سبحان اللہ! حضرات توجہ کرو! غلام سواری پر ہے آقا مہار پکڑ کر جارہا ہے' اُمتی اونٹنی پر سوار ہے نبی پیدل چل رہا ہے' کوئی دنیا کا بادشاہ' دنیا کا سلطان کہ ایک عام آدمی کو سواری پر سوار کر

کے خود پیدل چلے؟ نہیں کوئی نہیں' یہ صرف اور صرف ہمارے لجپال نبی کی لجپالی ہے کہ نوکر سوار ہے' آقا پیدل جا رہا ہے۔

رسول ہم کو رسولوں کے تاجدار ملے
نبی ملے ہمیں ہمدرد و غم گسار ملے
حضور آپ کا در ایک بار دیکھا ہے
ہے التجا یہ سعادت پھر ایک بار ملے

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت معاذ کی سواری کی مہار پکڑ کر پیدل چلے تو حضرت معاذ نے عرض کی: آقا! یہ کیا؟ فرمایا: کیا ہوا ہے؟ عرض کی: آقا! میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ غلام سوار ہو' آقا پیدل ہو' مرید اوپر ہو پیر نیچے ہو' اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدل ہو' معاذ سواری پر سوار ہو' آقا! میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ سبحان اللہ! کیا ادب ہے صحابی کے دل میں۔ حضرات یہ ادب اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے جسے نصیب ہو جائے وہ بندہ بڑے مقدر والا ہے' جسے یہ دولت مل جائے حضرات سنی حنفی بریلوی مسلک کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ سنی بے ادب نہیں ہوتا' آپ مسلمانوں کے سارے مسالک دیکھیں' ان کی تحقیق کریں' کوئی مسلک نبیوں کا بے ادب ہے' کوئی صحابہ کا گستاخ ہے' کوئی آلِ نبی اولادِ علی کا دشمن ہے' کوئی ولیوں کا بے ادب ہے' مگر اصلی اور ایک نمبر سنی سب کا غلام ہے' اصل سنی سب کا ادب کرتا ہے' نبی کریم کے نعرے مارے تو اصل سنی' صحابہ کے گیت گائے تو اصل سنی' آلِ نبی سے پیار کرے تو سنی' ولیوں کا عرس منائے تو اصل سنی' کیوں کہ سنی با ادب جماعت ہے۔

پہلی منزل عشق ادب دی تے بناں ادب مراد نہ پاوے
بے ادباں دی بستی اندر کدی ٹھنڈی وا نہ آوے
ادب توں ودھ عبادت کیہڑی جہڑی اللہ تے پہچاوے
اعظم اُس دے بخت سوتے تے جہنوں ایہہ دولت مل جاوے

حضرت معاذ نے عرض کی: سوہنیا! مجھے بے ادب نہ کرو' آپ آرام فرمائیں! میں اب چلا جاؤں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: معاذ! پریشان نہ ہو' تو بے ادب نہیں' میں تو ثواب کی نیت سے تیرے ساتھ چل رہا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہر قدم پر اجر و ثواب عطاء فرمائے۔ معاذ! میں تمہیں مدینہ شریف کی پہاڑی ثنیہ تک چھوڑنے جاؤں گا تا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ثواب بھی عطاء کرے اور تمہیں چند وصیتیں بھی کر سکوں' اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم تھا حضرت معاذ مجبوراً خاموش ہو گئے' حضرت معاذ فرماتے ہیں: میں سواری پر سوار تھا "یمشی تحت راحلته" آمنہ کا لال حسنین کا مقدس نانا میرے ساتھ پیدل چل رہا ہے۔ صدقے جاؤں یہ وہ شان والا رسول ہے جو معراج کی رات نوری براق پر سوار ہو کر اللہ تعالیٰ کا مہمان بنا' پر آج غلام کی سواری کی مہار پکڑ کر پیدل جا رہا ہے۔ کھڑی کے تاجدار نے بڑی پیاری بات فرمائی کہ

پیراں دے وچہ عرش معلیٰ تے موڑھے کملی کالی
دُکھیاں دے دکھ ونڈن والا تے آیا جگ دا والی

حضرت معاذ اونٹنی پر سوار ہیں' سرکار ساتھ جا رہے ہیں اور یمن میں رہنے کے طریقے بھی بتاتے جاتے ہیں۔ سرکار نے فرمایا: معاذ! تو یمن میں تاجر بن کے نہیں جا رہا' مہمان بن کے نہیں جا رہا' سیر و سیاحت کے لیے نہیں جا رہا بلکہ میرا نمائندہ بن کے جا رہا ہے' وہاں جا کر ایسی زندگی گزارنا کہ لوگ تمہیں دیکھ کر رشک کریں' لوگ آپس میں بیٹھ کر اقرار کریں کہ واقعی معاذ پر اللہ تعالیٰ کے رسول کا رنگ چڑھا ہوا ہے' یہ نبی کے رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ جب یمن جانا تو متقی بن کے رہنا' ہمیشہ سچ بولنا کیونکہ لوگ تجھے دیکھ کر اسلام کا نقشہ ذہن میں بٹھائیں گے' جب کسی سے کلام کرنا تو پہلے اس سے سلام کرنا' جب تک یمن میں رہنا تو زندگی بالکل سادہ گزارنا' جب کسی سے بات کرنا محبت سے اور مسکرا کر بات کرنا' امین اور دیانت داری کا مظاہرہ کرنا' ہمیشہ لوگوں کو نیکی کا حکم دینا برائی سے منع کرنا' پڑوسیوں کے حقوق کا خیال کرنا' دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا اور یہ یاد رکھنا کہ میں

نے ایک دن مرنا ہے، کبھی کسی کو گالی نہ دینا، جھوٹے بندے پر کبھی اعتبار نہ کرنا، اے معاذ! میں جو چیز اپنے لیے پسند کرتا ہوں وہ تیرے لیے بھی پسند کرتا ہوں۔ سرکار اپنے غلام کو جب یہ وصیتیں فرما چکے تو اُدھر ثنیہ پہاڑی بھی آ گئی، اب حضرت معاذ سرکار کی بارگاہ میں آخری سلام عرض کر کے رخصت ہونے لگے تو کملی والے نے فرمایا: معاذ! جو میں نے باتیں کی ہیں ان پر سختی سے عمل کرنا۔ حضرت معاذ نے قدم چوم کر ہاتھوں کو بوسہ دے کر عرض کی: آقا! آپ فکر نہ کریں انشاء اللہ! میں ان باتوں پر ضرور عمل کروں گا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: معاذ! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: اچھا! اب جانے سے پہلے مجھے جی بھر کے دیکھ لو، عرض کی: آقا! آپ یہ بات کیوں فرما رہے ہیں، سرکار نے فرمایا: اس لیے کہ ''انك عسى ان لا تلقاني بعد عامي هذا '' ہو سکتا ہے آج کے بعد تیری میری ملاقات نہ ہو سکے، عرض کی: آقا! کیوں؟ فرمایا: ''ولعلك ان تمر بمسجدي هذا وقبري ''فرمایا: معاذ! اب جب تم مدینہ شریف مسجد نبوی میں آؤ گے تو میری قبر کی زیارت کرو گے۔

تیرا ساڈا میل نہیں ہونا تے ہن دنیا اُتے بھائی
چل ملاں گے حشر دیہاڑے تے کہن رسول الٰہی

حضرات توجہ فرمائیں! سرکار کیا فرما رہے ہیں کہ اے معاذ! یہ تیری میری آخری ملاقات ہے۔ وہابی دیوبندی غیر مقلد اہل حدیث حضرات کہتے ہیں کہ سرکار کو کل کی خبر نہیں، بتایئے! سرکار کو غیب تھا یا نہیں، حضور کو پتہ تھا کہ نہیں! میں نے فلاں دن دنیا چھوڑ دینی ہے؟ سرکار کو پتہ تھا، پتہ نہ ہوتا تو بتاتے کیسے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ مختصر کلمہ فرما کے پانچ غیب کی خبریں بتا دی: (۱) کہ ہم عنقریب وفات پا جائیں گے (۲) ہماری وفات باہر نہیں مدینہ شریف میں ہو گی (۳) ہماری قبر انور جنت البقیع میں نہیں مسجد نبوی میں بنے گی (۴) معاذ تو ہماری وفات کے بعد بھی زندہ رہے گا (۵) معاذ جب آئے گا تو ہماری قبر کی زیارت کرے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: معاذ! میرا آج کے

جی بھر کے دیدار کر لے' پھر تو آئے گا تو قبر کی زیارت کرے گا' حضرت معاذ نے جب سرکار کی زبانِ اقدس سے سنا تو اعتراض نہیں کیا' یہ نہیں کہا: آقا! کون کب مرے گا یہ تو غیب کی خبریں ہیں' آپ کو کیسے پتہ چل گیا۔ سرکار ہو سکتا ہے میں یمن جا رہا ہوں راستے میں میری موت آ جائے۔ آپ کو کیا پتہ؟ یہ نہیں کہا کیونکہ حضرت معاذ' رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے' کوئی نجدی وہابی تو نہیں تھے۔ صحابی مان گیا' وہابی نہیں مانتے' کیوں نہیں مانتے اس کا جواب تاجدار کھڑی میاں محمد نے دیا کہ

قدر نبی دا ایہہ کی جانن تے دنیا دار کمینے
قدر نبی دا جانن والے تے سوں گئے نی وچہ مدینے
قدر نبی دا ایہہ کی جانن تے نجدی لوگ کمینے
قدر نبی دا سوہنے سنی جانن تے صاف جنہاندے سینے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہہ فرمایا کہ معاذ! میرا آخری دیدار کر لو تو حدیث پاک میں آتا ہے: ''**فبکی معاذ جشعا الغراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** ''حضرت معاذ سن کر رونے لگ گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں آہیں نکل گئیں' اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دلاسا دیا' فرمایا: معاذ صبر کرو! عرض کی: آقا! اس غلام کو کیسے صبر آئے جس کو پہلے پتہ چل جائے کہ میرا آقا دنیا چھوڑ کر جانے لگا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: معاذ! پریشان نہ ہو' ''**ان اولی الناس بی المتقون من کانوا وحیث کانوا** ''ہمیشہ تقویٰ والی زندگی بسر کرنا کیونکہ میرا نیک اور متقی امتی مجھ سے دور نہیں' میں ہر وقت اس کے قریب ہوں' وہ میرے قریب ہے' چاہے وہ کائنات میں جہاں رہتا ہو۔

(مسند امام احمد' مشکوٰۃ شریف' مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۷ ص ۵۴۔۵۵)

حضرات پتہ چلا سرکار ہر مؤمن کے قریب ہیں' اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتا ہے: ''**اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ** ''(پ ۲۱' الاحزاب: ۶۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لوگو!

میرے نبی کو اپنے سے دور نہ سمجھنا بلکہ میرا نبی ہر مؤمن کی جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اسی لیے ہم اصلی ایک نمبر سنی کہتے ہیں کہ ہمارا نبی جسمانی طور پر مدینہ میں ہے، روحانی اور نورانی طور پر ہر مؤمن کے سینے میں ہے، ہاں! اگر کرم فرمائیں تو سرکار غلاموں کے پاس جسمانی طور پر بھی تشریف لا سکتے ہیں۔

آکھیں سوہنے نوں وائے نی جے تیرا گزر ہووے
میں مر کے وی نہیں مرنا جے تیری نظر ہووے
دیوانیو بیٹھے رہو محفل نوں سجا کے تے
شاید میرے آقا دا ایتھوں وی گزر ہووے؛

حضرت معاذ سرکار کی قدم بوسی کر کے روتے روتے اجازت لے کر یمن کی طرف روانہ ہو گئے، یمن کے لوگوں نے آپ کا بڑا پرجوش استقبال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نائب ہمارے پاس تشریف لایا ہے، یمن کے بڑے بڑے زمیندار، مال دار، جاگیدار جو سرکار کی غلامی میں کلمہ پڑھ کے آ چکے تھے، انہوں نے آپ سے ملاقات کی، ایک رئیس نے کہا: حضور! یمن کے بڑے بڑے لوگوں نے آپ کی دعوتوں کا بڑا انتظام کیا ہے۔ آج فلاں رئیس کے گھر آپ کی دعوت ہے، کل فلاں زمیندار کے گھر، پرسوں فلاں نواب کے گھر میرے جیسا کوئی ہوتا یا کوئی ملاں ملواناں ہوتا تو بڑا خوش ہوتا کہ چلو اچھے کھانے کھائیں گے، موجیں اڑائیں گے مگر وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رنگ میں رنگا ہوا تھا، آپ نے فرمایا: آپ حضرات کی بڑی مہربانی، میں یہ دعوتیں قبول نہیں کر سکتا، یمن کے امراء نے عرض کی: حضور! وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوں، میرے نبی ایک دن کھاتے ہیں ایک دن بھوکے رہتے تھے، میں بھی سرکار کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے اسی طرح زندگی گزاروں گا۔ لوگوں نے بڑا اصرار کیا مگر حضرت معاذ نے سب سے معذرت کر لی، پھر یمن کے لوگوں نے آپ کو بڑے بڑے بنگلے دکھائے، بڑی بڑی حویلی دکھائی، حضور! آپ جو بنگلہ جو کوٹھی

پسند فرمائیں وہ حاضر ہے‘ حضرت معاذ نے فرمایا: میرے بھائیو! یہ بنگلے یہ کوٹھیاں یہ بڑی بڑی حویلیاں آپ کو مبارک ہوں‘ میں تو مسجد کے کسی حجرے میں رہنا پسند کروں گا۔ سبحان اللہ! قربان جاؤں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام پر‘ ہے یمن کا چیف جسٹس لیکن فرماتے کیا ہیں؟ مجھے کوٹھیاں بنگلہ نہیں صرف مسجد کا حجرہ چاہیے۔ آج جا کر پاکستان کے چیف جسٹس کی رہائش دیکھئے آپ کو پتہ چلے گا کہ چیف جسٹس کیا بلا ہے۔ آٹھ کنال میں عالی شان کوٹھی‘ پھر کوٹھی میں دنیا کی ہر سہولت موجود‘ کئی کئی ایئر کنڈیشنڈ کاریں‘ پھر دس بیس پولیس کے پہرے دار‘ پھر لاکھوں روپے ماہانہ تنخواہ۔ مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بنایا ہوا چیف جسٹس کیا کہتا ہے یمن والوں کو: کوٹھیاں بنگلے تمہیں مبارک‘ مجھے تو مسجد میں ایک چھوٹا سا کمرہ مل جائے‘ دعا کرو اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو بھی عیش و عشرت سے نکال کر سادہ زندگی بسر کرنے کی اور ملک کے عوام کی خدمت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین! حضرت معاذ مسجد میں جمعہ جماعت پڑھاتے ہیں‘ لوگوں کو دینی مسائل بتاتے ہیں‘ کوئی مقدمہ آ جائے تو قرآن و حدیث کے مطابق فیصلہ فرما دیتے ہیں حضرت معاذ یمن میں دو سال تک چیف جسٹس کے عہدے پر رہے۔ حضرت معاذ یمن میں ہی تھے کہ ہجرت کا گیارھواں سال تھا‘ ربیع الاول شریف کی دو تاریخ تھی پیر کا دن تھا‘ سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا‘ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے چند روز پہلے حضرت معاذ نے عشاء کی جماعت کرائی‘ جماعت کرانے کے بعد اپنے حجرے میں تھوڑی دیر کے لیے لیٹے تو آپ کی آنکھ لگ گئی‘ آپ کو نیند آ گئی‘ آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں اور آپ سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہیں آپ نے خواب میں سرکار کی قدم بوسی کی‘ پھر بڑے ادب سے عرض کیا کہ آقا کیا حال ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: معاذ! بس اب تیاری ہے‘ میں دنیا چھوڑ کر جا رہا ہوں‘ میری زندگی کے آخری لمحات ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرما کر آنکھوں سے غائب ہو گئے‘ حضرت معاذ کی آنکھ کھل گئی‘ اُٹھ کر بیٹھ گئے آنکھوں میں آنسو جاری ہو

گئے، چاروں طرف دیکھا کچھ نظر نہ آیا، دل میں خیال آیا، شاید یہ خواب ہو، یہ خیال ہو، وضو کر کے ساری رات نفل پڑھتے رہے، جب دوسرا دن آیا تو آپ نے پھر عشاء کی جماعت کرائی، جماعت کرانے کے بعد پھر بستر پر لیٹے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار ہو گیا، سرکار کے قدم چومے، ہاتھوں کو بوسہ دیا، پھر عرض کی: آقا! اب طبیعت کیسی ہے؟ مزاج شریف کیسا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: معاذ! تم طبیعت کی بات کرتے ہو، مزاج پوچھتے ہو، ہم تو مدینہ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں چلے گئے ہیں، ہمارا وصال ہو گیا ہے، ہم دنیا چھوڑ گئے ہیں۔ حضرت معاذ نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانِ اقدس سے یہ سنا تو خواب میں ہی چیخیں نکل گئیں، روتے روتے آنکھ کھل گئی، پھر رو رو کر کہنا شروع کر دیا: ''وا محمداہ وا محمداہ صلی اللہ علیہ وسلم''

سینے دے وچہ اُوسے ویلے تے مارے تیر جدائیاں
ایہہ کی سدسنہڑا ملیا، تے مینوں یارب عزوجل سائیاں

حضرت معاذ اتنا درد سے روئے کہ اڑوس پڑوس کے لوگ بھی بھاگ کر دوڑتے مسجد نبوی آ گئے کہ اللہ تعالیٰ خیر کرے، ہمارے قاضی صاحب ہمارے دین کے رہبر کو کیا ہو گیا ہے، مردوں اور عورتوں نے پوچھنا شروع کر دیا، حضور! آپ بڑے درد سے رو رہے ہیں، خیر تو ہے؟ حضرت معاذ نے فرمایا: یہ میں بعد میں بتاؤں گا، پہلے تم میری سواری کا بندوبست کرو میں مدینہ شریف جانا چاہتا ہوں۔ لوگوں نے عرض کی: حضور! رات اندھیری ہے، مدینہ شریف بڑا دور ہے، صبح چلے جانا۔ فرمایا: لوگو! مجھے روکو نہیں میں ابھی جانا چاہتا ہوں۔ عرض کی گئی: حضور! کچھ بتائیں تو سہی کہ ہوا کیا ہے؟ حضرت معاذ نے فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ کے آخری نبی وصال فرما گئے ہیں، یمن کے مسلمان بھی رونے لگ گئے، لوگوں نے عرض کی: حضور! آپ کو پتہ کیسے چلا ہے؟ حضرت معاذ نے فرمایا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے خود خواب میں ابھی بتا کر گئے ہیں کہ اے معاذ! میں مدینہ چھوڑ آیا ہوں، تو نے ابھی یمن نہیں چھوڑا۔ لوگوں نے عرض کی: حضور! ہو سکتا ہے یہ صرف خیال ہو

حضرت معاذ نے فرمایا: یہ خیال نہیں یہ حقیقت ہے کیونکہ تاجدارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود کئی مرتبہ فرمایا تھا کہ "من رانی فی المنام" اگر کوئی بندہ خواب میں میری زیارت کرے "فقد رانی" وہ یقین کر لے کہ اس نے میری ہی زیارت کی ہے کیونکہ "فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی" شیطان میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ میری مثل بن سکے۔ (بخاری شریف ج اص ۲۱)

حضرات اللہ تعالیٰ نے شیطان کو بڑی طاقت عطاء فرمائی ہے' وہ ہر بندے کا روپ دھار کر سامنے آ سکتا ہے' شیطان پاورفل طاقت کا مالک ہے مگر اس میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ نبی کی مثل بنے۔ کتنے بدنصیب ہیں یہ صدقات' زکوٰۃ پر پلنے والے ملوانے جو نبی کی مثل بننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ پاگلا یہاں کوئی ایم پی کی مثل نہیں بننے دیتا تو اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل بننے کا دعویٰ کرتا ہے' پھر تو تو شیطان سے بھی دو ہاتھ آگے نکل گیا کیونکہ جو کام شیطان نہیں کر سکتا' وہ چیلے کرتے پھرتے ہیں۔ حضرات نبی کی مثل بننا کمال نہیں بلکہ حسین کے نانے کا غلام بننا کمال ہے۔

تُوں نئیں محرم شان نبی دا تے کیوں کرنا ایڈ بے باکی
اُس نوں اپنے ورگا آکھے جہندے خادم نوری خاکی
جس نوں خالق کول بلا کے دسے سارے راز افلاکی
اعظم اُس دے ورگا کہڑا جہندے سر تے تاج لولاکی

حضرت معاذ نے فرمایا: لوگو! یہ صرف میرا خیال نہیں بلکہ یہ حقیقت ہے کہ میرے نبی کا وصال ہو گیا ہے' حضرت معاذ سواری پر سوار ہو کر مدینہ شریف کی طرف چل پڑے' ادھر سرکار کے وصال کے بعد صدیق اکبر نے حضرت معاذ کو ایک خط لکھا کہ بھائی معاذ! نہایت افسوس کے ساتھ آپ کو اطلاع دی جا رہی ہے کہ وہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام جس نے اپنے بے مثل ہاتھ سے تجھے اپنا عمامہ باندھا تھا جو تیری سواری کی مہار پکڑ کر تجھے وصیتیں کرتا کرتا ثنیہ کی پہاڑی تک گیا' وہ لجپال نبی ربیع الاوّل پیر کے دن وصال فرما گئے

ہیں' ہمیں جدائی والا صدمہ دے گئے ہیں' اللہ تعالیٰ ہمارے آقا کی ذات پر بے شمار درود و سلام کی لڑیاں نچھاور فرمائے اور ہم سب کو صبر کی توفیق عطاء فرمائے' یہ خط لکھنے کے بعد صدیق اکبر نے حضرت عمار بن یاسر کو عطاء فرمایا کہ یہ خط یمن میں حضرت معاذ تک پہنچا آؤ' حضرت عمار خط لے کر مدینہ شریف سے یمن کی طرف چلے' اُدھر حضرت معاذ یمن سے مدینہ شریف کی طرف چلے' حضرت معاذ دورانِ سفر روتے بھی آتے ہیں اور کہتے بھی آتے ہیں: آقا! آپ نے بڑی جلدی فرمائی ہے کم از کم اس غلام کو تو مدینہ شریف آ لینے دیتے تا کہ آخری بار دیدار کر لیتا' اُدھر حضرت عمار اونٹ پر سوار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے جاتے ہیں: اے پیارے رب العالمین! مجھے جلدی یمن پہنچا دے تا کہ بھائی معاذ کو یہ جلدی خبر پہنچ جائے' پھر رو پڑتے ہیں' اتفاق سے سامنے سے حضرت معاذ بھی تشریف لے آئے' رات اندھیری' پہچان نہ سکے کہ یہ کون ہے' حضرت معاذ نے یہ سمجھا کہ شاید یہ بھی کوئی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیوانہ ہے جو رات کو جنگلوں میں روتا پھرتا ہے' حضرت معاذ نے آواز ماری: اے رونے والے بھائی! تو کون ہے اور کہاں جا رہا ہے؟ اُدھر سے حضرت عمار نے پوچھا: بھائی جی! پہلے تو بتا کہ تو کہاں جا رہا ہے؟

کون کوئی توں کتھے جاناں تے قاصد بول پکارے
کہے معاذ اسی چلے مدینے تے درد غماں دے مارے

حضرت معاذ نے اب پوچھا: بھائی جی! آپ کون ہیں؟ حضرت عمار نے کہا: بھائی جی! میرا نام عمار بن یاسر ہے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحابی ہوں' یمن جا رہا ہوں وہاں حضرت معاذ رہتے ہیں انہیں بتانے جا رہا ہوں کہ نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے پردہ فرما گئے ہیں' سرکار کا وصال ہو چکا ہے۔ حضرت معاذ نے جب بات سنی تو غش کھا کر اونٹ سے نیچے گر پڑے' حضرت عمار بھی اونٹ سے نیچے اُترے کہ دیکھوں تو سہی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سن کر اونٹ سے گرنے والا کون عاشق ہے' جب حضرت عمار قریب گئے تو پہچان گئے کہ یہ تو حضرت معاذ ہیں' آپ نے حضرت

معاذ کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھا' چہرے پر پانی ڈالا' حضرت معاذ ہوش میں آ گئے' پھر رو کر فرمایا: بھائی عمار! تو تو اب بتا رہا ہے مجھے اللہ تعالیٰ کا رسول خود خواب میں آ کر اپنے وصال کی خبر دے گیا ہے۔ اچھا یہ بتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد صحابہ کرام پر کیا گزری ہے؟ حضرت عمار نے فرمایا: بھائی معاذ! وہی حال ہے جو آپ کا حال ہے' ہر صحابی غم کے دریا میں ڈوبا ہوا ہے' سارا مدینہ تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے' ہر طرف سے رونے کی آوازیں آتی ہیں' انسان تو ایک طرف سرکار کی جدائی میں درندے' پرندے' حیوانات' نباتات حتیٰ کہ مدینہ شریف کے درو دیوار بھی رو رہے ہیں' حضرت معاذ سن کر آہیں مار کر رونے لگے' روتے روتے مدینہ شریف کی طرف چل پڑے' جب مدینہ شریف پہنچے تو سب سے پہلے مؤمنوں کی ماں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے آستانے پر تشریف لائے' دروازے پر دستک دی' اندر سے اماں عائشہ نے رو کر فرمایا: کون ہے دُکھیوں اور مغموموں کے دروازے پر دستک دینے والا۔ حضرت معاذ نے رو کر عرض کی: امی جان! میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خادم معاذ بن جبل ہوں۔ سیدہ عائشہ نے اپنی کنیز کو حکم دیا: جا جا کر دروازہ کھول اور حضرت معاذ کو کمرے میں بٹھا' کنیز نے دروازہ کھول کر حضرت معاذ کو کمرے میں بٹھایا' تھوڑی دیر کے بعد مؤمنوں کی ماں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبوب بیوی سیدہ عائشہ پردے کے پیچھے تشریف لائیں' حضرت معاذ نے رو کر اماں کو سلام عرض کیا' سرکار کے وصال پر افسوس کا اظہار کیا' جب سیدہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام سنا تو روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں' حضرت معاذ نے بھی رونا شروع کر دیا' کافی دیر تک سیدہ عائشہ اور حضرت معاذ روتے رہے' پھر حضرت معاذ نے عرض کی: امی جان! ذرا یہ بتاؤ کہ سرکار کب بیمار ہوئے' کتنے دن بیمار رہے اور کیسے فوت ہوئے؟ پھر صحابہ نے آمنہ کے لال کو کیسے دفن کیا؟ سیدہ عائشہ نے فرمایا: بیٹا! ناراض نہ ہونا مجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ میں تمہیں یہ سارے واقعات سناؤں' تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورِ نظر لختِ جگر سیدہ طیبہ طاہرہ زاہدہ حضرت سیّدہ فاطمہ کی خدمت میں

جاؤ' ان سے ان کے باپ کی تعزیت بھی کرو اور یہ سارے واقعات بھی پوچھو' شاید میرے آقا کی بیٹی تمہیں بتا دے۔ حضرت معاذ سلام کر کے حضرت سیدہ فاطمہ کے آستانے پر تشریف لائے' کون فاطمہ!

کیہڑی عورت اے وچہ کونین جس نے زہراں وانگ پائی شان جلی ہووے
جس دے پتر حسنین جے لال ہوون تے سرتاج جس دا مولا علی ہووے
جس دے در اُتے خدمت کرن خاطر ہر اک حور فردوس کھڑی ہووے
صائم کون پہنچے اس دی شان تائیں جو محمد ﷺ دی گود وچہ پلی ہووے

حضرت معاذ' سیدہ فاطمہ کے آستانے کی طرف چلے' ابھی آپ کے گھر پہنچے نہیں تھے کہ سیدہ فاطمہ نے بیٹے حسین کو آواز ماری: حسین! جی امی جی! فرمایا: بیٹا! گھر سے باہر جاؤ تمہارے چاچو حضرت معاذ میرے ابو کی تعزیت کے لیے آ رہے ہیں' کمرہ کھول کر انہیں اندر عزت سے بٹھاؤ۔ صدقے جاؤں نگاہِ زہرا پر' ابھی حضرت معاذ آئے نہیں' دروازے پر دستک دی نہیں لیکن غیب کی خبریں جاننے والے نبی کی پیاری بیٹی پہلے بیٹے کو ان کی آمد کی خبر بتا رہی ہے' امام حسین پاک جن کی عمر ابھی سات سال کی ہے' ابھی بچے ہیں' امی کا حکم سن کر گلی میں تشریف لائے' ادھر حضرت معاذ بھی تشریف لے آئے' حضرت معاذ نے اُٹھا کر سینے سے لگا لیا' ہاتھ چومے' رخساروں پر بوسہ دیا' پھر ماتھا چوم کر فرمایا: پیارے حسین! تیرے نانے کی وفات کا بڑا افسوس ہے' بڑا ارمان ہے۔ امام حسین نانے کا نام سن کر رونے لگ گئے' روتے روتے اندر گئے' کمرے کا دروازہ کھولا' حضرت معاذ کمرے میں تشریف لے گئے' تھوڑی دیر کے بعد سیدہ فاطمہ بھی پردے کے پیچھے تشریف لے آئیں' حضرت معاذ نے سب سے پہلے سیدہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعزیت کی' عرض کی: بیٹی! مجھے آپ کے ابو کے وصال پر بڑا دکھ ہے' بڑا دل پریشان ہے مگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا' اللہ تعالیٰ آپ کے باپ پر کروڑوں درود اور لاکھوں سلام کا نزول فرمائے' اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہر سرکار کے غلام کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت معاذ تعزیت کر کے

رہے‘ حضرت فاطمہ روتی رہیں‘ پھر حضرت معاذ نے عرض کی: بیٹی! ذرا سرکار کے وصال کے بارے تو بتاؤ! آپ کیسے بیمار ہوئے‘ پھر کیسے آپ کی وفات ہوئی‘ کیسے صحابہ نے دفن کیا؟ سیدہ نے چند موٹے موٹے واقعات بتائے‘ جب حضرت معاذ نے سیدہ فاطمہ کی زبان سے سرکار کے وصال کے واقعات سنے تو آپ پھر بے ہوش ہو کر گر پڑے‘ جب ہوش میں آئے تو سیدہ فاطمہ نے فرمایا: چاچو معاذ! جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہونے لگا تھا تو سرکار نے وصال فرمانے سے پہلے مجھے فرمایا تھا: بیٹی فاطمہ! میری وفات کے چند دن بعد میرا معاذ مدینہ آئے گا جب تیرے پاس آئے تو اسے کہنا: اے معاذ! اللہ تعالیٰ کے آخری رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تجھے سلام دیتا تھا اور کہتا تھا: اے معاذ! میری اُمت کے علماء کا امام! اے معاذ تو وہ ہی یہ عہدہ اللہ تعالیٰ نے تجھے عطاء فرمادیا ہے۔ سبحان اللہ! حضرت معاذ نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ پیغام سنا تو آپ کی چیخیں نکل گئیں‘ رو کر درود و سلام پڑھ کر عرض کی: آقا! تیرے قدموں پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں! آپ کتنے لجپال اور کریم ہو‘ جو وفات کے وقت بھی غلام کو یاد فرماتے رہے۔

کملی والے پاک دربار اندر ایہو عرض میں صبح تے شام کرنا
منظر ویکھاں مدینے دا کدی جا کے میں تے چاہناں واں اوتھے قیام کرنا
جدوں قلب فراق تھیں جل اُٹھد ا ئے پیش ہنجواں دے لیہوں جام کرنا
ناصر شاہ کوئی ہور نہیں کم میرا صرف آقا نوں پیش سلام کرنا

حضرت معاذ‘ سیدہ کو سلام کر کے اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک روضہ پر آئے‘ جب سرکار کی قبر انور دیکھی تو عاشق کی آہیں نکل گئیں‘ روتے بھی جاتے ہیں اور سرکار کی بارگاہ میں درود و سلام بھی پڑھتے جاتے ہیں اور قبر انور کو چوم کر عرض کرتے ہیں: میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا تھا کہ معاذ! مجھے جی بھر کے دیکھ لے‘ یہ تیری میری آخری ملاقات ہے‘ پھر تو مجھے نہیں دیکھ سکے گا بلکہ جب تو مدینہ شریف آئے گا تو مسجد نبوی میں میری قبر ہوگی‘ میری قبر کی زیارت کرے گا‘ آقا آج آپ کی بات پوری ہوگئی‘ پوری ہوتی

بھی کیوں نہ آپ خود تھوڑا بولتے ہیں' آپ کی زبان پر تو خود خالق کائنات بولتا ہے' سوہنیا! دنیا میں بڑے بڑے صادق آئے اور قیامت تک آتے رہیں گے' مگر تیرے جیسا صادق امین نہ کوئی دنیا میں آیا ہے اور نہ ہی کوئی آئے گا۔ (مدارج النبوت ج ۲ ص ۵۲۷۔۵۳۱)

بیماری کی ابتداء

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نو بیویاں تھیں' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر روز ایک بیوی کے پاس رات گزارتے' دن کو سب ازواج کے پاس تھوڑی تھوڑی دیر کے لیے تشریف لے جاتے' کسی کو کوئی ضرورت ہوتی تو وہ پوری فرماتے' ہجرت کا گیارھواں سال تھا' صفر کا مہینہ تھا' مہینے کا آخری بدھ تھا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عشاء کی جماعت کرا کے اپنی بیوی حضرت میمونہ کے گھر رات گزارنے کے لیے تشریف لے گئے' رات کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اچانک طبیعت خراب ہوگئی' سرِ انور میں شدید درد ہو گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صبح کی جماعت کرائی' نماز کے بعد آپ مجھے دیدار کرانے کے لیے مجھے ملنے کے لیے میرے حجرے میں تشریف لائے' حضرت عائشہ فرماتی ہیں: قدرتی طور پر اس دن میرے بھی سر میں بڑا شدید درد شروع ہو گیا' جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس تشریف لائے تو میں درد کی شدت کی وجہ سے پریشان تھی اور اپنا سر پکڑ کر کہہ رہی تھی: ''وارا ساہ'' ہائے میرا سو گیا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے عائشہ! تیرے سر میں درد نہیں بلکہ میرے سر میں درد ہے' عرض کی: آقا! درد تو میرا ابھی سر کر رہا ہے اور بڑی شدت کے ساتھ' لگتا ہے کہیں درد کی وجہ سے میرا سر پھٹ نہ جائے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہ میرے سر کے درد کا اثر ہے' جو تجھ پہ پڑ رہا ہے۔ ملاں علی قاری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ حقیقت میں درد تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تھا لیکن محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے حضرت عائشہ کو بھی محسوس ہونے لگا جیسے لیلیٰ نے ایک دن خون نکلوانے کے لیے اپنے جسم میں چیرہ دلوایا تو لیلیٰ کے بجائے خون مجنوں کا نکلنے لگا' یہ محبت کی دلیل ہے۔ بلا تشبیہ

بلامثال تکلیف بیٹے کو ہوتی ہے' دل ماں کا پریشان ہو جاتا ہے' ماں گھر میں کہتی ہے: میرے بچے کی خیر ہو' میرا دل دھڑک رہا ہے' اسی طرح درد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا' اثر حضرت عائشہ کو ہوا۔ (مرقات شریف' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۳۰۵)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عائشہ! تم ٹھیک ہو جاؤ گی' میرا اسی بیماری میں وصال ہو جائے گا۔ حضرت عائشہ نے عرض کی: آقا! لگتا تو ایسے ہے جیسے میں آپ سے پہلے وفات پا جاؤں گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عائشہ! اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہو جائے تو یہ تو تیری خوش نصیبی ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کی: وہ کیسے؟ سرکار نے فرمایا: ''لو مت قبلی فغسلتك'' عائشہ! رضی اللہ عنہا اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہو گئی تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں غسل دوں گا۔ سبحان اللہ! حضرات یہاں ایک فقہی مسئلہ عرض کر دوں۔ اگر بیوی مرد سے پہلے فوت ہو جائے تو مرد اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا نہ عورت کو ننگے جسم ہاتھ لگا سکتا ہے کیونکہ عورت جب فوت ہو جائے تو وہ مرد کے نکاح سے اُسی وقت نکل جاتی ہے۔ باقی مرد اپنی بیوی کو کندھا دے سکتا ہے' اگر عورت کا کوئی قریبی رشتہ دار مثلاً بیٹا' والد' بھائی' تایا' چچا' ماموں نہ ہو تو وہ مرد اپنی بیوی کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں بھی دفنا سکتا ہے۔ لوگوں میں یہ جو بات مشہور ہے کہ خاوند عورت کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا' کندھا نہیں دے سکتا' یہ غلط ہے۔ حضرات خاوند عورت کو غسل نہیں دے سکتا' ہاں! اگر مرد فوت ہو جائے تو کوئی بندہ غسل دینے والا نہ ملے تو عورت اپنے خاوند کو غسل بھی دے سکتی ہے کیونکہ عورت مرد کی وفات کے چار مہینے دس دن بعد تک اس کے نکاح میں رہتی ہے۔ پتہ چلا کوئی مرد اپنی بیوی کو بعد مرنے کے غسل نہیں دے سکتا۔ مگر سرکار کیا فرما رہے ہیں: اے عائشہ! اگر تیری پہلے وفات ہو گئی تو میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے غسل دوں گا۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت ہے' یہ حکم ہے صرف میرے آقا کے لیے۔ اسی طرح حضرت علی کو بھی یہ خصوصیت حاصل تھی کہ آپ حضرت فاطمہ کو وفات کے غسل دے سکتے تھے بلکہ بعض روایات میں یہ بات موجود ہے کہ مولا علی

نے حضرت فاطمہ کو اپنے ہاتھوں سے غسل دیا‘ جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے آپ کی بیویاں آپ کے نکاح سے نہیں نکلیں‘ اسی طرح مولا علی کی وفات سے حضرت فاطمہ آپ کے نکاح سے نہیں نکلی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی سے فرمایا تھا کہ علی! فاطمہ دنیا میں بھی تیری بیوی ہے‘ قیامت والے دن جنت میں بھی تیری بیوی ہوگی۔ (مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۳۰۶)

تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عائشہ! اگر تو مجھ سے پہلے وفات پاگئی تو تیری یہ خوش نصیبی ہوگی‘ حضرت عائشہ نے عرض کی: آقا! وہ کیسے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ’’لو مت قبلی فغسلتك و كفنتك و صليت عليك و دفنتك ‘‘ اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہوگئی تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں غسل دوں گا‘ اپنے ہاتھوں سے تمہیں کفن پہناؤں گا‘ پھر تیرا جنازہ پڑھوں گا‘ پھر اپنے ہاتھوں سے تجھے قبر میں دفن کروں گا۔ حضرت عائشہ نے جب یہ سنا تو ازراہِ محبت عرض کی: آقا! آپ تو چاہتے ہیں کہ میں فوت ہو جاؤں‘ آپ نئی دلہن لے کر میرے کمرے میں آئیں۔ حضرت عائشہ کی بات سن کر رحیم کریم نبی نے غصہ نہیں فرمایا بلکہ ’’فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم ‘‘ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسکرانا شروع کر دیا۔

(دارمی شریف‘ مشکوٰۃ شریف‘ مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۳۰۵۔۳۰۷)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بات کر کے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے‘ وہاں جا کر بیماری اور زیادہ ہوگئی‘ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام ازواج کو جب سرکار کی بیماری کا پتہ چلا تو ساری ازواج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیمار پرسی کے لیے حضرت میمونہ کے گھر تشریف لے گئیں‘ کوئی بیوی قدموں میں بیٹھ گئی‘ کوئی سرِ انور کی طرف بیٹھ گئی‘ کسی نے ہاتھ مبارک دبانے شروع کر دیئے‘ کسی نے قدموں کو دبانا شروع کر دیا‘ کسی نے سرِ انور کو دبانا شروع کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ازواج پاک سے فرمایا: اے میری ازواج! میں نے ساری زندگی کوشش کی ہے کہ ہر بیوی کو اس کا

پورا پورا حق دیا جائے' یہی وجہ ہے کہ میں ہر روز ہر بیوی کے پاس رات بسر کرتا رہا ہوں' اب میری طبیعت ناساز ہے' میں تمہارے پاس چند دن کا مہمان ہوں' اگر تم سب خوشی سے اجازت دو تو میں ظاہری زندگی کے چند دن عائشہ صدیقہ کے پاس نہ گزار لوں؟ تم سب وہاں آ کر میری تیمارداری بھی کر جانا اور ملاقات بھی کر جانا۔ سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ تمام ازواج پاک نے خوشی سے عرض کی: آقا! آپ پریشان نہ ہوں ہم آپ کی رضا میں راضی ہیں' آپ جہاں چاہیں آرام فرمائیں' ہمیں کوئی اعتراض نہیں' میرے آقا نے تمام ازواج کا شکریہ ادا کیا۔ سبحان اللہ! صدقے جاؤں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انصاف پر۔ حضرات محدثین کرام فرماتے ہیں: اگر عام بندہ دو شادیاں کرے تو اس پر ضروری ہے دونوں میں مساوات کرے' دونوں میں ایک جیسا پیار کرے' دونوں کو ایک جیسا کھانا پینا لباس رہائش مہیا کرے' وگرنہ سخت مجرم ہوگا' گناہ گار ہوگا' مگر یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ضروری نہیں تھی' میرے آقا نے صرف تعلیم اُمت کے لیے یہ کام فرمائے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ ساری بیویاں راضی ہیں تو آمنہ کے لال نے چارپائی سے اُٹھ کر ایک ہاتھ مولا علی کے کندھے پر رکھا' دوسرا ہاتھ حضرت فضل بن عباس کے کندھے پر رکھا' بڑی مشکل سے چلتے چلتے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق کے گھر تشریف لائے۔

(مدارج النبوت ج ۲' معارج النبوت ص ۴۸۴۔۴۸۵' مسلم شریف' شرح صحیح مسلم ج ا ص ۱۲۰۱)

حضرات توجہ کیجئے! تاجدارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت عائشہ سے کتنی محبت اور کتنا پیار ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بہت بڑے عالم' بہت بڑے زمانے کے غوث تھے' نقشبندی سلسلہ سے آپ کا تعلق تھا' امام ربانی کو دیوبندی وہابی غیر مقلد جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں' سنی سارے ہی اپنا مذہبی پیشوا مانتے ہیں' وہ اپنی کتاب مکتوبات شریف ج ۲' اُردو مکتوب ۳۶ میں یہ بات لکھتے ہیں کہ میرا یہ طریقہ تھا کہ میں ہر سال بہت سا کھانا پکواتا تھا' پھر اس کھانے کا ثواب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی خدمت میں پیش کرتا' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے مولا علی' حضرت فاطمہ' امام حسن' امام حسین کی بارگاہِ عالیہ میں پیش کرتا۔ حضرات! اس واقعہ سے پتہ چلا کہ کھانا پکا کر اس پر کچھ پڑھ کر بزرگوں کی روح کو ثواب پہنچانا یہ بدعت نہیں' یہ بریلویوں کا طریقہ نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کا طریقہ ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی آج سے پانچ سو سال پہلے تشریف لائے تھے' وہ بھی ختم درود و ایصالِ ثواب کے قائل تھے۔ پتہ چلا نذر و نیاز دلانا بزرگوں کو روح کو ثواب پہنچانا' یہ غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان ہے' آج کل کھانا پکا کر پھل فروٹ' مٹھائی' دودھ' کھجوریں وغیرہ سامنے رکھ کر ختم پڑھا جائے تو بعض لوگ بڑے گھبراتے ہیں' کہتے ہیں: بدعت ہے' شرک ہے' یہ ناجائز ہے' یہ کھانا حرام ہو گیا۔ حضرات! بندہ ان بدنصیبوں سے یہ پوچھے کہ کھانے پر قرآن پڑھنے سے کھانا کیسے حرام ہو گیا' یہ بدعت کیسے ہو گیا۔ حضرات آپ بتائیں! جب بھی دنیا کا کوئی مسلمان کھانا کھاتا ہے تو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھ کر کھاتا ہے کہ نہیں؟ بولئے! بسم اللہ شریف پڑھتا ہے' یہ بسم اللہ شریف قرآن کی آیت ہے کہ نہیں؟ بسم اللہ شریف صرف سورتوں کی ابتداء میں برکت کے لیے ہی نہیں لکھی ہوتی بلکہ یہ انیس پارے کی آیت ہے' حضرات اگر ایک آیت پڑھ کر کھانا حلال رہتا ہے' کھانے میں برکت آجاتی ہے' کھانا کھانا جائز ہے تو چار سورتیں پڑھ لینے سے کھانا کیسے حرام ہو گیا۔ شرک اور بدعت کیسے ہو گیا۔ افسوس! ان وہابیوں دیوبندیوں نے مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی بنانے کا ٹھیکہ لیا ہے جو بھی اچھا کام کرو' فوراً فتویٰ آجائے گا بدعت ہے شرک ہے' ناجائز ہے' حرام ہے۔ اللہ کے بندو! کھانے پر قرآن پڑھنا کیسے بدعت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: کھانے پر میرا ذکر کر کے کھاؤ' خالق کائنات ایمان والوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''فَکُلُوۡا مِمَّا ذُکِرَ اسۡمُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ '' اے لوگو! کھاؤ اس پاک کھانے کو جس پر میرا ذکر کیا جائے میرا نام لیا جائے میرا قرآن پڑھا جائے'' اِنۡ کُنۡتُمۡ بِاٰیٰتِہٖ مُؤۡمِنِیۡنَ '' اگر تم مومن ہو اگر تمہارے اندر ایمان کی رتی ہے

تو ضرور کھاؤ' اگر ایمان نہیں تو بے شک مت کھانا۔ حضرات پتہ چلا کہ مؤمن ختم والا کھانا قرآن والا کھانا' اللہ تعالیٰ کے نام والا کھانا چھوڑتا نہیں اور بے ایمان ختم والے کھانے کو چھوتا تک نہیں۔ اب جو حضرات ختم والا کھانا نہیں کھاتے' ان سے کسی دن پوچھ لینا' حضرت صاحب! آپ کس پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں: غلامانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پارٹی سے یا ابوجہل اینڈ کمپنی سے۔ اگر کہے کہ میں سرکار کا غلام ہوں تو اس سے کہنا: پھر ختم والا کھانا کھاتا کیوں نہیں۔ خالق کائنات ختم کا ذکر قرآن والا کھانا نہ کھانے والوں سے سوال کرتا ہے کہ ''وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ''(پ۸' الانعام: ۱۱۷-۱۱۸) اے لوگو! تمہیں کیا تکلیف ہے تم اس کھانے کو کیوں نہیں کھاتے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے۔ حضرات ہوسکتا ہے کوئی ملوانا آپ کو چکر دینے کے لیے کہے کہ یہ آیت کریمہ تو ذبح کے لیے نازل ہوئی ہے تم ختم کا ثبوت دے رہے ہو۔ اس سے کہنا ٹھیک ہے نازل یہ ذبح کے لیے ہوئی تھی مگر اس کا حکم عام ہے' اب قیامت تک جس حلال چیز پر اللہ تعالیٰ کا نام آئے گا' وہ اس آیت کریمہ میں شامل ہوگی۔ حضرات اس آیہ کریمہ پر خود تاجدارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمل کر کے اُمت کی رہنمائی فرمادی۔ بہت بڑے محدث علامہ ابوسعید سلمی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب شرح برزخ ص ۱۰۱ اور ص ۳۴۹ پر لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت ابن ابی الدنیا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم اجمعین فرماتے ہیں کہ جب بھی مدینہ پاک میں کسی مسلمان کا کوئی رشتہ دار فوت ہوجاتا تو وہ کھانا سرکار کی بارگاہ میں لے کر آتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کھانے پر فاتحہ پڑھتے' پھر دعا فرماتے کہ یا اللہ عزوجل! اس کھانے کا ثواب فلاں مرنے والے مسلمان کی روح کو پہنچا دے۔ امام نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حدیقہ ندھیہ میں لکھتے ہیں کہ سامنے کھانا پھل فروٹ' دودھ یا کوئی بھی حلال چیز رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھنا' پھر اس فاتحہ والے کھانے کا کھانا یہ مستحب ہے اور یہ وہ عمل ہے جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے لے کر آج تک مسلمانوں میں

چلا آ رہا ہے۔ علامہ ابوسعید سلمی رضی اللہ عنہ شرح برزخ ص ۱۰۱ میں لکھتے ہیں: ملا علی قاری اپنے فتاویٰ از جندی میں علامہ عبدالحکیم دہلوی ہدیۃ الحرمین ص ۶۸ میں لکھتے ہیں: جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو وصال ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیٹے کا تیجہ کیا۔ ملا علی قاری اور علامہ ابوسعید فرماتے ہیں: ''وکان یوم الثالث من وفات ابراھیم ابن محمد صلی اللہ علیہ وسلم '' جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کا تیسرا دن آیا تو ''جاء ابو ذر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتمرۃ یابسۃ ولبن فیہ خبز من شعیر فوضعھا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم '' حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں خشک کھجوریں، دودھ اور اس میں جَو کی روٹی تھی وہ لے کر حاضر ہوئے اور سرکار کے سامنے یہ ساری چیزیں رکھ دیں۔ ''فقرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفاتحۃ وسورۃ الاخلاص ثلث مرات '' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کھانے پر تین مرتبہ سورۂ اخلاص اور ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ تلاوت فرمائی۔ ''رفع یدیہ للدعاء ومسح بوجہ '' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ مبارک اُٹھا کر دعا کی، کافی دیر تک اللہ تعالیٰ کا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا فرماتا رہا، دعا مانگنے کے بعد میرے آقا نے اپنے مقدس ہاتھ اپنے نور بھرے چہرے پر پھیر دیئے، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوذر کو فرمایا: ابوذر! عرض کی: جی میرے آقا! ''فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا ذر ان یقسمھا بین الناس '' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہ ساری نیاز یہ سارا تبرک صحابہ میں تقسیم کر دو۔ حضرت ابوذر نے سارا لنگر صحابہ میں تقسیم کر دیا۔ صحابہ نے عرض کی: آقا! آپ نے دعا فرمائی ہے، ہاتھ مبارک اُٹھائے ہیں لیکن ہمیں پتہ نہیں چلا آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اُٹھا کر مانگا کیا ہے؟ ''قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھبت ثواب ھذہ لابنی ابراھیم '' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لوگو! میں نے اپنے بیٹے

حضرت ابراہیم کی روح کو ثواب پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا ہے:
اے خالق کائنات! اس تمام کلام پاک کا ثواب اس طعام کا ثواب میرے بیٹے ابراہیم کی روح کو عطاء فرما دے! حضرات شرح برزخ کتاب کوئی معمولی کتاب نہیں بلکہ بڑی معتبر کتاب ہے' وہابی غیر مقلد اہل حدیث حضرات کے بہت بڑے عالم نواب صدیق حسن بھوپالی اتحاف النبلاء ص ۹۵ پر لکھتے ہیں کہ شرح برزخ از کتب حدیث است۔ شرح برزخ حدیث کی کتاب ہے۔ علامہ عبدالحکیم دہلوی ہدیۃ الحرمین ص ۶۸ میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کریم آقا کے پیارے چچا جان میدانِ اُحد میں شہید ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پیارے چچا کا تیجہ' دسواں' چالیسواں' ششماہی اور سالانہ دن بھی منایا اور کھانا سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھ کر آپ کی روح کو ثواب پہنچا کر وہ کھانا خود بھی کھایا' صحابہ کرام کو بھی کھلایا اور ساری زندگی صحابہ کرام بھی اپنے بزرگوں کو روح کو کھانا پکا کر اس پر فاتحہ پڑھ کر ثواب پہنچاتے رہے' جو اس بات کا انکار کرتا ہے وہ حقیقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام کے طریقے کا انکار کر رہا ہے۔

(فتاویٰ نظامیہ ص ۸۲۔۸۳۔۹۰۲۔۹۰۳' محاسبہ دیوبندیت ج ا ص ۸۳۔۸۴)

حضرات پتہ چلا کھانا سامنے رکھ قرآن مجید کی چند سورتیں پڑھنا پھر کھانا تقسیم کرنا' تیجہ دسواں چالیسواں کرنا' یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام کی سنت ہے۔ پر دیوبندی وہابی کیا کہتے ہیں سنئے! دیوبندیوں کے قطب وقت مولوی رشید احمد گنگوہی سے کسی نے پوچھا: سامنے کھانا یا کچھ شیرینی رکھ کر فاتحہ پڑھنا' پھر قل شریف پڑھنا' پھر مرنے والے کے لیے دعا کرنا' جب کہ لوگ فاتحہ کہتے ہیں' کیسا ہے؟ مولوی صاحب جواب دیتے ہیں: یہ بدعت ضلالت ہے۔ جانتے ہیں بدعت ضلالت کرنے والا کون ہے اور بدعت ضلالت کا مطلب کیا ہے؟ حضرات بدعت ضلالت کا معنی ہے: وہ نئی چیز جو گمراہ اور گمراہی کی طرف لے جائے اور بدعت ضلالت پر عمل کرنے والا جہنمی ہے۔ تو مولوی رشید احمد فتاویٰ رشیدہ ص ۱۵۴ پر کھانا سامنے رکھ کر خاتمہ پڑھنے والوں کو معاذ اللہ

گمراہ اور جہنمی کہہ رہا ہے۔ اب بندہ اس نام نہاد مُلوانے سے پوچھے کہ ظالما! کیا قرآن پڑھنے والا جہنمی اور گمراہ ہے۔ کیا معاذ اللہ کروڑوں اللہ تعالیٰ کے مؤمن بندے یہ عمل کر کے گمراہی اور جہنم کی طرف جا رہے ہیں؟ شرم تم کو مگر نہیں آتی؟ حضرات ان دیوبندیوں وہابیوں سے بچو! اب یہ بھی اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہلانے لگ گئے ہیں' یہ جھوٹے ہیں یہ سنی نہیں بلکہ یہ لوگ خارجی ہیں' نام کے سنی ہیں' اصلی سنی پیروں فقیروں کا غلام آلِ نبی اولادِ علی اصحابِ نبی کا غلام ہے' نذر و نیاز اور ایصالِ ثواب کا قائل ہے۔ اصلی سنی وہ ہیں جو یا رسول اللہ کے نعرے سے پیار کرنے والے ہیں جو نبی کو نور اور مختار کل ماننے والے ہیں' جشن میلاد اور نبی کے نام پر قربان ہونے والے ہیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ دیوبندی ہمیں کہتے ہیں کہ اصلی سنی ہم دیوبندی ہیں' تم سنی نہیں ہو' چلو مان لیتے ہیں کہ اصلی سنی تم ہی ہو لیکن پہلے فیصلہ کرنا پڑے گا کیا کہ

چلو منیا میں اصل سنی نہیں ہتوں پر منے اک اصول تے تاں مناں
میں نعرہ رسالت بلند کرناں توں آکھیں یا رسول تے تاں مناں
نبی پاک نوں اللہ دا نور ازلی کریں دلوں قبول تے تاں مناں
اُو دیوانے ختم درود سُن کے اُٹھے تینوں نہ پوے سول تے تاں مناں

حضرات عرض یہ کر رہا تھا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: میں ہر سال بہت سا کھانا پکوا کر اس پر قرآن پڑھ کر اس کھانے کا ثواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اقدس میں پیش کرتا' پھر سرکار کے وسیلہ سے حضرت مولا علی' حضرت سیدہ فاطمہ' امام حسن' امام حسین کی بارگاہ میں یہ ہدیہ پیش کرتا' کسی اور صحابی کا نام نہ لیتا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی زوجہ کا نام نہ لیتا' صرف پنجتن کا نام لیتا۔ امام ربانی فرماتے ہیں: ایک سال میں نے لنگر پکوا کر نیاز دلا کر ثواب پہنچا کر کھانا لوگوں میں تقسیم کر دیا' شام کا ٹائم ہو گیا' میں نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی' نماز پڑھنے کے بعد میں تھوڑی دیر کے لیے آنکھ لگ گئی' جب آنکھ لگی تو خواب میں میری قسمت کا ستارہ جاگ پڑا

مجھے خواب میں حسنین کریمین کے نانا جان' سیدہ فاطمہ کے پیارے بابا جان' تاجدارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت پاک ہوگئی۔ سبحان اللہ! حضرات وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں جن کی نیند میں اللہ تعالیٰ کے پاک حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاکر دیدار کی دولت سے مالا مال فرما جاتے ہیں۔ جب سرکار کے دیوانے اپنے آقا کی زیارت کرتے ہیں تو قدموں میں گر کر عرض کرتے ہیں کہ

تُوں داتا اسیں منگتے تیرے ترے باجھ نہ ہون گزارے
ہے لج پال گھرانہ تیرا ساڈی لاج تیرے ہتھ پیارے
پردہ پوشی منصب تیرا آسیں بھنہار نکارے
اعظم نوں وچہ حشر نہ بھلیں ایہدے عیب چھپا لیئے سارے

امام ربانی فرماتے ہیں: جب مجھے سرکار کردیار ہوا تو 'فقیر برایشاں عرض سلام می کند' تو میں نے بارگاہِ نبوت میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا۔ متوجہ فقیر نمی شوند و در بجانب دیگر دارند۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب میرا اسلام سنا تو بجائے جواب دینے کے چہرۂ انور دوسری طرف پھیر لیا۔ امام ربانی فرماتے ہیں: میں بڑا پریشان ہوا کہ خوش قسمتی سے اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی' خواب میں دیدار پُرانوار ہوا' مگر سرکار نے جواب دینے کی بجائے اپنا پاک چہرہ دوسری طرف پھیر لیا ہے۔ امام ربانی ابھی پریشانی کے عالم میں سوچ ہی رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امام ربانی کی مادری زبان فارسی میں فرمایا: دریں اثنا بہ فقیر فرمودند۔ احمد سرہندی تجھے پتہ نہیں کہ من طعام درخانہ عائشہ می خورم۔ میں کھانا اپنی بیوی عائشہ کے گھر کھاتا ہوں' جس کسی نے مجھے کھانا بھیجنا ہو وہ میری عائشہ کے گھر بھیجا کرے۔ سبحان اللہ! حضرات پتہ چلا جو کھانا امام ربانی سال کے بعد ختم دلا کر سرکار کی بارگاہ میں ہدیہ کرتے تھے' وہ سرکار کی بارگاہ میں پہنچ جاتا تھا' اگر ختم درود ناجائز ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام منع فرما دیتے لیکن سرکار منع نہیں فرما رہے' بلکہ فرمایا: احمد سرہندی تو کھانا

بھیجتا ہے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حسن اور حسین کے پاس، میں کھانا کھاتا ہوں اپنی بیوی عائشہ کے پاس۔ امام ربانی فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا سرکار میرے سلام کا جواب کیوں نہیں دے رہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ناراض ہیں کہ میں سیدہ عائشہ کا دعا میں نام کیوں نہیں لیتا۔ امام ربانی فرماتے ہیں: میں پھر جب بھی کھانا اور لنگر تیار کرتا تو دعا میں مولا علی، حضرت فاطمہ، امام حسن، امام حسین اور خصوصاً اماں سیدہ عائشہ کا نام ضرور لیتا بلکہ سرکار کی تمام ازواج پاک اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام آل کا نام لیتا۔

(مکتوبات شریف فارسی، دفتر دوم حصہ ششم مکتوب ۳۶، سفینۂ نوح ج ۲ ص ۷۴۔۷۵)

حضرات عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام ازواج سے اجازت لے کر حضرت عائشہ کے گھر تشریف لائے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیدہ عائشہ سے کتنی محبت ہے، وفات شریف کا وقت قریب ہے مگر عائشہ کا گھر نہیں چھوڑا۔ کتنے بدنصیب اور ملعون ہیں وہ لوگ جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبوب بیوی کی بارگاہ میں بے ادبیاں اور گستاخیاں کر کے لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈال کر جہنمی بن رہے ہیں۔ ایک ملعون شیعہ جس کا نام ہے برکت علی، وزیر آباد پنجاب، پاکستان کا رہنے والا ہے، وہ اپنی کتاب کلید مناظرہ ص ۳۲۶ پر لکھتا ہے: عائشہ بنت ابی بکر کو اہل بیت سے صرف بغض اور حسد ہی نہیں تھا بلکہ اس کی دلی خواہش تھی کہ اہل بیت اور محبانِ اہل بیت کا نشان تک صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ استغفر اللہ! پھر لکھتا ہے: عائشہ نے جناب فاطمہ کو ایذاء دی، امام حسن کے جنازے پر تیر چلوائے، حضرت علی کی شہادت پر خوشی کا اظہار کیا، اگر یہ دشمن اہل بیت ایام کربلا میں زندہ ہوتی تو امام حسین کو شہید کرنے کے صلہ میں ابن زیاد اور شمر کو خلعت فاخرہ انعام میں دیتی۔ حضرات کتنا گندہ مذہب ہے جنہوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک بیوی کی عظمت کی بھی پرواہ نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ گستاخانِ صحابہ، گستاخانِ نبی اور آلِ نبی سے ہمیشہ محفوظ فرمائے۔ آمین! حضرات تو عرض کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت عائشہ کے گھر تشریف لائے، یہاں آ کر میرے آقا پہلے سے

زیادہ شدید بیمار ہو گئے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں: میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیمار پرسی کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' صلوٰۃ وسلام کے تحفے پیش کرنے کے بعد میں سرکار کی بارگاہ میں بیٹھ گیا' میں نے مزاج پرسی کی' دورانِ گفتگو میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس ماتھے پر ہاتھ رکھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شدید بخار چڑھا ہوا تھا۔ ''فقلت یا رسول اللہ انك لتوعك وعكا شدیدا'' میں نے عرض کی: آقا! آپ کو بڑا تیز بخار چڑھا ہوا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں ابن مسعود! مجھے اتنا تیز بخار چڑھا ہے جتنا تم میں سے دو مردوں کو چڑھتا ہے' حضرت عبداللہ نے عرض کی: آقا! آپ کو اس کا اجر وثواب بھی تو دو گنا اللہ تعالیٰ عطاء فرمائے گا۔

(بخاری شریف' مسلم شریف' مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۴)

جب سرکار کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جبریل! عرض کی: جی ربِ جلیل! فرمایا: یار بیمار ہے' تم سدرہ پر بیٹھے ہو جاؤ! جا کر یار کی زیارت بھی کر آؤ اور بیمار پرسی بھی کر آؤ۔ حضرت جبریل علیہ السلام سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' درود وسلام کے گجرے پیش کیے' پھر ہاتھ باندھ کر عرض کی: سوہنیا! اللہ تعالیٰ سلام بھی دیتا ہے اور پوچھ بھی رہا ہے۔ سجناں! سناؤ مزاج کیا ہے؟ طبیعت کا کیا حال ہے؟ سبحان اللہ! حضرات آج ہم بیمار ہوں تو ہماری برادری بیمار پرسی کرتی ہے' محلّہ والے کرتے ہیں' بیوی بچے کرتے ہیں' مگر قربان جاؤں آمنہ کے لال کی عظمت پر جن کی بیمار پرسی مخلوق ہی نہیں خود خالق کائنات بھی فرما رہا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی: حضور! اللہ تعالیٰ پوچھ رہا ہے کہ محبوب سناؤ! اب طبیعت کیسی ہے؟ دلوں کے بھید جاننے والا اللہ عزوجل' پتے پتے کی خبر رکھنے والا علام الغیوب' یار سے پوچھ رہا ہے' کیا کہو گے اللہ تعالیٰ کو بھی پتہ نہیں تھا اگر پتہ ہوتا تو پوچھتا کیوں؟ وہابی دیوبندی کہتے ہیں: نبی کو پتہ ہوتا تو معراج کی رات جبریل سے ہر جگہ پوچھتے کیوں؟ پتہ ہوتا تو حضرت عائشہ پر الزام لگا' صحابہ سے پوچھتے کیوں؟ اب بتایئے! اللہ تعالیٰ کیوں پوچھ رہا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کو بھی پتہ نہیں تھا؟ ہمارا

عقیدہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کائنات کے ذرے ذرے کی خبر رکھتا ہے۔ وہابی دیوبندی حضرات کے بہت بڑے عالم ہیں مولوی حسین علی واں بھچراں والے' یہ مولوی غلام خان پنڈی والے کے استاد تھے۔ مولوی محمد حسین نیلوی سرگودھوی کے بھی استاد تھے اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد تھے' انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے: بلغۃ الحیر ان فی ربط آیات القرآن' اس کے ص ۱۵۷۔۱۵۸ پر لکھتے ہیں کہ انسان خودمختار ہے' اچھے کام کرے یا نہ کرے اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔ اب بتایئے! دین کے ٹھیکیداروں نے توحید کے علم برداروں نے اللہ تعالیٰ کے علم غیب کا بھی انکار کر دیا۔ سنیوں تم لڑتے ہو' ان سے نبی کے غیب پر انکار کرنے پر آ جائیں تو اللہ تعالیٰ کا بھی غیب نہیں مانتے' تم کیا بگاڑ لو گے ان کا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی ان سے پوچھے گا۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: سوہنیا! اللہ تعالیٰ سلام بھی دے رہا ہے اور مزاج بھی پوچھ رہا ہے' کیا حال ہے آپ کا؟ سرکار مسکرا پڑے۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ

جنہاں دکھاں وچہ میرا دلبر راضی تے سکھ ایہناں توں وارے
دُکھ قبول محمد بخشا تے شالا راضی رہن پیارے

جب جبریل نے مزاج پوچھا تو سرکار نے فرمایا: جبریل! ہم تو اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی ہیں وہ جیسے رکھے اس کا شکر ہے۔ حضرت جبریل نے عرض کی: آقا! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: محبوب! اگر آپ چاہیں تو ہم ابھی آپ کو شفاء عطاء فرما دیتے ہیں' اگر آپ چاہیں تو ہمارے پاس تشریف لے آؤ جیسے آپ کی مرضی۔ مولوی کہتے ہیں: نبی کی مرضی چلتی نہیں مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سجناں! ہم وہی کریں گے جو آپ کی مرضی ہے' عاشقوں کے امام فرماتے ہیں کہ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جبریل! جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا تو میری طرف سے عرض کرنا: پیارے رب العالمین آپ جو بھی فیصلہ فرما دیں' ہمیں منظور ہے۔ (معارج النبوت ج ۳ ص ۴۸۵۔۴۸۷)

بیماری میں خطبہ

ایک دن سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے شدید بیمار ہوئے کہ آپ بے ہوش ہو گئے' جب آمنہ کے لال کو ہوش آیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولا علی اور دیگر صحابہ کرام کو حکم فرمایا کہ سات پانی کے مختلف کنوؤں سے پانی کے ساتھ مشکیزے بھر کے لاؤ' میں اس سے غسل کروں گا تاکہ بخار کی شدت میں کمی آ سکے۔ صحابہ کرام گئے' پانی بھر کے لائے' میرے آقا ایک بڑے ٹب میں کپڑوں سمیت بیٹھ گئے' صحابہ نے آہستہ آہستہ وہ پانی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ پاک پر ڈالنا شروع کر دیا' بخار میں کچھ کمی آ گئی' آج بھی گرمیوں میں سخت بخار چڑھے تو سمجھ دار ڈاکٹر مریض کو ٹھنڈے پانی کی پٹیاں لگواتے ہیں تاکہ بیماری کا زور ٹوٹ جائے' یہ میرے لجپال نبی کی سنت مبارک ہے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت میں کچھ افاقہ ہوا' میرے آقا مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ (مدارج النبوت ج ۳ ص ۴۸۸' تاریخ ابن کثیر ج ۵ ص ۳۹۴)

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کو پتہ چلا تو سارے صحابہ کرام اپنے کام چھوڑ کر سرکار کے دیدار کے لیے مسجد میں جمع ہو گئے' صحابہ کرام نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا مقدس رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر ختم نبوت پر جلوہ افروز ہے' جب مدینہ شریف کے صحابہ مسجد نبوی میں جمع ہو گئے تو حسین پاک کے نانے نے صحابہ کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "لعن اللہ الیھود والنصاریٰ" کہ اللہ تعالیٰ یہودیوں پر اور عیسائیوں پر لعنت فرمائے' کیوں؟ اس لیے کہ "اتخذوا قبور انبیائھم مساجد" انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو' اپنے رسولوں کے مزارات کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا' ان کی قبروں کو سجدے کرتے تھے۔ اے میرے صحابہ! میری وفات کے بعد تم یہ کام نہ کرنا' خبردار! میری قبر کو

سجدے نہ کرنا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ ''اللّٰھم لا تجعل قبری وثنا یعبد '' اے میرے پیارے رب العالمین! میری وفات کے بعد میری قبر کو بت نہ بننے دینا' اُس کی پوجا نہ ہونے دینا۔ صحابہ نے عرض کی: آقا! کیا قبر بھی بت بن جاتی ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں! جب اس کی پوجا پاٹ شروع ہو جاتی ہے' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ سے فرمایا: ''الاھل بلغت '' لوگو! میں نے تمہیں حق بات پہنچا دی ہے' میں نے تمہیں شریعت کے احکام کھول کر بیان کر دیئے ہیں۔ صحابہ نے عرض کی: آقا! آپ بالکل صحیح فرما رہے ہیں' آپ نے اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات کا حصے پہنچا دیئے ہیں' جب صحابہ کرام نے گواہ بن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کی گواہی دی تو سرکار خوش ہو گئے' پھر میرے آقا نے اپنا چہرہ والضحیٰ آسمانوں کی طرف اُٹھا کر عرض کی کہ ''اللّٰھم اشھد '' اے خالق کائنات! میرے صحابہ میری حقانیت کی' میری رسالت کی میری تبلیغ کی' صداقت کی گواہیاں دے رہے ہیں' تو بھی گواہ ہو جا' تو بھی گواہ ہو جا۔ (مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۹۷' تاریخ ابن کثیر ج ۵ ص ۲۱۵)

حضرات عاشق مدینہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ' مدارج النبوت میں یہ حدیث پاک لکھنے کے بعد وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قبروں کو سجدہ کرنے کے دو مطلب ہیں' ایک یہ کہ قبر کو سجدہ کیا جائے اور صاحبِ قبر کو معبود سمجھا جائے۔ یہ شرک ہے اور بت پرستوں کا طریقہ ہے۔ ایک یہ کہ صاحبِ قبر کو اس نیت سے سجدہ کیا جائے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کا قرب نہیں ہو' یہ بھی ناجائز اور نامقبول اور شرعاً حرام ہے۔ البتہ کسی بزرگ کے مزار کے قریب اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مسجد بنائی جائے اور وہاں نماز پڑھی جائے اور سامنے قبر نہ ہو تو یہ جائز ہے۔ حضرات یہی وجہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے ولیوں کے مزارات ہیں' وہاں ساتھ مساجد بھی موجود ہیں' آپ کراچی کلفٹن غازی عبداللہ شاہ کے مزار پر جائیں' مزار کے ساتھ مسجد موجود ہے۔ آپ سیہون شریف جائیں' شہباز قلندر کے ساتھ مسجد موجود ہے' آپ ملتان شریف آئیں شاہ رکن عالم نوری حضوری کے مزار

کے ساتھ مسجد موجود ہے' آپ ضلع جھنگ گڑھ ماہ راجہ جائیں وہاں سخی سلطان باہو کے مزار کے ساتھ مسجد موجود ہے' آپ ضلع سرگودھا میں سیال شریف جائیں' پیر سیال لجپال کے مزار کے ساتھ مسجد موجود ہے' آپ شیخوپورہ ضلع میں شرقپور شریف چلے جائیں' غوث زمان میاں شیر محمد کے مزار کے ساتھ مسجد موجود ہے' آپ پنڈی میں گولڑہ شریف چلے جائیں' پیر مہر علی شاہ کے مزار کے ساتھ مسجد موجود ہے' آپ اسلام آباد چلے جائیں' بری امام کے مزار کے ساتھ مسجد موجود ہے' آپ قصور چلے جائیں' سید عبداللہ شاہ المعروف بابا بلھے شاہ کے مزار کے ساتھ مسجد موجود ہے' آپ لاہور شریف چلے جائیں حضور سیدنا علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش کے مزار کے ساتھ مسجد موجود ہے' آپ بغداد شریف چلے جائیں' حضور غوث پاک کی قبر انور کے ساتھ مسجد موجود ہے' آپ نجف اشرف چلے جائیں مولا علی کے مزار پُر انوار کے ساتھ مسجد موجود ہے' آپ کربلاءِ معلیٰ شریف چلے جائیں سیّد الشہداء کے مزار پُر انوار کے ساتھ مسجد موجود ہے' یار میں بات مکدی مکاؤں آپ مدینہ منورہ زاداللہ شرفھا میں چلے جائیں' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صدیق اکبر' فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے مزارات کے ساتھ مسجد موجود ہے۔

اوہدا کرے فردوس مقابلہ کی جتھے ہین محبوب غفار ستے
اک پاسے صدیق تے عمر دوجے دوہاں یاراں دے آپ وچ کار ستے
خاکی نوری صلوٰۃ سب پڑھے رلمل اک یار دے دو غم خوار ستے
اک نور تے دو پتنگ اُوہدے کر کے شمع تے جاں نثار ستے

حضرات یاد رکھیں! سجدہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی نبی کسی ولی کسی غوث قطب کے لیے جائز نہیں' جو بندہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی نبی ولی کو یا اس کے مزار کو معبود سمجھ کر خالق سمجھ کر سجدہ کرتا ہے تو ایک نمبر اہل سنت و جماعت حنفی بریلویوں کے نزدیک وہ مشرک اور بے ایمان ہے' اگر صرف تعظیم اور عزت کے لیے سجدہ کرتا ہے تو یہ حرام ہے' وہ بندہ سخت گناہ گار ہے' اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرے۔ مگر افسوس وہابی غیر مقلدین دیوبندی

حضرات ہم سنیوں کو یارسول اللہ کا نعرہ مارنے والوں کو طعنہ دیتے ہیں کہ تم قبروں کے پجاری ہو‘ تمہارے اور بت پرستوں میں کوئی فرق نہیں‘ مشرک لوگ بتوں کو سجدہ کرتے ہیں‘ سنیوں تم قبروں کو سجدہ کرتے ہو۔ حضرات الحمدللہ! اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی نبی ولی کی قبر کو نہ سجدہ کرتے ہیں‘ نہ کرنے کا حکم دیتے ہیں‘ البتہ نبیوں ولیوں کی قبروں کو چومنا اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں۔ وہابی دیوبندی جب کسی سنی کو چومتے دیکھتے ہیں تو فوراً فتویٰ لگا دیتے ہیں کہ یہ شرک ہے‘ حرام ہے۔ حضرات چومنے میں اور سجدہ کرنے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اگر چومنا ناجائز ہوتا تو خالق کائنات کا نبی مکی حجر اسود کے بوسے نہ لیتا‘ اگر چومنا ناجائز ہوتا تو صحابہ کرام کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کو اور مقدس ہاتھوں کو نہ چومتے‘ اگر چومنا ناجائز ہوتا تو پوری دنیا کے مسلمان قرآن پاک کو نہ چومتے۔ تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: لوگو! میری وفات کے بعد میری قبر کو سجدہ نہ کرنا‘ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور بھی چند باتیں فرمائیں‘ خطبہ دینے کے بعد فاطمہ کا بابا اپنی بیوی سیدہ عائشہ کے گھر تشریف لائے‘ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیماری سے چند دن پہلے کسی صحابی نے سونے کے چند دینار سرکار کی بارگاہ میں تحفہ کے طور پر بھیجے تھے‘ سرکار نے وہ سارا مال غریبوں میں تقسیم کر دیا تھا‘ مگر ان میں سے آٹھ سونے کے دینار میرے آقا نے حضرت عائشہ کو عطاء فرمائے تھے کہ یہ رکھ دو یہ مال بھی غریبوں میں تقسیم کر دیں گے‘ پھر سرکار بیمار ہو گئے‘ میرے آقا نے وصال سے ایک دن پہلے حضرت عائشہ سے فرمایا: عائشہ! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: وہ جو دینار میں نے تمہیں دیئے تھے وہ کہاں گئے؟ سیدہ عائشہ نے عرض کی: آقا! وہ تو میں نے سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں‘ سرکار نے فرمایا: جلدی کرو‘ لے آؤ! حضرت عائشہ وہ دینار لے کر آئیں‘ سرکار نے جب اس مال کو دیکھا تو فرمایا: عائشہ! جلدی کرو‘ یہ مال غریبوں مسکینوں میں تقسیم کر دو‘ کہیں یہ نہ ہو‘ یہ مال پڑا رہے میرا وصال ہو جائے‘ اللہ تعالیٰ یہ نہ فرمائے: سبحان! یتیموں غریبوں کا

مال گھر ہی رکھ آئے ہو جلدی کرو! میرے سامنے فقیروں کو خیرات کردو تاکہ میرے دل کو چین اور راحت نصیب ہو۔ سبحان اللہ! حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں نے وہ سارا مال مولا علی کے حوالے کیا' آپ نے وہ سارا مال مدینہ شریف کے غریبوں میں تقسیم کردیا۔

(مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۹۴)

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام ازواج پاک کو باری باری وصیت فرمائیں کہ میرے وصال کے بعد تم نے کیسے زندگی بسر کرنی ہے' کیسے شریعت کے احکامات پر عمل کرنا ہے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب وصیتیں فرما رہے تھے تو سیدہ عائشہ نے کملی والے کے ہاتھوں کو چوم کر رو کر عرض کی: اے لجپال نبی! مجھے بھی کوئی وصیت فرمایئے' میرے آقا نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا! جب میرا وصال ہو جائے تو ساری زندگی گھر میں بیٹھ کر میری شریعت اور دین کی اشاعت کرنا' جو جو کام میں نے کیے ہیں یا جو جو باتیں لوگوں کو بتائی ہیں' وہ لوگوں کو تک پہنچا دینا' عائشہ! جب میرا وصال ہو جائے تو بے صبری نہ کرنا' صبر کرنا اور ہمت سے کام لینا تو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی کی بیوی ہے' لوگوں کو صبر و تحمل کا نمونہ بن کے دکھانا' سرکار وصیت فرماتے جاتے ہیں۔ حضرت عائشہ نبی کی جدائی میں زار و قطار روتی جاتی ہے' جب اللہ تعالیٰ کے محبوب نے اپنی محبوب بیوی کو اپنے غم میں روتے دیکھا تو کریم اور رحیم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس آنکھوں میں بھی رحمت کے آنسو آ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روتا دیکھ کر حسنین کریمین کی پیاری امی جان سیدہ فاطمہ بھی رو پڑی عرض کی: ابو جی! اگر آپ ہمیں چھوڑ کر چلے گئے تو پھر ملاقات کہاں ہوگی؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بیٹی! گھبراؤ نہیں میں غلاموں سے ملتا رہوں گا' ابو کہاں ملو گے؟ فرمایا: بیٹی! خوابوں میں ملوں گا' جاگتے ہوئے ملوں گا' ہر مومن کو مرنے کے بعد قبر میں ملوں گا' قیامت والے دن ملاقات ہوگی۔ سیدہ نے عرض کی: ابو! قیامت والے دن تو سارے نبی ہوں گے' سارے نبیوں کی اُمتیں ہوں گی' اربوں کھربوں انسان ہوں گے' وہاں آپ کو کہاں تلاش کریں۔ سبحان اللہ! حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے سن کر یہ نہیں فرمایا: بیٹی! مجھے کیا پتہ میں کہاں ہوں گا' یہ غیب کی خبریں ہیں' جب قیامت آئے گی' پھر پتہ چلے گا اللہ تعالیٰ مجھے کون سا مقام عطاء کرتا ہے' مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! میرے نبی نے یہ نہیں فرمایا: سیدہ فاطمہ سرکار کی لخت جگر ہیں بلکہ جنتی عورتوں کی ملکہ ہیں' آپ نے سوال کیوں کیا؟ اس لیے کیا کہ میرا بابا بے خبر نہیں بلکہ بیٹھا فرش پر ہے' مگر خبر عرش کی رکھتا ہے' بیٹھا زمین پر ہے مگر خبر قیامت کی رکھتا ہے۔

وہابیوں اور دیوبندیوں کا کیا عقیدہ ہے' سنئے! مولوی خلیل احمد دیوبندی اپنی رُسوائے زمانہ کتاب براہین قاطعہ ص ۵۱ پر لکھتا ہے کہ معاذ اللہ! نبی کو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں۔

حضرات! اگر حوالہ غلط ہو' بات صحیح نہ ہو اللہ تعالیٰ مجھے کلمہ نصیب نہ فرمائے' بات غلط ہو' کوئی دیوبندی ملاں جھٹلا دے' ایک کروڑ روپیہ انعام بھی پیش کروں گا' اپنا مذہب چھوڑ کر اس کا مذہب بھی اختیار کرلوں گا' مگر خدا عزوجل گواہ ہے کہ یہ حوالہ صحیح ہے۔ دیوبندی ملاں سپاہ صحابہ والے کیا کہتے ہیں: نبی کو دیوار کے پیچھے کی خبر نہیں مگر جنت کی سردار خاتون فاطمہ کیا کہتی ہے: بابا! قیامت کو آپ کو کہاں تلاش کریں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بیٹی! اگر قیامت کو میری تلاش کرنی پڑ جائے تو تین مقامات پر کرنا' عرض کی: ابو جی! وضاحت فرمادیں کہ وہ کون کون سی جگہ ہیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سب سے پہلے مجھے شفاعت کے جھنڈے کے پاس تلاش کرنا' ابو! آپ وہاں کیا کر رہے ہوں گے؟ فرمایا: بیٹی! میں اس جھنڈے کے نیچے اپنی ساری اُمت کو جمع کروں گا' پھر ساری اُمت کو لے کر میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو کر اپنی اُمت کے لیے بخشش کی دعا کروں گا' اپنی اُمت کی شفاعت کروں گا۔ سبحان اللہ! حضرات قیامت کا دن بھی بڑا عجیب دن ہوگا' سرکار کی شفاعت والا جھنڈا مولا علی کے ہاتھ میں ہوگا' سب سے آگے اللہ تعالیٰ کا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوگا' سرکار کے پیچھے سارے صحابہ سارے ولی' غوث' قطب' ابدال' قلندر' پیر' فقیر' شیخ الحدیث' علماء' عوام' سرکار کے غلام ہوں گے' ہم سرکار کی عظمت کے نعرے مارتے ہوئے سرکار کے پیچھے پیچھے جا رہے ہوں گے۔

آری اُتے آری آ

اَگے اَگے چل علی پچھے امت ساری آ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرماتے ہیں: میں اُمت کی شفاعت کروں گا' یہ کس کا فرمان ہے' اللہ تعالیٰ کے نبی کا' اب وہابی غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں' ان کے بزرگ کا عقیدہ سنئے! مولوی اسماعیل قتیل اپنی رسوائے زمانہ کتاب تقویۃ الایمان ص ۳۴ پر لکھتا ہے کہ اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا کہ لوگوں کو سنا دو میں تمہارے نفع نقصان کا کچھ مالک نہیں اور جو تم میں سے مجھ پر ایمان لائے وہ حد سے نہ بڑھ جائے' یہ نہ سمجھنا ہمارا وکیل زبردست ہے' ہمارا شفیع اللہ تعالیٰ کا بڑا محبوب ہے۔ ہم جو چاہیں کریں وہ ہم کو اللہ کے بڑے عذاب سے بچالے گا' یہ بات غلط ہے' اس لیے کہ میں تو خود ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنا بچاؤ نہیں جانتا' دوسروں کو کیا بچا سکوں گا۔ لعنت ہے ایسے جھوٹے مولوی پر جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف یہ بات منسوب کر دی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اُمت سے فرمایا: میں اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا تمہیں کیسے بچاؤں گا' پتہ نہیں یہ ملاں اندھا تھا یا کانا تھا جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان یاد نہ رہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''شفاعتی لاھل الکبائر من امتی'' لوگو! قیامت والے دن گناہ کبیرہ کرنے والے اُمتیوں کے لیے بھی میری شفاعت ہوگی۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۶۶' مشکوٰۃ شریف ص ۴۹۴)

گناہ کبیرہ کس کو کہتے ہیں؟ قتل' زنا' شراب' لواطت' نماز نہ پڑھنا' زکوٰۃ نہ دینا' روزے نہ رکھنا' مال ہوتے ہوئے حج نہ کرنا' ماں باپ پر ظلم اور زیادتی کرنا وغیرہ۔ سرکار تو فرماتے ہیں: میں بڑے بڑے گناہ گاروں کی شفاعت کر کے جنت میں ساتھ لے جاؤں گا' یہ ملاں کہتا ہے: نبی اپنے آپ کو نہیں بچا سکے گا۔ معاذ اللہ! ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ سرکار اپنے ہر مؤمن غلام کی شفاعت کر کے جنت میں لے جائیں گے' ہاں اس جیسے ملوانے اور اس کو ماننے والے اس کو اچھا سمجھنے والے انشاء اللہ جنت میں نہیں جائیں

گے۔ محمد اعظم چشتی مرحوم نے بڑی پیاری بات فرمائی کہ

کیوں مخلوق دے دل نہ بھاواں میں تے گیت رسول دے گانواں
کیوں نہ دنیا وچہ سُکھ پانواں میں تے گیت رسول دے گانواں
کیوں نہ ماناں ٹھنڈیاں چھانواں میں تے گیت رسول دے گانواں
اعظم دوزخ میں کیوں جاواں میں تے گیت رسول دے گانواں

حضرات سرکار کی نعتیں پڑھنے والے سرکار کی شان میں تقریر اور کتابیں لکھنے والے جہنم نہیں جائیں گے' سرکار ان پر کرم فرمائیں گے' اپنے ثناء خوانوں کی شفاعت کر کے جنت میں ساتھ لے جائیں گے' جہنم میں کون جائے گا؟

دوزخ جاوے یا کوئی حاسد یا کوئی منافق جاوے
یا جاوے کوئی ظالم جابر جہڑا کسے دا دل دُکھاوے
دوزخ جائے بے اُدب نبی دا جہڑا یا منکر کہلاوے
اعظم نہ بے ادب نہ منکر تے ایہنوں کہڑی اگ جلاوے

سبحان اللہ! کمال کر دیا' محمد اعظم فرماتے ہیں کہ جہنم میں یا بے ادب نبی جائے گا یا منکر نبی جائے گا' ہم نہ بے ادب ہیں اور نہ منکر ہیں' انشاء اللہ ہم جہنم میں جا ہی نہیں سکتے' کیوں؟

لوکی آکھن تیرے ورگا کوئی ہور نہ بد اعمالا
ایڈا اوگنہار نکما اتے نالائق منہ کالا
رب دے قہر غضب توں تیرا ہن بچنا نہیں سُوکھالا
اعظم لوکی ایہہ کی جانن میرا راکھا کملی والا

تو حضرات عرض یہ کر رہا تھا کہ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بیٹی! اگر مجھے تلاش کرنا ہو تو میں شفاعت والے جھنڈے کے پاس ہوں گا' ان کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کر کے ان کی بخشش کی دعائیں مانگ رہا ہوں گا' سیدہ فاطمہ نے عرض کی: ابو! اگر وہاں آپ نہ ملیں تو پھر کہاں آپ کو تلاش کریں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بیٹی! اگر

میں وہاں نہ مل سکوں تو مجھے حوضِ کوثر کے پاس تلاش کرنا وہاں مل جاؤں گا' عرض کی: ابو! آپ وہاں کیا کر رہے ہوں گے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بیٹی! میری اُمت جب قیامت والے دن اپنی اپنی قبروں سے اُٹھے گی پھر میدانِ محشر میں آئے گی تو ہزاروں اللہ تعالیٰ کے دربار میں کھڑے ہو کر حساب دینا پڑے گا' میری اُمت محشر کی گرمی کی وجہ سے بڑی پیاسی ہوگی' میں اُمت کو حوضِ کوثر کے جام بھر بھر کے پلا رہا ہوں گا۔

نہ انکار کریں اَج ساقی تے اج موسم بڑا سہانا
مستی دا اَج مینہ برسا دے نئیں پیاس دا کوئی ٹھکانہ
تیرے کول شراب پُرانی ساڈا روگ وی بہت پرانا
اعظمؔ ہس ہس ٹال نہ اسانوں اَساں پیتیاں باہجھ نہ جانا

سیدہ نے عرض کی: ابو! اگر آپ حوضِ کوثر کے کنارے بھی نہ ملے تو پھر کہاں تلاش کریں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں حوضِ کوثر کے پاس نہ ملوں تو پھر مجھے عدل کے انصاف کے ترازو کے پاس تلاش کرنا۔ سیدہ نے عرض کی: ابو! آپ وہاں کیا رہے ہوں گے؟ سرکار نے فرمایا: وہاں میری اُمت کے عمل تولے جائیں گے' اگر کسی میرے اُمتی کے اعمال میں نیکیوں میں کمی ہونے لگی تو میں اس کی نیکیوں کو پورا کرتا جاؤں گا۔ سبحان اللہ! (مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۹۶)

قیامت کا دن

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے صحابی حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں: جب قیامت کا دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ کے نبی تمام نسل انسانی کے والد حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سبز رنگ کا سوٹ پہنے ہوئے اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ایک نور کی کرسی پر تشریف فرما ہوں گے اور اپنی ساری اولاد کو دیکھ رہے ہوں گے کہ آج میدانِ محشر میں کون پاس ہوتا ہے' کوئی فیل ہوتا ہے' کون جنت کا حق دار ہے' کون جہنم کی طرف جا رہا ہے۔ اچانک سیدنا آدم علیہ السلام کی نظر ایک بندے پر پڑے گی جو سرکارِ مدینہ علیہ

الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوگا اور فرشتے اس کو پکڑ کر جہنم کی طرف لے جا رہے ہوں گے' وہ رو رو کر فرشتوں سے کہے گا: اے اللہ تعالیٰ کے سپاہیو! مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ فرشتے کہیں گے: تیرا جہنم میں آرڈر ہوا ہے' ہم تمہیں جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں۔ وہ جہنم کا نام سن کر رو پڑے گا اور کہے گا: ذرا صبر کرو! مجھے سانس تو لینے دو اور مجھے اپنی حالت پر کھل کے رو لینے دو کہ ہائے! اب میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے' فرشتے کہیں گے: اے اللہ تعالیٰ کے بندے! اب رونے کا کیا فائدہ' رونا تھا تو دنیا میں گناہوں کو یاد کر کے روتا' دنیا میں رو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا' وہاں تو تو رویا نہیں' گناہوں میں پھنسا رہا' آج سزا ہونے کے بعد رو رہا ہے' اب کیا فائدہ؟ میاں صاحب فرماتے ہیں:

جو کچھ کھٹنا ایں کھٹ لے بندیا تے سودا اِس بازاروں
محشر دے دن جنت ملسی تے شرم رہے درباروں

وہ بندہ رو کر کہے گا: فرشتو! تم تو مجھے جہنم میں پھینک آؤ گے' مگر افسوس! میں جہنم کی آگ کیسے برداشت کروں گا؟ میں تو دنیا کی آگ نہیں برداشت کر سکتا تھا' یہ کیسے کروں گا' مہربانی کرو! میرے ساتھ کوئی رعایت کرو۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے کہیں گے: اے اللہ تعالیٰ کے بندے! ہم تیرے ساتھ کیا رعایت کریں' ہمارے پاس رعایت کا کوئی اختیار نہیں' ہم تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں' چل آگے چل' جہنم تیرا ٹھکانہ ہے' فرشتے اس کو پکڑ کر پھر چل پڑیں گے' وہ روئے گا' چیخے گا' فرشتے اس کا کوئی لحاظ نہیں کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں: حضرت آدم علیہ السلام جب یہ منظر دیکھیں گے تو وہیں سے بیٹھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آواز ماریں گے: یا احمد صلی اللہ علیہ وسلم! جب حضرت آدم علیہ السلام آواز ماریں گے تو اربوں کھربوں لوگ میدانِ محشر میں جمع ہوں گے' کوئی سپیکر نہیں ہوگا' کوئی موبائل نہیں ہوگا' کوئی وائرلیس سیٹ نہیں ہوگا' حضرت آدم علیہ السلام کی آواز آمنہ کا لال سن کر پھر جواب بھی عطاء فرمائے گا' حضرات اگر فاطمہ کا بابا میدانِ محشر میں اربوں کھربوں انسانوں میں کھڑے ہو کر آواز سن کر جواب دے سکتا ہے

تو ہمارا ایمان ہے' آج مزار پُر انوار میں لیٹے لیٹے بھی غلاموں کی آواز سن کر جواب عطاء فرما سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

دور نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام
ہم یہاں سے پڑھیں وہ مدینہ سنیں
مصطفیٰ کی سماعت پہ لاکھوں سلام

آدم علیہ السلام جب لجپال نبی کو آواز ماریں گے تو حسنین کا بابا وہیں سے جواب عطاء فرمائیں گے: ''لبیک یـا ابـا البشر '' اے تمام نسل انسانی کے باپ! میں حاضر ہوں' کیا بات ہے؟ حضرت آدم علیہ السلام وہیں سے بیٹھ کر عرض کریں گے: وہ سامنے دیکھئے! آپ کے گناہ گار اُمتی کو جہنم کے فرشتے دوزخ کی طرف کھینچ کر لے جارہے ہیں' جلدی اس کی مدد فرمایئے۔ سبحان اللہ! ہے ساری نسل انسانی کا باپ پہلا نبی اور اللہ تعالیٰ کا خلیفہ' مگر کہتا کیا ہے؟ اپنی اُمت کی مدد کیجئے! پتہ چلا اللہ تعالیٰ کے نبیوں سے مدد مانگنی کوئی شرک نہیں' کوئی ناجائز نہیں' یہ وہ عمل ہے جو قیامت والے دن بھی جاری ساری رہے گا' امام اہل سنت نبیوں کی مدد کے منکروں کو تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر وہ مان گیا

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سنیں گے کہ فرشتے میرے غلام کو میرے اُمتی کو پکڑ کر جہنم کی طرف لے جارہے ہیں تو آمنہ کا لال' دکھیوں کا سجن بے تاب ہو کر اس اُمتی کی طرف دوڑیں گے' صدقے جاؤں کملی والے کی مدد پر قیامت والے دن ماں بیٹی سے بھاگے گی' باپ بیٹے سے بھاگے گا' یار یار سے بھاگے گا' مگر حسین پاک کا نانا اپنے اُمتی کی طرف بھاگے گا' سرکار دوڑتے بھی آئیں گے اور ہاتھ مبارک سے اشارہ بھی فرمائیں گے: سجناں! پریشان نہ ہو' میں تیری مدد کے لیے آیا۔ حضرات میرا عشق کہتا ہے کہ اس

اُمتی کی تو موجیں لگ جائیں گی جس کو اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام چھڑانے آئے گا' وہ مرید کتنا خوش نصیب ہے جس کی مدد کے لیے پیر پہنچے' وہ اُمتی کتنا خوش نصیب ہے جس کی امداد کے لیے سوہنا سوہنا اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پہنچے گا۔

مشکل جو سر پر آ پڑی آقا تیرے ہی نام سے ٹلی
کیونکہ مشکل کشا ہے تیرا نام صل علیٰ محمد
در پر جو تیرے آئے گا جھولیاں بھرتا جائے گا
کیونکہ جود و سخا ہے تیرا عام صل علیٰ محمد

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلام کے پاس پہنچ جائیں گے لیکن اس بندے کو پتہ نہیں چلے گا کہ یہ خالق کائنات کے آخری نبی ہیں اور یہ وہ لجپال نبی ہیں جس کا میں کلمہ پڑھتا تھا' جس کے میں نعرے مارتا تھا' جس کا میں میلاد مناتا تھا' جس کو میں مالک کل اور مختار کل مانتا تھا' جس کے نام پر میں صدقے ہوتا تھا' وہ سمجھے گا شاید یہ کوئی اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ ہے' میرا دُکھ دیکھ کے برداشت نہیں کر سکا' میری مدد کے لیے تشریف لایا ہے۔ سرکار جب اس کے پاس تشریف لائیں گے تو آمنہ کا لال فرشتوں سے فرمائیں گے: اے فرشتو! یہ کیا کر رہے ہو اور اس بندے کو زبردستی پکڑ کر کہاں لے جا رہے ہو؟ فرشتے کہیں گے: سرکار! دوزخ میں سرکار فرمائیں گے: میرے ہوتے ہوئے اس کو دوزخ میں لے جاؤ' یہ کیسے ہو سکتا ہے' چھوڑ دو اسے۔ فرشتے کہیں گے: سوہنیا! ناراض نہ ہونا ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں جب تک اس کی طرف سے آرڈر نہ آئے ہم اسے چھوڑ نہیں سکتے۔ جب فرشتے سرکار کو اتنی عزت اور ادب سے جواب دیں گے' وہ بندہ بڑا حیران ہوگا' وہ دل میں کہے گا: یار! فرشتے اس بندے کا کتنا ادب کر رہے ہیں' لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا کوئی خاص مقام اور عزت ہے' اس لیے فرشتے اس کو جی جی کر کے جواب دے رہے ہیں' امید ہے اگر یہ بندہ میری حمایت میں ڈٹا رہا تو میرا کام بن جائے گا' ہو سکتا ہے یہ مجھے جہنم سے بچا لے۔ اُدھر وہ بندہ سوچے گا اُدھر غریبوں کا

لجپال نبی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے گا: مولا کریم! تو نے تو میرے ساتھ وعدہ فرمایا تھا: ''وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى '' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! اُمت کے بارے دنیا اور آخرت کے بارے پریشان نہ ہوا کر' اللہ تعالیٰ تجھے اتنا عطاء کرے گا تو اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جائے گا۔ سوہنیا! اچھا راضی کر رہا ہے یہ فرشتے بھی میری بات نہیں مان رہے۔ سبحان اللہ! خالق کائنات کی قدرت مسکرا پڑے گی اور اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کو حکم ہوگا: ''اطیعوا محمدًا '' اے فرشتو! میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر بات کو مانو' یار جیسے کہتا ہے ویسے کرو' کیونکہ اس کی رضا میں ہماری رضا ہے' قلندر گولڑہ سیدنا پیر مہر علی شاہ رضی اللہ عنہ سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ

يُعْطِيْكَ رَبُّكَ درس تسلی فترضٰی تھی ہے آس آساں
لجپال کریسی پاس اساں وشفع تشفع صحیح پڑھیا
سبحان اللہ ما اکملك ما اجملك ما احسنك
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا اے گستاخ اکھیں کتے جا لڑیاں

فرشتے اللہ تعالیٰ کا آرڈر سن کر اس بندے کو چھوڑ دیں گے' سبحان اللہ! دعا کرو کہ شالا بندہ لاوارث نہ ہو' سائیاں والا ہو' کسی کے پیچھے کوئی مقدس ہستی کا ہاتھ ضرور ہونا چاہیے' جب فرشتے اس کو چھوڑیں گے تو فاطمہ پیاری کا پیارا بابا فوراً اس مجرم کا ہاتھ پکڑ لے گا۔

لجپال جیہندا رکھوالا اے اُونہوں کون مٹاون والا اے
میری اُس سوہنے نال لگ گئی اے جہڑا توڑ نبھاون والا اے

سرکار اس مجرم کا ہاتھ پکڑ کر مسکرا کر اس کو حوصلہ دیں گے' سجناں! پریشان نہ ہو' تگڑا ہو جا' تیرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا' میں جو تیرے ساتھ ہوں۔ حضرات ایمان داری سے بتانا مجرم جا رہا ہو' جیل میں پاکستان کا بادشاہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو حوصلہ دیتے ہیں کہ سجناں! گھبرا نہیں' میں تیرے ساتھ ہوں' وہ جیل جا سکتا ہے؟ نہیں' سوچو جب بندے کا ہاتھ پوری خدائی کا بادشاہ ہاتھ پکڑ لے' وہ کیسے جہنم میں جا سکتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

جب اپنے غلام کو تسلی دیں گے تو وہ بندہ بڑا خوش ہوگا اور دل میں سوچے اب میرا بیڑا پار ہو گیا ہے' کیونکہ یہ میرا حمایتی کوئی بڑے مرتبے اور درجے والا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر فرشتوں سے فرمائیں گے: اچھا یہ بتاؤ کہ تم اس بندے کو جہنم کی طرف کیوں لے جا رہے تھے؟ فرشتے عرض کریں گے: حضور! اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا کہ اس کے عمل تولو' اگر نیک عمل زیادہ ہوں تو اس کو جنت میں لے جاؤ' اگر بُرے عمل زیادہ ہوں تو اس کو جہنم میں لے جاؤ' آقا جب ہم نے اس کے عمل تولے تو اس کی برائیاں زیادہ تھیں' اس لیے ہم اس کو جہنم میں لے جا رہے تھے' سرکار فرمائیں گے: اچھا! اب میرے ساتھ چلو' اس کے عمل دوبارہ تولو' میں بھی دیکھتا ہوں کہ میرے غلام کے عمل کم ہوتے کیسے ہیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اُمتی کو ساتھ لے کر عدل کے ترازو کے پاس تشریف لائیں گے' فرشتے اس کے عمل جب تولیں گے تو نیکیاں ایک پلڑے میں' برائیاں دوسرے پلڑے میں' ایک پاٹ میں نیکیاں' دوسرے پاٹ میں برائیاں' جب ترازو کے پلڑے اُٹھنے لگیں گے تو گناہ گاروں کا لجپال نبی اپنی جیب پاک سے ایک سفید کاغذ کا ٹکڑا نکال کر اس کی نیکیوں والے پلڑے میں رکھ دیں گے' جب ترازو کے پلڑے اُٹھیں گے تو نیکیوں والا پلہ بھاری ہو جائے گا' گناہوں والا پلہ ہلکا ہو جائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے: فرشتو! تم تو کہتے تھے کہ اس کے گناہ زیادہ ہیں' نیکیاں کم ہیں' اب تو معاملہ برعکس ہے' گناہ تھوڑے ہیں نیکیاں زیادہ ہیں۔ فرشتے عرض کریں گے: سوہنیا واقعی پہلے گناہ زیادہ تھے' لیکن اب آپ کی لجپالی سے نیکیاں زیادہ ہو گئی ہیں۔ سرکار مسکرا پڑیں گے' آمنہ کا لال مسکرا کر فرمائے گا: پہلے یہ اکیلا تھا نا اب سائیں پہنچ گئے ہیں' حضرات دعا کرو شالا سائیں لجپال ہوں' چشتیوں کے سلطان حضور سیدنا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ بارہ سال اپنے مرشد سیدنا قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کرتے رہے' دن کو مرشد کی خدمت کرتے ہیں رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں' بارہ سال کی خدمت کے بعد مرشد نے نگاہ برکت کر کے زمانے کا قطب بنا دیا

پاکپتن شریف کا علاقہ جو چوروں' ڈاکوؤں اور غیر مسلموں کا گڑھ تھا' وہ آپ کے حوالے کیا۔ فرمایا: فرید جا ہم نے تیری نوکری پاکپتن میں لگا دی ہے۔ سیدنا فرید مرشد کی قدم بوسی کر کے دہلی ہندوستان سے چل پڑے' جب دہلی سے باہر نکلے تو ایک گاؤں آ گیا' ایک دیہات آ گیا' سیدنا فرید نے کیا دیکھا' ایک بی بی ایک مائی چکی چلا رہی ہے اور گندم پیس رہی ہے' آج کل تو مشینیں آ گئی ہیں' اس پرانے دور میں مائیں بہنیں پتھر کی چکی پر گندم' باجرا' مکئی' جوار پیس کر آٹا بناتی تھیں' جب سیدنا فرید اس مائی کے قریب آئے تو کیا دیکھا کہ وہ مائی گندم کی مٹھی اٹھا کر چکی میں ڈالتی ہے' پھر اوپر سے پڑ کو پاٹ کر چلاتی ہے' وہ گندم پیس کے آٹا بن کے باہر آ جاتا ہے۔ سیدنا فرید نے جب یہ منظر دیکھا تو قطب زمانہ کو آخرت یاد آ گئی کہ کیسے اللہ تعالیٰ گناہ گاروں کو جہنم کی چکی میں ڈالے گا' فرشتے جہنم کی چکی چلائیں گے' گناہ گار جل کر کباب بن جائیں گے' یہ بات سوچ کر سیدنا فرید کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ایک ہندی شاعر سیدنا فرید کی ترجمانی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ

چکی چلدیاں وکھ کے فرید نے دتا رُو

اِنہاں دُوہاں پُڑاں وچ آ کے ثابت رھیا نہ کُو

سب چشتیوں کا سردار رویا تو مائی نے کہا: بابا روتے کیوں ہو' کیا بات ہے؟ سیدنا فرید نے فرمایا: مائی! تیری چکی دیکھ کر مجھے قیامت کی ہی یاد آ گئی ہے' اس لیے رو رہا ہوں' وہ مائی بھی کوئی عام مائی نہیں تھیں' فلمیں ڈرامے اور سیکسی مناظر دیکھنے والی نہیں تھی بلکہ وہ بھی زمانے کی ولیہ تھی' نیک اور صالح خاتون تھی' مائی نے سیدنا فرید کو کہا: بابا پستے دیکھے ہیں بچتے نہیں دیکھے' سیدنا فرید نے فرمایا: مائی جی! جو چکی کے اندر چلا جائے وہ کیسے بچ سکتا ہے؟ مائی نے کہا: بچ سکتا ہے' فرمایا: کیسے؟ مائی نے کہا: ذرا میرے قریب آ' جب سیدنا فرید قریب گئے تو مائی نے چکی والا اوپر والا پاٹ اٹھایا' سیدنا فرید نے کیا دیکھا' چند دانے کلی چنکی کے مرکز کے ساتھ صحیح سلامت پڑے ہیں' مائی نے کہا: فقیرا دیکھ لے سارے پس گئے نی یہ بچ گئے نی

سن وے فریدا روندیا ذرا کن دِلے دے کھول
ایہہ ویکھ لے بچ گئے نی جھڑے بیٹھے نی کلی کول

فقیرا جو کملی کے ساتھ دانے لگ جائیں وہ نہیں پستے' جو ولیوں کے دامن سے لپٹ جائیں وہ جہنم میں کیسے جا سکتے ہیں' مولانا غلام فرید بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

عملاں والے لگ پار گئے کوئی غافل گوتے کھاندے
غلام فریدا ڈبن نہ دیندے تے ہوندے کامل پیر جنہاندے

سیدنا فرید نے رونا بند کر دیا' فرمایا: مائی! بڑی معرفت کی بات بتائی' مہربانی سیدنا فرید آگے چلے' گرمیوں کا موسم' دوپہر کا ٹائم ہو گیا' آپ نے دیکھا ایک شیشم یعنی ٹالی کا گھنا درخت' آپ نے سوچا بارہ سال نیند نہیں کی آج تھوڑی دیر آرام کر لیتے ہیں' فقیر نے کپڑا بچھایا اور درخت کے نیچے لیٹ گئے' آنکھ لگ گئی' دس پندرہ منٹ لیٹے تو چڑیوں نے بولنا شروع کر دیا' چی چی شروع کر دی' سید کی آنکھ کھل گئی' جلال میں آ کر فرمایا: او مرجانیوں بارہ سال بعد فقیر سویا تھا' تم نے تھوڑی دیر سونے بھی نہیں دیا' جب سید کی زبان سے یہ نکلا تو ساری چڑیاں درخت سے نیچے گری اور مر گئی۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

گفتہ اے او گفتہ اے اللہ بود
گرچہ حلقوم عبداللہ شود

یہ خود نہیں بولتے ان کی زبان پر خدا عزوجل بولتا ہے۔ سیدنا فرید نے جب چڑیوں کی یہ حالت دیکھی تو بڑے پریشان ہوئے کہ یہ کیا' پھر چہرہ آسمانوں کی طرف کر کے عرض کی: اے خالق کائنات! یہ کیوں مر گئی ہیں؟ قدرت نے آواز ماری: سجناں! تو نے جو کہا تھا مر جاؤ' ہم نے یار کی بات پوری کر دی ہے۔ سیدنا فرید نے عرض کی: مولا کریم! میں نے تو ویسے ہی جلال میں آ کر کہا تھا' قدرت نے آواز دی: غصے میں کہا یا جلال میں نکلا تو تیری زبان سے تھا' جب تو ہماری نہیں ٹالتا ہم کیسے ٹال دیں' عرض کی: مولا کریم! بڑی مہربانی

لیکن یہ تو ساری بے چاری مر گئی ہیں' فرمایا: سجناں! پریشان نہ ہو اب بتا تو چاہتا کیا ہے؟
عرض کی: مولا کریم! دل یہ چاہتا ہے یہ پہلے کی طرح زندہ ہو کر اُڑ جائیں' اللہ تعالیٰ نے
فرمایا: اس میں کوئی مشکل نہیں تو ہاتھ کا اشارہ کر کے زبان سے کہہ دے: چڑیو! زندہ ہو جاؤ'
ہم زندہ کر دیں گے۔ عرض کی: اے خالق کائنات! زندگی ان کو کون دے گا؟ فرمایا: میں
دوں گا' عرض کی: پھر اشارے مجھ سے کیوں کراتا ہے؟ فرمایا: سجناں! میں دنیا والوں کو بتانا
چاہتا ہوں کہ کام خدا عزوجل کرتا ہے' پھر اشارے یاروں کے ہوتے ہیں۔

کچ وی منکا تے لعل وی منکا تے اِکو رنگ دوہاں دا
پر جدوں کول حرافاں جاوے تو فرق سیاں کوہاں دا

سیدنا فرید نے اشارہ کیا: چڑیاں اڑ کے درخت پر جا بیٹھیں' سیدنا فرید یہ منظر دیکھ
کر بڑے خوش ہوئے' پھر فرمایا کہ یہاں نہیں سونا چاہیے' آگے چل کر سوئیں گے' چادر
مبارک کندھے پر رکھ کر چل پڑے' ایک جنگل سے گزرے' اس جنگل میں کسی زمیندار کا
ڈیرہ تھا' اس ڈیرے پر ایک کتا بیٹھا تھا' عموماً آپ نے دیکھا ہو گا جو دیہات کے یا جنگل
میں گھر ہوتے ہیں' وہاں گھروں میں اور ڈیروں میں رکھوالی کے لیے کتے ہوتے ہیں'
جب اس کتے نے فقیر کو دیکھا تو وہ سیدنا فرید کی طرف بھونکتے بھونکتے دوڑا' آپ جانتے
ہیں: یہ جنگل کے رہنے والے کتے بڑے خطرناک ہوتے ہیں' جب وہ کتا سیدنا فرید کے
قریب آیا تو آپ نے بڑی کوشش کی کہ بھونکے نہیں اور قریب بھی نہ آئے' لیکن وہ کتا تھا'
اُسے کیا پتہ کہ یہ فقیر ہے' نہیں سمجھے میں کیا کہہ گیا ہوں؟ حضرات پتہ چلا پہلے زمانے کے
کتے فقیروں کو بھونکتے تھے لیکن آج کل انسان بھی فقیروں کو بھونکتے ہیں' جب وہ کتا بھونکتا
بھونکتا قریب آیا تو سیدنا فرید نے دل میں سوچا کہ اگر یہ باز نہ آیا تو کہیں میرے کپڑے
ہی نہ پلید کر دے اور مجھے کاٹ بھی نہ لے' اس کے ساتھ بھی چڑیوں والا سلوک نہ کیا
جائے' جب دل میں یہ ارادہ کیا تو ڈیرے سے ایک عورت نے آواز ماری: فقیرا خیال کرنا
جنگل کی چڑیاں نہیں' یہ سائیوں والا کتا ہے۔ سبحان اللہ! تو مار ہم کتے کو مرنے دیں گے

ہی نہیں، سید فرید مائی کی بات سن کر رو پڑے، فرمایا: بی بی! ابھی میں نے دل میں یہ بات سوچی تھی زبان پر لایا نہیں، تمہیں کیسے پتہ چل گیا کہ میں یہ بات کرنے لگا ہوں۔ بی بی اتنا رتبہ اتنا مقام تو نے کہاں سے پایا ہے کہ بیٹھی ڈیرے پر ہے پر نظر فرید کے دل پر ہے۔ بی بی نے کہا: بابا! میں نے یہ مقام شادی والی پہلی رات میں پالیا تھا، فرمایا: کیسے؟ اس مائی نے کہا: فقیرا! جس بندے سے میری شادی ہوئی تھی، وہ زمانے کا ولی اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ تھا، میں دلہن بن کے جب آئی تو میرا خاوند میرے کمرے میں آیا، مجھے سلام کر کے اس نے کمرے میں نوافل پڑھنے شروع کر دیئے۔ سبحان اللہ! آج ہمارے نوجوان دوستوں کی شادیاں ہوتی ہیں تو نوافل تو ایک طرف، فرائض بھی ادا نہیں کرتے، مگر وہ دولہا نوافل ادا کر رہا ہے، اگر دولہے ایسے نیک ہوں گے تو بیٹے بھی ولی پیدا ہوں گے، اگر باپ نیک ہوگا تو بیٹا بھی پیر سیال پیدا ہوگا، باپ نیک ہوگا بیٹا بھی شیر ربانی ہوگا، باپ نیک ہوگا تو بیٹا بھی مہر علی ہوگا، اگر باپ نیک ہوگا تو بیٹا بھی غوث ہی ہوگا، اگر باپ نیک ہوگا تو بیٹا بھی داتا علی ہوگا، اگر باپ مولا علی ہوگا تو بیٹا بھی نیزے پر چڑھ کر قرآن سناتا جائے گا، اگر باپ بے نمازی ہوگا تو بیٹا بھی گناہ گار ہوگا، اگر باپ ایکٹر ہوگا تو بھی گلوکار ہوگا، اگر باپ عالم لوہار ہوگا تو بیٹا بھی عارف لوہار ہوگا۔ اس مائی نے کہا: فقیرا! میرے دولہے نے نفل پڑھنے شروع کر دیئے، آدھی رات تک نفل ادا کرتا رہا، جب آدھی رات کا وقت ہوا تو اس نے مجھے آواز ماری: اے میری رفیقہ حیات! ذرا تکلیف کر، مجھے پیاس لگی ہے پانی تو لے آ، میں اٹھی مجھے پتہ نہیں تھا کہ پانی کہاں پڑا ہے، پہلی مرتبہ اس گھر میں آئی تھی، تلاش کرتی کرتی بڑی مشکل سے پانی لے کر آئی، کیا دیکھا کہ میرا دولہا پانی کا انتظار کرتے کرتے سو گئے، میں پانی کا پیالہ پکڑ کر اس کے قدموں میں کھڑی رہی، سوئی نہیں کہ ہوسکتا ہے کسی وقت میرے میاں کی آنکھ کھلے، میں موجود نہ ہوئی تو کہیں بے ادبی نہ ہو جائے، میں ساری رات پانی لے کر کھڑی رہی، جب صبح ہوئی تو خالق کائنات نے خاوند کی خدمت کے صدقے سے میری نظروں سے سارے پردے

دیئے' اب میری نگاہ کی یہ حالت ہے کہ میں بیٹھی فرش پر ہوتی ہوں' میری نگاہ اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہوتی ہے۔

اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہ ملے
ارے اللہ والے ہیں جو خدا سے ملا دیتے

اس مائی نے کہا: فقیرا یہ میرا کمال نہیں' یہ میرے خاوند کی خدمت کا صلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطاء فرمایا ہے۔ (سیرت سیدنا فرید)

حضرات تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلام کے نیک عمل کا وزن زیادہ کروا کے جنت کا حقدار بنوا دیں گے' خالق کائنات کی طرف سے آواز آئے گی: اے فرشتو! یہ بندہ جہنمی نہیں' اب جنت کا وارث بن گیا ہے' لہٰذا اب اس کو جنت میں لے جاؤ' اب جہنم والے فرشتے چلے جائیں گے' جنتی فرشتے آ جائیں گے' وہ بڑی محبت اور ادب سے کہیں گے: سرکار جنت کی مبارک ہو' اب چلئے جنت کی طرف کیونکہ آپ کی قسمت بدل گئی ہے' پہلے آپ بدبخت تھے' اب بخت آور بن گئے ہو' پہلے آپ بدنصیب تھے اب بانصیب بن گئے ہو' پہلے آپ جہنمی تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے یار کے صدقے تمہیں جنتی بنا دیا ہے۔ اب چلئے! ہم باعزت طریقے سے آپ کو جنت میں لے چلیں اور تمہیں بتائیں کہ جنت میں آپ کا کون سا بنگلہ ہے' کون سی کوٹھی ہے' کون سی جنت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی سیٹ پکی فرمائی ہے' وہ بندہ بڑا خوش ہو گا کہ بے شمار مرتبہ شکر ہے خالق کائنات کا جس نے اس بندے کے صدقے مجھے جہنم سے بچا لیا ہے' پھر وہ بندہ فرشتوں سے کہے گا: اے اللہ عزوجل والو! ذرا ٹھہرو پہلے میں اپنے اس محسن کا شکریہ تو ادا کر لوں جس نے مجھے جہنم سے بچا کر جنت کا ٹکٹ دلوایا ہے' پھر وہ بندہ سرکار کے قدموں پر گر جائے گا اور کہے گا: سوہنیا! تیرے قدموں پر میرے ماں باپ قربان ہوں' آپ کتنے کریم ہیں' کتنے مہربان اور غریب نواز ہیں' کتنے لجپال اور شفیق ہیں جنہوں نے مجھے جہنم سے بچا کر جنت کا وارث بنایا ہے' سوہنیا! اس مشکل وقت میں مجھے میری ماں میر

اباپ میرے بہن بھائی میرا خاندان مجھے چھوڑ گیا ہے' پر تو نے کرم نوازی فرمائی ہے' مہربانی کر کے اپنا تعارف تو کراؤ' آپ کون ہیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے: تو نے مجھے نہیں پہچانا "انا محمد رسول اللہ" "میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں' میرا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے' میں اللہ تعالیٰ کا آخری رسول ہوں۔ سبحان اللہ!

جہڑے کہندے سن مراں گے نال تیرے اج اونہاں وی بازیاں ہاریاں نی
جہڑے ترسدے سن دیدنوں دن راتیں اج اونہاں وی باریاں ماریاں نی
جدوں باغ وچ خیزاں تے پَر کھولے پنچھی اُڑ گئے مار اڈاریاں نی
محمد بوٹیا جھوٹا ای جگ سارا کملی والے دیاں سچیاں یاریاں نی

جب وہ بندہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام سنے گا تو سرکار کے قدم چوم کر عرض کرے گا: واہ کریم نبی! بڑی لجپالی فرمائی ہے' پر سرکار یہ سفید کاغذ میں کیا لکھا تھا جو آپ نے میری نیکیوں والے پلڑے میں ڈالا تھا' جس کی وجہ سے میرے نیک عمل زیادہ ہو گئے تھے' میرے آقا فرمائیں گے: سجناں! یہ وہ درود ہے جو تو نے زندگی میں ایک بار پڑھا تھا وہ درود میں نے تیرے لیے سنبھال کے رکھا ہوا تھا' وہ درود والا کاغذ جب میں نے تیری نیکیوں والے پلڑے میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے درود کے صدقے تیرا نیکیوں والا پلہ بھاری فرما دیا تھا۔ سبحان اللہ! (جواہر البحار' معارج النبوت ج ا ص ۳۰۲۔۳۰۴)

حضرات جس بندے نے زندگی میں ایک مرتبہ درود پڑھا' وہ جہنم میں نہیں جائے گا تو وہ بندہ جو اذان سے پہلے پڑھے' اذان کے بعد پڑھے' تقریر سے پہلے پڑھے' تقریر کے بعد پڑھے' جو نعت سے پہلے پڑھے' بعد میں پڑھے' صبح پڑھے شام کو پڑھے' اور رات پڑھے' بھلا وہ ایک نمبر سنی حنفی بریلوی جہنم میں کیسے جا سکتا ہے' پھر برکت کے لیے سارے پڑھ لیجیے!

دم بدم پڑھو درود حضرت یہاں پہ ہیں موجود
بے شک محمد مصطفیٰ صل علیٰ نبینا صل علیٰ محمد

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ سیدہ فاطمہ نے عرض کی: بابا! آپ اگر عدل کے ترازو کے پاس نہ ملے تو پھر کہاں تلاش کروں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بیٹی! پھر مجھے پل صراط کے پاس تلاش کرنا' عرض کی: ابو! آپ وہاں کیا کر رہے ہوں گے؟ فرمایا: بیٹی! میں پل صراط کے پاس سر سجدے میں رکھ کر اپنی اُمت کو جنت میں جانے کی دعائیں کر رہا ہوں گا کہ یا اللہ عزوجل! میری اُمت کو سلامتی سے پل صراط سے گزار کر جنت عطاء فرما دے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُمت کی کتنی فکر ہے' دنیا نفسی نفسی کر رہی ہوگی بلجپال نبی اُمتی اُمتی کر رہا ہو گا۔ سرکار جب معراج شریف پر سدرہ سے آگے گزرنے لگے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: آقا! اب میرا اور آپ کا سفر ختم' اب آگے آپ اکیلے تشریف لے جایئے' میری یہ آخری حد ہے' یہ میرا آخری سٹاپ ہے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرا پڑے' مسکرا کر فرمایا: جبریل تو بڑے وعدے کیا کرتا تھا کہ آقا میں وہاں تک جاتا ہوں جہاں تک کوئی نبی کوئی رسول کوئی جن کوئی فرشتہ نہیں جا سکتا' دیکھ جبریل میں وہاں جا رہا ہوں جہاں تو بھی نہیں جا سکتا۔ سرکار نے فرمایا: اچھا جبریل دنیا کے ہر بندے کی کوئی نہ کوئی دلی خواہش ہوتی ہے' وہ چاہتا ہے کہ میری یہ خواہش پوری ہو جائے' کیا تیری بھی کوئی خواہش ہے جو تو چاہتا ہے کہ میری پوری ہو جائے؟ بتا دے تو ہم تیری خواہش پوری کرا دیتے ہیں' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''یا جبریل هل حاجت الیٰ ربك'' اے جبریل! اگر تیری کوئی حاجت ہے کوئی پرابلم ہے' کوئی آرزو ہے تو مجھے بتاؤ میں تیری حاجت پوری کرا دوں گا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے سن کر یہ نہیں کہا: آقا! آپ کون ہیں حاجتیں پوچھنے والے پہلے تو میری حاجت ہے کوئی نہیں' اگر کوئی حاجت ہوئی تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ڈائریکٹ پیش کروں گا کیونکہ وہ ہر بندے کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے' آقا! آپ تو اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں' سب کا حاجت روا مشکل کشا تو صرف اللہ عزوجل ہی ہے۔ حضرات جبریل علیہ السلام نے سرکار کی بارگاہ میں یہ بات نہیں کی' شرک و بدعت کے مسئلے جاننے اور سرکار کی بارگاہ میں پہنچانے والا نوری فرشتوں کا سردار یہ جواب نہیں دیتا بلکہ ہاتھ باندھ کر

عرض کرتا ہے: آقا! ایک حاجت ہے تو سہی اگر اللہ تعالیٰ سے پوری کروادیں تو زہے نصیب! سبحان اللہ! حضرات جو نبی فرشتوں کے سردار کی حاجتیں پورا کرواسکتا ہے کیا وہ لجپال نبی اپنے غلاموں کی حاجتیں نہیں پوری کرواسکتا؟

پر آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
ارے دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اچھا بیان کرو تمہاری کیا حاجت ہے جو پوری کرانا چاہتے ہو؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: آقا! جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہو تو میری طرف سے عرض کرنا: "سل اللّٰہ لی " اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری طرف سے ریکویسٹ کرنا "ان ابسه جناحی علی الصراط " جب قیامت کا دن آئے جہنم پر پل صراط بچھی ہو اللہ تعالیٰ مجھے اجازت دے کہ میں پل صراط پر اپنا نوری پر بچھادوں۔ میرے آقا نے فرمایا: جبریل بات کیا ہے؟ پر کیوں بچھانا چاہتے ہو؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کی: آقا! آپ ہر وقت اُمت کے بارے پریشان رہتے ہیں کہ قیامت کے دن میری اُمت کا کیا بنے گا؟ میں چاہتا ہوں کہ پل صراط بچھی ہو اور میرے پر آجائیں "لامتك حتی یجوزوا" اور آپ کی اُمت نعرے مارتی آرام اور سکون سے گزر جائے اور جنت میں چلی جائے۔

(مدارج النبوت ج ا' سیرت حلبی ج ا' زرقانی شریف ج ٦ ص ٩٣)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری پ ۳۰ آیت: "اِنَّ جَهَنَّمَ لَبِالْمِرْصَادِ " کے تحت لکھتے ہیں: قیامت والے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا کہ جہنم کے اوپر پل صراط بچھاؤ' جب پل صراط بچھ جائے گی تو اللہ تعالیٰ سارے نبیوں کی اُمتوں کو باری باری پل صراط سے گزرنے کا حکم دے گا' سارے نبیوں کی اُمتیں پل صراط سے گزریں گی' جو نیک لوگ ہوں گے' وہ پل پار کر کے جنت میں چلے جائیں گے' جو بدکار بے ایمان ہوں گے' وہ پل سے گر کر جہنم میں لے چلے جائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام نبیوں کی اُمت کی یہ حالت دیکھ رہے ہوں گے' اب اعلان ہوگا: نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی

اُمت کہاں ہے اب اس کے گزرنے کی باری ہے اِدھر اعلان ہوگا اُدھر جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا پَر پل صراط پر بچھا دیں گے غریبوں کا غم خوار نبی اپنا نورانی چہرہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز کر دیں گے روتے بھی جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض بھی کرتے جائیں گے: "رب سلم اُمتی رب سلم اُمتی" یا اللہ عزوجل! میری اُمت کو پل صراط سے سلامتی سے گزار دے۔ امام اہل سنت فرماتے ہیں:

رضا اب پل سے وجد کرتے گزریئے
کہ ہے رب عزوجل سلم صدائے محمد ﷺ

مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ

رب سلم وہ اِدھر کہنے لگے اُس طرف پار اپنا بیڑا ہو گیا
عیب پوشِ خلق دامن سے ترے سب گناہ گاروں کا پردہ ہو گیا

قلندر گولڑہ بھی یہی بات فرماتے ہیں کہ

ایہہ صورت شالا پیش نظر رہے وقت نزع تے روزِ حشر
وچہ قبر تے پُل تھیں جد ہوسی گزر سب کھوٹیاں تھیسن تو کھریا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بیٹی فاطمہ! عرض کی: جی ابو جی! فرمایا: بیٹا! قیامت والے دن مجھے ان جگہوں پر تلاش کرنا میں یہاں سے ملوں گا۔ سبحان اللہ! قیامت آئی نہیں مگر غیب کی خبریں رکھنے والا نبی اپنے ٹھہرنے کی جگہ پہلے بتا رہا ہے۔ (مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۹۶)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی محبت عطاء فرمائے! جب تک زندہ رہیں تو اللہ تعالیٰ صحت عزت ایمان شان والی زندگی عطاء فرمائے جب موت آئے تو ایمان والی اور سرکار کے عاشقوں والی موت آئے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

بیماری اور امامت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ واذا مرضت فهو يشفين صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْم

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا ۔
علی حبیبك خیر الخلق کلهم
هو الحبیب الذی ترجی شفاعته
لکل هول من الاهوال مقتحم ۔

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنَ ۔(پ۱۹الشعراء:۸۰)

ترجمہ:''اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ ہی مجھے شفاء عطاء فرماتا ہے''۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید' فرقانِ حمید کی ایک آیہ کریمہ حصولِ برکت کے لیے آپ کی خدمت میں تلاوت کی ہے' انشاء اللہ آج کی بابرکت محفل میں یہ بات عرض کرنی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بیمار ہوئے تو سرکار بیماری میں کیسے غلاموں کو جماعت کراتے رہے اور جب مسجد میں تشریف نہ لاسکے تو میرے آقا نے اپنے مصلّی کا وارث کس کو بنایا؟ انشاء اللہ عقیدے کی باتیں بھی ہوں گی' جن سے انشاء اللہ حق اور باطل میں امتیاز نظر آئے گا۔ دعا ہے خالق کائنات صدقہ سیدہ فاطمہ کے بابے کا صدقہ ہمیشہ حق بیان کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور حق سن سنا کر عمل کی اور استقامت کی توفیق عطاء

فرمائے۔آمین ثم آمین!

حضرات خالق کائنات قرآن مجید کے پ ۱۹ میں اپنے نبی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعا کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ'' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! آپ کے پیارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام جب بھی بیمار ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اُٹھا کر دعا کیا کرتے تھے' کون سی دعا کہ ''وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ'' لوگو! میں جب بھی بیمار ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ ہی مجھے شفاء عطاء فرماتا ہے۔

بیماری' بیماری میں فرق

حضرات قرآن مجید کی اس آیہ کریمہ سے پتہ چلا کہ دنیا کا ہر انسان بیمار ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے بھی بیمار ہوتے ہیں' بیماری کسی کو چھوڑتی نہیں' امیر ہو یا غریب' مسلمان ہو یا غیر مسلم' اپنے ہوں یا پرائے' مؤمن ہو یا کافر بیمار سب ہوتے ہیں مگر حضرات بیماری' بیماری میں فرق ہے۔ جب دنیا کا کوئی غیر مسلم' بے ایمان' کافر' یہودی' عیسائی' ہندو' مشرک' مجوسی' دہریہ بیمار ہوتا ہے تو یہ بیماری یہ بخار بے ایمانوں کے لیے دنیا میں عذاب ہوتا ہے' مگر جب کوئی مسلمان سرکار کا سچا غلام بیمار ہوتا ہے تو یہ بیماری مؤمن کے لیے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ سیدہ طیبہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ کون عائشہ جو ایمان والوں کی ماں ہے' کون عائشہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیاری بیوی ہے' جو دنیا میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی اور قیامت والے دن جنت میں بھی حسین کے نانے کی رفیقہ حیات ہوگی' کون عائشہ جس کے ساتھ نکاح کر [illegible] خالق کائنات نے خود حکم دیا' کون عائشہ جس کی شادی سے پہلے حضرت [illegible] علیہ السلام جنت سے تصویریں لاکر دکھاتا رہا' کون عائشہ جس کی شان اور عزت کی چادر بلند کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کے پ ۱۸' سورۃ النور میں اٹھارہ آیتیں نازل فرمائیں' کون عائشہ جو حلالیوں کی ماں ہے' کون عائشہ جس کا گستاخ قرآن کا منکر اور پکا جہنمی ہے' وہ اماں

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کثرت ذنوب العبد" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب مسلمان بندے کے گناہ زیادہ ہوجاتے ہیں "ولم یکن له ما یکفرها من العمل" اس مسلمان کے پاس گناہ مٹانے والے نیک عمل نہیں ہوتے تو "ابتلاہ اللہ بالحزن" تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو پریشانیوں اور بیماریوں میں مبتلا فرما دیتا ہے "لیکفرھا عنہ" تاکہ اس پریشانی اور بیماری کے صدقے اس کے گناہ معاف کردے۔ حضرات توجہ کرو وہ مالک یار کے غلاموں پر کتنا کریم ہے یار کے غلاموں کو پریشانیاں بیماریاں دے کر گناہوں سے دھو دیتا ہے تاکہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام دنیا سے جائیں تو گناہوں سے پاک ہوکر جائیں قبر میں جنت کے فرشتے ان کا استقبال کریں۔ حضرات! اگر اللہ تعالیٰ پریشانیوں کے صدقے بیماریوں کے صدقے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کے گناہ معاف فرما سکتا ہے کیا جب گناہ گار بندہ اس کے دربار میں اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واسطہ دے کر معافی مانگتا ہوگا اس وقت اللہ تعالیٰ یار کے صدقے غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہ معاف نہیں کرتا ہوگا؟ ضرور کرتا ہے اور یقیناً کرتا ہے۔

میرے ورگا تے اوگنہار کوئی نئیں جدوں ہتھ بنھ کے اعتراف کیتا
اوس ویلے سرکار نے کرم کرکے عیباں میریاں دا کھاتہ صاف کیتا
بار بار کوچج کیتے بار بار لجپال نے معاف کیتا
کئی وار تصور دے وچ ناصر روضے پاک دا جا کے طواف کیتا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں اور میرے ساتھ عبداللہ صنابحی دونوں ایک مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کے لیے اس کے گھر گئے اس سے ملاقات کی ملاقات کے بعد اس کی بیمار پرسی کی پھر ہم نے اس مریض سے پوچھا: "کیف اصبحت" سناؤ رات کیسی گزری ہے صبح کے

ہوئی ہے؟ اس مریض نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے وہ جس حال میں رکھے ہم تو اس کی رضا میں راضی ہیں' بیماری بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس کی نعمت کے ساتھ صبح کی ہے۔
سبحان اللہ! کیسا پیارا جواب دیا اللہ تعالیٰ کا شکوہ نہیں کیا شکایت نہیں' ہائے وائے نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی ہو کر جواب دیا۔ حضرت شداد نے جب مریض کی زبان سے یہ جواب سنا تو فرمایا: بھائی! میں تمہارا جواب سن کر بڑا خوش ہوا ہوں' اسی خوشی میں میں تمہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک مقدس حدیث نہ سناؤں' اس مریض نے فرمایا: بھائی شداد! کرم فرماؤ ضرور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان سناؤ۔ حضرت شدا نے فرمایا کہ بھائی سنو! ''فانی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اذا انا ابتلیت عبدًا من عبادی مؤمنًا '' میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پاک سے سنا' آپ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جب میں اپنے کسی مؤمن بندے کو تکلیف میں بیماری میں مبتلا کرتا ہوں' پھر میرا بندہ' پریشانی اور بیماری کی وجہ سے بستر پر لیٹ جاتا ہے'' فحمدنی علٰی ما ابتلیتہ '' پھر وہ اپنے بستر پر لیٹے لیٹے میری ناشکری نہیں کرتا' بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرتا بلکہ وہ میرے امتحان پر میرا شکرادا کرتا ہے' میری تعریف کرتا ہے تو ''فانہ یقول من مضجعہ ذلک کیوم ولدتہ امہ من الخطایا '' جب وہ تندرستی کے بعد اپنے بستر سے اٹھتا ہے یا اُٹھے گا تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۲۸۔۴۲۹)

حضرات گناہوں سے مراد صغیرہ چھوٹے گناہ ہیں' کبیرہ گناہ مثلاً زنا' قتل' ڈاکہ' شراب' جوا' نماز کا چھوڑ دینا وغیرہ مراد نہیں' یہ گناہ سچی توبہ سے معاف ہوں گے' جن کا دل دکھایا ہے ان سے معاف کرائے پھر معاف ہوں گے۔ حضرات پتہ چلا بیماری مؤمن کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام اور تحفہ ہے' یہ گناہوں کے ڈھل جانے کا سبب ہے۔
یہ بیماری اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے لیے گناہ دور ہونے کا سبب نہیں کیونکہ اللہ

تعالیٰ کے مقبول بندے گناہوں سے محفوظ اور معصوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مقبولوں کو جب بیماری آتی ہے تو ان کے گناہ معاف نہیں ہوتے بلکہ ان کے درجے مرتبے اللہ تعالیٰ بلند فرمادیتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سرکار کے بڑے عظیم صحابی ہیں، وہ فرماتے ہیں: جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیمار ہوئے تو میں سرکار کی تیمارداری کے لیے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ حضرات اگر کوئی بھائی بیمار ہوجائے، پتہ چل جائے تو کوشش کرنی چاہیے کہ اس کی بیمار پرسی ضرور کرنی چاہیے، تیمارداری کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آمنہ کے لال نے فرمایا کہ "ان المسلم اذا عاد اخاہ المسلم" لوگو! جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو "لم یزل فی خرفۃ الجنۃ حتی یرجع" جب تک مریض کے پاس بیٹھا رہتا ہے تو وہ یوں سمجھے کہ میں جنت کے باغ میں بیٹھا ہوں، جب وہ مریض کے پاس سے واپس آتا ہے تو جنت کے باغ سے واپس آتا ہے۔

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج۲ ص۴۰۵)

تو عرض یہ کررہا تھا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: میں سرکار کی تیمارداری کے لیے آپ کے آستانہ پاک پر حاضر ہوا، فاطمہ کا بابا اپنے پاک بستر پر تشریف فرما ہیں میں اجازت لے کر حاضر ہوا، صلوٰۃ وسلام کے گجرے پیش کرنے کے بعد میں سرکار کی بارگاہ میں بیٹھ گیا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خیریت دریافت کی، "فمسستہ بیدی" پھر میں نے بیماری چیک کرنے کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم پاک کو ہاتھ لگایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑا سخت بخار تھا" "فقلت یا رسول اللہ لتوعک وعکا شدیدا" حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار کی بارگاہ میں عرض کی: آقا! آپ کو تو بڑا سخت بخار ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرا پڑے، مسکرا کر فرمایا: عبداللہ! ٹھیک کہتے ہو کیونکہ "انی اوعک کما یوعک رجلان منکم" مجھے جب بھی بخار ہوتا ہے تو تم جیسے دو بندوں کے برابر ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ فرماتے

"فقلت ذلك لان لك اجرين" "میں نے عرض کی: آقا! آپ کو پھر ثواب اور اجر بھی دو بندوں کے برابر ملتا ہوگا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بالکل صحیح کہتے ہو۔ حضرات توجہ کریں! صحابی کیا کہتا ہے' آقا! آپ کو ثواب بھی دوگنا ملتا ہوگا۔ کیونکہ گناہ تو آپ کے پاس ہے ہی نہیں لہٰذا ثواب ہی ثواب ہے۔ حضرات اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحابی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عام انسانوں جیسا انسان سمجھتا' میرے اور آپ جیسا سمجھتا تو عرض کرتا: حضور! آپ کے گناہ بھی ڈبل معاف ہوں گے' مگر صحابی یہ نہیں کہتا بلکہ بڑے ادب واحترام سے عرض کرتا ہے: آقا! اگر آپ کو بخار دوگنا زیادہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اجر و ثواب بھی دوگنا زیادہ عطاء فرمائے گا' آمنہ کے لال نے فرمایا: عبداللہ صحیح کہتے ہو۔ حضرات پتہ چلا تیرا میرا بخار گناہ جھاڑتا ہے' سرکار کا بخار درجے بلند کرتا ہے۔ (بخاری شریف' مسلم شریف' مشکوٰۃ شریف' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۱۰)

حضرات جب خالق کائنات کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بیمار ہوئے تو آپ بڑی مشکل سے نماز پڑھانے کے لیے مسجد میں تشریف لاتے' فاطمہ کے بابے نے اپنے صحابہ کرام کو صفر کے مہینہ کا آخری جمعہ پڑھایا' پھر عصر کی جماعت کرائی پھر مغرب کی جماعت کرائی' جب مغرب کی جماعت کرا کے گھر تشریف لائے تو میرے آقا کی طبیعت بڑی خراب ہوگئی' شدت سے بخار چڑھ گیا' اتنا سخت بخار چڑھا کہ حسنین کریمین کے پیارے نانا جان بے ہوش ہوگئے' ادھر عشاء کی نماز کا ٹائم ہوگیا' مؤذنوں کے سردار' عاشق سرکار حضرت بلال نے اذان پڑھی' سرکار کے سارے مدنی صحابہ اذان سن کر مسجد نبوی میں تشریف لے آئے' کسی صحابی نے سنتیں ادا کیں جو سنتیں پڑھ کے آئے تھے انہوں نے نماز صلوٰۃ المسجد ادا کیے' سنتیں پڑھ کے سارے صحابہ بیٹھ گئے' اپنے پیارے آقا کا انتظار کرنے لگے کہ کب اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے ہیں' ہمیں دیدار بھی کراتے ہیں اور جماعت بھی کراتے ہیں۔ حضرات ہماری نماز کا وقت مقرر ہے اذان پندرہ بیس منٹ جماعت سے پہلے دی جاتی ہے' لوگوں کو جماعت کے وقت کا پتہ

ہوتا ہے' وقت پر جماعت کھڑی ہو جاتی ہے' چاہے امام صاحب آئیں یا نہ آئیں' ہمارے مقتدی ٹائم کے بڑے پابند ہوتے ہیں' امام صاحب نہ آئیں تو پانچ دس منٹ انتظار کرنا گوارہ نہیں کرتے بلکہ اُلٹا مسجد میں بیٹھ کر اس امام کے گلے شکوے کر دیتے ہیں' جس کے پیچھے کھڑے ہو کر پانچ ٹائم نماز پڑھتے ہیں۔ شادیوں پر چار چار گھنٹے انتظار کر لیں گے مگر نماز کے لیے امام صاحب کے لیے پانچ منٹ کا بھی انتظار گوارہ نہیں' افسوس! ایسے مقتدیوں پر جو امام کو نوکر اور ملازم سمجھتے ہیں حالانکہ امام کا معنی ہی سردار ہے' ہم اپنے نبی کو کیا کہتے ہیں امام الانبیاء' اس کا معنی ہے کہ ہمارا آقا سارے نبیوں کا سردار ہے۔ پتہ چلا امام سردار ہوتا ہے' مقتدی کی نماز قبول ہوتی ہے تو امام کے صدقے' کتنی بدنصیب ہے وہ قوم جو سردار کے گلے کرے' مسلمانوں میں سب سے مظلوم طبقہ امام مسجد کا ہے جس بندے کی گھر عزت نہیں جس بندے کو بیوی بھی خوش ہو کر نہیں بلاتی' وہ بندہ بھی اپنی مسجد کے امام صاحب پر رعب ڈالتا ہے' خیر تو ہمارے ہاں تو نماز کا وقت مقرر ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں خلفائے راشدین کے زمانے میں نماز کا کوئی وقت مقرر نہیں تھا' جس وقت تاجدارِ مدینہ مسجد میں تشریف لاتے یا جس وقت آمنہ کا لال حضرت بلال کو اشارہ کرتا' حضرت بلال اس وقت تکبیر پڑھتے۔ بعض مسلمان کہتے ہیں ناں جو کام سرکار نے نہیں کیا' صحابہ نے نہیں کیا وہ بدعت' ان سے پوچھئے کوئی حدیث دکھا دو جس میں لکھا ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہو: بلال! اذان دینے کے بیس منٹ بعد تکبیر پڑھا کرو' یا خلفائے راشدین نے جماعت کا کوئی ٹائم مقرر کیا ہو۔ انشاء اللہ کوئی حدیث نہیں ملے گی' لیکن بدعت بدعت کہنے والے خود بھی اذان کا اور نماز کا وقت مقرر کرتے ہیں' پھر کیوں نہ کہیں کہ شرم جناب کو کیوں نہیں آتی؟ حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ مسجد نبوی میں آمنہ کے لال کا انتظار کر رہے ہیں' اُدھر حسنین کریمین کا نانا بخار کی شدت سے بے ہوش ہے' حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بے ہوش ہو جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں کو بھی بیماری لاحق ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ نے

رسول بھی بیمار ہوتے ہیں' ہاں اللہ تعالیٰ کے رسولوں نبیوں کو ایسی بیماری نہیں لگتی جس سے لوگ نفرت کرتے ہوں جیسے مرگی کی بیماری' جنون کی بیماری' پاگل پن کی بیماری' جسم میں کیڑے پڑ جانا' یہ بیماریاں شانِ نبوت کے خلاف ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وصال فرمانے سے پہلے بیمار ہوئے' سر مبارک کو درد ہوا' بے ہوش ہوئے پھر آپ کا وصال مبارک ہوا' کیوں بیمار ہوئے؟ اس میں بھی ایک راز تھا۔ آپ احادیث پاک اور سیرت پاک کا مطالعہ کریں۔ سیدنا صدیق اکبر کی ایڑی پر ہجرت کی رات غارِ ثور میں سانپ نے ڈنک مارا' میرے آقا نے اپنا مقدس لعاب لگایا' زہر ختم ہو گیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۶) مولا علی کی خیبر کے میدان میں آنکھیں خراب ہوئیں' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقدس لعاب ڈالا آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ (بخاری شریف ج ا ص ۴۱۳) حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سرکار کی حفاظت کر رہے تھے' کافر کا تیر لگا آنکھ کا ڈھیلا باہر نکل آیا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقدس لعاب لگا کر ڈھیلا پھر آنکھ میں رکھ دیا' حضرت قتادہ کی آنکھ کا نور پہلے سے بھی زیادہ ہو گیا۔ (اصابہ ج ۳ ص ۲۲۵) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غلاموں کی بڑی بڑی بیماریاں اپنے لعاب دہن سے ٹھیک فرما دیں اور بتلا دیا کہ لوگو! مجھے اپنے جیسا نہ سمجھنا میں تم جیسا نہیں' اگر میں بھی تم جیسا ہوتا تو میری لعاب میں اتنا کمال نہ ہوتا' اللہ تعالیٰ نے مجھے ساری کائنات میں بے مثل اور بے مثال بنا کے بھیجا ہے۔ سبحان اللہ!

اوہناں قبر وچ کی رشنائی کرنی ہون دین دے بلب فیوز جس دے
کدی پاس نہیں ہوندا نالائق بچہ نمبر پیپراں چوں ہون لوز جس دے
بولن لکیاں رب عزوجل دی سونہہ رب دی پیارے لب کردا خود یُوز جس دے
لبھے اُس دی کون مثال ناصر جنہیں عرش عظیم وِی شُوز جس دے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی لعاب پاک سے غلاموں کی بیماریاں ٹھیک کر کے بتا دیا: لوگو! میں تم جیسا نہیں ہوں اور خود بیمار ہوئے' بے ہوش ہو کے بتا دیا کہ میں خدا عزوجل جیسا نہیں ہوں۔ عاشقوں کے امام مولانا شاہ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ بھی پکار اُٹھے

کہ

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
برزخ میں سرِ نہاں یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
بلبل نے گُل اُن کو کہا قمری نے سرِو جاں فزا
حیرت نے جھنجلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہو گی یا روزِ جزا
دی اُن کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(شرح صحیح مسلم ج ا ص ۱۲۰۶ـ۱۲۰۷)

حضرات تو عرض یہ کر رہا تھا کہ صحابہ کرام مسجد نبوی شریف میں بیٹھ کر اپنے آقا و مولا کا انتظار کر رہے ہیں کہ کب اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے ہیں، ہمیں دیدار بھی کراتے ہیں اور جماعت بھی کراتے ہیں، لیکن سرکار بے ہوش ہیں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوش آیا تو آپ نے مؤمنوں کی ماں اپنی پیاری بیوی پاک سیدہ حضرت عائشہ سے پوچھا: ''قال اصلی الناس ''اے عائشہ! کیا میرے صحابہ نے نماز پڑھ لی ہے؟ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ''قلنا لا یا رسول اللہ ''ہم سب گھر والوں نے عرض کی: آقا! ابھی تو صحابہ نے نماز نہیں پڑھی، فرمایا: کیوں نہیں پڑھی؟ عرض کی: ''ھم ینتظرونك یا رسول اللہ ''اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام! وہ تو آپ کا انتظار کر رہے ہیں کہ کب اللہ تعالیٰ کا ماہی آئے گا جماعت کرائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اچھا اگر صحابہ میرا انتظار کر رہے ہیں تو میں خود جاتا ہوں تم ایسے کرو کسی بڑے برتن میں پانی رکھو، میں غسل کر لوں طبیعت سنبھل جائے گی، پھر صحابہ کو جماعت کراؤں گا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: ہم نے سرکار کے غسل کے لیے ایک ٹب میں پانی رکھا، والی کائنات اُٹھے، آپ نے غسل فرمایا، غسل کرنے کے بعد جب مسجد میں جانے لگے تو پھر بے ہوش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد جب

آپ ہوش میں آئے تو پھر فرمایا: "فقال اصلی الناس" کیا لوگوں نے میرے صحابہ نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کی: آقا! ابھی انہوں نے نماز نہیں پڑھی بلکہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں، سرکار نے پھر فرمایا کہ میرے لیے ٹپ میں پانی رکھو، سرکار نے پھر غسل فرمایا، جب جانے لگے تو پھر بے ہوش ہو گئے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: سرکار نے تین مرتبہ غسل کیا، مسجد میں جانے کی تیاری کی مگر تینوں مرتبہ جانے سے پہلے بے ہوش ہو جاتے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں: "والناس عکون فی المسجد ینتظرون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لصلوٰۃ العشآء الاخرۃ" اُدھر سرکار کے سارے صحابہ مسجد نبوی شریف میں بیٹھ کر عشاء کی نماز کے لیے آپ کا انتظار کر رہے ہیں لیکن اِدھر نبیوں کے امام کی طبیعت خراب ہے۔ (مسلم شریف، شرح مسلم ج ۱ ص ۱۱۹۸۔۱۱۹۹)

جب کافی وقت ہو گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں تشریف نہ لائے تو صحابہ نے حضرت بلال سے فرمایا: بلال جاؤ! سرکار کا پتہ کرو، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی مسجد میں تشریف نہیں لائے، خیر تو ہے؟ کہیں بیماری زیادہ تو نہیں ہو گئی۔

درود و سلام

حضرات حضرت بلال کا طریقہ تھا جب آپ اذان دیتے تو اذان کے چند منٹ بعد آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آستانے کے سامنے جا کر ادب سے کھڑے ہو جاتے اور ہاتھ باندھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں درود و سلام کا نذرانہ پیش فرماتے اور بڑی محبت اور پیار سے پڑھتے: "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" اے اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول! آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی ہو۔ حضرات بعض لوگ اس درود و سلام سے بڑے گھبراتے ہیں، وہ نہ یہ درود و سلام خود پڑھتے ہیں اور نہ اپنے ماننے والوں کو یہ درود و سلام پڑھنے دیتے ہیں اور جو سنی حنفی عاشق مدینہ یہ درود و سلام پڑھے اس پر آواز کستے ہیں، کہتے ہیں: یہ انڈین درود ہے، یہ بریلوی درود ہے، یہ فیصل آبادی درود ہے، یہ درود پڑھنا جائز نہیں۔ حضرات خدا عزوجل گواہ ہے یہ درود

سلام وہ درود ہے جو معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے یار کو سامنے بٹھا کر پڑھا' جو ولادت کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے پڑھا' مدینہ شریف کے روڑوں اور ذروں نے پڑھا' صدیق اکبر' فاروقِ اعظم' عثمان غنی' مولا علی' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام صحابہ نے پڑھا' اللہ تعالیٰ کے ہر ولی نے پڑھا' ہر عاشق مدینہ نے پڑھا' مزہ تو یہ ہے خود دیوبندیوں کے بزرگوں نے یہ درود وسلام تسلیم کر کے خود بھی پڑھا اور ماننے والوں کو بھی پڑھنے کا حکم دیا۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب البیان المیلاد النبوی ص ۴۳ میں لکھتے ہیں کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پاک کا وقت قریب آیا تو حضرت جبریل علیہ السلام انسانی لباس میں میرے سامنے تشریف لائے' مجھے جنتی شربت پلانے کے بعد ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے اور زبانِ حال سے کہنے لگے: اے سارے رسولوں کے سردار! اب دنیا میں تشریف لے آیئے! اے ختمِ نبوت کے تاج سجانے والے! اب دنیا میں جلوہ فرما دیجئے! اے ساری کائنات کی رحمت! اب دنیا میں قدم رنجہ فرما دیجئے! اے اللہ تعالیٰ کے نور سے بننے والے نوری آقا! بسم اللہ اب نوری چہرہ دکھا دیجئے! سیدہ آمنہ فرماتی ہیں: حضرت جبریل علیہ السلام سرکار کی آمد پر دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اچانک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا نوری محبوب عطاء فرمایا' جب حضرت جبریل علیہ السلام نے سرکار کا دیدار کیا تو نوری چہرہ دیکھ کر پڑھنے لگے: اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ علامہ رہاوی اپنی کتاب جامع المعجزات ص ۲۵۶ میں لکھتے ہیں کہ حضرت جابر نے جب سرکار کی دعوت کی تو آپ کے دونوں بچے فوت ہو گئے' حضرت جابر نے سرکار کی دعوت کی وجہ سے اظہار نہ کیا' روئے نہیں' بے صبری نہیں کی' چہرے پر پریشانی نہیں لائے' کہیں سرکار کی دعوت میں فرق نہ آ جائے' میرے آقا دعوت کھا چکے تو پھر عرض کروں گا: آقا! میرے بچوں کا جنازہ بھی پڑھا دیجئے' جب سرکار کے صحابہ دعوت سے فارغ ہو گئے' اب حضرت جابر نے عرض کی: آقا! آپ بھی کھانا تناول فرمالیں' حضرت جبریل حاضر ہوئے' عرض کی: آقا! جابر کے

کہو کہ میں اکیلا کھانا نہیں کھاؤں گا بلکہ بچے بھی بلا' سرکار نے فرمایا: جابر! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: کھانا میں اکیلے نہیں کھاؤں گا تو بھی آ جا' اپنے دونوں بچوں کو بھی بلا لے۔ حضرت جابر نے عرض کی: آقا! میں حاضر ہوں' باقی بچے دور چلے گئے ہیں' فرمایا: کتنی دور؟ آقا! وہ تو یہ جہان بھی چھوڑ گئے ہیں' میرے آقا نے فرمایا: ہیں کہاں؟ آقا! اندر فوت ہوئے چارپائی پر پڑے ہیں' آپ کھانا تناول فرمالیں' میرے آقا نے فرمایا: جاؤ! بچوں کی لاشیں اُٹھا کر لاؤ' حضرت جابر گئے' میرے آقا نے بچوں کی لاشوں سے کپڑا ہٹایا تو میرے نبی کی آنکھوں سے رحمت بھرے آنسو آ گئے' آمنہ کے لال نے یداللہ والے گورے گورے ہاتھ اُٹھائے اور مقدس زبان سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے خالق کائنات! اپنی رحمت پاک کے صدقے سے جابر کے بچوں کو زندہ فرما دے! میرے آقا نے دعا فرمائی' صحابہ نے آمین کہی تو اللہ تعالیٰ نے یار کی دعا کے صدقہ سے حضرت جابر کے بچوں کو زندہ فرما دیا۔ تاجدار بریلی فرماتے ہیں:

میری تقدیر بُری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا
فرش والے تری شوکت کا عُلو کیا جانیں
خسروا عرش پر اُڑتا ہے پھریرا تیرا
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

حضرات جب حضرت جابر کے بچے زندہ اُٹھ کے بیٹھے تو پندرہ سو صحابہ نے سرکار کا کمال دیکھ کر پڑھنا شروع کر دیا: اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ علامہ امام احمد شہاب الدین خفاجی مصری اپنی کتاب نسیم الریاض شرح شفاء شریف ج ۳ ص ۴۵۴ میں فرماتے ہیں: ''والمنقول انهم كانوا يقولون فی تحية'' کہ کتابوں میں یہ بات موجود ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی صحابی بھی دربارِ رسالت

صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتا تو تعظیم کے لیے عزت کے لیے عرض کرتا: اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ حضرت علامہ امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ سیرت حلبیہ ج ا ص ۱۷۴ میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بھی کسی کام کے لیے جنگل میں سے کسی میدان سے گزرتے تو ''فلا یمر بحجر ولا شجر الا قال اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ'' آپ جس پتھر کے پاس سے یا درخت کے پاس سے گزرتے تو وہ آپ کی زیارت کر کے پڑھتا: اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی اپنی کتاب مقام حیات ص ۶۱۱ میں لکھتے ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے صحابی اور فاروقِ اعظم کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی کسی سفر پر روانہ ہوتے تو وضو فرماتے' پھر مسجد نبوی میں آتے' نفل نماز پڑھتے' پھر روضہ انور پر حاضر ہوتے' سرکار کی بارگاہ میں درود وسلام پڑھتے اور کہتے: ''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ''۔ سید محمد سعید حضور خواجہ شمس العارفین سیالوی رضی اللہ عنہ کے ملفوظات کے مجموعہ مرآت العاشقین ص ۳۹ اور ص ۸۵ میں لکھتے ہیں کہ ایک دن خواجہ شمس العارفین سیالوی نے اپنے غلاموں سے باتیں کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سید جلال الدین بخاری جن کا مزار شریف تحصیل علی پور' ضلع مظفر گڑھ پاکستان میں ہے حج کر کے مدینہ شریف پہنچے تو سرکار کے دربار میں سلامی کے لیے حاضر ہوئے تو سرکار کے روضہ پر خدمت کرنے والے مجاوروں نے پوچھا: حضرت! آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ نام کیا ہے؟ قوم کیا ہے؟ شاہ صاحب نے اپنا تعارف کروایا' سارا پتہ بتایا' پھر یہ بھی بتایا کہ میں سید ہوں' مجاوروں نے کہا: حضرت صاحب! آپ سید نہیں ہیں' آپ نے فرمایا: تمہیں کیسے پتہ چلا ہے کہ میں سید نہیں ہوں؟ مجاوروں نے کہا: سید خوبصورت ہوتے ہیں' چٹے گورے ہوتے ہیں' تم کالے ہو۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں جھوٹ نہیں بولتا' میں سید ہی ہوں' ہندوستان سے پیدل چل کے آیا ہوں' شدت کی گرمی میں رنگ کالا ہو گیا ہے' ہوں سید۔ مجاوروں نے کہا: اگر آپ سید

ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ کے سامنے کھڑے ہو کر سرکار کی بارگاہ میں سلام عرض کرو اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور سے آواز آئی' آپ کے سلام کا جواب آیا تو ہم سمجھ جائیں گے کہ آپ سید ہیں' نہیں تو آپ کی بات سچی نہیں ہو گی۔ قبلہ شاہ صاحب نے فرمایا: یہ آپ نے پہچان کیوں رکھی ہے سرکار کے در کی؟ چوکی داروں نے کہا کہ ہم اہل سید کی پہچان اس کا شجرہ دیکھ کر نہیں کرتے بلکہ کملی والے کا جواب سن کر کرتے ہیں' شجرے غلط ہو سکتے ہیں' سرکار کی زبان پر غلطی نہیں آ سکتی کیونکہ کملی والے کی زبان پر خدا عزوجل بولتا ہے' کیونکہ

ساڈے نبی دی زبان ساڈے واسطے قرآن
کسے ہور دا بیان چنگا لگدا ای نئیں
میرے آقا دا رفیق ابو بکر صدیق
سارے یاراں وچوں یار ایسا لبھدا ای نئیں

جب مجاوروں نے یہ بات کی تو زمانے کا غوث سید جلال الدین بخاری مسکرا پڑا' فرمایا: اچھا آؤ! تجربہ کر لو' ہم اصلی سید ہیں یا نقلی سید' سید نے ہاتھ باندھ کر بڑی محبت سے سرکار کی بارگاہ میں عرض کی: اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ' جب سید نے نانے کو آواز ماری' درود و سلام کے گجرے پیش کیے تو زندہ نبی کے روضہ سے آواز آئی: ''لبیک یا ابنی'' اے میرے بیٹے! میں حاضر ہوں۔ سبحان اللہ! دیوبندی کے وکیل عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ اپنی کتاب سیرت النبی بعد وصال النبی ج ۳ ص ۲۱۱ پر لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا حقی نازلی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ارادہ کیا کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسے دیکھوں گا جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک بیویاں اور مقدس اصحاب آپ کو دیکھا کرتے تھے' مولا حقی فرماتے ہیں: جمعہ کی رات تھی میں نے تین ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھ کر سیدہ خدیجۃ الکبریٰ' سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدہ فاطمۃ الزہراء کی روح مبارکہ کو ثواب پہنچایا' پھر میں نے ان تین بیبیوں کی خدمت میں عرض کی

کہ آپ بھی سرکار کی بارگاہ میں میری سفارش فرمائیں کہ سرکار کا مجھے ایسے دیدار ہو جیسے آپ کو ہوتا تھا' پھر میں نے ہزار مرتبہ ''استغفر اللّٰہ ربی واتوب الیہ'' پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی کہ مولا کریم! میری روح سرکار کی روح سے ملا دے اور یار کا دیدار کرا دے' پھر میں نے ایک ہزار مرتبہ سرکار کی بارگاہ میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا اور عرض کی: ''الصلٰوۃ والسلام علیك یا سیّدی یا رسول اللّٰہ خذ بیدی قلت حیلتی ادر کنی'' مولانا حقی فرماتے ہیں: مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی عزت و جلالت کی' اُسی رات مجھے سرکار کا دیدار ہوا' سرکار کا حسن و جمال میں بیان نہیں کر سکتا' چودھویں رات کو لوگ جیسے دیکھتے ہیں میں آمنہ کے لال کو ایسے دیکھتا رہا۔ سبحان اللہ! شاہ ولی اللہ محدث دہلوی' یہ وہ شاہ ولی اللہ ہیں جن کو سارے سنی' دیوبندی' وہابی' اہل حدیث اپنا بزرگ اور دینی قائد مانتے ہیں' آپ نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے: انتباہ فی سلاسل اولیاء' اس کے ص ۱۲۴۔۱۲۵ پر لکھتے ہیں: جو بندہ صبح کی نماز کے بعد اورادِ فتحیہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو ایک ہزار چار سو ولی کی ولایت سے حصہ عطاء فرمائے گا۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں: اورادِ فتحیہ یہ وظائف کا مجموعہ ہے۔ غوث زماں سید علی امیر کبیر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ جب بیت المقدس کی زیارت کو گئے تو خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیدار کرانے کے بعد اپنی آستین پاک سے کچھ ورقے نکالے' ان ورقوں پر کچھ لکھا ہوا تھا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ اوراق میری طرف کر کے فرمایا: ''خذ ھذا الفتحیۃ'' اے علی امیر! یہ اورادِ فتحہ لے لو۔ حضرت علی امیر فرماتے ہیں: میں نے وہ اوراق لے لیے' جب میری آنکھ کھلی تو وہ اوراق جو سرکار نے خواب میں عطاء فرمائے تھے میرے ہاتھوں میں موجود ہیں' اس لیے میں نے ان وظائف کا نام اورادِ فتحیہ رکھا ہے۔ حضرات! یہ اورادِ فتحہ کی کتاب تاج کمپنی والوں نے چھاپی ہے' اس کتاب کے ص ۱۴۱ میں یہ درود پاک بھی لکھا ہوا ہے:

''الصلٰوۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ' الصلوٰۃ والسلام

علیك یا حبیب اللّٰہ، الصلوٰۃ والسلام علیك یا رحمۃ للعٰلمین، الصلوٰۃ والسلام علیك یا شفیع المذنبین، الصلوٰۃ والسلام علیك یا سیّد المرسلین، الصلوٰۃ والسلام علیك یا امام المتقین''

سبحان اللہ! حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ تمام علماء دیو بند کے چوٹی کے علماء کے پیر ہیں، جن کے بارے مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب امداد المشتاق ص ۲ پر اپنے پیر کے یہ القاب لکھتے ہیں: شیخ العلماء، سید العرفا، حجۃ اللہ فی زمانہ، آیۃ اللہ فی اوانہ، اعلیٰ حضرت مرشدنا، ہادینا، الحاج، الحافظ، الشاہ، محمد امداد اللہ، جو مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی خلیل احمد، مولوی حسین احمد، مولوی اشرف علی تھانوی، جیسے علماء کے پیر تھے ان کی چند کتابوں کو اکٹھا کر کے کراچی کے دیو بندی کتب خانہ دار الاشاعت، کراچی نمبرا نے شائع کیا، اس کا نام ہے: کلیاتِ امدادیہ، اس کے ص ۶۱ پر یہ بات موجود ہے، ذرا توجہ سے سماعت فرمائیں! حاجی صاحب فرماتے ہیں: جس بندے کو شوق ہو کہ سرکار کی زیارت کرے وہ کسی دن عشاء کی نماز پڑھ کر پاک صاف کپڑے پہن کر خوشبو لگائے، ادب سے مدینہ پاک کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرکار کے جمال پاک کے دیدار کی التجاء کرے اور دل کو تمام خیالات اور وسواس سے خالی کر کے یہ تصور کرے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی سفید کپڑے پہنے اور سبز عمامہ باندھے کرسی پر چودھویں کے چاند کی طرح جلوہ فرما ہیں، پھر دائیں طرف چہرہ کر کے پڑھے: اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! پھر بائیں طرف چہرہ کر کے پڑھے: الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ! پھر دل کی طرف توجہ کر کے پڑھے: اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اس درود وسلام کی خوب ضربیں لگاؤ، جس قدر ہو سکے اس درود شریف کو پڑھے، انشاء اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ دیو بندیوں کے محقق العصر شیخ الہند مولوی حسین احمد مدنی اپنی کتاب شہاب ثاقب

ص۶۴۔۶۵ لکھتے ہیں کہ وہابیہ کی زبان سے سنا گیا ہے کہ وہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھنے سے سخت منع کرتے ہیں لوگوں کا مذاق اُڑاتے ہیں اور غلط قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہیں حالانکہ ہمارے مقدس بزرگانِ دین اس صورت اور جملہ صورت درود شریف کو اگرچہ بصیغہ خطاب وندا کیوں نہ ہو مستحب اور مستحسن جانتے ہیں اور اپنے ماننے والوں کو اس درود پاک کے پڑھنے کا حکم دیتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ !پانچ صورتوں میں پڑھ سکتے ہیں:
(۱) مصیبت اور پریشانی میں (۲) درود شریف کی صورت میں (۳) غلبہ محبت اور عشق میں (۴) فرشتے یہ درود سرکار کی بارگاہ میں پہنچاتے ہیں (۵) سرکار کو سامنے دیکھ کر۔

دیوبندیوں کے بہت بڑے عالم دین جن کو دیوبندی حضرات رأس المحدثین کہتے ہیں انہوں نے تبلیغی جماعت والوں کے لیے ایک کتاب لکھی ہے تبلیغی نصاب اس کے ص۲۰۷ مطبوعہ عتیق اکیڈمی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان پاکستان پر لکھتے ہیں کہ بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود وسلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے السلام علیك یا رسول الله! السلام علیك یا نبی الله !وغیرہ کے الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول الله! الصلوٰۃ والسلام علیك یا نبی الله !اسی طرح اخیر تک السلام کے ساتھ الصلوٰۃ کا لفظ بھی بڑھا دیا جائے تو زیادہ اچھا ہے۔ حضرات اب تبلیغی جماعت والوں نے تبلیغی نصاب کا نام بدل کر فضائل اعمال رکھ دیا ہے تبلیغی نصاب کتاب میں مولوی زکریا کے آٹھ رسائل شامل تھے: (۱) حکایاتِ صحابہ (۲) فضائل تبلیغ (۳) فضائل ذکر (۴) فضائل نماز (۵) فضائل قرآن مجید (۶) فضائل رمضان (۷) فضائل درود شریف (۸) مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج۔ اب جو تبلیغی جماعت والوں نے کتاب فضائل اعمال اپنی تبلیغ کا حصہ بنایا ہوا ہے اس میں سات رسائل موجود ہیں مگر درود شریف والا رسالہ انہوں نے نکال دیا ہے۔ کتاب کا نام کیوں بدلا ہے صرف اس لیے کہ درود شریف کا رسالہ نکالنے کے لیے جو نئے سنی حنفی تبلیغی

جماعت والوں کا شکار ہوتے تھے وہ جب یہی درود شریف پڑھتے: اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! تو وہ اپنے امیر سے پوچھتے تھے کہ جی آپ کا عقیدہ تو یہ ہے کہ اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! یہ تو درود ہے ہی نہیں' یہ بریلویوں کا درود ہے' یہ انڈین درود ہے' یہ درود نہیں پڑھنا چاہیے کیونکہ اس میں یا رسول اللہ کا لفظ ہے' حضور کو یا کر کے پکارنا شرک ہے مگر تبلیغی نصاب میں مولوی زکریا صاحب نے اس کو درود لکھا ہے؟ اب وہابی دیوبندی تبلیغی جماعت والے سن کر لاجواب ہو جاتے بلکہ شرمسار ہو جاتے' اب سارے تبلیغی مولویوں نے بیٹھ کر میٹنگ کی کہ سنی حنفی بھی ہمیں لاجواب کرتے ہیں اور جو نئے نئے وہابی بن کے تبلیغی جماعت میں شامل ہوتے ہیں وہ بھی اعتراض کرتے ہیں' اب کیا کیا جائے؟ تبلیغی جماعت کے امیر نے کہا: کرنا کیا ہے' اس رسالے کو نکال کر کتاب کا نام ہی بدل دو۔ امیر اور دیوبندی مولویوں کے کہنے پر انہوں نے درود شریف کا رسالہ نکال کر کتاب کا نیا نام رکھا: فضائل اعمال۔ حضرات کتنی بددیانتی اور بے حیائی ہے کہ بجائے ماننے کے انہوں نے درود شریف کا رسالہ ہی نکال دیا' نہ رسالہ ہو گا نہ کوئی سنی ہمیں تنگ کرے گا۔

کملی والے محمد ﷺ دی صفت سُن کے
سدا سینہ گستاخاں دا پاٹ دا اے
اُوہ نئیں سڑدا ابلیسی شراریاں تے
جو پروانہ محمدی ﷺ لاٹ دا اے
اُنہوں جامہ توحید نصیب کتھوں
پاون والا جو شرک دے ٹاٹ دا اے
بُوہا مالک دا چھڈ دا جو حافظ
رہندا گھر دا نہ اوہ گھاٹ دا اے

حضرات آپ یہ نہ سمجھیں کہ مولوی زکریا صاحب تو عاشق رسول علیہ الصلوٰۃ

والسلام تھے' اس لیے انہوں نے یہ درود لکھا بعد میں آنے والوں نے یہ درود مٹا دیا ہے' ناں ایسی بات نہیں' مولوی زکریا صاحب نے عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے یہ درود نہیں لکھا تھا بلکہ مجبوری کی وجہ سے لکھا تھا' وہ کون سی مجبوری تھی؟ سنیئے! میں حلفیہ یہ بات لکھ رہا ہوں' خدا عزوجل کی قسم کھا کر سچی بات لکھ رہا ہوں: ۱۹ جون ۲۰۱۰ء بروز ہفتہ میری ضلع ایبٹ آباد کے علاقے قلندر آباد کے ایک گاؤں ترنوائی میں تقریر تھی' اس علاقے میں بہت اونچے اونچے پہاڑ ہیں' کار نہیں جا سکتی' میں اپنے نعت خوان کے ساتھ بجائے اپنی کار کے بس پر بیٹھ کر راولپنڈی پہنچا' پھر ایک بس پنڈی سے مانسہرہ جا رہی تھی' ہم نے ہاتھ کیا' وہ رُک گئی ہم چڑھ گئے' بس چل پڑی' جب میں نے غور سے دیکھا تو ساری بس میں داڑھیوں والے پٹھان بیٹھے ہیں اور بسترے بھی ساتھ ہیں' میں سمجھ گیا کہ یہ تبلیغی جماعت والے ہیں' میں ایک سیٹ پر ایک پٹھان کے ساتھ بیٹھ گیا' میں نے پوچھا: خان صاحب! آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ کہنے لگا: رائے ونڈ سے' میں نے کہا: یہ سارے مسافر؟ کہنے لگا: یہ پوری بس رائے ونڈ سے آ رہی ہے' میں نے پوچھا: خان صاحب! کہاں جانا ہے؟ کہنے لگا: مانسہرہ' وہ مجھ سے پوچھنے لگا: آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ میں نے کہا: سرگودھا سے' پوچھنے لگا: سرگودھے کیا کرتے ہو؟ میں بات گول مول کر گیا' پھر میں نے پوچھا: خان صاحب! مانسہرہ میں دعوتِ اسلامی بھی ہے؟ کہنے لگا: ہے' میں نے کہا: کیسے لوگ ہیں؟ کہنے لگا: ٹھیک نہیں ہیں شرک کرتے ہیں' میں نے کہا: خان صاحب! یار یہ سنی بریلوی ہمیں طعنہ دیتے ہیں کہ تمہارے مولوی زکریا صاحب نے تبلیغی نصاب میں اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لکھا ہے' تم نے وہ رسالہ بھی نکال دیا ہے اور کہتے ہو یہ درود بناوٹی ہے۔ خان صاحب نے کہا: ہاں! میں نے بھی پڑھا ہے' جب میں پہلے پہلے تبلیغی جماعت میں شامل ہوا تھا' میں خود بڑا حیران تھا کہ دیوبندی تبلیغی جماعت والے ویسے کہتے ہیں کہ یہ درود وسلام بناوٹی ہے پھر مولوی زکریا صاحب نے کیوں لکھا ہے' میں نے رائے ونڈ میں اپنے امیر سے یہی سوال کیا تو امیر

صاحب نے جواب دیا کہ واقعی مولانا زکریا نے یہ درود لکھا ہے مگر اس وقت اس درود کے لکھنے کی حکمت تھی' ایک راز تھا۔ وہ خان صاحب کہتے ہیں: میں نے امیر صاحب سے کہا کہ وہ کون سا راز تھا؟ امیر صاحب نے بتایا: اس وقت پورے ہندوستان میں اکثریت بریلویوں کی تھی' ہر بندہ پڑھتا تھا: اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! مولانا زکریا نے بریلویوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لیے یہ درود لکھا تھا تا کہ ہم کہیں کہ ہم بھی سنی ہیں' ہم بھی یہ درودو سلام پڑھتے ہیں' اب چونکہ ہمارا مقصد حل ہو گیا ہے' اس لیے ہم نے وہ درود والا رسالہ نکال دیا ہے' نہ ہوگا نہ کوئی سنی بریلوی ہم پر اعتراض کرے گا۔ ''استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ'' حضرات دیکھا آپ نے کتنے مکار ہیں یہ تبلیغی جماعت والے' کتنی دشمنی ہے سرکار کے ساتھ ان کو۔

جو وی مرے حضور دے ہین منکر
ہوندے وچ عذاباں آریسٹ ویکھے
نوکر عربی ہاشمی مدنی دے
پاس کردے عشق دے ٹیسٹ ویکھے
اپنا سینہ مدینہ بناون والے
ہوندے شہر مدینے دے گیسٹ ویکھے
ناصر جنہاں حضور توں جان واری
بخت اُوناں دے ازل توں بیسٹ ویکھے

حضرات پتہ چلا کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! یہ درود بناوٹی یعنی مصنوعی نہیں بنا' بناسپتی نہیں بلکہ یہ وہ درود ہے جو معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے یار کو سامنے بٹھا کر پڑھا: ''السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ'' یہی معنی اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کا ہے۔ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ کا معنی کیا ہے؟ اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمت ہو۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کا معنیٰ کیا ہے؟ اے اللہ تعالیٰ کے رسول! آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلامتی ہو۔ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے یار پر یہ درود پڑھا' ولادت کی رات حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کی ذات پر پڑھا' صدیق اکبر' فاروق اعظم' عثمان غنی' مولا علی نے یہی درود و سلام پڑھا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر صحابی نے یہ درود پڑھا' مدینہ شریف کے پتھروں نے' درختوں نے' ذروں نے یہی درود پڑھا' سرکار کے ہر دیوانے نے یہی درود پڑھا' دیوبندیوں کے مرشد نے یہی درود پڑھنے کے لیے بتایا' دیوبندیوں کے شیخ الھند نے یہی درود پڑھنے کا حکم دیا' تبلیغی جماعت کے مولوی زکریا نے یہی درود پڑھا' پتہ نہیں آج کل کے وہابی دیوبندیوں کو کیا بیماری ہے جو یہ درود پڑھنے سے گھبراتے ہیں۔

جو نبی کے قریب ہوتے ہیں
وہ خدا عزوجل کے حبیب ہوتے ہیں
جو سجائیں درود کی محفل
وہ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں
نزول رحمت پروردگار ہے ان پر
جو ورد صلِ علیٰ صبح و شام کرتے ہیں
خدا عزوجل کی بزم میں ہوتا ہے تذکرہ اُن کا
جو ان کے ذکر کے جلوؤں کو عام کرتے ہیں

حضرات تو عرض یہ کر رہا تھا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں نماز کے لیے تشریف نہ لائے تو صحابہ کرام نے فرمایا: بھائی بلال! سرکار مسجد میں ابھی تک تشریف نہیں لائے' جاؤ پتہ کرو کہیں طبیعت زیادہ تو خراب نہیں ہو گئی۔ حضرت بلال آستانہ نبوت پر تشریف لائے' اندر نہیں گئے' دروازے پر کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھا' پھر عرض کی "اَلصَّلٰوۃُ اَلصَّلٰوۃِ" یعنی نماز کا وقت ہو گیا' حضرت بلال اگر دن کو نماز کے وقت

سرکار کی بارگاہ میں حاضری دیتے تو درود و سلام پڑھ کر عرض کرتے: ''الصلوٰۃ'' اگر صبح کی نماز کے لیے آتے تو پہلے درود و سلام پڑھتے' پھر عرض کرتے: ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' سوہنیا! نماز نیند سے بہتر ہے' ایک دن حضرت بلال نے جب یہ کلمے پڑھے: ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' تو سرکار کو یہ الفاظ بڑے پسند آئے' میرے آقا نے فرمایا: بلال! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: آج کے بعد صبح کی اذان جب دو تو ''حی علی الفلاح'' کے بعد یہ کلمے بھی دو مرتبہ پڑھ لیا کرو' عرض کی: آقا! جیسے آپ کا حکم' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر حضرت بلال نے یہ کلمات بھی اذان میں پڑھنے شروع کر دیئے۔

فاروقِ اعظم پر شیعہ الزام

حضرات شیعہ جماعت کے لوگ کہتے ہیں کہ سنیو تم جو صبح کی اذان میں ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' پڑھتے ہو یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں نہیں پڑھا جاتا تھا' یہ تمہارے خلیفہ دوم حضرت عمر نے اپنے دور میں اذان میں شروع کرایا تھا' پھر کہتے ہیں کہ کیا کسی صحابی کو حق حاصل ہے کہ وہ دین میں اپنی طرف سے زیادتی کرے؟ حضرات شیعہ حضرات نے عداوت اور بغض کی وجہ سے حضرت فاروق اعظم پر یہ الزام لگایا ہے کہ حضرت عمر نے صبح کی اذان میں یہ کلمے زیادہ کرائے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کلمات سیدنا فاروق اعظم نے نہیں بڑھائے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے یہ کلمات صبح کی اذان میں زیادہ کیے گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی ہیں جن کا نام ہے: سمرہ بن سعید اور کنیت ہے: ابو محذورہ قرشی رضی اللہ عنہ' یہ فرماتے ہیں کہ سن آٹھ ہجری میں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غزوۂ حنین سے واپس تشریف لا رہے تھے تو میں ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا' میں اتفاق سے اپنے دس مشرک ساتھیوں کے ساتھ مکہ شریف سے نکل کر کہیں جا رہا تھا' اچانک ہمارا گزر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپاہیوں کے پاس سے ہوا' اس وقت نماز کا ٹائم تھا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی اذان دے

رہے تھے۔ حضرت ابومحذورہ فرماتے ہیں: میری آواز قدرتی طور پر بڑی حسین وجمیل تھی' بڑی پیاری تھی' جب اذان ختم ہوئی تو میں نے مذاق اور تمسخر اُڑانے کے لیے اذان دینا شروع کر دی' جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میری آواز سنی تو سرکار نے اپنے ایک غلام کو فرمایا: یہ اذان دینے والا کون ہے؟ سرکار کے صحابہ نے عرض کی: آقا! یہ مشرکوں کا ٹولہ جا رہا تھا اس میں ایک نوجوان ہے' یہ اس نے ہمارا مذاق اُڑانے کے لیے اذان دی ہے۔ سرکار نے فرمایا: اچھا! ان لوگوں کو ہمارے پاس بلا لاؤ۔ حضرت ابومحذورہ فرماتے ہیں: ہم سارے سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے پوچھا کہ یہ اذان کی نقل کون اتار رہا تھا؟ حضرت ابومحذورہ فرماتے ہیں: سارے میرے ساتھی خاموش ہو گئے' میں نے عرض کی: حضور! یہ میں نقل اتار رہا تھا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اچھا! تم اذان کی نقلیں اتار رہے تھے' میں نے عرض کی: جی حضور! فرمایا: اچھا! تم یہیں میرے پاس بیٹھ جاؤ' میرے دوسرے ساتھیوں کو فرمایا: تم چلے جاؤ! میرے ساتھی چلے گئے' میں بیٹھ گیا۔ حضرت ابومحذورہ فرماتے ہیں: میں مشرک تھا' میرے والدین میرے سارے خاندان والے مشرک تھے' اس لیے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اچھا نہیں سمجھتا تھا' میرے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عداوت تھی' دل میں سرکار کا بغض تھا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اچھا اب اذان دو! میں نے عرض کی: کیسے دوں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں' تم زور سے خوبصورت آواز کے ساتھ یہ کلمات ادا کرو۔ حضرت ابومحذورہ فرماتے ہیں: دل تو نہیں کرتا تھا لیکن بس میں سرکار کی بات ٹال نہ سکا' سرکار بتاتے گئے' میں پڑھتا گیا' جب میں نے مکمل اذان پڑھ لی' سرکار بڑے خوش ہوئے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انعام کے طور پر مجھے ایک تھیلی عطاء فرمائی جس میں چاندی کے روپے تھے' پھر سرکار نے اپنا یداللہ والا مقدس ہاتھ مبارک میرے سینے پر پھیرا' حضرت ابومحذورہ فرماتے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! جب سرکار نے میرے سینے پر ہاتھ پھیرا' میری قسمت بدل گئی

میرا مقدر سنور گیا' میرے دل میں جہاں پہلے نفرت و عداوت' بغض تھا' اب اسی سینے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس ہاتھ بے مثل ہاتھ کی برکت سے سرکار کا پیار' سرکار کا عشق' سرکار کی محبت پیدا ہوگئی۔ سبحان اللہ! اے ابو محذورہ! تیرا سینہ صاف ہوتا بھی کیوں ناں ہاتھ کس ہستی کا لگ رہا تھا' وہ مقدس ہستی جن کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یہ تیرا ہاتھ نہیں ید اللہ' یہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔

چن عربی سر توں پیراں تک لاریب
خدا عزوجل دی شان ایں قسم قرآن ایں
اُوہنوں ویکھ کے ربّ عزوجل دی سونہہ
رَبدی سانوں ہوگئی اے پہچان ایں ربّ عزوجل دی شان ایں
اُوہدا جسم اطہر ناصر شاہ جیویں
کوئی خوشبو دی کان ایں اِک بُرھان ایں
اُوہنوں ویکھن والیا ویکھ تے سہی
اُوہدی صورت تے قرآن ایں ربّ عزوجل دی شان ایں

حضرت ابو محذورہ فرماتے ہیں: جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا مقدس ہاتھ مبارک میرے سینے پر پھیرا تو میرے سینے سے کینہ اور عداوت دور ہوگئی' شرک اور کفر چلا گیا' اسلام کی شمع روشن ہوگئی' میں قدموں میں گر پڑا اور عرض کی: سوہنیا! مجھے کلمہ پڑھا کے اپنا غلام بنا لیجئے۔ سبحان اللہ! سرکار نے کلمہ پڑھا کے مسلمان کیا' صحابیت کی سند عطاء فرمائی۔ حضرت ابو محذورہ نے عرض کی: سوہنیا! ایک مہربانی اور بھی فرما دیجئے! میرے آقا نے فرمایا: ابو محذورہ! بتاؤ کیا چاہتے ہو؟ عرض کی: سوہنیا! مجھے مکہ شریف میں مسجد حرام شریف میں مؤذن مقرر فرما دو تاکہ جس اذان کے صدقے مجھے آپ نے ایمان کی دولت عطاء فرمائی ہے' وہی اذان پڑھتے پڑھتے میری زندگی کی شام ہو جائے۔ سرکار مسکرائے' فرمایا: اچھا! اگر تمہاری یہ خواہش ہے تو آج کے بعد تو مکہ شریف کا مؤذن ہے'

ساری زندگی تجھے اس منصب سے کوئی معزول نہیں کر سکتا۔ حضرت ابو محذورہ نے اذان دینی شروع کر دی، سن اُنسٹھ ہجری تک آپ اذان دیتے رہے، آخر کار آپ کا وصال مبارک سن ۵۹ ہجری کو ہوا۔

(الاستیعاب علی حامش الاصابہ ج ۴ص ۱۷۷، شرح صحیح مسلم ج ۱ص ۱۰۸۳)

حضرات پتہ چلا کہ حضرت ابو محذورہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کو حسین کے نانے نے خود اذان دینی سکھائی، اب سنئے! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو محذورہ کو اذان سکھائی کیسے؟ جب سرکار نے حضرت ابو محذورہ کو فرمایا کہ ابو محذورہ! پڑھو اذان، تو اہل سنت و جماعت کی صحاح ستہ میں سے ابوداؤد شریف میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ ''قال قلت یا رسول اللّٰہ علمنی سنۃ الاذان'' حضرت ابو محذورہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے پاک نبی نے میرے سر کے اگلے حصے پر اپنا مقدس ہاتھ پھیرا ''قال تقول اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر'' پھر فرمایا: جب اذان دو تو دو مرتبہ اللّٰہ اکبر کہنا، دو مرتبہ اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ پڑھنا، دو مرتبہ اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ پڑھنا، دو مرتبہ حی علی الصلوٰۃ پڑھنا، دو مرتبہ حی علی الفلاح پڑھنا ''فان کان صلوٰۃ الصبح'' اگر صبح کی اذان دینا تو دو مرتبہ پڑھنا: ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' پھر دو مرتبہ پڑھنا اللّٰہ اکبر، پھر ایک مرتبہ پڑھنا لا الٰہ الا اللّٰہ۔ (کتاب الصلوٰۃ، ابوداؤد شریف ج ۱ص ۷۲۔۷۳، ابوداؤد شریف مترجم ج ۱ص ۲۲۷۔۲۲۹، نسائی شریف ج ۱ص ۷۵)

حضرت ابو محذورہ فرماتے ہیں کہ ''ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم علمہ فی الاذان الاول من الصبح الصلوٰۃ خیر من النوم الصلوٰۃ خیر من النوم'' کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے صبح کی اذان کے لیے الصلوٰۃ خیر من النوم کے کلمات خود سکھائے تھے۔

(طحاوی شریف ج ۱ص ۸۲، طحاوی شریف مترجم ج ۱ص ۲۸۶)

مؤذنین کے سردار حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''انہ اتی النبی

صلی اللہ علیہ وسلم یؤذنہ لصلوٰۃ الفجر ''کہ ایک دن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں صبح کی نماز کی اطلاع دینے کے لیے حاضر ہوا تاکہ عرض کروں: آقا! صبح کی نماز کا ٹائم ہو گیا تشریف لائیے۔ ''فقیل ہو نائم ''اندر سے بی بی پاک کی آواز آئی: بلال! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سوئے ہوئے ہیں' حضرت بلال فرماتے ہیں: میں نے آستانہ نبوت کے سامنے کھڑے ہو کر یہ الفاظ عرض کیے: ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' سوہنیا! نماز نیند سے بہتر ہے' نماز نیند سے بہتر ہے۔ حضرت بلال فرماتے ہیں: سرکار یہ لفظ سن کر بڑے محظوظ ہوئے' آپ نے فرمایا: بلال! آج کے بعد صبح کی اذان میں یہ الفاظ بھی پڑھا کرو۔ حضرت بلال فرماتے ہیں: ''فاقرت فی تاذین الفجر فبثت الامر علی ذلک ''سرکار کے فرمان کے مطابق یہ الفاظ الصلوٰۃ خیر من النوم اذان میں زیادہ کر دیئے گئے اور اسی پر عمل شروع ہو گیا۔ دوسری روایت میں آتا ہے کہ حضرت بلال فرماتے ہیں کہ ''قال امرنی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اثوب فی الفجر ونہانی ان اثوب فی العشآء ''کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم پڑھنے کا حکم دیا اور عشاء کی اذان میں اس سے منع فرمایا۔

(ابن ماجہ شریف' ابواب الاذان' ج ۱ ص' ابن ماجہ شریف مترجم ج ۱ ص ۲۴۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''کان التثویب فی صلوٰۃ الغداۃ ''کہ صبح کی نماز کی اذان میں تثویب یہ ہے کہ ''اذا قال المؤذن حی الفلاح قال الصلوٰۃ خیر من النوم ''مؤذن اذان میں حی علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ کہے: الصلوٰۃ خیر من النوم۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے صحابی حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ''ذلک مما کان المؤذن یؤذن بہ فی اذان الصبح فبثت بذلک ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری زمانہ پاک میں مؤذن صبح کی اذان میں یہ کلمات الصلوٰۃ خیر من النوم کہتے تھے۔ (طحاوی شریف ج ۱ ص ۸۲' طحاوی شریف مترجم ج ۱ ص ۲۸۱)

شیعہ حضرات کی صحاح اربعہ ہیں' اہل سنت و جماعت کی صحاح ستہ' چھ حدیث کی کتابیں مشہور ہیں: (۱) بخاری شریف (۲) مسلم شریف (۳) ترمذی شریف (۴) ابوداؤد شریف (۵) نسائی شریف (۶) ابن ماجہ شریف۔ یہ شریف اہل سنت کی کتابیں ہیں جنہیں صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح شیعہ حضرات کی معتبر کتابیں ہیں جنہیں صحاح اربعہ چار صحیح حدیث کی کتابیں کہا جاتا ہے: (۱) اصول کافی فروع کافی (۲) من لایحضرہ الفقیہ (۳) الاستبصار (۴) تہذیب الاحکام۔ شیعہ حضرات کی معتبر کتاب من لایحضرہ الفقیہ میں علامہ ابوجعفر محمد بن علی قمی چھٹے امام سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمان لکھتے ہیں کہ امام جعفر صادق اپنے مؤذنوں کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ''ولا باس ان یقال فی صلاۃ الغداۃ'' اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ ''حی علی خیر العمل الصلوٰۃ خیر من النوم مرتین'' کہ صبح کی اذان میں حی علیٰ خیر العمل کے بعد دو مرتبہ پڑھا جائے: الصلوٰۃ خیر من النوم۔ ''للتقیۃ'' لیکن تقیہ کر کے پڑھا جائے۔ (من لایحضر الفقیہ' باب الاذان ج ۱ ص ۱۸۸' عقائد جعفریہ ج ۳ ص ۸۵۔۸۶)

حضرات احادیث پاک کے حوالوں سے پتہ چلا کہ صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا یہ فاروقِ اعظم کی زیادتی نہیں بلکہ یہ کلمات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے اذان میں شامل کیے گئے' یہ کلمات سرکار کے دور میں پڑھے جاتے رہے۔ صدیق اکبر' فاروق اعظم' عثمان غنی' مولا علی' آقا حسن' مولا حسین' پیر سجاد' امام باقر' سیدنا جعفر صادق کے دور میں بھی پڑھے جاتے تھے' بلکہ امام جعفر صادق نے خود حکم فرمایا کہ صبح کی اذان میں یہ کلمات پڑھا کرو لیکن افسوس شیعہ حضرات کی عقل پر انہوں نے امام جعفر صادق کی طرف حدیث منسوب کر کے آخر میں اپنی طرف سے تقیہ کا لفظ بڑھا دیا' تقیہ کا معنی جھوٹ۔ ظالمو سوچو! ہو صادق لیکن غلاموں کو' مریدوں کو جھوٹ بولنے کا حکم دے' سوسنی ابن سید اور غلاموں کو حکم دے کہ اوپر اوپر سے سنیوں کو دھوکہ دینے کے لیے پڑھ دیا کرو۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ یہ لفظ امام جعفر صادق کے نہیں ہو سکتے۔ پتہ

امام جعفر صادق کس حسین کا پوتا ہے؟ جس آقا حسین نے دین کی خاطر مدینہ شریف چھوڑ دیا، مکہ شریف چھوڑ دیا، بھوک پیاس برداشت کر گئے، بچے بھتیجے بھانجے مرید اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید کرا دیئے، خود بھی قتل ہو کے نیزے کی نوک پر سوار ہو گئے، مگر لعنتی یزید کے سامنے تقیہ نہیں فرمایا، اگر حسین پاک اوپر اوپر سے جھوٹ بول دیتے، اوپر اوپر سے یزید کی بیعت کر لیتے تو یزید آقا حسین کو مدینہ شریف کی گورنری بھی دے دیتا، لاکھوں کروڑوں کا مال بھی انعام میں دیتا، لوگ آ کر آقا حسین کے ہاتھ پیر بھی چومتے، آقا حسین ساری زندگی پیری مریدی کر کے ٹھاٹھ کی زندگی بھی بسر کر سکتے تھے مگر صدقے جاؤں علی کے لال پر، قربان جاؤں فاطمہ کے بچڑے پر، نثار جاؤں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نواسہ پر، میرے آقا حسین نے سب کچھ قربان کر دیا سب کچھ چھوڑ دیا مگر تقیہ نہیں کیا، جھوٹ نہیں بولا کیونکہ آقا حسین جانتے تھے تقیہ میرے نانے کے دین میں حرام ہے، ناجائز ہے۔

تن دن دے ترہائے بیٹھے ہویاں سب دیاں خشک زباناں
فیر وی وَدھ وَدھ جاناں دِتیاں اونہاں غازیاں شیر جواناں
بیعت یزید قبول نہ کیتی تک آل نبی دیاں شاناں
اعظم صبر حسین دا ڈٹھا وچہ کربل دے میداناں

حضرات شیعہ حضرات عوام اہل سنت کو دھوکہ دینے کے لیے کہتے ہیں کہ دیکھو جی موطا امام مالک ص ۲۸ پر یہ بات موجود ہے کہ ایک دن صبح کی نماز کے وقت مؤذن آپ کے خلیفہ حضرت عمر کو جگانے کے لیے آیا تو حضرت عمر سوئے ہوئے تھے، مؤذن نے بلند آواز سے حضرت عمر کو جگانے کے لیے پڑھا: "الصلوٰۃ خیر من النوم فامرہ عمر ان یجعلھا فی اذان الفجر" تو حضرت عمر نے مؤذن کو حکم دیا کہ آج کے بعد یہ کلمات الصلوٰۃ خیر من النوم صبح کی اذان میں شامل کر لو۔ پتہ چلا صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم حضرت عمر نے شامل کروائے۔ حضرات حدیث پاک بالکل ہے مگر شیعہ

حضرات سے پوچھا جائے کہ حضرت عمر تو اذان میں یہ کلمات اس وقت زیادہ کرتے اگر پہلے نہ ہوتے' یہ کلمات تو پہلے ہی سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے پاک سے اذان میں چلے آ رہے تھے پھر حضرت عمر نے صبح کی اذان میں مؤذن کو یہ کلمے پڑھنے کا حکم کیوں دیا۔ تو محدثین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کا مقصد یہ تھا کہ یہ کلمات صرف صبح ہی کی اذان میں دینا کسی اور اذان میں یہ کلمات شامل نہ کرنا۔ حضرات پتہ چلا کہ صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم پڑھنا' یہ کلمات حضرت عمر نے شامل نہیں کرائے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ظاہری زندگی میں خود اذانِ فجر میں پڑھنے کا حکم دیا۔ اہل سنت اور شیعہ حضرات کی معتبر کتابوں سے یہ بات ثابت ہے۔ اب آپ شیعہ حضرات کے ذاکروں سے' ملنگوں سے' عوام سے' مولویوں سے' مجتہدین بلکہ پوری کائنات کے رافضیوں سے سوال کریں کہ جناب! آپ کی جب اذان ہوتی ہے تو ''اشھد ان محمدا رسول اللّٰہؐ'' کے بعد آپ کے مؤذنین پڑھتے ہیں: ''اشھد ان علیًا ولی اللّٰہ وصی رسول اللّٰہ وخلیفتہ بلا فصل ۔ اشھد ان امیر المؤمنین وامام المتقین وقاتل المشرکین حجۃ اللّٰہ وخلیفتہ بلا فصل'' آپ شیعوں سے پوچھیں کہ جناب! یہ جو آپ اذان میں کلمات پڑھتے ہیں کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں پڑھے گئے یا سرکار نے پڑھنے کا حکم دیا؟ صدیق اکبر' فاروقِ اعظم' عثمان غنی کو تو آپ مانتے نہیں' آپ ان کو غاصب اور زبردستی خلیفہ مانتے ہو' ہم ان کی بات نہیں کرتے' کیا مولا علی کے زمانے میں یہ اذان میں کلمات پڑھے جاتے تھے؟ کیا امام حسن' امام حسین' حضرت سجاد' امام باقر' امام جعفر صادق' امام موسیٰ کاظم' امام علی رضا' امام محمد تقی' امام علی نقی' امام حسن عسکری کے دور میں اذان میں یہ کلمات پڑھے جاتے تھے؟ اگر پڑھے جاتے تھے تو اپنی کسی صحیح حدیث سے یہ اذان ثابت کرو لیکن اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم ہے! مجھے صدیق کی صداقت کی قسم! فاروق اعظم کی عدالت کی قسم! حضرت عثمان غنی کی حیا کی قسم! مولا علی کی شجاعت کی قسم! امام حسن کے

حسن و جمال کی قسم! آقا حسین کی شہادت کی قسم! مجھے پنجتن پاک' بارہ امام کی امامت کی قسم! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس صحابہ کی قسم! قیامت آ سکتی ہے' شیعہ حضرات زہر کا پیالہ پی سکتے ہیں مگر اپنی کسی صحیح حدیث سے یہ مروّجہ اذان نہیں دکھا سکتے۔ بلکہ ان کی کتابیں پڑھ کے دیکھو' ان کی کتابوں میں بھی وہی اذان لکھی ہوئی ہے جو اذان اہل سنت و جماعت دیتے ہیں۔ شیعہ حضرات کے بہت بڑے عالم علامہ ابو جعفر محمد بن علی قمی صحاح اربعہ کی مشہور کتاب من لایحضرہ الفقیہ میں اور علامہ محمد بن حسن عاملی اپنی کتاب وسائل الشیعہ میں لکھتے ہیں کہ ساتویں امام سیدنا موسیٰ کاظم اپنے آستانے پر تشریف فرما ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کی: حضور! مجھے اذان کا طریقہ سکھائیے کہ اذان کیسے دینی چاہیے؟ سید مسکرا پڑا' آپ نے فرمایا: آ میں تمہیں وہ اذان سکھاؤں جو میرے دادے علی المرتضٰی نے لوگوں کو سکھائی تھی' عرض کی گئی: حضور فرمائیے! امام موسیٰ کاظم نے فرمایا کہ جب اذان شروع کرو تو چار مرتبہ پڑھو اللّٰہ اکبر' پھر دو مرتبہ پڑھو: اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ' پھر دو مرتبہ پڑھو: اشھد ان محمد رسول اللّٰہ' پھر دو مرتبہ پڑھو: حی علی الصلوٰۃ' پھر دو مرتبہ پڑھو: حی علی الفلاح' پھر دو مرتبہ پڑھو: اللّٰہ اکبر' پھر ایک مرتبہ پڑھو: لا الہ الا اللّٰہ۔

(رسائل الشیعہ ج ۴ص ۶۴۷' من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ص ۱۸۸' فقہ جعفریہ ج ۱ص ۲۶۱)

حضرات اب غور کیجئے! امام موسیٰ کاظم نے مولا علی سے لے کر اپنی ذات تک اذان دینے کا وہی طریقہ بتایا جو اہل سنت و جماعت کا ہے' اگر مولا علی کی خلافت اور ولایت والے الفاظ ہوتے تو آپ ضرور وضاحت کے ساتھ ان کا بھی ذکر کرتے' آخر ان کا بابا علی تھا' کیا ان کو اپنے دادے علی سے محبت نہیں تھی؟ بڑی محبت تھی جتنی اولاد اور خاندان والوں کو ہوتی ہے' باہر والوں کو نہیں ہوتی۔ امام موسیٰ کاظم جن کی محبت کا شیعہ حضرات دن رات نعرہ مارتے ہیں وہ تو سنیوں والی اذان بتا رہے ہیں لیکن شیعہ حضرات کی بدنصیبی' انہوں نے اپنی اذان الگ بنا لی ہے۔ شیعہ حضرات کے بہت بڑے عالم علامہ محمد بن

حسن طوسی جو ۴۶۰ ہجری میں فوت ہوئے' ان سے کسی نے پوچھا کہ کیا اذان میں ''اشھد ان علیًا امیر المؤمنین و آل محمد خیر البریة '' یہ پڑھنا چاہیے' جیسا کہ بعض روایتوں میں بھی آیا ہے' تو علامہ طوسی نے جواب میں کہا کہ ''ولو فعله الانسان یاثم به'' جو بندہ یہ کلمے اذان میں کہے گا وہ گناہ گار ہوگا۔

(المبسوط ج ۹۹' فقہ جعفریہ ج اص ۲۶۳_۲۶۴)

شیعہ حضرات کے بہت بڑے محدث علامہ ابو جعفر محمد بن علی قمی' من لا یحضر الفقیہہ میں باب الاذان میں لکھتے ہیں کہ ''ھذا الاذان الصحیح '' اذان وہی صحیح ہے جو اہل سنت و جماعت کی ہے' اذان وہی صحیح ہے جو امام موسیٰ کاظم نے بتائی ہے: ''لا یزید ولا ینقص منه '' اس اذان میں نہ کمی کی جائے گی نہ کوئی لفظ زیادہ کیا جائے گا۔ ''والمفوضة لعنهم الله قد وضعوا اخبارًا وزادوا فی الاذان محمد وال محمد خیر البریة مرتین وفی بعض روایاتهم بعد اشهد ان محمدًا رسول الله اشهد ان علیًا ولی الله مرتین ومنهم من روی بدل ذلك اشهد ان علیًا امیر المؤمنین حقًا مرتین ''۔ علامہ قمی لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ صدوق نے فتویٰ دیا کہ اذان وہی صحیح ہے جو اہل سنت و جماعت کی ہے' اس اذان میں نہ کمی کی جائے گی نہ زیادتی' اللہ تعالیٰ لعنت کرے مفوضہ جماعت پر جنہوں نے بہت سی حدیثیں روایتیں اپنی طرف سے بنائی' اس گھڑی ہوئی روایت کے مطابق انہوں نے اذان میں اضافہ کر دیا۔ یہ اذان میں دو مرتبہ محمد و آل محمد خیر البریہ کے الفاظ زیادہ پڑھتے ہیں۔ اور ان کی بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ اذان میں اشهد ان محمد رسول الله کے بعد دو مرتبہ اشهد ان علیاً ولی اللہ پڑھنا چاہیے' بعض جگہ پر یہ روایت ہے کہ دو مرتبہ اشهد ان علیاً امیر المؤمنین حقا پڑھنا چاہیے۔ علامہ قمی یہ بات لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ صدوق جو بہت بڑے شیعہ جماعت کے محدث اور جماعت کے قائد تھے۔ وہ کہتے تھے کہ مولا علی کے ولی اللہ ہونے اور امیر المؤمنین ہونے میں کوئی شک

نہیں، اسی طرح محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر البریہ ہونے میں کوئی شک نہیں، ''ولکن لیس ذلک فی اصل الاذان ''لیکن میں برسرعام فتویٰ دیتا ہوں کہ یہ اذان کے کلمات نہیں ہیں، یہ فتویٰ میں نے اس لیے دیا ہے تاکہ لوگوں کو بتایا جائے جو لوگ اذان میں یہ کلمات پڑھتے ہیں، ان کا شیعہ حضرات سے کوئی تعلق نہیں۔ (من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ص ۱۸۸، رسائل الشیعہ ج ۴ص ۶۴۸، عقائد جعفریہ ج ۳ص ۸۲۔ ۸۳، فقہ جعفریہ ج ۱ص ۲۶۵۔ ۲۶۷)

حضرات پتہ چلا کہ شیعہ حضرات کی اصلی اذان وہی ہے جو اہل سنت و جماعت کی ہے، جو لوگ اذان میں حضرت علی کی ولایت اور خلافت کے کلمات پڑھتے ہیں، ان کا حقیقی شیعہ جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ شیعہ جماعت کے قائد کے فتوے کے مطابق وہ لعنتی فرقہ ہے اور وہ مفوضہ گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ پورے پاکستان میں پھر سارے مفوضہ فرقے والے رہتے ہیں جو لعنتی فرقہ ہے اور شیعہ جماعت والے ان کو شیعہ بھی نہیں سمجھتے۔ کیونکہ پورے پاکستان کے شیعہ حضرات کے امام واڑوں میں جب اذان ہوتی ہے تو اشہد ان محمد رسول اللہ کے بعد اشہد ان علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل کی آوازیں گونجتی ہیں۔ صرف عام امام واڑوں میں نہیں، شیعہ حضرات کے مدارس میں بھی یہی اذان ہوتی ہے، کوئی مولوی کوئی مجتہد کوئی عالم کوئی شیعہ مدرسہ کا پرنسپل اس اذان سے منع نہیں کرتا۔ حیران ہونے والی بات نہیں؟ حضرات اب یہ بھی سن لیں کہ مفوضہ گروہ جو اذان میں علی ولی اللہ کے کلمات پڑھتا ہے، اس کا عقیدہ کیا ہے؟ سنئے! علامہ قمی کی کتاب من لایحضرہ الفقیہ، باب الاذان کا حاشیہ پڑھ کر دیکھیں، وہ مفوضہ فرقہ کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''المفوضة فرقة ضالة ''مفوضہ فرقہ ایک گمراہ فرقہ ہے کیونکہ ''قالت بان اللہ خلق محمدًا وفوض الیہ خلق الدنیا فھو الخلاق ''مفوضہ فرقہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا، اس کے بعد دنیا کی تخلیق کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کر دیا، لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ساری کائنات کی تخلیق کرنے

والے ہیں اور بہت زیادہ پیدا کرنے والے ہیں'' وقیل بل فوض ذالك الی علي علیه السلام '' اوران کے عقائد میں یہ عقیدہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کی تخلیق کا اختیار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطاء نہیں فرمایا بلکہ مولا علی رضی اللہ عنہ کو سپرد کیا گیا ہے۔

(حاشیہ من لا یحضرہ الفقیہ ج اص ۸۸' فقہ جعفریہ ج اص ۲۷۲-۲۷۳)

شیعہ حضرات کے بہت بڑے عالم علامہ احمد بن علی طبرسی اپنی کتاب احتجاج طبرسی میں لکھتے ہیں: ''عن ابی الحسن الرضا علی السلام من ذم الغلاۃ والمفوضۃ وتکفیرھم وتضلیلھم والبراۃ منھم '' کہ امام رضا رضی اللہ عنہ حد سے بڑھنے والے (شیعہ) مفوضہ گروہ کی مذمت فرماتے' آپ نے (شیعہ) فرقہ مفوضہ کو کافر اور گمراہ فرمایا اور اس بندے کو بھی کافر بتایا جو اس فرقہ سے دوستی رکھے گا۔

(احتجاج طبرسی ج ۲ ص ۲۳۱' فقہ جعفریہ ج اص ۲۷۴-۲۷۵)

حضرات پتہ چلا کہ شیعہ حضرات جو فی زمانہ اذان دیتے ہیں' اس اذان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں' یہ اذان فرقہ مفوضہ کی اذان ہے جو لعنتی گمراہ اور کافر فرقہ ہے' اصلی اذان وہ ہے جو اہل سنت و جماعت دیتے ہیں۔ الحمد للہ رب العالمین!

حضرات بات یہ عرض کر رہا تھا کہ حضرت بلال نے عشاء کی اذان دی' سارے صحابہ کرام باجماعت نماز پڑھنے کے لیے مسجد نبوی میں تشریف لائے' صدیق اکبر بھی آ گئے' فاروق اعظم بھی آ گئے' عثمان غنی بھی آ گئے' مولا علی بھی آ گئے' حضرت جابر بھی آ گئے' حضرت زبیر بھی آ گئے' سارے صحابہ آ گئے مگر نبیوں کا امام نہ آیا' صدیق کا یار نہ آیا' حضرت عمر کا مولا نہ آیا' حضرت عثمان کا آقا نہ آیا' فاطمہ کا بابا نہ آیا' حسنین کا نانا نہ آیا' صحابہ کا پیر نہ آیا' مولا علی کا ویر نہ آیا' اللہ تعالیٰ کا مقدس حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ آیا' صحابہ کرام نے فرمایا: بھائی بلال! سرکار آج تشریف نہیں لائے' پتہ کرو کہیں طبیعت زیادہ تو خراب نہیں ہو گئی کیونکہ پہلے اتنی دیر سرکار نے کبھی نہیں لگائی تھی۔ حضرت بلال مسجد نبوی

شریف سے جہاں پر اب سرکار کا روضہ انور ہے' پہلے یہ جگہ مسجد نبوی میں شامل نہیں تھی یہاں مومنوں کی پیاری امی سیدہ عائشہ صدیقہ کا حجرہ مبارک تھا' سرکار بیماری کے ایام سیدہ عائشہ کے پاس گزار رہے تھے' حضرت بلال دروازہ نبوت پر آئے' بڑے ادب سے بڑی محبت سے دروازے پر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے' آواز نہیں ماری' دروازے پر ہاتھ نہیں مارا کیونکہ صحابی تھے وہابی نہیں تھے' دروازہ نبوت کے احترام اور ادب سے اچھی طرح واقف تھے' سیدنا بلال کو پتہ تھا کہ یہ وہ دروازہ ہے جہاں جبریل جو سید الملائکہ ہے وہ بھی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو کر اندر آنے کی اجازت مانگتا ہے۔

دو جہاں جس پہ ہیں قربان وہ در آپ کا ہے
دو جہاں جس میں سما جائیں وہ گھر آپ کا ہے
رفعتیں جس کے تجسس میں ابھی تک گم ہیں
اُس بلندی سے کہیں آگے گزر آپ کا ہے

حضرت بلال جب دروازہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہنچے تو ہاتھ باندھ کر عرض کیا: ''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ'' درود وسلام کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد عرض کی: سوہنیا! عشاء کی نماز کا ٹائم ہو گیا ہے' بجپالی فرماؤ! مسجد میں تشریف لے آؤ' غلام انتظار کر رہے ہیں۔ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب حضرت بلال کی آواز سنی تو فرمایا: بلال جاؤ! جا کر ابو بکر صدیق سے کہو کہ صحابہ کو جماعت کرا دے کیونکہ ''انی لا استطیع الخروج'' میں اب باہر نہیں آ سکتا' طبیعت زیادہ خراب ہے۔ حضرت بلال نے جب سرکار کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو بے ساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے' ہچکی بندھ گئی' رونے لگے' اپنے ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیے اور مسجد کی طرف چلنا شروع کر دیا' چلتے بھی جاتے تھے' روتے بھی جاتے تھے اور کہتے بھی جاتے تھے: ''واغوثاہ'' لوگو! جلدی آؤ میری مدد کرو' ''انقطاع رجاہ'' اب میری ساری اُمیدیں ختم ہو گئیں' ''واہ انکسار ظھراہ'' لوگو! بلال کی کمر غم مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدائی میں ٹوٹ گئی ہے "یا لیتنی لم تلدنی اُمی" کاش میری ماں مجھے جنم نہ دیتی' میں پیدا ہی نہ ہوتا' نہ پیدا ہوتا نہ یہ آج کا دن دیکھنا پڑتا۔

(مدارج النبوت ج ۳ص ۴۹۱۔۴۹۲ مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۵' افضل المواعظ ص ۱۵۶)

جب سیدنا بلال درد میں ڈوب کر روئے تو مسجد نبوی میں سے سارے صحابہ کرام سارے نمازی باہر نکل آئے کہ حضرت بلال روتے آ رہے ہیں' خیر تو ہے۔ صدیق اکبر نے فرمایا: بلال صبر کرو اور ہمیں بھی بتاؤ کہ ہوا کیا ہے؟ کیوں روتے آ رہے ہو؟ سرکار کو کچھ ہو تو نہیں گیا؟ حضرت بلال نے روتے روتے عرض کی: اے صدیق اکبر! اب سرکار باہر نہیں آئیں گے' اب آمنہ کا لال ہمیں جماعت نہیں کرائے گا' سرکار کی طبیعت بڑی خراب ہے۔ اُدھر فاروقِ اعظم نے فرمایا: بھائی بلال! اب نماز کیسے پڑھیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کے بارے کیا حکم دیا ہے؟ حضرت بلال نے عرض کی: بھائی عمر! سرکار نے حکم دیا ہے کہ سارے لوگ نماز پڑھ لو' میرا انتظار نہ کرو اور صدیق اکبر کو کہو کہ وہ میرے مصلے پر کھڑے ہو کر لوگوں کو جماعت کرائے۔ صدیق اکبر نے جب یہ بات سنی تو عاشق نبی کی آنکھوں میں سے محبت بھرے آنسو جاری ہو گئے' نبی کا پہلا غلام سرکار کے قدموں پر اپنا تن من دھن قربان کرنے والا یارِ غار تڑپنے لگا' اُدھر حضرت بلال نے تکبیر شروع کی' جب حضرت بلال نے پڑھا: اشہد ان محمد رسول اللہ' تو صحابہ کی چیخیں نکل گئیں کیونکہ آمنہ کا لال آج مصلے پر نظر نہ آیا' پوری مسجد میں رونے کی آوازیں آنے لگیں۔

عشق صدیق اکبر

حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر صحابی کو سرکار سے بڑا پیار تھا' بڑی محبت تھی' ہر صحابی دل و جان سے فاطمہ کے بابے سے محبت کرتا تھا' مگر کتابوں کا مطالعہ کر کے دیکھو جتنا صدیق اکبر کو سرکار سے پیار تھا' عشق تھا' محبت تھی شاید اتنی محبت اتنا پیار نہ کوئی اُمتی کر سکا ہے نہ کوئی کر سکے گا۔ علامہ طبری' الریاض النضرہ میں علامہ ابن حجر مکی منبھات میں لکھتے ہیں کہ ایک دن سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے پاس تشریف فرما ہیں

سرکار کے مدنی صحابہ سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہیں' صدیق اکبر بھی موجود ہیں' فاروق اعظم بھی بیٹھے ہیں' عثمان غنی' مولا علی' حضرت بلال' حضرت زبیر' حضرت جابر' حضرت سعد' حضرت سعید' حضرت عبدالرحمٰن اور دیگر بھی صحابہ موجود ہیں' ایسے لگتا تھا جیسے چودھویں کا چاند ستاروں میں گھرا ہوا ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وعظ فرما رہے ہیں' سرکار کے مرید وعظ سن رہے ہیں' وعظ کرتے کرتے میرے آقا نے فرمایا: ''قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم حبب الی من دنیاکم ثلث'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لوگو! مجھے تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں بڑی اچھی اور بڑی پیاری لگتی ہیں' صحابہ نے عرض کی: آقا! وہ کون سی چیزیں ہیں جو رب عزوجل کے ماہی کو پسند ہیں: ''الطیب'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھے خوشبو بڑی پسند ہے ''والنسآء'' اور نکاح والی عورتیں بڑی پسند ہیں'' ''وجعلت قرۃ عینی'' اور نماز تو مجھے بڑی ہی پسند ہے بلکہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے' میری آنکھوں کا نور ہے۔

صدیق اکبر نے عرض کی: سوہنیا! مجھے بھی تین چیزوں سے بڑی محبت ہے' مجھے بھی تین چیزیں بڑی پسند ہیں' اگر حکم ہو تو میں بھی عرض کروں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں ہاں بیان کرو! میرے آقا کے سچے عاشق نے عرض کی: ''النظر الی وجھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' سوہنیا میری پہلی پسند یہ ہے کہ میرا دل کرتا ہے کہ میں ہر وقت ہر ٹائم صبح شام دن رات ہر گھڑی ہر لحظہ آپ کا دیدار کرتا رہوں' آقا میں چاہتا ہوں چہرہ آپ کا ہو آنکھیں صدیق کی ہوں' رُخ انور تیرا ہو نگا ہیں تیرے غلام کی ہوں۔

جی کردا اے سوہنیا ہر ویلے تینوں سامنے بہہ کے میں تکدا رہواں
لُوں لُوں میریاں اکھیاں بن جاون محتاج نہ میں کسے اکھ دا رہواں

یہی بات قلندر شورکوٹ حضرت سلطان باہو نے فرمائی کہ

ایہہ تن میرا چشمہ ہووے تے میں مرشد دیکھ نہ رجاں ھُو

لُوں لُوں دے مُڈھ لکھ لکھ چشماں اک کھولاں تے اک کجاں ھو
اتناڈٹھیاں مینوں صبر نہ آوے تے میں ہور کسے ول بھجاں ھو
مرشد دا دیدار ہے باھو تے مینوں لکھ کروڑاں حجاں ھو

شاعر مشرق قلندر لاہوری ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہ کلیات فارسی کلام میں لکھتے ہیں کہ ایک دن کسی نے سیدنا صدیق اکبر سے پوچھا: مولا! ایک بات تو بتایئے! عاشق مدینہ سیدنا صدیق اکبر نے فرمایا: کون سی؟ عرض کی: حضور! آپ کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت ہے یا فاطمہ کے بابے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پیار ہے؟ نقشبندیوں کا پیر' صدیقوں کا سلطان مسکرا پڑا' آپ نے فرمایا: مجھے حسین کے نانے' نبیوں کے سلطان جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پیار ہے۔ سوالی بڑا حیران ہوا' ہوتا آج کل کا کوئی توحید کا ٹھیکیدار تو فوراً صدیق اکبر پر فتویٰ لگا دیتا' حضرت جی! آپ کیا کہہ رہے ہیں' اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ محبت کرتے ہو' مگر وہ وہابی نہیں تھا کوئی تابعی تھا' صحابی اُسے کہتے ہیں جو ایمان کی نگاہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تابع نہیں ایک بار کلمہ پڑھ کے دیدار کرے' پھر موت آئے تو ایمان پر آئے' تابعی اس کو کہتے ہیں جو ایمان کی نظر سے کسی صحابی کا دیدار کر لے پھر خاتمہ بھی ایمان پر ہو' صدقے جاؤں صدیق اکبر کے ایمانی عشق پر' کیا کہتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے زیادہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہے۔ حضرات آج کل شور مچا ہوا ہے' بس جی اللہ عزوجل کو مانو! اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کو نہ مانو' کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: ''حسبی اللہ'' لوگو! کہو مجھے اللہ عزوجل ہی کافی ہے' حضرات ان مُلوانوں سے بندہ یہ پوچھے کہ کیا صدیق اکبر نے قرآن نہیں پڑھا اور سمجھا تھا؟ پڑھا تھا' ہم قرآن پڑھتے ہیں لیکن صدیق اکبر نے قرآن بھی پڑھا' قرآن والے کا دیدار بھی کیا' اس مسئلہ کی سمجھ صدیق کو نہ آئی' چودہ صدیاں بعد ان بے ادب ملوانوں کو آ گئی۔ اللہ اکبر! یہ کیا کہتے ہیں جی صرف اللہ عزوجل کو مانو اور کسی کو نہ مانو مگر اصلی سنیوں ایک نمبر سنیوں کا یا رسول اللہ کے نعرے

مارنے والے سنیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی مانو اور ان کو بھی مانو جن کو اللہ تعالیٰ نے ماننے کا حکم دیا ہے۔ حضرات اب اس پر دو فرقے بن گئے' دو گروہ بن گئے' ایک کہتا ہے کہ صرف اللہ عزوجل ہی کو مانو' ایک کہتا ہے کہ اللہ عزوجل کو بھی مانو اور ان کو بھی مانو جن کو رب عزوجل نے منوایا ہے۔ اب جو کہتے ہیں کہ صرف اللہ عزوجل ہی کو مانو' وہ بھی مولوی ہیں' خطیب ہیں' واعظ ہیں' مفکر ہیں' مقرر ہیں' مناظر ہیں' شیخ القرآن' شیخ الحدیث پتہ نہیں کیا کیا ہیں۔ دوسری طرف جو کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کو بھی مانو اور ان کو بھی مانو جن کو اللہ تعالیٰ نے ماننے کا حکم دیا ہے' وہ بھی الحمدللہ عالم بھی ہیں' مناظر بھی' خطیب بھی ہیں' مقرر بھی' مفکر بھی ہیں' مقرر بھی' شیخ القرآن بھی ہیں' شیخ الحدیث بھی' عمامہ شریف بھی ہے' داڑھی شریف بھی۔ اب دونوں طرف سے دونوں جماعتوں کے علماء ہیں' اب ایک اَن پڑھ بندہ دین کو نہ سمجھنے والا انسان پریشان ہو جاتا ہے' سوچنے لگ جاتا ہے کہ یا اللہ عزوجل اب کس کی بات مانوں' دونوں طرف علماء ہیں' ایک کہتا ہے کہ صرف اللہ عزوجل کو مانو' دوسرا کہتا ہے کہ اللہ عزوجل کو بھی مانو اور ان کو بھی مانو جن کو اللہ تعالیٰ ماننے کا حکم دیتا ہے۔ حضرات! جب بندہ اس پرابلم میں اس مشکل میں گھرتا ہے تو قدرت کی طرف سے ایمانی قوت سے آواز آتی ہے: اے انسان! پریشان نہ ہو' اللہ تعالیٰ کا ایمان داری سے قرآن پڑھ' تیرے سارے مسئلے حل ہو جائیں گے' کون سا قرآن جو عیب سے پاک ہے' جو شک سے پاک ہے' جو ملاوٹ سے پاک ہے۔ حضرات اب آیئے! فیصلہ قرآن سے کرالیتے ہیں' اگر قرآن کہے کہ صرف اللہ عزوجل ہی کو مانو تو میں سنیوں سے یارسول اللہ کے نعرے مارنے والوں سے' میلاد منانے والوں سے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور ماننے والوں سے' سرکار کو مختارِ کائنات ماننے والوں سے کہوں گا کہ ضد چھوڑ دیں' وہابی دیوبندی' سپاہ صحابہ' دفاع صحابہ' جماعت اسلامی' تبلیغی جماعت والوں کی بات مان لو' ضد بھی نہیں ہوتی' اگر قرآن کہے کہ اللہ عزوجل کو بھی مانو اور ان کو بھی مانو جن کو اللہ تعالیٰ نے ماننے کا حکم دیا ہے تو پھر وہابی دیوبندی حضرات کو ضد چھوڑ کر سنیوں کی بات مان لینی

چاہیے' کیوں حضرات بات انصاف کی ہے کہ نہیں! وٹڈ کی ہے کہ نہیں؟ بالکل کیونکہ ضد اچھی بات نہیں۔ ابوجہل نے ضد کی جہنم میں چلا گیا۔ ابولہب نے ضد کی جہنم کا ایندھن بن گیا۔ کفارِ مکہ نے ضد کی ہمیشہ کے لیے لعنتی بن گئے' آؤ لوگو! ضد نہ کرو کیونکہ ہم سب مسلمان ہیں' ہمارا قرآن ایک' ہمارا کعبہ ایک' ہمارا دین اسلام ایک' ہماری نماز' روزہ قبر وحشر ایک' ہمارا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک' ہمارا خدا عزوجل ایک' پھر ہم لڑتے کیوں ہیں؟ لڑنے لڑانے سے فیصلہ نہیں ہوگا' فیصلہ رب عزوجل کے قرآن سے کرا لیتے ہیں' اب آیئے پڑھیے! قرآن کا پہلا پارہ' البقرہ: ۳۴' جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمادی' علم لدنی کی دولت سے مالا مال فرمادیا تو اپنے نبی کی عزت کو چار چاند لگانے کے لیے فرشتوں کو حکم دیا: اے فرشتو! میرے نبی کو سجدہ کرو' اللہ تعالیٰ کا قرآن ہزاروں سال پہلے کی بات کی رپورٹ آج بھی پیش فرما رہا ہے۔ ''وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! وہ وقت یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو' جب خالق کائنات نے حکم دیا تو پھر ہوا کیا' اللہ تعالیٰ کا قرآن کہتا ہے: ''فسجدوا'' سارے فرشتے سجدے میں چلے گئے' سارے فرشتے جھک گئے'' الا ابلیس '' سوائے ابلیس کے سارے سجدے میں چلے گئے' فرشتوں کا استاد اکڑ گیا' اب یہاں دو فرقے بن گئے' دو گروہ بن گئے' ایک سجدہ کرنے والے' دوسرا انکار کرنے والا' اب اللہ تعالیٰ نے پہلے فرشتوں کے استاد ابلیس سے سوال کیا: ''قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ'' (پ۱۴ الحجر: ۳۲) خالق کائنات نے فرمایا: اے مردود ابلیس! تجھے کیا تکلیف ہوئی تو نے میرے نبی کو سجدہ کیوں نہیں کیا۔ حضرات توجہ کیجئے! اللہ تعالیٰ علیم بذات الصدور ہے' دلوں کے بھید جاننے والا ہے' ذرے ذرے کی خبر رکھنے والا ہے' ذاتی غیب کا مالک ہے' مگر شیطان سے پوچھ رہا ہے: میرے نبی کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ اب بتایئے! اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پوچھا کیوں؟ کیا اللہ تعالیٰ کو پتہ نہیں تھا کہ شیطان نے میرے

نبی کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ پتہ تھا' پھر پوچھا کیوں؟ دیوبندی وہابی سنیوں پر سوال کرتے ہیں ناں کہ تم کہتے ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیب کا علم تھا' اگر غیب کا علم تھا تو مائی عائشہ پر زنا کا الزام لگا تو پوچھتے کیوں رہے' صحابہ سے سوال کرتے رہے کہ میرے صحابہ بتاؤ! تمہارا میری عائشہ کی پاک دامنی کے بارے کیا خیال ہے؟ اگر سرکار کو علم غیب تھا جب حضرت عائشہ کا ہار گم ہوا تو پریشان کیوں ہوئے' اگر غیب کا علم تھا تو جب معراج پر گئے تو حضرت جبریل علیہ السلام سے کیوں پوچھتے تھے کہ یہ کون سا آسمان ہے؟ یہ فرشتے کیا کر رہے ہیں؟ حضرات یاد رکھو! سوال ہمیشہ لاعلمی کی وجہ سے نہیں ہوتا' کبھی کبھی حکمت کے طور پر بھی ہوتا ہے' کبھی امتحان کے طور پر بھی ہوتا ہے' کبھی دوست کو مطمئن کرنے کے لیے بھی ہوتا ہے۔ دیکھو! اگر میرے آقا جبریل علیہ السلام سے سوال نہ کرتے' جبریل علیہ السلام نہ بتاتے تو امت کو کیا پتہ چلتا کہ سرکار کیسے معراج پر گئے اور معراج پر کیا کیا دیکھا' ہم غلاموں کو آسمانی چیزوں کا پتہ نہ چلتا' اگر سرکار حضرت عائشہ کے بارے پوچھتے رہے تو غلاموں کو سبق دے دیا' میرے صحابہ اگر تمہارے ساتھ بھی کبھی کوئی ایسا معاملہ پیش آ جائے تو جلد بازی نہ کرنا' پہلے اپنے احباب سے مشورہ کر کے قدم اُٹھانا کیونکہ ایسے وقت میں مشورہ کرنا اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ ہے' حضرت عائشہ کا ہار جب گم ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یار سے فرمایا: محبوب! تم خاموش رہنا' یہاں وضو کے لیے پانی نہیں' میں تیمّم کی آیات نازل کروں گا تاکہ تیری عائشہ کے ہار کا بہانہ ہوگا' قرآن کے اترنے کا نشانہ ہوگا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ شیطان نے سجدہ کیوں نہیں کیا' اگر اللہ تعالیٰ نہ پوچھتا تو ہمیں کیسے پتہ چلتا کہ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ اللہ تعالیٰ نے پوچھا' ابلیس نے بتایا' ہمیں پتہ چل گیا کہ خبیث مردود نے اللہ تعالیٰ کے نبی کو سجدہ کیوں نہیں کیا' اللہ تعالیٰ کے پوچھے کا بہانہ حقیقت میں ہمیں بتانے کا نشانہ تھا' شکر کرو یہ مردود گستاخان نبی اس وقت اللہ تعالیٰ کے دربار میں موجود نہیں تھے' نہیں تو انہوں نے کہنا تھا کہ دیکھو جی! اللہ تعالیٰ کو بھی

پتہ نہیں ہے کہ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیوں نہیں کیا۔ دیوبند کے فاضل قطب دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی کا شاگرد مولوی حسین علی واں بچھراں والے مولوی غلام اللہ خان راولپنڈی والوں کے استاد اپنی کتاب بلغتہ الحیر ان ص ۱۵۷۔۱۵۸ میں لکھتے ہیں کہ انسان خود مختار ہے' اچھے کام کرے یا بُرے اور اللہ تعالیٰ کو پہلے علم نہیں ہوتا کہ میرا بندہ کیا کرے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔ توبہ! حضرات اب بتائیے کہ اس عبارت پر آپ کیا فتویٰ لگائیں گے؟ ہوسکتا ہے کوئی چالاک دیوبندی آپ کو کہے کہ یہ عقیدہ مولوی صاحب نے اپنا بیان نہیں کیا بلکہ معتزلہ کا بیان کیا ہے' تو آپ جواب میں کہیں کہ دیوبندی بھی حقیقت میں معتزلہ ہیں جو عقائد معتزلہ کے تھے وہی دیوبندی حضرات کے ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ عقیدہ غلط تھا' مولوی صاحب اس عقیدے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے تو انہیں چاہیے تھا یہ عقیدہ لکھ کر اس کی تردید کرتے قرآن وحدیث سے بتاتے کہ یہ عقیدہ غلط ہے' یہ صحیح نہیں' مگر اللہ تعالیٰ گواہ ہے' کتاب میرے سامنے ہے' مولوی صاحب بجائے تردید کرنے کے لکھتے ہیں کہ اس مذہب کی سچائی کے لیے قرآن کی آیت ''ولیعلم الذین'' یہ آیت اور دیگر آیات اور احادیث گواہ ہیں' ہمینوں تم پریشان ہوتے ہو کہ یہ دیوبندی وہابی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غیب کیوں نہیں مانتے' پریشان نہ ہوا کرو' یہ اتنے گئے گزرے ہیں' نہ ماننے پر آئیں اللہ تعالیٰ کے ذاتی غیب پر بھی ہاتھ پھیر جاتے ہیں' مکر جاتے ہیں' بنتے سنی ہیں ان سنیوں سے' ان بناوٹی سنیوں سے بچو! یہ نہ ہو کہ ان کی نحوست کی وجہ سے تم بھی ڈوب جاؤ' عارفوں کے بادشاہ آج سے کئی سو سال پہلے ہمیں بتا گئے کہ

نال کوسنگی سنگ نہ کریئے تے کل نوں لاج نہ لایئے ھو
تُمّے تربوز کدی نئیں بن دے بھاوے توڑ مکے لے جایئے ھو
کانواں دے بچے کدی ہنس نہ بن دے بھاویں موتی چوگ چگایئے ھو
کوڑے کھوہ کدی مٹھے نہیں ہوندے حضرت باھو توڑے لکھاں من کھنڈ اپایئے ھو

ہاں تو اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پوچھا: اوے ابلیس! میرے نبی کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ تو شیطان نے جواب دیا کہ "قال لم اکن لاسجد بشر" شیطان نے جواب دیا: یا اللہ عزوجل! مجھے زیب نہیں دیتا مجھے اچھا نہیں لگتا' مجھے یہ بات پھبتی نہیں کہ میں مٹی سے بنے ہوئے بشر کو سجدہ کروں' فرمایا: وجہ کیا ہے؟ شیطان نے عرض کی: مولا! اپنا تو عقیدہ ہے صرف اللہ ہی کو مانو' اللہ اللہ عزوجل کرو اور کسی کو نہ مانو' اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ او میرے فرشتو! تم نے میرے نبی کو سجدہ کیوں کیا ہے؟ فرشتوں نے عرض کی: مولا کریم! ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی مانو اور ان کو بھی مانو جن کو اللہ تعالیٰ نے ماننے کا حکم دیا ہے' اللہ تعالیٰ نے جب دونوں فریقین کی بات سنی تو فرشتوں سے فرمایا: تم پر میری رحمت ہو تمہیں میرا قرب نصیب ہو اور ابلیس کو کیا فرمایا؟ "قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ" او ابلیس! عرض کی: جی رب جلیل! فرمایا: میری جنت سے نکل جا' بے شک تو مردود ہے۔ "وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ" اور قیامت تک تجھ پر میری لعنت برستی رہے گی۔ (پ۱۴ الحجر: ۳۴-۳۵) حضرات توجہ کرنا! شیطان نے صرف اللہ تعالیٰ کو مانا مردود ہو گیا' جہنمی ہو گیا' لعنتی ہو گیا' جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھی مانا اور ان کو بھی مانا جن کو اللہ تعالیٰ نے ماننے کا حکم دیا تھا' وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو گئے' اللہ تعالیٰ کے پیارے ہو گئے' رحمت کے مستحق ہو گئے۔ اب میں دعوتِ فکر دیتا ہوں ان کو جو کہتے ہیں کہ صرف اکیلا اللہ تعالیٰ کو ہی مانو' اگر صرف کلا اللہ تعالیٰ کو ماننے سے شیطان بنا ہے رحمت کا حق دار' تو سنیوں سے اپیل کروں گا تم ضد چھوڑ دو' ان کی بات مان لو جو کہتے ہیں کہ صرف اللہ عزوجل کو مانو' اگر صرف اللہ عزوجل کو ماننے سے شیطان بنا ہے لعنت کا مستحق' تو ان کو کہوں گا کہ ضد چھوڑ دو' ہمارے ساتھ مل جاؤ' اللہ تعالیٰ کو بھی مانو اور ان کو بھی مانو جن کو اللہ تعالیٰ نے ماننے کا حکم دیا ہے۔ حضرات! اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اللہ اور شیطان کا جھگڑا اور اختلاف کیوں ہوا تھا؟ نماز' حج' سجدے سے ہوا تھا؟ نہیں! عزوجل کی بندگی سے نہیں ہوا تھا بلکہ رب عزوجل کے بندے کی تعظیم اور ادب کی

وجہ سے ہوا تھا' شیطان کہتا تھا: مولا! میں تجھے مانتا ہوں تجھے سجدہ کرتا ہوں' پھر تیرے بندے کا ادب نہیں ہو سکتا' میرے پیر سیال قلندر سیال شریف' حضور قمر الملت والدین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے پہلا وہابی شیطان بنا' جس نے کہا: مولا کریم! میں تو تجھے مانتا ہوں اور کسی کو نہیں' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اچھا! مجھے مانتا ہے' عرض کی: مولا کریم! بالکل تجھے مانتا ہوں' قیامت تک تجھے مانتا رہوں گا' نماز کہے تو نماز پڑھوں گا' روزے رکھوں گا' زمین کے چپے چپے پر تیرے نام کے سجدے کروں گا' ساری زندگی تیرے نام کی تبلیغ کروں گا' صرف تجھے ہی مانوں گا' میرے لیے بس تو ہی کافی ہے' تیرے غیر کو نہیں مانوں گا' اللہ تعالیٰ نے سنا تو جلال آ گیا' فرمایا: مردودا! میں نے چولہے میں ڈالنی ہے تیری عبادت' اگر تیرے دل میں میرے یار کا میرے نبی کا ادب نہیں' احترام نہیں' مجھے تیری عبادت کی کوئی ضرورت نہیں۔

حضرات! اگر نجات صرف اللہ تعالیٰ کو ماننے پر ہوتی تو کلمہ صرف لا الٰہ الا اللہ ہوتا آگے محمد رسول اللہ نہ ہوتا مگر پوری دنیا کے مسلمان علماء کا متفقہ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی کافر' سکھ' ہندو' یہودی' عیسائی' مشرک ساری زندگی لا الٰہ الا اللہ پڑھتا پڑھتا مر جائے' سیدھا جہنم میں' اگر زندگی میں صرف ایک مرتبہ پورا کلمہ پڑھ لیا: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو جنت کا وارث بن جائے گا' کیونکہ

ایس کلمے دے راز نیارے نے ایس ڈبدے بیڑے تارے نے
سانوں دسیا نبی پیارے نے پڑھو لا الٰہ الا اللہ ہے محمد پاک رسول اللہ
سارے صدقے کلمے والے توں اِس اُمت دے رکھوالے توں
نبی نوری تاجاں والے توں پڑھو لا الٰہ الا اللہ ہے محمد پاک رسول اللہ

حضرات پتہ چلا! نجات صرف لا الٰہ الا اللہ سے نہیں جب تک محمد رسول اللہ نہ پڑھا جائے کیونکہ لا الٰہ الا اللہ یہ دعویٰ ہے محمد رسول اللہ اس دعوے کی دلیل دیکھو' خالق کائنات قرآن مجید کے پ ۲۸' الصف: ۹ میں ارشاد فرماتا ہے: "هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

بِالْھُدٰی ''وہ وہ ذات ہے جس نے اپنا رسول ہدایت کے ساتھ بھیجا۔ حضرات توجہ کرو! اللہ تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ میں اپنا اور اپنے یار کا ذکر فرمایا' مگر کمال کر دیا نہ اپنا نام لیا نہ یار کا نام لیا' بلکہ فرمایا: وہ وہ ذات ہے جس نے یار کو ہدایت کا تاج پہنا کر دنیا میں بھیجا' آپ سارا قرآن پڑھ لیں' تورات پڑھ لیں' زبور پڑھ لیں' انجیل پڑھ لیں' سارے آسمانی صحیفے پڑھ لیں' آپ کو ایسی کوئی آیت نہیں ملے گی کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کے بارے میں یہ فرمایا ہو کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے فلاں رسول کو ہدایت کا تاج پہنا کر بھیجا' اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ وہ ہے جس نے خلیفۃ اللہ کو بھیجا' وہ وہ ہے جس نے نجی اللہ کو بھیجا' وہ وہ ہے جس نے خلیل اللہ کو بھیجا' وہ وہ ہے جس نے ذبیح اللہ کو بھیجا' وہ وہ ہے جس نے کلیم اللہ کو بھیجا' وہ وہ ہے جس نے روح اللہ کو بھیجا' وہ وہ ہے جس نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں رسولوں کو بھیجا' اللہ تعالیٰ نے کسی رسول نبی کے بارے میں نہیں فرمایا' حالانکہ بھیجے سب اللہ تعالیٰ نے لیکن قربان جاؤں کملی والیا تیری شان پر تیری آن پر تیری عظمت پر تیری رفعت پر تیرے کمالات پر تیرے آنے پر جب تو آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ''لوگو! اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدایت کا تاج عطاء کر کے بھیجا' گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لوگو! ساری کائنات کا خالق مالک' ستار' غفار' جبار' رزاق میں ہوں' علیٰ کل شیء قدیر میں ہوں' آدم میں نے بنایا' نوح میں نے بنایا' ابراہیم میں نے بنایا' یوسف میں نے بنایا' موسیٰ میں نے بنایا' عیسیٰ علیہم السلام میں نے بنایا' زمین آسمان' عرش فرش' انسان جنات کا خالق میں ہوں' پر اگر میری پہچان ہوئی ہے' میری معرفت ہوئی ہے' اگر لوگوں کو میرا پتہ چلا ہے تو میرے محبوب کے صدقے سے ہوا ہے۔ حضرات میرا نبی اللہ تعالیٰ کی پہچان بن کے آیا ہے' مرید صادق کو دیکھا جائے تو پیر کامل کا پتہ چلا ہے تو میرے محبوب کے صدقے سے ہوا ہے' حضرات میرا نبی اللہ تعالیٰ کی پہچان بن کے آیا ہے' مرید صادق کو دیکھا جائے تو پیر کامل کا پتہ چلتا ہے' لائق شاگرد کو دیکھا جائے تو قابل استاد کا پتہ چلتا ہے' اچھی عمارت

دیکھی جائے تو اچھے کاریگر کا پتہ چلتا ہے' خالق کائنات نے فرمایا: لوگو! میں چھپا ہوا خزانہ ہوں' مجھے دیکھ کوئی نہیں سکتا مگر میں نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جمال کا اپنے حسن کا آئینہ بنا دیا ہے' اپنی قدرت کا مظہر بنا دیا ہے' جس نے میرا علم دیکھنا ہو' علم مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھ لے' جس نے میری شان دیکھنی ہو' شانِ مصطفیٰ دیکھ لے جن نے میرا مقام دیکھنا ہو تو مقام مصطفیٰ دیکھ لے' جس نے میری عظمت دیکھنی ہو تو عظمت مصطفیٰ دیکھ لے' جس نے میری قدرت دیکھنی ہو' اختیار مصطفیٰ دیکھ لے' جس نے میرا حسن دیکھنا ہو' حسن مصطفیٰ دیکھ لے' جس نے میرا جمال دیکھنا ہو جمال مصطفیٰ دیکھ لے' جس نے میری رفعت دیکھنی ہو وہ رفعت مصطفیٰ دیکھ لے' جس نے میری عزت دیکھنی ہو عزتِ مصطفیٰ دیکھ لے' جس نے مجھے دیکھنا ہو وہ چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ لے۔

اللہ اللہ عزوجل تیرے دیدار سے کیا یاد آیا
تیری صورت کو جو دیکھا تو خدا عزوجل یاد آیا
دیکھنے والا کیا کہتے ہیں اللہ اللہ عزوجل
یاد آتا ہے خدا عزوجل دیکھ کے صورت تیری

تو لا الٰہ الا اللہ کیا ہے' دعویٰ محمد رسول اللہ اس کی دلیل ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لوگو! اگر کامیابی چاہتے ہو تو لا الٰہ الا اللہ بھی پڑھو' ساتھ محمد رسول اللہ بھی پڑھو کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کی پہچان ہوئی ہے تو نبی کے صدقے۔ حضرات آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا تو ایک سال تک سجدے میں پڑے رہے' جب فرشتوں نے سجدے سے سر اٹھایا تو کیا دیکھا کہ شیطان کے چہرے پر لعنت برس رہی ہے' شیطان کا اصلی نام حارث تھا' لقب عزازیل تھا' پہلے بڑا خوبصورت تھا' بڑا حسین... جمیل چہرہ تھا' بڑا پیارا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے نبی کو سجدہ نہ کرنے سے شکل بگڑ چکی ہے' پورا جسم خنزیر کی طرح ہو چکا ہے' چہرہ بندر کی طرح ہو گیا ہے' شکل وصورت بڑی ڈراؤنی ہو چکی ہے۔ (تفسیر روح البیان پ ۱' تفسیر نعیمی پ ۱' ص ۲۷۴)

حضرات پتہ ہے یہ شیطان کا حسین وجمیل خوبصورت چہرہ کیوں بگڑ گیا' کیونکہ

ریل ہو گیا؟ کیوں لعنت پڑنے لگی؟ اس لیے کہ اس نے نبی کا ادب نہیں کیا' نبی کا
ترام نہیں کیا۔ حضرات آج بھی آپ دیکھ لیں' بے ادب نبی کا چہرہ بدصورت اور بگڑا ہوا
گا' چاہے وہ نماز پڑھے' روزے رکھے' زکوٰۃ دے' سخاوت کرے' تبلیغ کرے' گلی گلی
پنڈ بستر اُٹھا کر پھرے' چہرے پر رونق نہیں ہو گی' نور نہیں ہو گا بلکہ جوں جوں وقت
زرتا جائے گا چہرے سے رونق ختم ہوتی جائے گی' کیونکہ نوری رسول علیہ الصلوٰۃ
سلام سے تعلق جو ختم ہو گیا' آپ ٹرائی کر لیں' تجربہ کر لیں گستاخِ رسول کے چہرے پر
ی نور نہیں ہو گا اور جب مرے گا تو حالت اور زیادہ خراب ہو جائے گی' آج سے چند
ل پہلے راولپنڈی میں دیوبندیوں کا ایک بہت بڑا عالم رہتا تھا' جس کا نام تھا: غلام اللہ
ن' یہ بہت بڑا گستاخ تھا' یہ تقریروں میں بھی کہتا تھا اور اس کی کتابیں' تفسیر جواھر
حید' جواھر القرآن اور دیگر کتابیں پڑھ کے دیکھو' یہ کہتا تھا جو بندہ نبی پاک کو یا رسول
کہہ کے پکارے یا محبوب سبحانی کو غوث اعظم' یا مولا علی کو یا علی کر کے پکارے یا حضور
الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا قائل ہو' یا سرکار کو حاضر و ناظر سمجھتا ہو وہ بے ایمان'
رک' مرتد' جہنمی' لعنتی ہے' اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے' وہ امامت کے قابل نہیں' کئی
لوگوں نے اس گستاخ کو دیکھا وہ اپنی کھونڈی اپنی کرسی کے نیچے پھیرتا تھا اور معاذ
کہتا تھا کہ نبی میری کرسی کے نیچے تو نہیں آیا بیٹھا' میں نے خود کراچی میں بنوری ٹاؤن
گستاخ کی تقریر سنی تھی' بڑے بے ادب طریقے سے تقریر کر رہا تھا' چہرہ بڑا بھیانک
رت حالانکہ سرکار کے غلام کے چہرے پر تو نور ہونا چاہیے' خوبصورتی ہونی چاہیے
خدا عزوجل گواہ ہے اس کی شکل دیکھ کر ڈر لگتا تھا' بات کیا تھی؟ وجہ یہ تھی کہ

دعوے دار توحید دے نویں جیہڑے
کن نعرہ رسالت تھیں بھن دے نے
حاضر ناظر تے نور حضور تائیں
اَبے دادے پئے اِنہاں دے من دے نے

ہر گل توں ایہہ انکار کر دے
جمّے ہوئے منحوس ایہہ سَن دے نے
کھا کے چھتر وی دھون اکڑائی رکھن
حافظ لوک ایہہ بڑے ای ڈھن دے نے

مولوی غلام اللہ خان کے اہل سنت و جماعت کے جید علماء سے کئی مرتبہ مناظرے بھی ہوئے' ایک مرتبہ مولوی غلام خان صاحب کا مناظرہ ولی کامل شیر پنجاب مناظر اسلام پروردۂ آغوش شیر ربانی حضرت علامہ محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا' دورانِ مناظرہ جب مولوی غلام خان نے گستاخانہ گفتگو شروع کی تو علامہ اچھروی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے' رو کر فرمایا: مولوی صاحب! بس مناظرہ ختم ہو گیا' اس نے کہا: بات کیا ہے؟ علامہ اچھروی نے فرمایا: تو نے دعویٰ کیا تھا میں مسلمان عالم ہوں مگر تیرے اندر اسلام کی رتی بھی نہیں' پھر علامہ اچھروی نے فرمایا: مولوی صاحب! آج سن لو! میں نگاہِ بصیرت سے دیکھ رہا ہوں کہ میں تم سے پہلے فوت ہو جاؤں گا' انشاء اللہ فقیر جب مرے گا تو کئی غیر مسلم فقیر کا چہرہ دیکھ کر مسلمان ہو جائیں گے اور جب تو مرے گا تیری شکل بگڑ جائے گی' تیری شکل کوئی دیکھ بھی نہیں سکے گا' پھر اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی فرمایا جیسے ولی کامل کی زبان سے نکلا تھا۔ مولوی غلام خان مرنے سے چند روز پہلے دوبئی تقریر کرنے گئے جب جلسے پر مولوی صاحب نے تقریر شروع کی تو گستاخیاں شروع کی' اللہ تعالیٰ کا غضب جلال میں آ گیا' دورانِ تقریر منبر سے گرا' انتظام کرنے والے دوڑے کہ علامہ صاحب کیا ہو گیا؟ لوگ اُٹھا کے ہسپتال لے گئے' ایک کمرے میں لٹایا گیا جو لوگ مولوی صاحب کے پاس کھڑے تھے' انہوں نے دیکھا کہ مولوی صاحب کی شکل بگڑ گئی ہے' منہ سے جھاگ نکل رہی ہے اور کوئی خدائی طاقت ہے جو مولوی صاحب کو پکڑ کر اوپر چھت کی طرف لے جاتی ہے' سر چھت سے ٹکراتا ہے' پھر مولوی صاحب نیچے آ جاتے ہیں پھر اوپر جاتے ہیں' پھر کوئی فرشتہ زمین پر پھینک دیتا ہے' آخر کار مولوی صاحب چھت سے ٹکرا

کر مر گئے' میں حلفیہ یہ بات لکھ رہا ہوں' ایک دن میں نے اپنی جامع مسجد عزیزیہ میں جمعہ پر یہ واقعہ بیان کیا' جب جمعہ ہو گیا تو ہماری جامع مسجد کے پیچھے والی گلی میں ایک بزرگ رہتے تھے اب وہ فوت ہو گئے' اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں جگہ عطاء فرمائے' میرے ساتھ بڑی محبت فرماتے تھے' نام ان کا تھا: ملک محمد امین' میرے پاس بیٹھ گئے' کہنے لگے: عتیقی صاحب! آپ نے مولوی صاحب کا جو واقعہ بیان کیا ہے آپ کو اس واقعہ کا پتہ کیسے چلا ہے؟ میں نے کہا: اپنے علماء کی زبانی سنا ہے اور میرے پاس ایک خط بھی موجود ہے جو دوبئ سے مولوی غلام خان کے شاگرد مختار احمد نے شائع کیا ہے جو اس کی حالت دیکھ کر سنی حنفی بریلوی ہو گیا تھا' ملک محمد امین صاحب مسکرا کر کہنے لگے: آپ نے علماء سے سنا ہے' خط پڑھا ہے لیکن میں نے یہ سارا منظر آنکھوں سے دیکھا ہے' میں نے کہا: وہ کیسے؟ ملک صاحب کہنے لگے: جن دنوں مولوی غلام خان صاحب دوبئ تقریر کرنے گئے تھے میں بھی دوبئ میں اُسی ہسپتال میں موجود تھا' جب مولوی صاحب ہمارے ہسپتال میں لائے گئے تو میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ مولوی غلام خان کے علاج کے لیے ان کے کمرے میں گیا تو مولوی صاحب کو میں نے دیکھا کہ ان کی شکل بگڑ چکی تھی' زبان منہ سے باہر نکل چکی تھی' آنکھوں کے ڈھیلے آنکھوں سے باہر آ چکے تھے' شکل دیکھ کے ڈر لگتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے جب مولوی صاحب کو دیکھا تو مجھے کہنے لگے: امین! مولوی صاحب بیمار نہیں ہوئے بلکہ ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا ہے' پھر دوائی دی گئی لیکن اثر نہ ہوا اور وہیں مر گئے۔ پھر ایک لکڑی کا تابوت منگوایا گیا' لاش رکھی گئی' تابوت پکا کیلوں سے بند کر دیا گیا اور تابوت پر ہم نے لکھا کہ کوئی بندہ مولوی صاحب کی شکل نہ دیکھے کیونکہ چند وجوہات کی وجہ سے چہرہ دیکھنا منع ہے۔ حضرات! مولوی غلام خان صاحب کی جب لاش دوبئ سے پنڈی لائی گئی تو صدر ضیاء الحق مرحوم کا دور تھا' پورے پنڈی میں اعلان ہو کہ شیخ القرآن صاحب کا جنازہ فلاں ٹائم ادا کیا جائے گا' جب جنازہ پڑھا گیا تو دیوبندی عوام اور علماء نے بڑی کوشش کی کہ حضرت صاحب کے چہرے کی زیارت کریں

لیکن زیارت نہ ہو سکی جو جانتے تھے، جنہیں پتہ تھا کہ حضرت صاحب کی کیفیت کیا ہے انہوں نے کہا کہ کسی وجہ سے حضرت کی زیارت نہیں کرائی جا سکتی۔ ایک سنی عالم بھی آئے ہوئے تھے کہ میں دیکھوں تو سہی کہ مولوی صاحب مرنے کے بعد کتنے خوبصورت ہیں؟ کیا روپ چڑھا ہے؟ مگر جب زیارت نہ ہو سکی تو سنی عالم نے فرمایا: لوگو! بندہ ہو شیخ القرآن، ہو شیخ الحدیث، ہو شیخ التفسیر، ہو مناظر، ہو موحد جائے مو تو اس کی شکل نہ دکھائی جائے، یہ زیادتی نہیں؟ تو ایک دیوبندی نے کہا: یار آپ ضد کیوں کرتے ہیں، جب ڈاکٹروں نے منع کر دیا ہے تو پھر پریشان کیوں ہو؟ سنی عالم نے فرمایا: یہ لمبی وجوہات نہیں یہ کوئی اور وجہ ہے، لوگوں نے کہا: کیا وجہ ہے؟ سنی عالم نے فرمایا: یہ سرکار کا گستاخ تھا ولیوں کا بے ادب تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی شکل دکھانے کے قابل رکھی ہی نہیں کیونکہ

اُن کے دشمن پہ لعنت خدا عزوجل کی
رحم کھانے کے قابل نہیں ہے
ہے یہ مصیبت لکھی بے ادب کی
منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے

جناں دلاں دے ٹٹ گئے پُرزے تے ٹٹ گئیاں سب تاراں
اندر عشق محمدی ﷺ ناھیں تے دل گئے نی سنگ مُرداراں

حضرات پتہ ہے مولوی غلام خان کی قبر کہاں ہے؟ راولپنڈی مدرسہ میں نہیں، پنڈی کے کسی قبرستان میں نہیں، مولوی غلام خان اٹک کے تھے، اٹک کے کسی قبرستان میں نہیں بلکہ اٹک میں گندے نالے کے کنارے پر ہے، پورے اٹک کا گند اور کچرا اس نالے سے گزر رہا ہے، مولوی صاحب کی قبر اس گندے نالے کے کنارے پر ہے۔ بتایئے اس کی دنیا میں قبر گندے نالے پر ہے، اس کا حشر کو کیا حال ہو گا۔ میں ایک مرتبہ اٹک کے ساتھ ڈھیر بستی ہے وہاں جلسہ پر گیا، جب واپس آیا تو میں اس گندے نالے پر رکا

نے اپنی آنکھوں سے دیکھا' گندے نالے کے کنارے پر مولوی صاحب کی قبر ہے' کوئی پرسان حال نہیں' کوئی صفائی نہیں' کوئی فاتحہ پڑھنے والا' کوئی زیارت کرنے والا نہیں' کبھی آپ نے سوچا ہے کہ اتنا بڑا عالم' اتنا بڑا شیخ القرآن' شیخ الحدیث مرے تو قبر گندے نالے پر کیوں؟ قبرستان میں کیوں نہیں بنی؟ میرا گمان کہتا ہے کہ جب مولوی صاحب مرے ہوں گے تو اٹک کے قبرستان کے مردوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی ہوگی: مولا کریم! اس کو ہمارے پاس دفن نہ ہونے دینا کیونکہ اس نے ساری زندگی تیرے مقبول بندوں کی گستاخی کی ہے' فرشتوں نے اس کی کرنی ہے مالش' یہ مچائے گا شور' کہیں ہمارے آرام میں بھی فرق نہ آ جائے' اللہ تعالیٰ نے مردوں کی اپیل پر اس کو قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیا۔

من کے نبی تے کڈدا اے عیب جیہڑا
ایہو جئے غدار دی گل نہ کر
جے نئیں تینوں توفیق درود والی
لے کے نام سرکار دی گل نہ کر
جے اُوہ ملے خزاں واں دے وچ مینوں
میرے کول بہار دی گل نہ کر
وضو باہجھ زبان دے نال ناصر
اُوہدے پاک دربار دی گل نہ کر

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ فرشتے سجدے میں چلے گئے' ایک سال تک کی مقدار سجدے میں پڑے رہے' جب سجدے سے سر اٹھایا تو کیا دیکھا کہ شیطان پر لعنت برس رہی ہے فرشتے پھر سجدے میں چلے گئے' پہلے اللہ تعالیٰ کا حکم تھا' اب اپنی مرضی سے پانچ سو سال کی مقدار کے برابر سجدے میں پڑے رہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فرشتو! میں نے سجدہ ایک کرنے کا حکم دیا تھا' تم دوسری مرتبہ پھر سجدے میں کیوں چلے گئے تھے؟ فرشتوں نے

عرض کی: مولا کریم! ہم نے پہلا سجدہ تیرے حکم سے کیا ہے' دوسرا سجدہ شکرانے کے طور پر کیا ہے کہ شکر ہے لعنت کے طوق سے بچ گئے ہیں' اللہ تعالیٰ کو فرشتوں کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے نماز میں بھی دو سجدے رکھ دیئے' میں نے عالم تصورات میں' عالم تخیلات میں عرض کی: اے خالق کائنات! یہ نماز میں دو سجدے کیوں رکھے ہیں؟ قدرت نے آواز ماری: ایک سجدہ میں نے کرایا تھا' ایک محبت والوں نے خود کیا تھا' لہٰذا قیامت تک دونوں کی نشانی برقرار رہے گی۔ حضرات فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا کہ نہیں؟ بولو کیا تھا' کبھی آپ نے سوچا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرایا کیوں تھا؟ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں علامہ اسماعیل حقی تفسیر روح البیان میں تحریر فرماتے ہیں کہ "ان الملئکة امروا بالسجود لادم لاجل" بے شک اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے واسطے سجدہ کا حکم اس لیے دیا تھا کہ "ان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جبهة ادم" آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نورِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود تھا۔ (تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۱۵' روح البیان پ ۱۲)

بظاہر یہ سجدہ آدم علیہ السلام کو تھا' حقیقت میں آمنہ کے لال کو تھا۔ امام اہل سنت نے بڑی پیاری بات فرمائی کہ

تیرے آگے خاک پر جھکتا ہے ماتھا نور کا
نور نے پایا ترے سجدے سے ماتھا نور کا
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حضرات پتہ چلا اللہ تعالیٰ کو بھی مانو اور ان کو بھی مانو جن کو اللہ تعالیٰ نے ماننے کا حکم دیا ہے' حضرات جس نے آدم علیہ السلام کو نہیں مانا وہ لعنتی بن گیا' جہنمی بن گیا' اللہ تعالیٰ نے کان پکڑ کر جنت سے باہر نکال دیا۔ سوچو! جو اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دشمن ہو' بے ادب ہو' وہ کیسے ولی اور جنتی بن سکتا ہے۔ حضرات بات بڑی دور چلی گئی

عرض یہ کر رہا تھا کہ کسی نے پوچھا: اے صدیق اکبر! آپ کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت ہے یا حسین کے نانے سے؟ عائشہ کا بابا مسکرا پڑا' فرمایا: بھائی! مجھے اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر آمنہ کے لال سے زیادہ محبت ہے' سوال کرنے والا بڑا حیران ہوا' عرض کی: حضور! اس کی وجہ کیا ہے؟ سرکار سے زیادہ پیار کیوں ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ خالق ہے' سرکار مخلوق ہیں' اللہ تعالیٰ مالک ہے' سرکار مملوک ہیں' وہ بھیجنے والا ہے یہ آنے والے ہیں' وہ قادر ہے یہ اس کے بندے ہیں۔ صدیق اکبر نے فرمایا: بھائی! تم بالکل ٹھیک کہتے ہو' اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے' مالک' ستار' غفار' علیٰ کل شیءقدیر ہونے میں کوئی شک نہیں' لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلانِ نبوت سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ یہاں موجود تھا اور ہم بھی یہیں رہتے تھے لیکن ہم اللہ تعالیٰ کو پہچان نہیں سکے' اس کی خالقیت' مالکیت' رزاقیت' حقانیت کو پہچان نہیں سکے' نہ ہی اس خالق مالک نے ہمیں اپنی پہچان کروائی کہ لوگو! میری طرف دیکھو! میں تمہارا رب عزوجل ہوں' میں تمہارا الٰہ ہوں' میں تمہارا خالق مالک رازق ہوں' ہاں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمت کا تاج سجا کے والضحیٰ کا چہرہ چھپا کے' واللیل کی زلفیں معطر کر کے ہمارے پاس تشریف لائے' سرکار نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی پہچان کروائی کہ لوگو! اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے' اس کا کوئی ثانی نہیں' اس کی کوئی برادری نہیں' اس کا کوئی رشتہ دار نہیں' بس وہ کلا ہے ہمیشہ سے کلا ہے' بس اللہ ہی اللہ عزوجل ہے۔ تب ہمیں پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔ بھائی جی خود بتا جس آمنہ کے لال کے صدقے اللہ تعالیٰ کی پہچان ہوئی' پہلے آمنہ کا لال پیارا ہونا چاہیے یا اللہ تعالیٰ کی ذات پاک' سبحان اللہ! حضرات یہ ہے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آج کل ملوانے شور مچاتے ہیں کہ بس صرف اللہ ہی کو مانو' اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہ مانو۔ ان بدنصیبوں سے پوچھو! اُوہ سپاہ صحابہ کہلانے والے' صحابہ کے نام پر سنیوں کو بے وقوف بنانے والو' صحابہ کے نام پر کھالیں اور ووٹ لینے والو' غور سے سنو! صدیق اکبر صحابہ کا جرنیل ساری کائنات کے صدیقوں کا سلطان کیا کہتا ہے کہ پہلے نبی کو مانو پھر اللہ تعالیٰ کو مانو' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا پتہ

چلا ہے تو آمنہ کے لال کا صدقہ۔

(کلیاتِ فارسی کلام علامہ اقبال' اخبار نوائے وقت' ۲۷ جون ۲۰۰۳ء جمعۃ المبارک ایڈیشن' لاہور)

تو صدیق اکبر نے عرض کی: آقا! اگر آپ کو تین چیزیں پیاری ہیں تو مجھے بھی تین چیزیں بڑی پیاری ہیں' سرکار نے فرمایا: صدیق بیان کرو کہ تمہیں کون کون سی چیزیں پیاری ہیں؟ صدیق اکبر نے عرض کی: آقا! پہلی یہ بات محبوب ہے: نظر میری ہو چہرہ آپ کا ہو' کون سا چہرہ یہ تیرا چہرہ نہیں میرا چہرہ نہیں' کسی پیر ملوانے کا چہرہ نہیں' کسی امیر وزیر کا چہرہ نہیں' یہ اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ ہے' جس کی شان اللہ تعالیٰ قرآن میں بیان فرماتا ہے: ''وَالضُّحٰی وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی'' (پ۳۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سوہنیا! مجھے تیرے نوری نوری چہرے کی قسم اور تیری کالی کالی زلفوں کی قسم! جو تیرے پیارے چہرے پر چھا جاتی ہیں۔ کونسا چہرہ؟ جس کی تعریف کرتے ہوئے قلندر گولڑہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

مُکھ چند بدر لاثانی اے متھے چمکدی لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے مخمور اکھیں ہن مَد بھریاں
اِس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے میں رب عزوجل دی شان آکھاں جس شاں تو شاناں سب بنیاں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: دوسری کون سی چیز ہے جو تجھے بہت زیادہ پسند ہے؟ صدیق اکبر نے عرض کی: ''وانفاق مالی علی رسول اللہ'' سوہنیا! میرا دل کرتا ہے کہ میں اپنی ساری زندگی کی کمائی تیرے قدموں پر قربان کر دوں۔ سوہنیا! دل کرتا ہے مال میرا ہو نام تیرا ہو' کوئی سوالی کوئی منگتا تیرا نام لیتا جائے میں اپنا مال قربان کرتا جاؤں۔ سبحان اللہ! امام اہل سنت فرماتے ہیں: آقا محبوبا!

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
نہیں دو جہاں سے بھی جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں

حضرات آپ کتابیں پڑھ کر دیکھیں، یہ صرف صدیق اکبر نے اعلان ہی نہیں کیا تھا بلکہ عمل کر کے دکھایا، جب آپ نے اسلام قبول کیا تو سارا مال سرکار کے قدموں میں رکھ کر عرض کی: آقا! یہ میری زندگی کی کمائی ہے، یہ آپ کے قدموں پر قربان، جہاں چاہیں خرچ کریں، غزوۂ تبوک کے موقعہ پر سرکار نے چندے کا اعلان کیا، ہر صحابی اپنی طاقت کے مطابق چندہ لے کر آیا، جب صدیق اکبر کی باری آئی تو اپنے سارے گھر کا مال مویشی حتیٰ کہ اپنی جوتیاں، اپنا لباس، اپنا عمامہ بھی اتار کر سرکار کی بارگاہ میں چندہ پیش کر دیا، خود بوری کا لباس پہن لیا، جب میرے آقا کے وصال کا وقت قریب آیا تو سرکار نے فرمایا: لوگو! زندگی میں جس نے بھی ہم پر کوئی ظاہری احسان کیا ہم نے سب کا بدلہ دنیا میں عطاء کر دیا ہے سوائے صدیق اکبر کے کہ ہم نے صدیق اکبر کے احسانات کا بدلہ ظاہری طور پر انہیں نہیں دیا'' فان له عندنا یدًا یکافئه اللّٰه بها یوم القیٰمة '' میرے صدیق کو اللہ تعالیٰ مجھ پر احسانات کا بدلہ خود عطاء فرمائے گا۔ سبحان اللہ! '' وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر '' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لوگو! مجھے دنیا کے کسی انسان مسلمان کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے نفع دیا ہے۔

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، مرآۃ شرح مشکوٰۃ شریف، ج ۸ ص ۳۵۲۔۳۵۳)

مسلم ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا صدیق اکبر کی
نہیں بھولی ہے دنیا کو ادا صدیق اکبر کی
اب اس سے بڑھ کے کیا کیا ہوگی ثنا صدیق اکبر کی
نبی تعریف کرتے تھے سدا صدیق اکبر کی

حضرات دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بے پناہ رزقِ حلال عطاء فرمائے اور وہ مال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر قربان کر دیں جو مال سرکار کے نام پر خرچ نہ ہو وہ مال صدیقی

نہیں ہوسکتا' وہ مال قارونی اور فرعونی ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صدیق اکبر کی بات سن کر بڑے خوش ہوئے۔ سرکار نے فرمایا: اچھا صدیق! تمہاری تیسری کون سی پسندیدہ چیز ہے؟ عرض کی: "ان یکون ابنتی تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "صدیق اکبر نے عرض کی: آقا! میری تیسری خواہش یہ ہے کہ میری بیٹی آپ کے نکاح میں آ جائے۔ سبحان اللہ! سوہنیا! میں چاہتا ہوں جس طرح روحانی اور نورانی رشتہ آپ کے ساتھ ہے' دنیاوی رشتہ خاندانی رشتہ بھی آپ کے ساتھ قائم ہو جائے' تاکہ کمی کوئی نہ رہ جائے۔ حضرات جب صدیق اکبر نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے عرشوں سے آواز ماری: سجناں! صدیق کی خواہش پر ضرور عمل کرو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیدہ عائشہ کے ساتھ شادی فرمائی۔ سبحان اللہ! حضرات دنیا میں بڑے بڑے رشتے ہوئے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے' کسی نے رشتہ باپ کے کہنے پر کیا کسی کا رشتہ ماں نے کرایا' کسی کا رشتہ دادی دادے نے کرایا' کسی کا رشتہ نانی نانے نے کرایا' کسی کا رشتہ خالہ اور خالو نے کرایا' کسی کا رشتہ دوستوں اور یاروں نے کرایا' مگر قربان جاؤں سیدہ عائشہ کا رشتہ خود اللہ تعالیٰ نے کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم سے کرایا۔ جب سیدہ عائشہ' سرکار کی بیوی بن کر سرکار کے آستانے پر تشریف لے گئیں' سرکار نے سیدہ عائشہ کا چہرہ دیکھا تو حسین کا نانا مسکرا پڑا' سیدہ عائشہ نے عرض کی: آقا! آپ مسکرا کیوں رہے ہیں' بات کیا ہے؟ تو سیدہ عائشہ فرماتی ہیں: "قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اریتک فی المنام ثلث لیال "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عائشہ! تیری شادی سے پہلے تین راتیں متواتر حضرت جبریل علیہ السلام تمہاری صورت تمہاری ذات کو میری بارگاہ میں پیش کرتا رہا اور خواب میں مجھے یہ کہتا رہا: "ھذہ امراتک" "آقا! یہ لڑکی پہچان لو یہ آپ کی ہونے والی بیوی ہے۔ "فقال ھذہ زوجتک فی الدنیا والاخرۃ "یہ صرف دنیا میں ہی نہیں بلکہ قیامت والے دن جنت میں بھی آپ کی بیوی ہوگی۔ (ترمذی شریف' مشکوٰۃ شریف' مراۃ ہشتم ص ۵۰۲)

اے عائشہ! میں مسکرا اس لیے رہا ہوں کہ اب میں نے تمہیں دیکھا ہے تو تم وہی ہو

جو میں خواب میں تمہیں دیکھتا رہا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۵ بخاری شریف مسلم شریف مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۲۰۴ مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۴۹۸)

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں: ایک دن میں سرکار کی بارگاہ میں بیٹھی تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اللہ تعالیٰ کا سلام اور پیغام پہنچایا سیدہ عائشہ فرماتی ہیں: پھر سرکار نے مجھے فرمایا: عائشہ! میں نے عرض کی: جی آقا! فرمایا: "ھذا جبرئیل یقرئك السلام" یہ جبریل علیہ السلام میرے پاس بیٹھے ہیں تمہیں سلام کا تحفہ پیش کر رہے ہیں۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں: میں نے عرض کی: آقا! حضرت جبریل علیہ السلام کو میری طرف سے بھی سلام کا تحفہ دے دیں۔

(بخاری شریف مسلم شریف مشکوٰۃ شریف مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۲۹۷)

حضرات! حضرت عائشہ کتنی عظمت اور شان کی مالکہ ہے جس کو فرشتوں کا سردار فرشتہ بھی سلام کا تحفہ پیش کر رہا ہے۔ حضرات! حضرت عثمان کا بڑا مقام ہے کہ وہ دولہا بن کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آستانے پر آئے مولا علی کی بڑی شان ہے یہ دولہا بن کے سرکار کے آستانے پر آئے مگر قربان جاؤں صدیق تیری عظمت و شان پر کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام دولہا بن کر تیرے گھر آیا۔

صدیق کی صداقت سے چمن میں پھول بنتے ہیں
انہی کے نقش قدم سے اصول بنتے ہیں
تو مجھ سے قصرِ صداقت کی منزلت مت پوچھ
ارے اُنہی کے گھر سے دولہا رسول بنتے ہیں

حضرات! آج اگر کوئی بندہ اپنی بیٹی کا رشتہ کسی امیر وزیر سفیر سے کر دے لوگ کہتے ہیں: یار! یہ بندہ بڑے نصیب والا ہے اس کی بیٹی فلاں وزیر کے گھر گئی ہے۔ حضرات! ہر بیٹی کا اپنا اپنا نصیب ہوتا ہے کوئی گورنر کی بیوی بنی کوئی کسی وزیر کی بیوی بنی کوئی کسی صدر کی بیوی بنی کوئی کسی شیخ القرآن کی کی بیوی بنی کوئی کسی پروفیسر کی بیوی بنی کوئی کسی

خطیب کی بیوی بنی' اماں عائشہ تیرے مقدر پر صدقے تو اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی بنی' تو سرکار کی زوجہ بنی' تیرا ابا سرکار کا سسر بنا۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باھو نے بڑی پیاری بات فرمائی کہ

بسم اللہ اسم اللہ عزوجل داتے ایہہ بھی گہنا بھارا ھو
نال شفاعت سرور عالم تے چھٹس عالم سارا ھو
حدوں بے حد درود نبی تے جسدا کل پسارا ھو
میں قربان انہاں تھیں باھو تے جنہاں ملیا نبی پیارا ھو

حضرات! نبی کی بیوی بننا یہ کوئی معمولی عہدہ نہیں' جو عورت میرے پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی بن گئی وہ ساری کائنات کی عورتوں سے ممتاز ہو گئی' سرکار کے صدقے وہ قیامت تک ہر مومن کی ماں بن گئی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے پ ۲۱' الاحزاب: ٦ میں ارشاد فرماتا ہے: "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ" خالق کائنات فرماتا ہے: لوگو! میرا نبی ایمان والوں کی جان سے بھی زیادہ قریب ہے اور میرے نبی کی بیویاں ایمان والوں کی مائیں ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویاں ہر انسان کی مائیں نہیں بلکہ اُن لوگوں کی مائیں ہیں جن کے سینے میں ایمان موجود ہے۔ حضرات! اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویوں کا ادب احترام وہی کرے گا جو مومن ہو گا' جو بے ایمان ہو گا جو گستاخ ہو گا جو مردود ہو گا جو لعنتی ہو گا وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج کا احترام نہیں کرے گا' ادب نہیں کرے گا' ان کی تعظیم و تکریم نہیں کرے گا۔ حضرات! اب تحقیق کریں' ریسرچ کریں کہ کون لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویوں کا ادب کرتے ہیں اور کون لوگ ہیں جو سرکار کی بیویوں کی توہین کرتے ہیں؟ حضرات! اگر آپ برا محسوس نہ کریں' ناراض نہ ہوں تو بتا دوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویوں کے گستاخ اور بے ادب کون لوگ ہیں؟ تو سنئے! شیعہ حضرات کے بہت بڑے عالم ملا محمد تقی' حدیقۃ المتقین ص ۱۱٦ میں لکھتا ہے کہ ہر نماز

کے بعد ابو بکر‘ عمر‘ عثمان‘ عائشہ پر لعنت بھیجنی سنت ہے اور نماز کے قبول ہونے کی دلیل ہے۔ معاذ اللہ! (آئینہ شیعہ نما ص ۴۳۔۴۷)

شیعہ حضرات کے بہت بڑے عالم ملا باقر مجلسی اپنی کتاب حیات القلوب مترجم ج ۲ ص ۹۰۱ پر لکھتا ہے کہ قیامت کے قریب جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو امام مہدی‘ حضرت عائشہ کی قبر پر جائیں گے‘ حضرت عائشہ کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے قبر میں سے زندہ کریں گے‘ جب حضرت عائشہ زندہ ہوں گی تو حضرت امام مہدی‘ حضرت عائشہ کو کوڑوں سے ماریں گے۔ استغفر اللہ! معاذ اللہ! حضرات کتنا گندہ مذہب ہے شیعہ حضرات کا‘ جن کی زبان اور قلم سے سرکار کی ازواج پاک اور صحابہ بھی محفوظ نہیں۔ حضرات! سرکار حضرت عائشہ تو نبی کی بیوی ہے‘ ایمان والوں کی ماں ہے حالانکہ میرے نبی نے عام ماں کی عظمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”فان الجنة عند رجلها“ ’لوگو! جنت تمہاری ماں کے قدموں میں ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۱)

حضرات! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات عام فرمائی کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے‘ کوئی شرط نہیں لگائی‘ کوئی قید نہیں لگائی‘ یہ نہیں فرمایا کہ ماں نیک ہو‘ ماں نمازی ہو‘ ماں تہجد گزار ہو‘ ماں روزے دار ہوں‘ ماں حاجن ہو‘ ماں سخی ہو‘ ماں قاریہ ہو‘ ماں عبادت گزار ہو تو پھر جنت اس کے قدموں میں ہے‘ ناں ایسی کوئی شرط نہیں‘ اللہ عزوجل نہ کرے ماں بے نمازی ہو‘ ماں بے روزے دار ہو‘ ماں فاسق فاجر ہو‘ ماں گناہ گار ہو پھر بھی ہر مسلمان اولاد کی جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ حضرات سوچو! جب تمہاری میری گناہ گار ماں کی یہ عظمت اور شان ہے‘ اس ماں کا کیا مقام ہوگا جس کی شان میں قرآن کی اٹھارہ آیتیں نازل ہوئیں جس کو حضرت عمر‘ حضرت عثمان‘ مولا علی ماں کہہ کے پکارا کرتے تھے۔ حضرات! اگر کوئی اپنی ماں کا بے ادب ہو‘ گستاخ ہو‘ لوگ کہتے ہیں یہ حرامی ہے‘ سوچو! وہ بندہ کتنا بڑا حرامی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے محبوب کی بیوی جس کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ“ ’نبی کی بیویاں مؤمنوں کی مائیں ہیں‘ اُن کا

گستاخ ہوگا۔ ایک شاعر نے اس آیت کا بڑا پیارا ترجمہ کیا' آیئے! میرے ساتھ مل کر پڑھیے' پہلے سنئے پھر پڑھیے!

اُمھتہم دا میں معنی سناواں
محمد ﷺ دیاں ازواج مؤمن دیاں ماواں
اُو جاہل حیا کر حلالی دا کم نئیں
ماواں دے شکوے حرامی کریندن

پتہ چلا جو حلالی خون ہوگا وہ کبھی امی عائشہ صدیقہ کی گستاخی نہیں کرے گا جس کے اندر حلالی خون نہیں وہی وہ جو چاہے بھونکتا رہے' اس کا قصور نہیں اس کی اصل میں خطا ہے' دعا کرو اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج' اصحاب' آل' اولاد تمام غلاموں کے ادب کی توفیق عطاء فرمائے! کیونکہ باادب بانصیب' بےادب بےنصیب۔

پہلی منزل عشق ادب ہوئی تے بناں ادب مراد نہ پاوے
بے اُدباں دی بستی اندر تے کدی ٹھنڈی واں نہ آوے
ادب توں ودھ عبادت کہڑی جہڑی اللہ عزوجل تک پہنچاوے
اعظم اُسے دے بخت سوتے جنہوں ایہہ دولت مل جاوے

تو صدیق نے عرض کی: آقا! میری تیسری پسندیدہ چیز یہ ہے کہ بیٹی آپ کی زوجیت میں آجائے۔ (منبہات ص ۲۱-۲۲' الریاض النضرہ ج ۱ ص ۶۰' خطیب ص ۲۰۰)

حضرات پتہ چلا! محبت سارے صحابہ سرکار سے کرتے ہیں مگر صدیق سرکار کی محبت میں فنا تھے' اس لیے آپ کا لقب ہے: فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت بلال نے تکبیر پڑھی' جب حضرت بلال اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لیا' اشھد ان محمد رسول اللہ تو سارے صحابہ رونے لگ گئے' سرکار کے مریدوں کی بے ساختہ چیخیں نکل گئیں۔ صدیق اکبر سرکار کا نام سن کر بے ہوش ہوگئے' سارے مسجد والے بلکہ ساری مسجد بھی سرکار کے عشق میں رو رہی ہے' اِدھر سرکار کو بیماری سے غشی سے کچھ افاقہ ہوا۔ میرے

آقا نے فرمایا: بیٹی فاطمہ! عرض کی: جی ابو جی! فرمایا: یہ رونے کی آوازیں سن رہی ہو؟ عرض کی: ابو جی! سن رہی ہوں' سرکار نے فرمایا: یہ اتنے درد سے کون رو رہا ہے؟ کس کے صدمے سے لوگ تڑپ رہے ہیں؟ خاتونِ جنت نے عرض کی: ابو جی! یہ کوئی عام انسان نہیں رو رہے بلکہ آپ کے صحابہ رو رہے ہیں' آپ کے مقتدی رو رہے ہیں' آپ کے قدموں پر اپنا تن من دھن قربان کرنے والے رو رہے ہیں' آپ کے مرید رو رہے ہیں' آپ کی اداؤں پر قربان ہونے والے صحابہ آپ کی جدائی میں رو رہے ہیں۔ سبحان اللہ!

آقا دے در دے ذرّے بدر و ہلال بن گئے
قدماں نوں چم کے روڑے ہیرے تے لال بن گئے
جنہاں تے پیاں نظراں رب عزوجل دے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم دیاں
مدنی کریم دیاں جگ دے طبیب دیاں
حضرت صدیق بن گئے حضرت بلال بن گئے
قدماں نوں چم کے روڑے ہیرے تے لال بن گئے

حضرت فاطمہ نے عرض کی: ابو! آپ کے صحابہ آپ کا خالی مصلیٰ دیکھ کر رو رہے ہیں' جب آمنہ کے لال نے بیٹی کی بات سنی تو رحمت کائنات کی بھی نور بھری آنکھوں سے رحمت بھرے آنسو چھلک پڑے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بیٹی! حضرت علی کو بلاؤ! حضرت عباس کو بھی بلاؤ۔

بیماری میں امامت

سیدہ فاطمہ نے امام حسن کو فرمایا: بیٹا حسن! عرض کی: جی امی حضور! فرمایا: بیٹا! جاؤ ابو کو بھی بلا لاؤ اور اپنے نانا حضرت عباس کو بھی بلا لاؤ۔ امام حسن گئے' مولا علی کو بھی بلا کر لے آئے حضرت عباس کو بھی بلا لائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دونوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھا' بڑی مشکل سے مسجد نبوی میں تشریف لے آئے' سارے صحابہ کو جماعت کرائی' جماعت کرانے کے بعد میرے آقا منبر پر تشریف لائے۔ سارے صحابہ بڑے

ادب سے سرکار کی خدمت میں بیٹھ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منبر پر کھڑے ہو کر پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی' پھر فرمایا: لوگو! کیا بات ہے تم اتنی شدت سے رو کیوں رہے تھے؟ صحابہ نے عرض کی: آقا! حضرت بلال نے ہمیں بتایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شدید بیمار ہیں' اب سرکار ہمیں نماز نہیں پڑھائیں گے' آقا! آپ کا خالی مصلیٰ دیکھ کر ہم بے قرار ہو گئے' ہم برداشت نہ کر سکے' لہٰذا آپ کی جدائی میں رونا آ گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میرے صحابہ! ابھی تو میں ظاہری اور جسمانی طور پر تمہارے پاس موجود ہوں تو تمہاری یہ حالت ہو گئی ہے' اگر میرا وصال ہو گیا' اگر ظاہری طور پر میں تمہیں چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں چلا گیا تو پھر تمہارا کیا بنے گا؟ میرے آقا نے فرمایا: صحابہ! میں مسجد میں آنے کے قابل نہیں تھا لیکن تمہاری بے قراری اور پریشانی دیکھ کر میں تمہیں ملنے کے لیے مسجد میں آ گیا ہوں' میرے صحابہ یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے جو دنیا میں آیا ہے جب اُس کا ٹائم پورا ہو جائے گا اُسے دنیا سے جانا بھی ہے' یہاں کسی نے ہمیشہ نہیں رہنا۔ حضرات! واقعی ہر کسی نے یہاں سے چلے جانا ہے' اللہ تعالیٰ کا بھی فرمان ہے: ''کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ'' (پ ۲۷) لوگو! ایک دن ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ ''وَیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ'' ہمیشہ باقی رہنے والی تیرے رب عزوجل کی ذات ہے جو بڑے جلالی اور عظمت والا ہے۔ کسی عاشق نے اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑی پیاری بات فرمائی۔

بندیا جہان اُتے کریں نہ گمان وے
سدا نہیں رہنا ایتھے کسے انسان وے
دُنیاں دے لاریاں تے کیوں مغرور ہویوں
ہو کے بندہ رب عزوجل دا تے رب کولوں دور ہویوں
دشمن پرانا تیرا ایہو شیطان وے
بندیاں جہان اتے کریں نہ گمان وے

وَڈے وڈے راجیاں نوں موت نے نہ چھوڑیا
جہدے اُتے دل آیا اُوہو پھل توڑیا
ہرے ہرے باغ کئی ہو گئے ویران وے
بندیاں جہان اُتے کریں نہ گمان وے

سرکار نے فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ کا قانون ہے جو دنیا میں آیا ہے' اس نے ایک دن دنیا چھوڑ کر قبر میں بھی جانا ہے' میرے صحابہ اب میں بھی تمہارے پاس چند دنوں کا مہمان ہوں' صحابہ رونے لگے' میرے آقا نے فرمایا: صحابہ! وہ امت بڑی خوش نصیب ہوتی ہے جن کے سامنے ان کا نبی وصال کر جائے' جن لوگوں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس امت کے نبی کو زندہ رکھتا ہے اور اُمت کو ہلاک کر دیتا ہے' جب میں دنیا سے چلا جاؤں گا' تم بظاہر مجھے نہیں دیکھ سکو گے لیکن میں وصال کے بعد بھی تمہیں نگاہِ نبوت سے دیکھتا رہوں گا' صرف تمہیں ہی نہیں بلکہ قیامت تک ساری کائنات کو دیکھتا رہوں گا' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات میرے سامنے فرما دی ہے' میں ساری کائنات کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی دیکھی جاتی ہے۔ صحابہ نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ باتیں سنیں تو رو کر عرض کی: آقا! آپ کے بعد ہمارا کیا بنے گا' ہمارا کون رکھوالا ہو گا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میرے صحابہ پریشان نہ ہو! میں تمہیں اپنے پیارے رب العالمین کے سپرد کر کے جا رہا ہوں' وہی تمہاری ہر سانس پر مدد فرمائے گا' وہی تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ صحابہ نے عرض کی: آقا! اب ملاقات کب ہوگی؟ میرے آقا نے فرمایا: انشاء اللہ! قیامت والے دن حوضِ کوثر پر ملاقات ہوگی۔ سرکار نے فرمایا: لوگو! جب میرا وصال ہو جائے تو صبر کرنا اور تقویٰ والی زندگی بسر کرنا' متقی بن کے رہنا' تم عام انسان نہیں ہو بلکہ نبی آخر الزمان کے فیض یافتہ ہو' لوگوں نے تمہاری اداؤں کو دیکھ کر اسلام کا نقشہ اپنے ذہنوں میں بٹھانا ہے' میرے وصال کے بعد لوگ میرے روضہ کی زیارت کے لیے دور دور سے آیا کریں گے' ان کی عزت اور احترام کرنا' ایسے سمجھنا کہ ہر

آنے والا زائر ہمارے نبی کا مہمان اور پروھنا ہے' میرے صحابہ میں نے معاذ بن جبل کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا ہے' میں نے جاتی دفعہ اس کو بتا دیا تھا کہ اب تیری میری بظاہر ملاقات نہیں ہوگی' اب تم مدینہ آؤ گے تو میرے روضہ پر آؤ گے' جب اُسے پتہ چلے گا کہ میرا نبی دنیا چھوڑ گیا ہے وہ ضرور پریشان ہوگا' وہ روتا روتا مدینہ شریف آئے گا' صدیق تم اسے میرا اسلام پیش کرنا' کہنا کہ معاذ اللہ تعالیٰ کا آخری نبی تجھے سلام دیتا تھا' رونہیں اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا' قیامت تک جتنے بھی میری اُمت میں سے علماء آئیں گے معاذ توان سب کا سردار ہوگا۔ حضرات جب سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کو یہ باتیں فرمائیں تو سارے صحابہ رو پڑے' مسجد کی دیواروں سے بھی رونے کی آوازیں آتی تھیں' سرکار صحابہ کو روتا چھوڑ کر خود بھی روتے روتے سیدہ عائشہ کے حجرے میں تشریف لے آئے۔

(معارج النبوت ج ۳ ص ۴۹۱۔۴۹۲' مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۵۔۷۱۶' افضل المواعظ ص ۱۵۵۔۱۵۷)

خلیفہ اوّل

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں: جب سرکار صحابہ کو جماعت کرا کے اپنے مریدوں کو تسلی دے کے میرے کمرے میں تشریف لائے تو میں نے سرکار کو سہارا دے کر چارپائی پر بٹھایا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیٹھ گئے' پھر حسین کے نانے نے فرمایا: عائشہ! میں نے عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: میں چند دنوں کا مہمان ہوں' چند دنوں کے بعد میں نے دنیا چھوڑ دینی ہے' ہوسکتا ہے میرے وصال کے بعد کوئی بندہ ی نہ کہے کہ میں حضرت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلیفہ اور نائب ہوں' لہٰذا تم جاؤ اپنے بھائی عبدالرحمٰن اور اپنے ابا ابوبکر کو میرے پاس بلا لاؤ۔ ''قال لی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ ادعی ابا بکر اباك واخاك ''حضرت عائشہ فرماتی ہیں: سرکار نے وصال فرمانے سے چار پانچ دن پہلے بیماری کی حالت میں مجھے فرمایا: عائشہ جاؤ! اپنے ابو حضرت ابوبکر کو بھی بلا لاؤ اور اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بھی بلا لاؤ۔ میں نے عرض کی: آقا! خیر تو

ہے بات کیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''حتی اکتب کتابًا'' عائشہ! میں چاہتا ہوں تیرے والد کو ایک تحریر لکھ کر دوں' ایک وصیت نامہ لکھ کر دوں کہ میرے بعد خلیفہ بلافصل میرا یارِ غار ابوبکر ہو گا۔ حضرت عائشہ نے عرض کی: آقا! لکھنے کی کیا ضرورت ہے' آپ کا فرما دینا بھی حجت ہے۔ فرمایا: عائشہ ٹھیک کہتی ہو لیکن ''فانی اخاف ان یتمن متمن ویقول قائل انا'' سرکار نے فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ میرے وصال کے بعد کوئی یہ دعویٰ نہ کر دے کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلیفہ اور نبی کے منبر و محراب کا وارث ہوں۔ سبحان اللہ! حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم سن کر اُٹھنے لگی تو سرکار نے فرمایا: عائشہ! بیٹھ جا بلانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں بیٹھ گئی' پھر سرکار نے مسکرا کر فرمایا: ''ولا ویابی اللہ والمؤمنون الا ابا بکر'' اے عائشہ! میں نہ بھی لکھ کر دوں پھر بھی خلیفہ اوّل صدیق اکبر ہی بنے گا کیونکہ صدیق اکبر کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور میرے مؤمن صحابہ کسی اور کو اپنا خلیفہ نہیں بننے دیں گے۔

(مسلم شریف' مسند حمیدی' مشکوٰۃ شریف' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۳۴۸)

حضرات توجہ کیجئے! کیسے واضح الفاظ میں اللہ تعالیٰ کے آخری نبی نے صدیق اکبر کی خلافت اوّل کا اعلان فرما دیا' اب جو سرکار کا سچا غلام ہو گا وہ صدیق اکبر کے خلیفہ بلافصل ہونے میں کبھی شک نہیں کرے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت جبیر بن مطعم فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال پیر کے دن ہوا' اتوار والے دن ایک عورت اپنا کوئی مقدمہ لے کر سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوئی ''قال اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم امراۃ فی شیء فامرھا'' حضرت جبیر فرماتے ہیں کہ ایک عورت سرکار کی بارگاہ میں اپنا کوئی مسئلہ لے کر حاضر ہوئی کہ آقا! میرا یہ مسئلہ حل فرما دیں' تو سرکار نے اس مقدمہ کو سن کر مسئلہ سن کر فرمایا کہ ''ان ترجع الیہ'' بی بی اب تم جاؤ! ہماری طبیعت خراب ہے' پھر کسی وقت آنا تیرا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ وہ عورت سن کر کہنے

لگی: آقا! جیسے آپ کا حکم' مگر 'قالت یا رسول اللہ ارایت ان جئت ولم اجدك '' آقا! اگر میں دوبارہ آپ کے دربار میں حاضر ہوں اور آپ مجھے نہ ملیں کیونکہ آپ کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے' کہیں آپ کا وصال نہ ہو جائے تو پھر میں یہ مقدمہ کس سے حل کراؤں؟ '' قال فان لم تجدینی فاتی ابا بکر '' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بی بی! اگر تیری میرے ساتھ ملاقات نہ ہو تو میرے ابو بکر کے پاس آ جانا' یہ تیرا مقدمہ حل کر دیں گے۔ (بخاری شریف' مسلم شریف' مشکوٰۃ شریف' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۳۴۹' تلخیص الشافی شیعہ ج ۳ ص ۳۹)

حضرات ان احادیث پاک سے پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ظاہری زندگی میں صدیق اکبر کو اپنا نائب اور خلیفہ بنا دیا تھا' پھر سرکار کے وصال کے بعد سارے صحابہ کرام نے خصوصاً فاروق اعظم' حضرت عثمان غنی' مولا علی' عشرہ مبشرہ' اصحاب بدر نے متفقہ اپنا امیر اور سرکار کا نائب سمجھ کر انہیں اپنا خلیفہ اور امام تسلیم کر لیا تھا۔ شیعہ حضرات کے بہت بڑے عالم اور محدث علامہ محمد بن حسن طوسی اپنی کتاب تلخیص الشافی میں لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ سرکار نے مجھے ایک دن اپنی چوکی داری کے لیے اپنے آستانے پر بٹھایا اور فرمایا: انس! کسی بندے کو میری اجازت کے بغیر میرے پاس نہ آنے دینا' جو بندہ بھی مجھے ملنے کے لیے آئے تو پہلے مجھے بتانا مجھ سے اجازت لینا' پھر اس کو اندر آنے کی اجازت دینا۔ حضرت انس نے عرض کی: آقا! ٹھیک ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں: میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آستانے کے سامنے بیٹھ گیا' اچانک صدیق اکبر تشریف لے آئے' اندر جانے لگے تو میں نے عرض کی: حضور! آپ یہیں ٹھہریں' فرمایا: بات کیا ہے؟ حضرت انس نے عرض کی کہ سرکار کا حکم ہے جو بندہ بھی آئے پہلے مجھ سے اجازت لینا پھر اسے اندر آنے دینا' اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں سرکار سے اجازت نہ لے آؤں۔ صدیق اکبر نے فرمایا: انس! اگر اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی کا یہ حکم ہے تو میں کھڑا ہوتا ہوں'

تم جاؤ اجازت لے آؤ' اگر سرکار نے لجپالی فرمائی تو اندر چلا جاؤں گا' نہیں تو پھر زیارت کرلوں گا۔ حضرت انس سرکار کی خدمت میں تشریف لے گئے' عرض کی: سوہنیا! آپ کے بچپن کا دوست یارِ غار حضرت ابوبکر دروازے پر تشریف لائے ہیں اگر اجازت ہو تو ان کو اندر آنے کی اجازت دے دوں؟ علامہ طوسی لکھتے ہیں کہ ''ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرہ عند اقبال ابی بکر'' کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں انس! ابوبکر کو اندر آنے کی اجازت دے دو ''ان یبشرہ بالجنۃ وبالخلافۃ بعدہ'' اور ان کو جنت کی بھی خوش خبری سنا دو اور یہ بھی بتا دو کہ میرے بعد خلیفہ بلافصل ابوبکر ہوگا۔ حضرت انس باہر آئے' حضرت ابوبکر کو جنت کی اور خلافت اوّل کی بشارت سنائی' عائشہ کا بابا اندر چلا گیا' تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمر آئے' اندر جانے لگے تو حضرت انس ان کو بھی دروازے پر کھڑا کر کے سرکار کی بارگاہ میں اجازت لینے گئے تو خالق کائنات کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: انس! عمر کو بھی اندر آنے دو' ''وان یبشر عمر بالجنۃ وبالخلافۃ بعد ابی بکر'' حضرت عمر کو بھی یہ خوش خبری سنا دو کہ عمر آپ کو مبارک ہو کہ آپ جنتی ہیں اور صدیق اکبر کے بعد خلافت آپ کی ہو گی۔ سبحان اللہ! (تلخیص الشافی ج۳ ص۳۹' تحفہ جعفریہ اوّل ص۱۸۵)

شیعہ حضرات کے بہت بڑے عالم علامہ محمد بن مرتضٰی کاشانی اپنی تفسیر صافی میں علامہ طبرسی تفسیر مجمع البیان میں ملا فتح اللہ کاشانی تفسیر منہج الصادقین میں لکھتے ہیں کہ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیوی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: حفصہ! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: میں تمہیں آج ایک راز کی بات نہ بتاؤں؟ عرض کی: آقا فرمایئے' ضرور بتایئے' وہ کیا بات ہے؟ ''فقال ان ابا بکر یلی الخلافۃ بعدی'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میرے بعد میری وفات کے بعد خلافت ابوبکر کو ملے گی' ''ثم بعدہ ابوك'' اور صدیق اکبر کی وفات کے بعد تمہارے ابو حضرت عمر خلیفہ بنیں گے' حضرت حفصہ بڑی خوش ہوئی'' ''فقالت من انباك'' عرض کی: سوہنیا!

یہ بات آپ کو کس نے بتائی ہے؟ ''قال نبانی العلیم الخبیر'' خالق کائنات کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: حفصہ! یہ خوش خبری مجھے پیارے رب العالمین نے سنائی ہے جو جاننے والا بھی ہے اور خبر دینے والا بھی۔ (تفسیر صافی ج ۲ ص ۷۱۶ تفسیر مجمع البیان ج ۵ ص ۳۱۴ تفسیر منہج الصادقین ج ۹ ص ۳۲۰ تحفہ جعفریہ ج ۱ ص ۱۵۴۔۱۵۸)

شیعہ حضرات کے عالم علامہ محمد بن مرتضٰی کاشانی اپنی تفسیر صاوی میں لکھتے ہیں کہ امام باقر رضی اللہ عنہ نے ایک دن اپنے مریدوں کو بتایا کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال مبارک ہو گیا تو آپ کے وصال کے بعد مولا علی نے بھرے مجمع میں صحابہ کے سامنے کھڑے ہو کر قرآن کی یہ آیت پڑھی: ''الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللّٰہ اضل اعمالھم'' کہ خالق کائنات قرآن مجید میں فرماتا ہے: وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے راستے جہاد کرنے سے روکا ان کے نیک اعمال ضائع ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو مولا علی کے چچازاد بھائی ہیں' انہوں نے کہا: اے ابوالحسن! جو کچھ آپ نے پڑھا ہے' اس کے پڑھنے کا مقصد کیا ہے؟ آپ نے یہ کیوں پڑھا ہے؟ مولا علی نے فرمایا: ابن عباس! میں نے قرآن کی آیت پڑھی کوئی غلط کام تو نہیں کیا۔ حضرت ابن عباس نے عرض کی: حضور! یہ تو مجھے بھی پتہ ہے کہ آپ نے قرآن پڑھا ہے' مگر اس آیت کے پڑھنے کا مقصد کیا ہے؟ مولا علی مسکرا پڑے' فرمایا: بھائی عبداللہ! تم ٹھیک سمجھے ہو! میرا اس آیت کو پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تمہیں عطاء کریں تم لے لو' جس سے منع فرمائیں اس سے رُک جاؤ'' ''فنشھد علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ استخلف ابا بکر'' اے ابن عباس! میں بھی اور سرکار کے سارے صحابہ بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ظاہری زندگی میں صدیق اکبر کو اپنا خلیفہ بنا دیا تھا۔ سبحان اللہ!

(تفسیر صافی ج ۲ ص ۵۹۲ تحفہ جعفریہ ج ۱ ص ۲۰۱ [illegible])

حضرات ان تمام روایات سے پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدیق اکبر کو اپنی ظاہری زندگی میں ہی خلیفہ اوّل اور خلیفہ بلافصل بنا دیا تھا' پھر سارے صحابہ نے بھی آپ کو پہلا خلیفہ مان کر آپ کی بیعت کی تھی' مولا علی بھی آپ کی خلافت اوّل کا اعلان فرما رہے ہیں' شیعہ سنی دونوں روایات دُہائی دے رہی ہیں کہ صدیق اکبر خلیفہ بلافصل ہیں لیکن افسوس شیعہ حضرات پر! انہوں نے آج تک حضرت صدیق اکبر کو پہلا خلیفہ تسلیم نہیں کیا بلکہ یہ اسی بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ حضرت علی خلیفہ بلافصل ہیں' حضرت علی پہلے خلیفہ ہیں' یہی وجہ ہے کہ شیعہ حضرات جب کلمہ پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں: ''لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ علیٌّ ولی اللّٰہ وصی رسول اللّٰہ وخلیفتہٗ بلافصل ''اذان پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں:''اشھد ان علیًا ولی اللّٰہ وخلیفتہٗ بلافصل ''حضرات بندہ ان عقل مندوں سے یہ پوچھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد پہلی خلافت تو صدیق اکبر فرما گئے' تم اتنا شور کیوں مچاتے ہو؟ کیا تمہارے شور مچانے سے مولا علی پہلے خلیفہ بن جائیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں! کیونکہ خلافت آنے والی نہیں بلکہ پہلی خلافت تو سائیں کر گئے' لہٰذا تم مانو یا نہ مانو صدیق اکبر ہی پہلے خلیفہ ہیں۔

شانِ صدیق اکبر پہ قربان میں رازدار رسالت کی کیا بات ہے
جس کو صدیق ہے مصطفیٰ نے کہا اُس سراپا صداقت کی کیا بات ہے
کملی والے کی جس کو رفاقت ملی سب صحابہ کی جس کو امامت ملی
سب سے پہلی ہے جس کو خلافت ملی اُس کے تخت خلافت کی کیا بات ہے

حضرات بعض شیعہ سنیوں کو دھوکہ دینے کے لیے ہماری کتابوں سے ایک حدیث پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث مولا علی کی خلافت بلافصل پر دلیل ہے' وہ کون سی حدیث ہے؟ سنئے! حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات شریف سے پانچ دن پہلے جمعرات کے روز صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی بارگاہ میں تیمارداری کے لیے حاضر ہوئے' ان میں صدیق اکبر بھی موجود ہیں' فاروقِ اعظم بھی' حضرت عثمان بھی موجود ہیں مولا علی بھی' حضرت بلال بھی موجود ہیں حضرت زبیر بھی اور بھی صحابہ کرام موجود ہیں۔ ''قال النبی صلی اللہ علیه وسلم هلم '' تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ سے فرمایا کہ جاؤ! سامانِ کتابت لاؤ' کاغذ قلم دوات لے آؤ کیونکہ ''اکتب لکم کتابًا لا تضلوا بعده '' تاکہ میں چند وصیتیں چند باتیں لکھ دوں تاکہ میرے بعد تم گمراہ نہ ہو' جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات فرمائی تو ''فقال عمر ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قد اغلب علیه الوجع '' تو حضرت عمر نے صحابہ سے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بڑی خراب ہے' لہٰذا سرکار کو تکلیف نہ دی جائے' سرکار کو زحمت نہ دی جائے'' وعندکم القران حسبنا کتاب اللہ '' تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا مکمل قرآن موجود ہے' وہ ہمارے لیے کافی ہے۔ حضرات حضرت عمر نے یہ رائے صرف اس لیے دی کہ سرکار کی طبیعت خراب تھی' آپ نے فرمایا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کی روشنی میں سب کچھ سکھا دیا ہے' لہٰذا اب سرکار کو تکلیف نہ دی جائے' جب حضرت عمر نے رائے پیش کی تو بعض صحابہ نے کہا کہ نہیں! جیسے سرکار فرما رہے ہیں ایسے کرو' کاغذ قلم دوات لے آؤ تاکہ سرکار جو چاہیں لکھ کر ہمیں عطاء فرما دیں۔ اب صحابہ میں دو گروہ بن گئے' ایک گروہ کہتا تھا کہ کاغذ قلم دوات لاؤ' بعض صحابہ کہتے کہ سرکار کو تکلیف دور ہنے دو۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: ''فاختلف اهل البیت '' اس بات میں گھر میں موجود افراد میں اختلاف ہو گیا' جب زیادہ شور ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''قوموا عنی '' اچھا شور نہ مچاؤ' میرے پاس سے اُٹھ جاؤ' تمہارے اونچا بولنے سے مجھے تکلیف ہو رہی ہے' جیسے عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ مریض زیادہ آواز برداشت نہیں کر سکتا تو تیمارداری کرنے والوں سے کہتا ہے یار! تم نے اونچا بولنا ہے برداشت نہیں کر سکتا' لہٰذا مہربانی کر کے باہر چلے جاؤ۔ حضرات یہ ہے وہ حدیث

یعہ حضرات کہتے ہیں کہ سرکار نے کاغذ قلم دوات اس لیے منگوائی تھی کہ آپ نے
حضرت علی کی خلافت لکھنی تھی، مگر حضرت عمر نے سرکار کو یہ بات نہ لکھنے دی۔ حضرات!
آپ ایمان داری سے یہ حدیث پڑھیں اور شیعہ حضرات کو بھی کہیں کہ پڑھیں اور
بتائیں کہ یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ سرکار نے فرمایا ہو کہ جاؤ! کاغذ قلم دوات لے آؤ، میں
حضرت علی کی خلافت کے بارے لکھنا چاہتا ہوں، اگر یہ الفاظ ہوتے تو شیعہ حضرات
اعتراض کر سکتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مولا علی کی خلافت لکھوانا چاہتے تھے مگر
حضرت عمر نے نہ لکھنے دیا، مگر خدا عزوجل گواہ ہے ایسی کوئی بات نہیں، ویسے میں شیعہ
حضرات سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی کی خلافت کا اعلان حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام خود نہیں کرنا چاہتے تھے، بلکہ یہ اعلان اللہ تعالیٰ کروا رہا تھا کیونکہ شیعہ
حضرات کے نزدیک جیسے نبوت کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے بندے چن لیتا ہے ایسے ہی
امامت بھی ہر کسی کو نہیں ملتی، اُسے ملتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ امام بنائے۔ اب انصاف سے
بتا، اللہ تعالیٰ تو فرمائے محبوب علی کی خلافت لکھ کر صحابہ کو دے دو تا کہ آپ کے بعد جھگڑا
نہ ہو مگر سرکار اللہ تعالیٰ کا حکم چھوڑ کر اپنے غلام کی بات مان کر یہ کام نہ کریں، کیا آپ کا
ایمان یہ گوارا کرتا ہے؟ اگر سرکار نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل نہیں کیا تو کیا سرکار نے اللہ
تعالیٰ کی تبلیغ کا حق ادا کیا؟ نہیں! تو پھر ماننا پڑے گا کہ سرکار حضرت علی کی خلافت نہیں
لکھوانا چاہتے تھے، کوئی اور شرعی مسئلے لکھوانا چاہتے تھے، وہ مسئلے بھی کئی بار میرے آقا
نے غلاموں کو بتا چکے تھے۔ اب آیئے وہ کون سے مسئلے تھے، کیا بات جو حسین کا نانا
لکھوانا چاہتے تھے، سنئے! جب صحابہ کرام کے درمیان اختلاف زیادہ ہوا تو سرکار نے
فرمایا: اچھا جھگڑا نہ کرو میں تمہیں زبانی وہ باتیں بتا دیتا ہوں۔ حضرت ابن عباس فرماتے
ہیں کہ سرکار نے تین باتوں کی وصیت فرمائی: ''قال اخرجوا المشرکین من
جزیرۃ العرب '' فرمایا: پہلی بات یہ ہے کہ میرے وصال کے بعد عرب کے علاقوں
سے مشرکوں کو نکال دینا'' ''واجیزوا الوفد بنحو ما کنت ''اور جو لوگ مدینہ شریف

میں اسلام قبول کرنے آئیں یا میرے روضہ کی زیارت کرنے آئیں تو ان کی ایسی خدمت کرنا جیسے ہم خدمت کرتے ہیں'' وسکت عن الثالثة او قال فنسیتھا ''تیسری بات حضرت ابن عباس نے بتائی ہی نہیں یا فرمایا: مجھے اب یاد نہیں۔
(بخاری شریف ج ۲ ص ۸۲۶۔۱۰۹۵، ج ۱ ص ۴۴۹، ج ۲ ص ۶۳۸، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۲۹۵۔۲۹۹)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ تیسری وصیت سرکار نے یہ فرمائی تھی کہ صحابہ میرا ارادہ تھا کہ اسامہ بن زید کی قیادت میں کفار کے مقابلے میں لشکر بھیجنا تھا مگر میں بیمار ہو گیا، اگر میں وفات پا جاؤں تو اُسامہ کی قیادت میں اسلامی لشکر ضرور کفار کے مقابلے میں روانہ کر دینا۔ (مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۲۹۹)

حضرات شیعہ حضرات پھر کہتے ہیں کہ نہیں جی! یہ حضرت عمر کی زیادتی تھی، انہوں نے کیوں منع کیا تھا، چلو ہم شیعہ حضرات کی بات مان لیتے ہیں کہ حضرت عمر نے خود سامان کتابت پیش کیا نہ اپنے دوستوں کو لانے دیا، ٹھیک ہے حضرت عمر نہیں سامان لائے، مولا علی بھی تو موجود تھے، مولا علی کے ملنگوں اور علی علی کرنے والوں کو چودہ صدیاں بعد میں حدیث پڑھ کر اندازہ ہوا ہے کہ سرکار نے مولا علی کی خلافت لکھوانی تھی تو لازمی طور پر مولا علی کو بھی پتہ چل گیا ہوگا کیونکہ آپ سرکار کے داماد تھے، باب مدینۃ العلم تھے، ولیوں کے سلطان تھے، حسنین کریمین کے بابا تھے، آپ کو بھی پتہ چل گیا ہوگا کہ سرکار میری خلافت کے بارے لکھوانا چاہتے ہیں، وہی دوڑ کر جاتے سامانِ کتابت لے آتے سرکار سے اپنے نام خلافت لکھوا لیتے، لیکن کمال ہے مولا علی بھی سامان لینے نہیں گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد کسی نے مولا علی سے سوال کیا: حضور! جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال سے چند دن پہلے صحابہ کو فرمایا تھا کہ جاؤ! کاغذ قلم دوات لے آؤ میں چند باتیں لکھوانا چاہتا ہوں، حضور! اُس وقت آپ کہاں تھے

مولا علی نے فرمایا: میں بھی اس مجمع میں موجود تھا بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے ہی حکم دیا تھا کہ علی جاؤ قلم دوات لے آؤ۔ ''عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال امرنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ایتہ بطبق یکتب فیہ ما لا تضل امتہ ''مولا علی فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے حکم دیا کہ علی جاؤ اور جا کر لکھنے کا سامان لے آؤ تا کہ میں چند باتیں لکھ کر دوں' میرے وصال کے بعد میری اُمت گمراہ نہ ہو جائے۔ ''فخشیت ان تفوتنی نفسہ ''حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں جان بوجھ کر کاغذ قلم دوات نہ لایا' کیوں؟ اس ڈر سے کہ میں سامانِ کتابت لینے جاؤں پیچھے سرکار کا وصال نہ ہو جائے'' قال قلت انی احفظ داعی ''میں نے عرض کی: آقا! کاغذ قلم لاتے لاتے بڑی دیر ہو جائے گی' آپ زبانی ارشاد فرما دیں میں یاد کر لوں گا۔ سرکار سن کر ناراض نہیں ہوئے بلکہ مولا علی کی بات سن کر فرمایا: تو علی سنو!'' قال اوصی بالصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم ''میرے وصال کے بعد نماز کا خیال رکھنا اور غلاموں سے اچھا سلوک کرنا۔ (مسند امام احمد ج ۲ ص ۸۴' عینی شرح بخاری ج ۱ ص ۶۳' تحفہ امامیہ ص ۱۴۳)

حضرات! اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ حضرت علی کو سرکار نے کاغذ قلم لانے کا حکم دیا تھا مگر مولا علی بھی نہیں لائے' اب لگاؤ فتویٰ مولا علی پر جو حضرت عمر پر لگاتے ہو۔ مولا علی نے کاغذ قلم نہ دے کر حضرت عمر کی بات پر مہر لگا دی کہ جو بھائی عمر فرما رہے ہیں صحیح فرما رہے ہیں۔ ایک شیعہ یہ بات سن کر کہنے لگا: مولوی صاحب! دراصل بات یہ ہے کہ مولا علی نے سامانِ کتابت لانا تو تھا مگر حضرت عمر سے ڈر گئے تھے' تو میں نے کہا: لو! کیوں مولا علی کی توہین کرتے ہو' اُدھر شیر خدا کہتے ہو' اُدھر حیدر کرار کہتے ہوں' اُدھر کہتے ہو مولا علی ڈر گئے' کچھ خدا عزوجل کا خوف کرو' کون علی جس کو جنگ کرتے ہوئے دیکھ کر فرشتے بھی پڑھتے تھے:

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

صورت ڈوہاں دی لکھن وچہ اِک بھاویں
شیر کدی وی شیر نہیں ہو سکدا
روپ لکھ فقیری دے پیا دھارے
باغی شرع دا پیر نہیں ہو سکدا
ابو بکر عمر دا جو وَیری
اُو کدی روشن ضمیر نہیں ہو سکدا
اُو دیوانیہ علی دا کوئی منکر
توبہ پیر فقیر نہیں ہو سکدا!

میں نے کہا: چلو! بقول تمہارے مولا علی ڈر گئے تھے‘ سرکار تو نہیں ڈرے تھے‘ آپ ہی سختی سے کسی صحابی کو حکم فرماتے کہ ”جاؤ! کاغذ قلم دوات لے آؤ“ میں نے ویر علی کی خلافت کا فیصلہ لکھنا ہے‘ وہ کہنے لگا: معاذ اللہ! سرکار بھی ڈر گئے تھے‘ میں نے کہا: ظالمو! نبی حق بات کہتے ہوئے ابولہب سے نہیں ڈرا‘ ابوجہل سے نہیں ڈرا‘ عرب کے سرداروں سے نہیں ڈرا‘ وہ نبی اپنے غلام اپنے اُمتی اپنے مرید سے ڈر سکتا ہے؟ میں نے کہا: بقول تمہارے وقتی طور پر مان لیتے ہیں (ایمان تو نہیں مانتا پر چور کو گھر تک پہنچانے کے تھوڑی دیر کے لیے مان لیتے ہیں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس واقعہ کے پانچ دن بعد دنیا سے پردہ فرما گئے‘ ان پانچ دنوں میں کسی دن تنہائی میں بیٹھ کر حضرت علی کو بلا کر خلافت کی سند لکھ کر دے دیتے۔ حضرات لکھ کر دینا تو ایک طرف سرکار نے کبھی اشارۃً بھی نہیں فرمایا کہ علی میرے وصال کے بعد تم خلیفہ بنو گے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا تو وصال پاک سے تین دن پہلے ہفتہ کو مولا علی سرکار کے آستانے سے سرکار کی تیمارداری کر کے باہر تشریف لائے تو ”فقال الناس یا ابا حسن کیف اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم “تو سرکار کے صحابہ نے مولا علی سے پوچھا: اے حسن کے ابا! سناؤ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزاج شریف کیسا ہے؟ ہمارے آقا

رات کیسے گزری ہے؟ "فقال اصبح بحمد اللّٰہ بارئًا" مولا علی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے رات ٹھیک گزری ہے اب پہلے سے آرام ہے۔ جب مولا علی نے صحابہ کرام کو یہ بات بتائی تو حضرت عباس، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا نے مولا علی کا ہاتھ پکڑ لیا، ایک کونے میں لے گئے اور فرمانے لگے: بیٹے علی! میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور سے اندازہ لگا لیا ہے کہ سرکار تین دن کے بعد وصال فرما جائیں گے کیونکہ میرے خاندان کے کئی لوگ فوت ہوئے ہیں، ان کا چہرہ فوت ہونے سے پہلے ایسا ہی ہوتا ہے جیسے سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرۂ انور ہے، میں خاندانِ بنی عبدالمطلب کے چہروں کو موت کے وقت اچھی طرح پہچانتا ہوں، لہٰذا میرا مشورہ یہ ہے کہ ہم دونوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس چلتے ہیں "اذھب بنا الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فنسئلہ فیمن یکون الامر" حضرت عباس نے فرمایا: علی آؤ! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں چلتے ہیں، سرکار سے پوچھتے ہیں کہ آقا! آپ کے بعد مسلمانوں کا خلیفہ اور راہبر کون ہوگا؟ اگر کوئی ہمارے خاندان میں سے ہوا تو ہمیں پتہ چل جائے گا، اگر خلیفہ ہمارے خاندان کے علاوہ کسی اور نے بننا ہے تو "فاوصی بنا" ہم سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں: آقا! اپنے نائب کو خلیفہ کو وصیت فرما جائیں کہ وہ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرے، ہمیں وہی پروٹوکول اور عزت عطاء فرمائے جو آپ ہمیں عطاء فرماتے ہیں "قال علیؓ انا واللّٰہ لئن سألناھا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم" مولا علی نے حضرت عباس کی بات سن کر فرمایا: چچا! میں تو اس کام کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں نہیں جاتا۔ حضرت عباس نے فرمایا: بات کیا ہے؟ مولا علی نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! میں کبھی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے لیے خلافت نہیں مانگوں گا کیونکہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ "فیمنعناھا" اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں یا ہمارے خاندان کو خلافت عطاء نہ فرمائی تو "لا یعطیناھا الناس ابدًا" سرکار کے وصال کے بعد لوگ صحابہ کرام ہمیں خلافت نہیں

دیں گے' لوگ کہیں گے: جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ظاہری حیات میں خلافت نہیں دی تھی تو ہم ان کو اپنا خلیفہ کیوں بنائیں "لا اسئالھا رسول اللّٰہ ابدًا" اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کبھی خلافت کا سوال نہیں کروں گا۔ سبحان اللہ!

(بخاری شریف ج ۲ ص ۶۳۹۔ ص ۹۲۷' تفہیم البخاری ج ۶ ص ۱۷۱' ج ۹ ص ۵۳۹' سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۶۲۹' تاریخ ابن کثیر ج ۵ ص ۳۹۷' معارج النبوت ج ۳ ص ۴۹۳)

حضرات پتہ چلا حضرت علی کو سرکار نے خلافت اوّل عطاء نہیں فرمائی تھی' اگر مولا علی کو سرکار نے ظاہری زندگی میں کبھی خلافت دی ہوتی تو مولا علی' حضرت عباس کو یہ جواب نہ دیتے' بلکہ کہتے: چچا! چلو سرکار نے تو مجھے پہلے ہی خلیفہ بلافصل بنایا ہوا ہے' اب مزید تسلی کر لیتے ہیں۔ یہ روایت اہل سنت کی کتابوں میں ہے' اب سنئے! شیعہ حضرات کیا کہتے ہیں' شیعہ حضرات کے بہت بڑے مجتہد علامہ محمد بن محمد نعمان ارشاد شیخ مفید میں' علامہ طبرسی اعلام الوری میں' علامہ سید مظہر حسین سہارنپوری تہذیب المتین میں لکھتے ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق صحابہ کرام نے قلم دوات پیش نہ کی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارے صحابہ کو اپنے پاس سے اُٹھا دیا" **وبقی عنده العباس والفضل بن عباس وعلی بن ابی طالب واهل بیته خاصة** "سارے صحابہ اُٹھ کے چلے گئے' باقی حضرت عباس سرکار کے چچا' حضرت عباس کے بیٹے حضرت فصل مولا علی اور آپ کے گھر کے مخصوص لوگ باقی رہ گئے تو "**فقال له العباس یا رسول اللّٰه ان یکن هذا الامر فینا مستقرًا من بعدك فبشرنا** "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت عباس نے عرض کی: آقا! اگر آپ کے وصال کے بعد خلافت ہمارا حق ہے' خلافت ہمارے حصہ میں ہے تو ہمیں ابھی خوش خبری سنا دیجئے "**وان کنت تعلم انا نغلب علیه فاقض بنا** "اور اگر لوگ ہم پر غالب آ کر خلیفہ بن جائیں گے تو اس کی بھی وضاحت فرما دیجئے تا کہ آج اٹل فیصلہ ہو جائے

حضرات اب سنئے! شیعہ علماء نے کیا بات لکھی کہ "فقال انتم المستضعفون من بعدی" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: چچا! میری وفات کے بعد تمہیں کمزور کر دیا جائے گا" "واصمت" یہ بات کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاموش ہو گئے' سرکار کی بات سن کر حضرت عباس' حضرت فضل مولا علی نے رونا شروع کر دیا" "قد یئسوا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم" روتے روتے خلافت سے نا اُمید ہو کر آپ کے پاس سے اُٹھ کے کھڑے ہو گئے۔

(الارشاد للشیخ المفید ص ۹۹' اعلام الوری ص ۱۴۲' تہذیب المتین فی تاریخ امیر المؤمنین ج ۱ ص ۲۳۶' تحفہ جعفریہ ج ۱ ص ۵۷' تحفہ جعفریہ ج ۳ ص ۳۴۳)

حضرات میں عرض کروں گا شیعہ حضرات سے' یار مر جانا ہے' قبر میں کسی نے کام نہیں آنا' ذرا توبہ کرو' تم کہتے ہو: حضرت عمر نے مولا علی کی خلافت نہ لکھنے دی' راستے میں رکاوٹ بن گئے۔ اب بتایئے! تمہاری جماعت کے چوٹی کے علماء کہہ رہے ہیں کہ جب سارے صحابہ اُٹھ کے چلے گئے' ماحول پُرسکون بن گیا تو اب حضرت عباس نے کھل کر پوچھا: آقا! آپ کے بعد خلافت ہماری ہے تو ہمیں خوش خبری سنا دیجئے! تو سرکار نے کتنے کھلے لفظوں میں فرما دیا کہ خلافت بلافصل نہ تمہارے مقدر میں ہے اور تمہارے کمزور ہونے سے نہ تمہیں ملے گی۔ اب بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو اس کی قسمت۔ حضرات ان تمام دلائل سے پتہ چلا کہ حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ بلافصل ہیں' پہلے خلیفہ ہیں اور مولا علی کو اللہ تعالیٰ نے چوتھے مقام پر خلافت کا تاج عطاء فرمایا' مولا علی کو بھی اپنے چوتھے خلیفہ ہونے پر ناز تھا۔ "قال امیر المؤمنین ومن لم یقل انی رابع الخلفآء فعلیہ لعنۃ اللہ" مولا علی فرمایا کرتے تھے: جو بندہ (شیعہ) مجھے چوتھا خلیفہ نہ سمجھے' اللہ تعالیٰ کی اس بندے (شیعہ) پر لعنت ہو۔ (مناقب علامہ ابن شہر آشوب ج ۳ ص ۶۳' تحفہ جعفریہ ج ۱ ص ۱۹۴)

صدیق ہمارا رہبر ہے ہم رہبر کے گن گائیں گے
ان کی عظمت کی خوشبوئیں ہم عالم میں مہکائیں گے

وہ افضل اُمت ہیں بے شک وہ اوّل خلیفہ ہیں بے شک
ہم ان کی خلافت کا پرچم پوری دنیا پہ لہرائیں گے

حضرات سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ وہ خوش نصیب انسان ہیں جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھا تو سب سے پہلے کلمہ پڑھنے میں اوّل اگر خلافت کا مسند نصیب ہوا تو خلافت اوّل اگر امامت کا منصب نصیب ہوا تو امامت اوّل اگر قبر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں جگہ نصیب ہوئی تو سب سے پہلے۔

ساری خالق کی رحمت سمیٹے ہوئے جس جگہ پر ہیں صدیق لیٹے ہوئے
اس محمد ﷺ کے حجرے پہ قربان میں رشک فردوس جنت کی کیا بات ہے
ان کی بیٹی نبی کا حرم جب بنی باپ ہو کر نہ بیٹی کہا تھا کبھی
اُن ادب کی اداؤں سے پوچھے کوئی احترامِ نبوت کی کیا بات ہے

امامت اوّل

حضرات اب پڑھیے! مسلم شریف دیکھیے ترمذی شریف حضرت سیدہ عائشہ فرماتی ہیں: جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیمار ہوئے تو ''جاء بلال یؤذنہ بالصلوٰۃ'' حضرت بلال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز کے لیے بلانے کے لیے حاضر ہوئے تو سرکار نے فرمایا: بلال! میری طبیعت خراب ہے ''مروا ابا بکر فلیصل بالناس'' ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حضرات! جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدیق اکبر کو اپنے مصلیٰ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا حکم دیا اس وقت مسجد نبوی میں بیس ہزار صحابہ کرام موجود تھے جن میں حضرت عمر حضرت عثمان مولا علی حضرت زبیر حضرت سعد حضرت سعید حضرت عبدالرحمٰن حضرت ابوہریرہ حضرت جابر حضرت عباس رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ کرام موجود تھے۔ میرے آقا نے ان میں سے کسی کا نام نہیں لیا کسی کو اپنا مصلیٰ پر کھڑے ہونے کا حکم نہیں دیا اگر صحابہ کا امام بنایا ہے تو سیدنا صدیق اکبر کو بنایا ہے۔ شیعہ حضرات بڑے پریشان ہیں کہتے ہیں

کہ ٹھیک ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی میں صدیق اکبر کو اپنے مصلے پر کھڑا کیا تھا مگر پھر بھی پہلے خلیفہ حضرت علی ہی ہیں' پوچھا جائے: دلیل کیا ہے؟ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: ''**من کنت مولاہ فعلی مولاہ**'' جس کا میں مولا ہوں حضرت علی اس کے مولا ہیں۔ حضرات بندہ ان عقل مندوں سے پوچھے کہ حضرت علی بیشک مولا ہیں' لیکن مولا کا معنی خلیفہ کہاں سے نکل آیا' مولا کا معنی خلیفہ نہیں بلکہ عربی لغت کا مطالعہ کر کے دیکھو' مولا کا معنی ہے: دوست' مولا کا معنی ہے: ناصر' مددگار' اللہ تعالیٰ نے مولا کی وضاحت خود قرآن پاک میں بیان فرما دی' اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے پ ۲۸' التحریم: ۴ میں ارشاد فرماتا ہے: ''**فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ**'' اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو فرما رہا ہے کہ ایمان والوں پریشان نہ ہوا کرو' تمہارا مولا اللہ تعالیٰ بھی ہے جبریل علیہ السلام بھی اور اللہ تعالیٰ کے ولی بھی۔ اس آیت میں وہی مولا ہے جو من کنت مولا میں مولا ہے' اگر مولا کا معنی خلیفہ کرو تو کیا اللہ تعالیٰ اور جبریل علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے ولی ایمان والوں کے خلیفہ ہیں؟ نہیں! بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایمان والو! پریشان نہ ہو اللہ تعالیٰ بھی تمہارا مددگار ہے' جبریل علیہ السلام بھی اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بھی۔ حضرات اس قرآن کی آیت سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ بھی مددگار ہے' اس کی عطاء سے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بھی مدد فرما سکتے ہیں' اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار نہ ہوتا تو کبھی اللہ تعالیٰ قرآن میں وضاحت کے ساتھ اپنی مدد کے ساتھ ساتھ اپنے محبوب بندوں کی مدد کا اعلان نہ فرماتا' اسی لیے سنی کہتے ہیں: یا اللہ مدد ہمارا ایمان' یا رسول اللہ ہماری پہچان' یا علی مدد ہماری آن' یا غوث مدد ہمارا نشان' عارفوں کے سلطان اسی بات کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

سُن فریاد پیراں دیا پیرا تے میری عرض سنی کن دھر کے ھو
بیڑا میرا اڑیا اُدھ وِچکارے جتھے مچھ نہ بہندے ڈر کے ھو

محبوب سبحانی قطب ربانی میری خبر لیوئے جھٹ کر کے ھو

پیر جناندے حضرت میراں باھو اُو کدھی لگدے تر کے ھو

حضرات پتہ چلا مولا علی پہلے خلیفہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطاء سے ایمان والوں کے دوست اور ناصر ہیں' حضرات یہ میرے نبی کی موج ہے' جسے جو چاہیں عطاء فرما دیں' سرکار نے حضرت علی کو مولا کی پگڑی عطاء فرما دی۔ عائشہ کے باپ کو اوّل خلافت اور اوّل امامت کا تاج عطاء فرما دیا۔ علامہ طبری الریاض النضرہ میں لکھتے ہیں کہ جب سرکار نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ بلال جاؤ اور ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے تو اس وقت مولا علی بھی سرکار کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: علی! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: میں جب سخت بیمار ہوا' جماعت کرانے کی ہمت نہ رہی تو میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے خالق کائنات! میں تو جماعت کرانے مسجد میں نہیں جا سکتا' اگر تیرا حکم ہو تو میں اپنی موجودگی میں اپنے بھائی علی کو اپنے مصلیٰ امامت پر نہ کھڑا کر دوں؟ خالق کائنات نے فرمایا: سجناں! تیرے ویر علی کی بڑی شان ہے' بڑی عظمت کا مالک ہے' میں نے علی کو بڑے کمالات عطاء فرمائے ہیں' مگر سجناں امامت کا مصلیٰ علی کو نہیں دینا صدیق کو عطاء کرنا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: علی! میں نے تین مرتبہ اللہ تعالیٰ سے تیرے لیے مصلیٰ مانگا' اللہ تعالیٰ نے تینوں مرتبہ فرمایا: محبوب! خلافت اوّل امامت اوّل علی کا حق نہیں' تیرے یارِ غار صدیق کا حق ہے۔ سبحان اللہ!

(الریاض النضرہ ج۱ص۲۱۷' الریاض النضرہ مترجم ج۱ص۳۷۳)

قربان جاؤں صدیق تیری امامت پر کسی کو امام محلے والوں نے بنایا' کسی کو انجمن والوں نے بنایا' کسی کو پنڈ کے چودھری نے بنایا' کسی کو محکمہ اوقاف نے بنایا' پر تجھے عرشوں کے مالک نے امام بنایا۔ حضرات جب مولا علی کو سرکار نے اللہ تعالیٰ کا حکم سنایا تو مولا علی ناراض نہیں ہوئے' بُرا نہیں منایا' غصہ نہیں کیا۔ کیونکہ میرے آقا کے سارے صحابہ نفس کے بندے نہیں تھے' اللہ تعالیٰ کے بندے تھے' اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہنے والے

تھے' پھر غصہ کیوں کرتے' مولا علی سرکار کا فرمان سن کر مسکرا پڑے' ید اللہ کے گورے گورے ہاتھ چوم کر عرض کی: آقا! کوئی بات نہیں ہم تو اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی ہیں' اگر وہ صدیق کو امام بنا کر عرش پر خوش ہے تو علی صدیق کی امامت پر فرش پر خوش ہے۔

نبی جہاں نوں یار بناوے اساں اُوہناں نوں مار نہیں کہناں
حق نوں اَساں کدیں باطل کہناں اَساں نور نوں نار کدیں کہناں
دن نوں رات اسیں کیوں کہیۓ اَساں پھُل نور خار نہیں کہناں
صائم جو صدیق دا دشمن اُونہوں علی دا یار کدیں کہناں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد ایک دن ایک آدمی نے مولا علی سے کہا: یا علی! بات سمجھ میں نہیں آتی' حسین کے بابے نے فرمایا: کون سی؟ عرض کی: آپ کے ہوتے ہوئے صدیق مصلے کا وارث بن کیسے گیا؟ حالانکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی آپ' دامادِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ' خاتونِ جنت جیسی خاتون کے شوہر آپ' حسنین کریمین جنتی نوجوانوں کے سردار کے بابا آپ' شیر خدا عزوجل آپ' ولیوں کے سلطان آپ' خلیفہ اوّل اور امام اوّل صدیق اکبر؟ مولا علی یہ بات سن کر مسکرا پڑے اور آپ نے اس سوالی کو بڑا پیارا جواب دیا' فرمایا: بھائی سنو! تم ٹھیک کہتے ہو' علی اپنے نفس کا بندہ نہیں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے' اپنے نفس کا غلام نہیں' اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہے' جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر کو ہمارا امام بنایا تو میں سرکار کے پاس موجود تھا غائب نہیں تھا۔ ''قال علی قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکر یصلی بالناس وقد رأی مکانی وما کنت غائبًا ولا مریضًا'' مولا علی نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا مصلیٰ صدیق اکبر کو عطاء فرمایا تو میں سرکار کے دربار میں موجود تھا نہ میں غائب تھا نہ میں بیمار تھا کہ سرکار نے اس مجبوری کی وجہ سے مجھے اپنا مصلیٰ نہ عطاء فرمایا ہو' نہ ایسی کوئی بات نہیں تھی'' ولو اراد ان یقدمنی لقدمنی '' اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو میری امامت اوّل منظور ہوتی تو سرکار میرے ہوتے ہوئے کبھی صدیق اکبر کو اپنا مصلیٰ عطاء فرما کے امامت اوّل کا تاج نہ عطاء فرماتے لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد پہلا خلیفہ اور پہلا امام صدیق اکبر بنے' اس لیے سرکار نے اپنی ظاہری حیات میں صدیق اکبر کو اپنا مصلیٰ عطاء فرما دیا' ''فرضینا لدنیانا من رضیہ رسول اللّٰہ لدیننا'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدیق اکبر کو ہمارے لیے دینی معاملات میں پسند فرما کے اپنا مصلیٰ عطاء فرما دیا' ہم نے اپنی دنیا کے لیے صدیق اکبر کو پسند کر کے اپنا خلیفہ اور اپنا امیر تسلیم کر لیا۔ سبحان اللہ!

(الریاض النضرہ ج۱ص ۲۱۸' الریاض النضرہ مترجم ج۱ص ۲۷۴)

مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ سبھی محترم یارِ غار نبی تیری کیا بات ہے
تو نے سب کچھ لٹایا راہِ مصطفیٰ' غمگسار نبی تیری کیا بات ہے
جیسے نبیوں میں اعلیٰ میرے مصطفیٰ ہیں صحابہ میں اونچا تیرا مرتبہ
تو تو مولا علی کا بھی ہے پیشوا رازدارِ نبی تیری کیا بات ہے

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عائشہ کو فرمایا: عائشہ! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: بلال کو میری طرف سے یہ پیغام دے دو کہ وہ ابو بکر کو کہیں کہ صحابہ کو جماعت کرا دیں۔ سیدہ عائشہ نے عرض کی: میرے آقا! آپ کا حکم ہمارے سر اور آنکھوں پر' لیکن گزارش یہ ہے کہ اگر مہربانی فرما دیں تو جماعت کرانے کی ڈیوٹی کسی اور کی لگا دیں' سرکار نے فرمایا: وہ کیوں؟ سیدہ عائشہ نے عرض کی: آقا! میرے ابو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے خوف اور یاد میں روتے رہتے ہیں' اگر آپ تشریف نہ لے گئے تو وہ آپ کا خالی مصلیٰ دیکھ کر زیادہ بے قرار اور پریشان ہو جائیں گے اور ہو سکتا ہے آپ کی محبت میں گم ہو کر رونا شروع کر دیں اور وہ نماز بھی نہ پڑھا سکیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدہ عائشہ کی بات سنی تو فرمایا: عائشہ! تمہیں پتہ ہے میں عام انسان نہیں ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں' میرا جو بھی فیصلہ ہوتا ہے وہ

ذاتی نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہوتا ہے' عائشہ یہ میں نہیں بول رہا بلکہ میری زبان پر اللہ تعالیٰ بول رہا ہے اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: سبحان! اپنے یارِ غار صدیق اکبر کو کہو کہ آپ کے مصلے پر کھڑے ہو کر جماعت کرائے'' عن عائشة قالت قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم لا ينبغى لقوم فيهم ابو بكر ان يؤمهم غيره ''حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ تاجدارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عائشہ! جن لوگوں میں ابوبکر جیسا عالم فاضل عابد زاہد متقی عاشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا انسان ہو اُن لوگوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ ابوبکر جیسے انسان کو چھوڑ کر کسی اور انسان کو مصلیٰ امامت پر کھڑا کر دیں۔ (ترمذی شریف' مشکوٰۃ شریف' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۳۵۴)

حضرات شریعت کا یہ قانون ہے کہ اگر جماعت کا ٹائم ہو جائے اور امام معین نہ ہو تو سرکار فرماتے ہیں کہ امام اس کو بنایا جائے گا جو سب سے بڑا عالم ہو' اللہ تعالیٰ کی کتاب سمجھنے والا ہو' شیخ القرآن ہو' اگر علم میں سارے برابر ہوں تو امام اس کو بنایا جائے گا جو حدیث پاک کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پاک کو سب سے زیادہ جاننے والا ہو' اگر سنت کے جاننے میں بھی سب برابر ہوں تو امام وہ بنے گا جو عمر کے لحاظ سے بڑا ہو' اگر عمر کے لحاظ سے بھی سارے برابر ہوں تو امام وہ بنے گا جو اسلام لانے میں سب سے زیادہ مقدم ہوگا۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۵ ص ۲۱۲)

امامت میں سب سے پہلے جو اعلیٰ وصف ہے وہ علم کا ہے' جو سب سے بڑا عالم ہوگا امامت اسی کا حق ہے۔ دیکھئے معراج کی رات سارے نبی سارے رسول علیہم السلام تشریف فرما تھے' مسجد اقصیٰ شریف کا صحن ہے' حضرت آدم علیہ السلام بھی موجود ہیں' حضرت نوح بھی' حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی موجود ہیں' حضرت اسماعیل بھی حضرت یعقوب علیہ السلام بھی موجود ہیں' حضرت یوسف بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی موجود ہیں' حضرت ہارون بھی حضرت یوشع علیہ السلام بھی موجود ہیں' حضرت زکریا بھی حضرت یحییٰ علیہ السلام بھی موجود ہیں' حضرت عیسیٰ علیہم السلام بھی۔ حضرت جبریل علیہ السلام

نے اذان دی، جب اذان ختم ہوئی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے تیرے اور میرے نبی کے مقدس ہاتھ پکڑ کر مصلیٰ امامت پر کھڑا کر کے عرض کی: سوہنیا! سارے نبیوں کو جماعت کرائیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: میرے یار کے ہوتے ہوئے کوئی اور نبی جماعت نہیں کرا سکتا۔ سرکار نے فرمایا: جبریل وجہ کیا ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: آقا! اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات میں آپ سے بڑا عالم بڑی شان والا بڑی عظمت والا کوئی اور بنایا ہی نہیں۔ عشق رسالت کے پیکر تاجدار بریلی سرکار کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں کہ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی
خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوںؑ سے اعلیٰ ہمارا نبی
قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی سے نکلا ہمارا نبی
غم زدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں: ''**قالت فصلّی بھم ابو بکر تلک الایام**'' سرکار کی بیماری کے دنوں میں حضرت ابو بکر صحابہ کو جماعت کراتے رہے، جماعت کراتے کیسے رہے؟ ایسے کراتے رہے جیسے نبیوں کا سلطان جماعت کراتا تھا، جیسے آمنہ کا لال نماز پڑھاتا تھا۔ حضرات نماز وہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اور منظور ہے جو سرکار کے طریقے اور سنت پر چل کر پڑھی جائے، اگر کوئی بندہ سرکار کی سنت کو اور طریقہ کو چھوڑ کر نماز پڑھے تو وہ عبادت نہیں بلکہ اس کی ٹکریں ہوں گی، وقت کا ضیاع ہوگا، اسی لیے سرکار نے فرمایا: ''**صلوا کما رایتمونی اصلی**'' (بخاری شریف ج۱ ص۱۶۲) میرے صحابہ جس

طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھا کرو ویسے ہی تم بھی نماز پڑھا کرو۔ حضرات جیسے اللہ تعالیٰ کا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھتا تھا ویسے کوئی کائنات کا انسان نہ پڑھ سکا ہے اور نہ ہی قیامت تک کوئی پڑھ سکے گا' کیونکہ سرکار کا قیام محبوبانہ ہوتا تھا ہمارا قیام محبانہ ہے' سرکار کا سجدہ محبوبانہ ہوتا تھا ہمارا سجدہ محبانہ ہوتا ہے' سرکار جب نماز پڑھتے تھے تو اللہ تعالیٰ یار کو محب بن کر دیکھتا تھا' جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو ہم محبّ بن کر اس کی بارگاہ میں نماز پڑھتے ہیں' پوری کائنات کی نمازیں ایک طرف' حسین کے نانے کا صرف ایک سجدہ ایک طرف' پھر بھی سرکار کے ایک سجدے کا مقابلہ نہیں کر سکتے' اسی لیے سرکار نے فرمایا: ''صلوا کما رایتمونی '' یہ نہیں فرمایا: ''صلوا کما اصلی '' جیسے میں نماز پڑھتا ہوں ویسے تم بھی پڑھو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لوگو! تم میری نماز کی حقیقت کی طرح حقیقی نمازیں نہیں پڑھ سکتے' صرف میری نقل کر سکتے ہو' لہٰذا جیسے میں تمہیں نماز پڑھتے ہوئے نظر آؤں' تم بھی میری نقل کرتے ہوئے نمازیں پڑھو' اللہ تعالیٰ میری نقل کے صدقے تمہیں بھی اصل نماز کا ثواب عطاء فرماتا رہے گا۔ اب سرکار نماز پڑھتے کیسے تھے؟

سرکار کی نماز

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر رفع یدیہ '' جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز شروع کرتے وقت تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھ اُٹھاتے تو ''حتی نری ابھامیہ قریبًا من اذنیہ '' تو ہم دیکھتے تھے کہ آپ کے دونوں انگوٹھے کانوں کے قریب ہوتے۔ (مسند امام احمد ج ۴ ص ۳۰۳' طحاوی شریف ج ۱ ص ۱۳۵' دار قطنی ج ۱ ص ۲۹۴)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے خادم صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبر فحاذی ابھامیہ اذنیہ ثم رکع '' حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اپنی نگاہوں

سے دیکھا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز شروع کرنے کے لیے تکبیر تحریمہ کہی تو اپنے دونوں انگوٹھے کانوں کے برابر لے گئے۔

(مستدرک شریف ج ۱ ص ۲۲۶' دار قطنی ج ۱ ص ۳۴۵' بیہقی شریف ج ۲ ص ۹۹)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ابصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قام الی الصلوٰۃ ''انہوں نے دیکھا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو ''رفع یدیہ حتی کانتا لجیال منکبیہ وحاذی بابھامیہ اذنیہ ثم کبر ''آپ نے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اُٹھایا اور انگوٹھے کانوں کے برابر کیے' پھر اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع فرمائی۔

(ابوداؤد شریف ج ۱ ص ۱۰۵' نسائی شریف ج ۱ ص ۱۰۲)

حضرت وائل بن حجر فرماتے ہیں کہ ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا وائل بن حجر اذا صلیت فاجعل یدیك حذاء اذنیك ''حضرت وائل بن حجر فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا: اے وائل بن حجر! جب تم نماز پڑھنے لگو تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ'' ''والمرأۃ تجعل یدیھا حذاء ثدییھا ''اور عورت اپنے ہاتھ پستانوں تک اٹھائے۔ (معجم طبرانی کبیر ج ۲۲ ص ۱۸' حدیث اور اہل حدیث ص ۲۷۰۔۲۷۵' نماز حبیب کبریا ص ۷۴۔۸۰' جاء الحق ج ۲ ص ۱۰)

حضرات ان احادیث مبارکہ سے پتہ چلا کہ مردوں کے لیے سنت طریقہ یہ ہے کہ وہ جب نماز شروع کریں تو ہاتھوں کے دونوں انگوٹھے کانوں کی لَو تک لے جائیں یہ تو سرکار کا طریقہ ہے' مگر وہابی نام نہاد اہل حدیث کیا کہتے ہیں' سنئے! مولوی خالد گرجاکھی وہابی اپنی کتاب صلاۃ النبی ص ۵۲ پر لکھتا ہے کہ نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اُٹھائیے۔ مولوی امام خان نوشہروی وہابی اپنی کتاب اہل حدیث کے دس مسئلے ص ۲۸ پر لکھتا ہے کہ تکبیر کے وقت دونوں ہاتھ کندھوں تک یا ذرا اونچے اُٹھانا۔ (حدیث اور اہل حدیث ص ۲۷۵)

نام کیا رکھا ہوا ہے اہل حدیث اور کام جاہلوں والے۔ حضرات جب بندہ تکبیر کہہ کے ہاتھ کانوں تک لے جائے تو پھر باندھے کہاں؟ تو سنئے! حضرت علی کون علی جو باب مدینۃ العلم ہیں' جو آغوشِ نبوت کے پروردہ ہیں' جو سرکار کے پیچھے مکہ شریف سے مدینہ شریف تک ہمیشہ باجماعت نماز ادا کرتے رہے' وہ فرماتے ہیں کہ "ان علیًا رضی اللہ عنہ قال السنۃ وضع الکف علی الکف فی الصلوٰۃ تحت السرۃ "مولا علی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھا جائے۔ (ابوداؤد شریف ج اص ۲۷۴' بیہقی شریف ج ۲ ص ۳۱' مسند احمد ج اص ۱۱۰' مصنف ابن ابی شیبہ ج اص ۳۹۱' دار قطنی ج اص ۲۸۶)

حضرت وائل بن حجر فرماتے ہیں: "رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ علٰی شمالہ تحت السرۃ "کہ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج اص ۲۹۰)

حضرات ان احادیث مبارکہ سے پتہ چلا کہ جب بندہ نماز شروع کرے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ ناف کے نیچے باندھے اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے' لیکن وہابی نام نہاد اہل حدیث کیا کہتے ہیں؟ یونس دہلوی وہابی دستور المتقی ص ۹۷ پر لکھتا ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے پہونچے پر رکھ کر سینہ پر ہاتھ باندھے۔ یہی بات نواب وحید الزمان نے نزل الابرار ج اص ۷۳ پر اور مولوی خالد گرجاکھی نے صلاۃ النبی ص ۱۵۷ پر لکھی۔ وہابیوں کا ایک مولوی ہے حکیم فیض عالم' اس نے اہل سنت حنفی مسلک کا مذاق اُڑاتے ہوئے اپنی کتاب اختلاف اُمت کا المیہ ص ۷۸ پر لکھا کہ خلیفہ بنی عباس میں سے ہارون رشید خلیفہ کا دور تھا' وہ سینہ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھتا تھا' دورانِ نماز اس کی شلوار کا ازار بند ٹوٹ گیا' اس نے سینے سے ہاتھ چھوڑ کر ازار بند پکڑ لیا' جب خلیفہ نماز سے فارغ ہوا تو لوگ بڑے حیران ہوئے کہ خلیفہ نے

بجائے سینہ پر ہاتھ باندھنے کے ناف کے نیچے ہاتھ رکھے ہیں' نماز ہوئی کہ نہ؟ امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد قاضی ابو یوسف نے فتویٰ دیا کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا صحیح ہے۔ حضرات کتنی بددیانتی کی ہے وہابی مولوی نے جو کام سرکار کی سنت ہے' اس نے کتنی بے حیائی کے ساتھ امام ابو یوسف اور ہارون رشید کی طرف منسوب کر دیا۔

(حدیث اور اہل حدیث ص ۲۷۹۔۲۸۰' نماز حبیب کبریا ص ۹۴)

حضرات جب انسان نماز شروع کرے' اگر اکیلا نماز پڑھے تو تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد ہاتھ ناف کے نیچے باندھے' دایاں ہاتھ اوپر ہو' بایاں ہاتھ نیچے ہو' پھر ثناء پڑھے' ثنا کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھ کر کوئی چھوٹی سورت پڑھ لے یا تین چھوٹی آیتیں کم از کم پڑھے اگر نمازی کسی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو قیام کی حالت میں امام کے پیچھے جب کھڑا ہو نہ فاتحہ پڑھے نہ کوئی سورت پڑھے' کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے پ ۹' الاعراف: ۲۰۴ میں ارشاد فرماتا ہے: ''وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ'' اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔ حضرت مجاہد تابعی فرماتے ہیں: ''قرء رجل من الانصار خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم. فی الصلوٰۃ و اذا قری القرآن'' انصار صحابہ میں سے کسی انصاری صحابی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز میں قرآن پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''واذا قری القرآن'' نازل فرمائی کہ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں جب نماز میں قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (سنن حمیدی' سنن ابی حاتم' بیہقی شریف' روح المعانی' نماز حبیب کبریا ص ۱۷۹)

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا یعنی فی الصلوٰۃ المفروضۃ'' کہ یہ آیت کریمہ فرض نماز کے بارے نازل ہوئی ہے۔

(کتاب القراءۃ للبیہقی ص ۸۷۔۸۸' حدیث اور اہل حدیث ص ...)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے "فاذا کبر فکبروا" جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو "واذا قرء فانصتوا" جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۷، نسائی شریف ج ۱ ص ۱۰۷، طحاوی شریف مترجم ج ۱ ص ۴۴۶، ابن ماجہ شریف مترجم ج ۱ ص ۲۵۵، ابن ماجہ شریف عربی ج ۱ ص ۶۱)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبنا بین لنا سنتنا وعلمنا صلوٰتنا" ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں خطاب فرمایا، خطاب کے بعد ہمیں نماز کا طریقہ بیان فرمایا، ہمیں نماز پڑھنے کی تعلیم عطاء فرمائی کہ نماز کیسے پڑھی جائے، نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز پڑھنے لگو تو "اقیموا صفوفکم" پہلے اپنی صفیں سیدھی کرو، "ثم لیؤمکم احدکم" پھر تم میں سے جو زیادہ بہتر ہو وہ امام بن جائے "فاذا کبر فکبروا" جب تمہارا امام تکبیر تحریمہ کہے تو تم بھی تکبیر کہو "فاذا قرء فانصتوا" جب وہ قیام کی حالت میں قراءت کرے، قرآن مجید کی تلاوت کرے، سرکار نے مطلقاً فرمایا: جب وہ قراءت کرے، چاہے دل میں کرے، چاہے بلند آواز سے کرے، تم خاموش رہو۔

(مسلم شریف ج ۱ ص ۱۷۴، مسند احمد ج ۴ ص ۴۱۵، صحیح ابن عوانہ ج ۲ ص ۱۳۳، ابن ماجہ ص ۶۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "قال من کان له امام فقرأة الامام له قرآة" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے امام کی اقتداء کی تو امام کی قراءت مقتدی کی قراءت ہے۔

(ابن ماجہ شریف ص ۶۱، بیہقی شریف ج ۲ ص ۱۵۳، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۷، موطا امام محمد ص ۹۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "قال من صلّٰی رکعةً فلم یقرأ فیها القرآن فلم یصل الا وراء الامام" کہ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب مسلمان نے نماز کی کوئی رکعت پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو اس بندے

کی نماز نہیں ہوگی' ہاں! اگر وہ بندہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوگا تو پھر ہو جائے گی۔
(مصنف عبدالرزاق ج ا ص ۱۲۰' طحاوی شریف ج ا ص ۱۴۹' طحاوی شریف مترجم ج ا ص ۴۴۸' دار قطنی ج ا ص ۳۲۷)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "قال امرنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان لا اقرأ خلف الامام" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے ارشاد فرمایا: بلال! جب تم امام کے پیچھے نماز پڑھو تو قراءت نہ کرو۔ (کتاب القرأۃ للبیہقی ص ۱۷۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "قال تکفیك قرأة الامام خافت او جهر" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے ابن عباس! تجھے امام کی قراءت کافی ہے' چاہے امام آہستہ دل میں قراءت کرے یا بلند آواز سے تلاوت کرے۔
(دار قطنی ج ا ص ۳۳۱)

حضرات ان تمام احادیث مبارکہ سے پتہ چلا کہ اگر بندہ اکیلا نماز پڑھے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ فاتحہ بھی پڑھے اور کوئی چھوٹی سورت یا چھوٹی تین آیات بھی پڑھے' اگر بندہ نماز امام کے پیچھے ادا کر رہا ہے تو ساری تسبیحات پڑھے گا مگر قیام کی حالت میں خاموش رہے گا' نہ فاتحہ پڑھے نہ اور کوئی قرآن کی آیات پڑھے کیونکہ امام کا پڑھنا مقتدی کا پڑھنا ہے' اگر مقتدی پڑھے گا تو گناہ گار ہوگا کیونکہ اس نے قرآن اور صحیح حدیث پاک کی مخالفت کی ہے۔ اب آیئے سنئے! وہابی اور نام نہاد اہل حدیث کیا کہتے ہیں! وہابیوں کا بہت بڑا عالم میاں نذیر حسین کے بھتیجے مولوی عبدالحفیظ فتاویٰ نذیریہ ج ا ص ۳۹۸ پر لکھتے ہیں' اسی طرح تھوڑے سے فرق سے نواب نورالحسن خان عرف الجادی ص ۲۶' نواب وحید الزمان نزل الابرار ج ا ص ۷۵' مولوی ثناء اللہ فتاویٰ ثنائیہ ج ا ص ۵۵۳ میں لکھتے ہیں کہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنا فرض ہے' بغیر فاتحہ پڑھے ہوئے نماز نہیں ہوگی۔ یہی بات ملتی جلتی تمام وہابیوں نے لکھی۔

(حدیث اور اہل حدیث ص ۳۵۰-۵۱)

حضرات توجہ کیجئے! وہابیوں کی ہٹ دھرمی' کہتے ہیں کہ جو بندہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے نماز ہی نہیں ہوتی۔ قرآن کہتا ہے: قرآن خاموشی سے سنو' حدیث کہتی ہے: امام کے پیچھے خاموش کھڑے رہو' مگر نام نہاد اہل حدیث کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے ضرور پڑھو۔ بتایئے! اب بات کس کی مانیں' اللہ تعالیٰ کی اور پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یا ان بناوٹی اہل حدیثوں کی؟ حضرات امام کے پیچھے قراءت نہیں کرنی چاہیئے' ہاں جب امام غیر المغضوب علیهم ولا الضالين پڑھے تو مقتدیوں کو دل میں آمین پڑھنی چاہیے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دن ہمیں نماز پڑھائی: ''ان النبي صلى الله عليه وسلم قرء غير المغضوب عليهم ولا الضالين '' جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا تو ''فقال آمين خفض بها صوته '' آپ نے آمین پر اپنی آواز کو آہستہ فرمالیا۔ (ترمذی شریف ج ۱ص ۵۸' ترمذی شریف مترجم ج ۱ص ۱۸۸' مسند احمد ج ۴ص ۳۱۶' دار قطنی ج ۱ص ۳۳۴' مستدرک حاکم ج ۲ص ۲۳۲' بیہقی شریف ج ۲ص ۵۷)

سرکار کے صحابی کیا فرماتے ہیں؟ سرکار نے آمین آہستہ کہا اور وہابیوں کی مسجد میں تماشہ دیکھا کرو' جب امام ولا الضالین کہتا ہے تو نمازی اتنی اونچی آمین کہتا ہے کہ محلے والے بھی ڈر جاتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ کہے تو تم آمین کہو' کیونکہ فرشتے بھی امام کے ولا الضالین پر آمین کہتے ہیں۔ امام بھی آمین کہتا ہے۔ ''فانه من وافق تامينه تامين الملائكة '' جس بندے کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے موافق ہو جائے '' غفر له ما تقدم من ذنبه '' اللہ تعالیٰ اس موافقت کے صدقے اس کے پچھلے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

(مسلم شریف ج ۱ص ۱۷۶' مسند احمد ج ۲ص ۲۳۳' نسائی شریف ج ۱ص ۱۰۷' دارمی شریف ج ۱ص ۲۲۸' صحیح ابن خزیمہ ج ۱ص ۲۸۹' ترمذی شریف ج ۱ص ۵۸)

حضرات، ان احادیث پاک سے پتہ چلا کہ آمین چلا کر نہ پڑھیں بلکہ آہستہ پڑھیں، یہ حسین کے نانے کی بھی سنت ہے اور فرشتوں کی بھی اور گناہ کی بخشش کا ذریعہ بھی۔ مگر وہابی نام نہاد اہل حدیث کیا کہتے ہیں؟ وہابی مولوی یونس دہلوی لکھتا ہے کہ مغرب عشاء صبح کی نماز میں جب امام اور مقتدی سورۂ فاتحہ ختم کریں تو پہلے امام پھر مقتدی پکار کر آمین کہے۔ (دستور المتقی ص ۱۱۱) مفتی عبدالستار وہابی کہتا ہے: اونچی آمین سے چڑ اور کہنے والے سے جو حسد رکھے وہ یقیناً یہودی ہے۔ (فتاویٰ آمین بالجہر ص ۳۴) مولوی خالد گرجاکھی اثبات آمین بالجہر ص ۱۳ میں لکھتا ہے: اے منکرین! آمین اور آمین بالجہر سے روکنے والو سوچو کہ تم کس قدر بے نصیب اور نامراد ہو، پھر کہتا ہے: یہودی آمین بالجہر سے جلتے تھے، حنفی بھی جلتے ہیں۔ (حدیث اور اہل حدیث ص ۳۸۶-۳۸۸)

حضرات جب بندہ نماز شروع کرے تو صرف پہلی مرتبہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرے، پھر ساری نماز میں رفع یدین یعنی دونوں ہاتھوں کو نہ اُٹھائے، یہی سنت طریقہ ہے۔ اگر کوئی وہابی رفع یدین والی حدیث دکھائے تو اس سے مطالبہ کرو کہ ہمیں کوئی ایسی حدیث صحیح دکھا دو جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ رفع یدین کیا ہو، میں دعویٰ سے عرض کرتا ہوں کہ وہابی زہر کا پیالہ پی سکتا ہے، کوئی ایسی حدیث نہیں دکھا سکتا جو بھی رفع یدین کی حدیثیں کتابوں میں موجود ہیں وہ سب منسوخ ہیں، یعنی پہلے رفع یدین جائز تھا، پھر سرکار نے منع فرما دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کے کئی سال بعد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، کون عبداللہ بن مسعود؟ جن کو میرے آقا نے فرمایا تھا: عبداللہ میری اہل بیت کا ایک فرد ہے، جن کو میرے آقا نے فرمایا تھا: لوگو! عبداللہ علم کا خزانہ اور علم کا گھر ہے، اتنی شان والا صحابی ایک دن تابعین کی جماعت میں تشریف فرما ہے، حضرت عبداللہ نے تابعین کی جماعت سے فرمایا: ''الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا: لوگو! میں تمہیں حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی نماز جیسی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ جیسے سرکار کا طریقہ تھا' نماز پڑھنے کا وہی طریقہ نہ بتاؤں؟ لوگوں نے کہا: حضور! ضرور لجپالی فرماؤ! حضرت علقمہ فرماتے ہیں: ''فصلّٰی فلم یرفع یدیه الا فی اوّل مرةٍ ''حضرت عبداللہ بن مسعود نے نماز پڑھی' ساری نماز میں ایک مرتبہ شروع نماز میں رفع یدین یعنی ہاتھ اُٹھائے' اس کے علاوہ پوری نماز میں ہاتھ نہیں اُٹھائے' نہ رکوع میں جاتے وقت نہ ہی رکوع سے اُٹھتے وقت' نہ کسی رکعت میں جاتے وقت' نہ ہی دو سجدوں کے درمیان غرضیکہ کسی وقت بھی ہاتھ نہیں اُٹھائے۔ (ترمذی شریف ج۱ص۵۹' نسائی شریف ج۱ص۱۱۷' ابوداؤد شریف ج۱ص۱۱۶' مسند احمد ج۱ص۳۸۸۔۴۴۲' مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ص۲۳۶' بیہقی شریف ج۲ص۷۸)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے پیارے صحابی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ان رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم کان اذا افتتح الصلٰوة رفع یدیه الٰی قریب من اذنیه ثم لا یعود ''میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز پڑھتے دیکھا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ کانوں کے قریب تک اُٹھاتے'' ثم لا یعود ''پھر ساری نماز میں رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔ (ابوداؤد شریف ج۱ص۱۱۶' المدونۃ الکبریٰ ج۱ص۶۹' مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ص۲۳۶' مسند ابی یعلیٰ ج۳ص۲۴۸' طحاوی شریف ج۱ص۱۵۲)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہے تھے سنتیں یا نفل'' خرج علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ''تو سرکار اپنے حجرہ پاک سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے' سرکار نے ہمیں دیکھا کہ ہم نماز میں رفع یدین کر رہے ہیں' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ ہماری ادا ہمارا طریقہ پسند نہ آیا' آمنہ کے لال نے ہمیں دیکھ کر فرمایا:'' فقال ما لی اراکم ''میرے صحابہ کیا بات ہے میں تمہیں دیکھ رہا ہوں'' رافعی ایدکم ''تم لوگ نماز میں ایسے رفع یدین کر رہے ہو' ''کانها اذناب خیل شمس ''جیسے قبیلہ شمس کے بِدکے ہوئے گھوڑے دُمیں ہلاتے

ہیں ''اسکنوا فی الصلوٰۃ'' خبردار! آئندہ یہ کام نہ کرنا اور نماز سکون کے ساتھ پڑھا کرو۔ (مسلم شریف ج ا ص ۱۸۱' شرح مسلم ج ا ص ۲۲۸' نسائی شریف ج ا ص ۱۴۳)

حضرات وہابی نام نہاد اہل حدیث حضرات کے سامنے یہ حدیث پیش کی جائے تو وہ دھوکہ دینے کے لیے کہتے ہیں کہ صحابہ کرام سلام پھیرنے کے بعد ایک دوسرے کو ہاتھ کے اشاروں سے سلام کرتے تھے' سرکار نے اس سے منع فرمایا۔ حضرات یہ بات غلط ہے کیونکہ وہ الگ واقعہ ہے' یہ الگ واقعہ ہے۔ وہ نماز سے خارج ہونے کے بعد کا ہے' یہ نماز کے اندر کا واقعہ ہے۔ وہابی سیدھے سادے عوام کو دھوکہ دینے کے لیے بخاری شریف اور مسلم شریف کی ترجمہ کی ہوئی یہ حدیث بڑے شوق سے دکھاتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز پڑھتے تو دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھاتے' پھر اللہ اکبر کہہ کے ہاتھ باندھ لیتے' رکوع میں جانے سے پہلے رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد رفع یدین کرتے' سجدے سے سر اُٹھا کر رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ حضرات حدیث بالکل صحیح ہے مگر یہ تو حضرت عبداللہ بن عمر نے نہیں فرمایا کہ سرکار کا یہ عمل آخر عمر مبارک تھا' اگر کوئی وہابی یہ الفاظ دکھائے تو ہم آج ہی رفع یدین کرنا شروع کر دیں گے مگر قیامت آ سکتی ہے سارے وہابی سو بار مر کے دوبارہ زندہ ہو سکتے ہیں مگر یہ الفاظ نہیں دکھا سکتے۔ وہابیوں سے جب اہل سنت مناظرہ رفع یدین پر کرتے ہیں تو یہی مطالبہ پیش کرتے ہیں لیکن وہابی جواب دینے کی بجائے آئیں شائیں کرتے ہیں' ہمارا بھی سرگودھے میں وہابیوں سے رفع یدین پر مناظرہ ہوا' ہم نے یہی بات پیش کی لیکن خدا عزوجل گواہ ہے وہابیوں نے بڑے ہاتھ پیر مارے مگر کوئی جواب نہ دے سکے۔ حضرات اس حدیث کے راوی ہیں حضرت عبداللہ بن عمر' اب آیئے ان کا عمل دیکھتے ہیں کہ وہ اس حدیث پر خود بھی عمل کرتے تھے کہ نہیں! علامہ امام ابوجعفر احمد بن محمد المعروف امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ طحاوی شریف میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''صلیت خلف ابن عمر'' میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت

عبداللہ بن عمر کے پیچھے باجماعت نماز پڑھی "فلم یکن یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولٰی من الصلٰوۃ "تو آپ نے پوری نماز میں صرف پہلی مرتبہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھایا۔ حضرات اب پوچھئے وہابیوں سے کہ حضرت عبداللہ کی بخاری شریف والی روایت صحیح ہے تو حضرت عبداللہ نے خود اس پر عمل کیوں نہ کیا؟ امام طحاوی اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "وقد ثبت عندہ نسخ ما قدر ای النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلہ "حضرت عبداللہ کے نزدیک سرکار کا یہ عمل منسوخ ہو چکا تھا' جو آپ نے دیکھا تھا' یہی وجہ ہے کہ آپ نے نماز میں رفع یدین نہیں فرمایا۔ (طحاوی شریف

ج ا ص ۱۵۵ طحاوی شریف مترجم ج ا ص ۴۶۲ مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۲۳۷' مؤطا امام محمد ص ۹۰)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عظیم الشان صحابی اور پھوپھی زاد بھائی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ایک دن مسجد میں تشریف فرما ہیں' ایک نمازی آیا' اس نے نماز پڑھنا شروع کردی' جب اس نے نماز شروع کی تو اس نے رکوع میں جاتے وقت بھی رفع یدین کیا' جب رکوع سے سر اٹھایا تو پھر رفع یدین کیا' جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ نے بڑی محبت کے ساتھ اس نمازی کو فرمایا: بھائی جی! جب نماز پڑھو تو رکوع میں جاتی دفعہ رکوع سے اُٹھتے وقت فع یدین نہ کیا کرو' اس نمازی نے عرض کی: حضور! آپ سرکار کے صحابی ہیں' کیا سرکار نے نماز میں رفع یدین نہیں کیا؟ حضرت عبداللہ بن زبیر نے فرمایا: "فانہ شیء فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترکہ " بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے رفع یدین فرماتے تھے لیکن بعد میں سرکار نے رفع یدین کرنا چھوڑ دیا۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری' علامہ عینی ج ۲ ص ۷' جاء الحق ج ۲ ص ۵۶' نماز حبیب کبریا ص ۱۳۴)

حضرات پتہ چلا کہ رفع یدین سوائے تکبیر تحریمہ کے کرنا خلاف سنت ہے اور یہ منسوخ عمل ہے' اب وہابی کیا کہتے ہیں؟ مفتی عبدالستار وہابی اپنی کتاب فتاویٰ ستاریہ ج ۳ میں لکھتا ہے: رفع یدین نماز میں کرنا سنت مؤکدہ ہے' جس کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے آخر دم تک کیا۔ مولوی نور حسین گرجاکھی اپنی کتاب قرۃ العینین ص ۶۹ میں لکھتے ہیں کہ نماز میں رفع یدین کرنا سنت مؤکدہ ہے بلکہ واجب ہے' اس کے چھوڑنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ مولوی عبدالقادر روپڑی اپنے فتویٰ میں کہتے ہیں: جو بندہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتا وہ سنت کا تارک ہے اور سخت گناہ گار ہے۔

(حدیث اور اہل حدیث ص ۴۲۵۔۴۲۶)

اب سوچئے! سرکار رفع یدین سے منع فرما رہے ہیں' صحابی رفع یدین نہ خود کرتے ہیں نہ لوگوں کو کرنے دیتے ہیں' مگر غیر مقلد وہابی کہتے ہیں کہ نماز میں رفع یدین نہ کرنے والا گناہ گار ہے' سنت کا تارک ہے' اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ اب سرکار کی مانیں یا غیر مقلد حضرات کی' صحابی کی مانیں یا وہابی کی؟ فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ حضرات تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ سرکار نے فرمایا: بلال جاؤ! صدیق اکبر کو کہو کہ میرے مصلے پر کھڑے ہو کر صحابہ کو جماعت کراؤ۔ اب سرکار کا فرمان تھا' حضرت ابوبکر نے صحابہ کرام کو جماعت کرانا شروع کر دی' ہفتے کو پڑھائی' اتوار کی صبح پڑھائی' جب ظہر کی نماز کھڑی ہوئی تو سرکار کو بیماری سے کچھ افاقہ محسوس ہوا' کچھ طبیعت صحیح محسوس ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عباس اور حضرت علی کے کندھے پر ہاتھ مبارک رکھا اور آرام آرام سے مسجد نبوی میں تشریف لے گئے۔ حضرات جب سرکار کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو سرکار کی خدمت میں حضرت عباس' حضرت علی' حضرت اسامہ' حضرت فضل بن عباس ہر وقت حاضر رہتے تھے تاکہ کسی وقت بھی سرکار کوئی حکم دیں تو فوراً اس پر عمل کیا جائے' سرکار کو بلانا نہ پڑے' اُدھر جماعت ہو رہی ہے' اِدھر صحابہ کرام اپنے آقا کی خدمت کر رہے ہیں' جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے مگر اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کرنا فرض ہے۔ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں کے سہارے سے مسجد نبوی میں پہنچے تو صدیق اکبر کو پتہ چل گیا کہ نبیوں کا امام آ رہا ہے' یتیموں کا والی مسجد میں تشریف لا رہا ہے' بخاری شریف اور مسلم شریف کے الفاظ ہیں کہ "فلما راہ ابو بکر" جب صدیق اکبر نے سرکار کو دیکھا تو "ذھب لیتاخر" تو ارادہ فرمایا کہ پیچھے ہٹ جاؤں کہ کائنات کا سلطان آ رہا ہے' ربِ عزوجل کا یار آ رہا ہے۔ حضرات اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ صدیق اکبر کھڑے ہیں سب سے آگے مصلے پر' سرکار آ رہے ہیں پیچھے تو صدیق اکبر کو پتہ کیسے چل گیا کہ آمنہ کا لال مسجد میں تشریف لا رہا ہے؟

ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تو عاشقانِ مدینہ فرماتے ہیں: محدثین کرام فرماتے ہیں کہ جب صدیق اکبر سرکار کے مصلے پر کھڑے ہو کر جماعت کراتے تھے تو ٹیڑھی نظر کر کے حجرۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ لیا کرتے تھے کہ کہیں حسین پاک کا نانا مسجد میں تشریف تو نہیں لا رہا' صدقے جاؤں صدیق اکبر کے عشق پر' نماز ربِ عزوجل کی پڑھا رہے ہیں مگر نظریں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آستانے کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ حضرات صدیق اکبر نے مسئلہ سمجھا دیا کہ لوگو! اصل نماز ہوتی ہی وہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق میں ڈوب کر پڑھی جائے' وہ نماز نماز ہی نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کے یار کا خیال نہ ہو۔

بناں عشق رسول ﷺ نماز کاہدی مقتدی کاہدے تے امام کاہدا
جس دے وچہ توہین رسول ﷺ ہووے اُو دین کاہدا تے ایمان کاہدا
اپنے آقا دے لبھدا عیب جہڑا اُو اُمتی کاہدا تے غلام کاہدا
اہل سنت دا نجدیاں نال صائم میل جول کاہدا تے دعا سلام کاہدا

امام اہل سنت بھی اِسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

دشمن احمد ﷺ پر شدت کیجیے' ملحدوں کی کیا مروّت کیجیے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یارسول اللہ ﷺ کی کثرت کیجیے

جب صدیق اکبر آمنہ کے چن کو دیکھ کر مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگے تو ''فاومیٰ الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان لا یتاخرون '' تو سرکار نے یداللہ والے گورے گورے ہاتھوں سے اشارہ فرمایا: صدیق! جہاں کھڑے ہو کھڑے رہو پیچھے نہ ہٹو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عباس اور مولا علی کو حکم فرمایا کہ مجھے حضرت ابوبکر کے بائیں پہلو میں بٹھا دو' حضرت عباس اور مولا علی نے سرکار کو سہارا دے کر سارے صحابہ کی نماز کے سامنے سے گزر کر حضرت ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دیا۔ حضرات شرعی مسئلہ یہ ہے کہ بندہ نماز پڑھ رہا ہو تو کوئی بندہ اُس کے سامنے سے نہ گزرے۔ میرے آقا نے فرمایا: اس نمازی کا انتظار کرے چاہے وہ چالیس سال نماز میں کھڑا رہے تو گزرنے والا بھی چالیس سال اس کی نماز کے اختتام کا انتظار کرے' یہ تو ہے تیرے میرے لیے مسئلہ' مگر عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان جاؤں! صحابہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں' مسجد نبوی نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی ہے مگر سرکار بھی نمازیوں کے سامنے سے گزر رہے ہیں اور حضرت عباس اور مولا علی بھی گزر رہے ہیں' کیوں؟ اس لیے کہ یہ نمازیوں کے سامنے گزرنے والا کوئی معمولی انسان نہیں' اللہ تعالیٰ کا حبیب ہے' اگر صحابہ نماز پڑھ رہے ہیں تو میرے آقا نماز والے ہیں' مجدد دین ملت فرماتے ہیں کہ

• ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں

اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے

صدیق اکبر نے جب دیکھا کہ سرکار میرے پہلو میں تشریف لے آئے ہیں تو آپ تھوڑا سا پیچھے ہٹ آئے تاکہ حسین کا نانا امام بن جائے' میں آقا کا مکبر بن جاؤں' سرکار امام بن کر نماز پڑھاتے جائیں' میں تکبیر کہہ کر لوگوں کو نماز کی جماعت کی اطلاع کرتا جاؤں۔ سبحان اللہ! حضرات یہ ہے صدیق اکبر کا ادب اور عشق۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے دو گروہوں میں دو پارٹیوں میں صلح کرانے کے

لیے تشریف لے گئے' اُدھر نماز ظہر کا وقت ہو گیا' حضرت بلال نے اذان دی' سارے مدینہ کے مسلمان جمع ہو گئے' جب جماعت کا ٹائم ہوا تو حضرت بلال نے صدیق اکبر سے عرض کی: سرکار! نماز کا ٹائم ہو گیا ہے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پتہ نہیں کب تشریف لائیں' آپ تشریف لائیں اور ہمیں جماعت کرا دیں' صدیق اکبر نے فرمایا: ٹھیک ہے' آپ تکبیر پڑھیں۔ حضرت بلال نے تکبیر پڑھی' صدیق اکبر سرکار کے مصلیٰ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانے لگے' ابھی پہلی رکعت ہی آپ نے پڑھائی تو اُدھر سرکار بھی تشریف لے آئے' صدیق اکبر یادِ الٰہی عزوجل میں ایسے گم ہو کر نماز پڑھا رہے تھے کہ آپ کو پتہ ہی نہ چلا' سرکار مسجد میں تشریف لا چکے ہیں کہ نہیں! آپ صحابہ کرام کو جماعت کراتے رہے' صحابہ کرام نے جب دیکھا کہ صدیق اکبر کو سرکار کی آمد کا پتہ نہیں چلا تو صحابہ نے ہاتھ پر ہاتھ مارنے شروع کر دیئے تا کہ صدیق اکبر کو پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلی صف میں تشریف لا چکے ہیں' جب صحابہ نے ہاتھ ہاتھوں پر مارے تو صدیق اکبر نے محسوس فرمایا کہ صحابہ کو کیا ہو گیا' یہ ہاتھ بجا رہے ہیں' وجہ کیا ہے؟ حدیث کے الفاظ ہیں: ''فرای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''صدیق اکبر نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیچھے تشریف لا چکے ہیں۔ حضرات ذرا توجہ کرنا! امام جماعت کرا رہا ہو' پیچھے کوئی بزرگ آ جائے' کوئی عالم آ جائے یا انسان کا مرشد آ جائے تو امام کو وہ نظر نہیں آئے گا کیونکہ امام آگے مقتدی پیچھے' اب سوچو! صدیق اکبر نے سرکار کو نماز میں پیچھے سے کیسے دیکھ لیا؟ تو محدثین کرام فرماتے ہیں: صدیق اکبر نے چہرہ موڑ کر سرکار کو دیکھا' اگر چہرہ نہ پھیرتے تو سرکار نظر کیسے آتے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ صدیق اکبر نے جب کعبہ سے چہرہ پھیر کر سرکار کو دیکھا تو نماز کیسے صحیح ہوئی؟ تو سرکار کے دیوانے فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر نے چہرہ پھیر کر کسی عام انسان کو نہیں دیکھا جو نماز ٹوٹ جاتی بلکہ اس محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا جو کعبہ کا بھی کعبہ ہے۔ صدیق اکبر کی نماز ٹوٹی نہیں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ کامل ادا ہوئی۔ ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں کہ

آقا کرم کیا تیری یاد نے مجھے آ ستایا نماز میں
میرے وہ بھی سجدے ادا ہوئے جو قضا ہوئے نماز میں
ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
نبی کو دیکھتے رہنا یہ نماز تھی تیری
اذاں ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارے کا ایک بہانہ بنی

حضرات یہ تو صدیق اکبر نے نماز میں سرکار کو دیکھا تھا' محدثین کرام تو فرماتے ہیں: اگر کوئی بندہ فرض نماز پڑھ رہا ہو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اُمتی کو آواز ماریں تو اُمتی پر واجب ہے کہ وہ نماز چھوڑ کر سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہو' جو آقا حکم کریں پورا کر کے پھر جا کر وہیں سے نماز شروع کر دے' اس کی نماز میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

(مرآۃ شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۲۲۴' عینی شرح بخاری ج ۳ ص ۱۶۷' فیوض الباری شرح بخاری ج ۵ ص ۵۳ تفسیر نور العرفان ص ۲۸۵' حاشیہ ۹)

قرآن بھی یہی مسئلہ بتا رہا ہے' اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے پ ۹' الانفال: ۲۴ میں ارشاد فرماتا ہے: ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ '' اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلانے پر فوراً حاضر خدمت ہو جاؤ چاہے جس حالت میں ہو۔ حضور کے صحابی حضرت ابوسعید بن معلی فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر شریف پر بیٹھ کر اپنے صحابہ کو خطبہ دے رہے تھے' میں مسجد کے صحن میں دو رکعت نفل تحیۃ المسجد پڑھنے لگا'' فدعانی النبی صلی اللہ علیہ وسلم '' اُدھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے آواز ماری' میں نماز پڑھ رہا تھا' جواب نہ دے سکا' نماز سے فارغ ہو کر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا' سرکار نے فرمایا: ابوسعید! بڑی دیر لگا کے آئے ہو؟ حضرت ابوسعید فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ انی کنت

اصلی ''میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا' آپ کا حکم ہے کہ نماز میں باتیں کرنا منع ہے' اس لیے میں نے جواب نہیں دیا' نفلی نماز پوری کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ سرکار نے فرمایا: میں نے مسئلہ ضرور بتایا تھا لیکن یہ مسئلہ تو عام آدمی کے لیے ہے کہ کسی عام انسان سے نماز میں کوئی بات نہ کرو' میں عام انسان تو نہیں ہوں' میں تو اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں' کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا قرآن نہیں پڑھا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ '' ایمان والو! جب تمہیں اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بلائے تو فوراً حاضر ہو جاؤ' عرض کی: آقا! آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ سبحان اللہ!

(بخاری شریف تفہیم البخاری ج ۶ ص ۵۹۷' مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۴' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۲۲۴' تفسیر ابن کثیر مترجم پ ۱ ص ۱۳' فیوض الباری شرح بخاری ج ۵ ص ۵۳)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی' تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں کہ اس آیہ کریمہ سے پتہ چلا کہ جب سرکار کسی اُمتی کو بلائیں تو وہ بندہ نماز کے دوران حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جواب دے تو اس کی نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۲۲۴ میں لکھتے ہیں کہ اگر نمازی کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ نماز چھوڑ کر پانی کے پاس جائے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹتی تو اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جانے سے کیسے نماز ٹوٹ سکتی ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ ''دل الحدیث علٰی ان اجابة الرسول صلی اللہ علیه وسلم لا تبطل الصلوٰة '' اس حدیث سے پتہ چلا کہ بندہ دورانِ نماز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کا جواب دے دے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔ ''کما ان خطابه بقولك السلام علیك ایها النبی لا یبطلها '' جیسے نماز میں ہر نمازی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں سلام کا تحفہ پیش کرتے ہوئے عرض کرتا ہے: اے اللہ تعالیٰ کے نبی! آپ پر سلام ہو! اگر سرکار کو سلام دینے سے نماز نہیں باطل ہوتی تو سرکار کی بات

کا جواب دینے سے کیسے نماز ٹوٹ سکتی ہے۔

(مشکوٰۃ شریف حاشیہ ص ۱۸۴ تفسیر سورۂ کوثر ص ۱۶۱۔۱۶۲)

حضرات ہر نمازی پر ضروری ہے کہ وہ سلام پھیرنے سے پہلے سرکار کی بارگاہ میں سلام کا نذرانہ پیش کرے حالانکہ نماز میں کسی انسان سے بات چیت کرنا منع ہے' آپ نماز کے دوران کسی یار بیلی' کسی ماے چاچے' کسی بہن بھائی' اپنی والدہ والد' کسی پیر فقیر' کسی ولی' غوث' قطب' ابدال' قلندر حتیٰ کہ کسی صحابی کو بھی سلام نہیں دے سکتے' اگر آپ نے کسی بندے کو سلام کر دیا تو آپ کی نماز ٹوٹ جائے گی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز کے دوران سلام کرنا واجب ہے' ضروری اور لازمی ہے۔ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں فرض لیٹ ہو جائے یا واجب چھوٹ جائے تو نمازی کے لیے ضروری ہے کہ سجدۂ سہو کرے' نہیں تو نماز نہیں ہو گی۔ سجدۂ سہو کا مطلب کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے انسان! تو نے کی ہے نماز میں غلطی' تو نے میرے یار پر سلام نہیں پڑھا' اب ایسے کر اپنا ناک اور ماتھا رکھ زمین پر اور اللہ تعالیٰ سے مانگ معافی' تب تیری نماز مکمل ہو گی۔ پتہ چلا کہ عام انسان کو سلام کرنا سلام دینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ "کلام البشر مفسد للصلوٰۃ" نماز میں بشر سے بات کرنے' کلام کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے' لیکن اللہ تعالیٰ کے نبی کو سلام نہ دینے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ محدثین کرام فرماتے ہیں: پتہ چلا کہ ماں باپ' بہن بھائی' یار بیلی یہ ہیں بشر' ان کو سلام کرو نماز باطل' سرکار ہیں بے مثل' سرکار ہیں اللہ تعالیٰ کے نور' ان کو سلام نہ کریں تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ مولانا یار محمد بہاولپوری فرماتے ہیں کہ

اتھاں چپ دی جاہ اے الا کوئی نہیں سکدا
حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دی پا کوئی نہیں سکدا
مذاہب دے جھگڑے اساں چھوڑ بیٹھے
محبت دا جھگڑا مٹا کوئی نہیں سکدا

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ صدیق اکبر نے مڑ کر پیچھے دیکھا تو سرکار تشریف لا چکے تھے تو صدیق اکبر مصلیٰ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگے'' فاشار الیہ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امکث مکانک ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ پاک سے اشارہ فرمایا: ابوبکر پیچھے نہ ہٹو تم پڑھاتے جاؤ' اللہ تعالیٰ کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے پیچھے نماز پڑھتا جائے گا' مگر صدیق کے عشق نے صدیق کے پیار نے یہ گوارا نہ کیا کہ غلام آگے ہو مالک پیچھے ہو' کمی آگے ہو سردار پیچھے ہو' اُمتی آگے ہو رسول پیچھے ہو' صدیق آگے ہو مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیچھے ہو۔ آپ ادبِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے پیچھے ہٹ آئے' سرکار مصلیٰ پر تشریف لے گئے۔ حضرات توجہ کرو! نماز کی حالت میں صدیق اکبر سرکار کا ادب بھی کر رہے ہیں اور تعظیم بھی' پتہ چلا کہ نماز میں حسین کے نانے کا ادب کرنا تعظیم کرنا' بدعت شرک نہیں بلکہ نقشبندیوں کے پیر سیدنا صدیق کی سنت ہے' جب جماعت ختم ہو گئی تو سرکار نے فرمایا: یا صدیق! جب میں نے نماز میں تمہیں اشارے سے کہہ دیا تھا کہ مصلیٰ نہ چھوڑو نماز پڑھاتے رہو' پھر تم کیوں مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے آ گئے'' فقال ابو بکر ما کان لابن قحافة ان یصلی بین یدی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ''صدیق اکبر نے عرض کی: سوہنیا! تیرے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہوتے ہوئے قحافہ کا بیٹا مصلیٰ پر کھڑے ہو کر جماعت کراتا اچھا نہیں لگتا۔

(مسلم شریف' شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۱۴۔۱۲۱۸' بخاری شریف تفہیم البخاری ج ۱ ص ۱۰۳۵۔۱۰۳۸)

صدقے جاؤں صدیق اکبر کے ادب و احترام پر! نبی کے ہوتے ہوئے مصلے پر نہیں کھڑے ہوئے۔ حضرات اس حدیث کو پڑھ کر نجدی وہابی دیوبندی بدمذہب فرقے کے علماء اور عوام ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ سنیو! تم کتنے بے ادب ہو' اُدھر سرکار کو حاضر ناظر بھی کہتے ہو' اُدھر مصلے پر بھی کھڑے رہتے ہو' اگر سرکار کو حاضر ناظر مانتے ہو تو مصلے پر نہ کھڑے ہوا کرو۔ حضرات اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاظر بھی

ہیں اور ناظر بھی ہیں' یہ صرف سنیوں کا عقیدہ ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا قرآن بھی اس بات
کا اعلان فرمارہا ہے' اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے پ ۲۲' الاحزاب: ۴۵ میں ارشاد فرماتا ہے:
''یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا '' اے غیب کی خبریں دینے والے نبی! بے شک
ہم نے آپ کو ساری کائنات کے لیے حاظر ناظر بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید
کے پ ۲۱' الاحزاب: ٦ میں ارشاد فرماتا ہے: ''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ
اَنْفُسِهِمْ '' لوگو! میرا نبی ایمان والوں کی جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ پتہ چلا کہ سرکار
کے حاظر ناظر ہونے کا عقیدہ صرف سنیوں کا ایجاد کردہ ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ بھی اس
بات کی گواہی دے رہا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ سرکار جب حاظر ناظر ہیں تو ہم
مصلے پر کیوں کھڑے ہوتے ہیں؟ تو سنئے! سرکار حاضر بھی ہیں' ناظر بھی ہیں' مگر منظور نہیں
حاضر کا معنی ہے: موجود ہونا' ناظر کا معنی ہے: دیکھنے والا' منظور کا معنی ہے: نظر آنے
والا۔ سرکار حاضر ہو کے ہمیں دیکھ تو رہے ہیں مگر ہم جو نہیں دیکھ رہے' اگر سرکار ہمیں نظر آ
جائیں جیسے صحابہ کو آتے تھے تو کس سنی کی مجال ہے کہ سرکار کے ہوتے ہوئے مصلے پر کھڑا
ہو جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نماز صرف دنیا میں فرض ہوتی ہے' وصال کے بعد نماز
فرض نہیں ہوتی۔ تیسری بات یہ ہے کہ سرکار لجپالی فرمائیں تو اپنے ہوتے ہوئے غلاموں
کو خود جماعت کرانے کا حکم بھی فرما دیتے ہیں جیسے آپ کی ظاہری حیات میں تین دن
صدیق اکبر نے آپ کے ہوتے ہوئے مصلیٰ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کھڑے ہو کر
صحابہ کو جماعت کرائی۔ چوتھی بات یہ ہے کہ اگر سرکار کرم فرمائیں تو کبھی کبھی اپنے
غلاموں کے پیچھے باجماعت نماز بھی ادا فرما لیتے ہیں' حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سیدہ
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''قالت صلّی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
وسلم خلف ابی بکر فی مرضه الذی مات فیه قاعدًا '' جس مرض میں
بیماری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال مبارک ہوا' ان دنوں ایک دن آپ
حضرت ابو بکر صدیق کی اقتداء میں صدیق اکبر کے پیچھے بیٹھ کر باجماعت نماز ادا فرمائی

(ترمذی شریف ج ۱ ص ۹۷ ' نسائی شریف ج ۱ ص ۸۰ ' مسند احمد ج ۳ ص ۲۴۳-۲۱۶-۱۵۹ ' بیہقی شریف ج ۳ ص ۸۳ ' شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۰۹-۱۲۱۱ ' ترمذی شریف مترجم ج ۱ ص ۲۳۷)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غزوۂ تبوک پر اپنے لشکر کے ساتھ تشریف لے گئے تو میں بھی اس غزوہ میں سرکار کے ساتھ تھا۔ حضرت مغیرہ فرماتے ہیں: راستے میں رات کے وقت ایک جگہ سرکار کے صحابہ نے خیمے لگا دیئے' جب صبح کا ٹائم ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قضائے حاجت کے لیے باہر جنگل کی طرف جانے لگے تو میں بھی ایک برتن میں پانی لے کر سرکار کے ساتھ چل پڑا تاکہ سرکار کی خدمت کر سکوں' سرکار پانی سے استنجاء فرمائیں گے' وضو فرمائیں گے' مجھے خدمت کا موقع مل جائے گا' سرکار دعا فرمائیں گے' اپنا بیڑا پار ہو جائے گا۔ حضرت مغیرہ فرماتے ہیں: جب سرکار قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو میں نے آمنہ کے لال کو وضو کرایا۔ حضرات سرکار وضو کیسے کرتے تھے؟ سنئے! سرکار تشریف فرما ہیں' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں ایک بندہ حاضر ہوا' عرض کی: آقا! ''یا رسول اللہ کیف الطھور '' اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام! مجھے یہ بتایئے کہ وضو کرنے کا طریقہ کیا ہے' وضو کیسے کیا جائے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک برتن میں پانی منگوایا ''فغسل کفیہ ثلاثا '' پھر اس پانی سے تین مرتبہ دونوں ہاتھوں کو دھویا' ''ثم غسل وجھہٗ ثلثا '' پھر تین مرتبہ اپنا نور بھرا چہرہ دھویا ''ثم غسل ذراعیہ ثلثا '' پھر تین مرتبہ کہنیوں سمیت دونوں بازو دھوئے ''ثم مسح براسہ '' پھر اپنے سر انور کا مسح فرمایا' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دونوں کانوں میں انگلیاں ڈالیں اور دونوں انگوٹھوں کے ساتھ کانوں کے بیرونی حصے کا اور شہادت کی دونوں انگلیوں سے کانوں کے اندرونی حصہ کا مسح فرمایا' ''ثم غسل رجلیہ ثلثا ثلثا '' پھر تین تین مرتبہ اپنے دونوں پیر دھوئے ''ثم قال ھکذا الوضوء '' پھر فرمایا: یہ وضو کا طریقہ ہے۔

(نسائی شریف ج ۱ ص ۲۰ ' نسائی شریف مترجم حدیث: ۵۲ ' ج ۱ ص ۱۰۲)

حضرات اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ وضو جب شروع کریں تو پہلے ہاتھ دھوئیں' آخر میں تین مرتبہ پاؤں دھوئیں' پیر دھونے فرض ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں: ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند صحابہ وضو کر رہے تھے اور سرکار ان کا وضو ملاحظہ فرما رہے تھے کہ صحابہ وضو کیسے کرتے ہیں' سرکار نے دیکھا کہ چند صحابہ نے پیر تو دھوئے مگر ان کے پیروں کی ایڑیاں خشک تھیں' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میرے صحابہ پیر جب دھوؤ تو مکمل دھوؤ' ایڑیاں خشک نہ رہ جائیں کیونکہ ''ویل للاعقاب من النار'' وہ ایڑیاں جو وضو کرتے وقت خشک رہ جائیں ان کو قیامت والے دن جہنم کی آگ جلائے گی۔ ''اسبغوا الوضوء'' لہٰذا وضو عمدہ طریقے سے کیا کرو۔

(ترمذی شریف' ترمذی شریف مترجم حدیث: ۳۸' ج ا ص ۹۶' ابن ماجہ شریف' ابن ماجہ شریف حدیث: ۴۸۶' ج ا ص ۱۰۴)

حضرات پتہ چلا جو بندہ پیر کی ایڑیاں صحیح طریقے سے نہیں دھوتا' قیامت والے دن اس کے پیر جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے۔ مولا علی کے مرید حضرت ابو حیہ نے ایک دن لوگوں کو بتایا کہ لوگو! میں نے حضرت علی کو کئی مرتبہ وضو کرتے دیکھا ہے' لوگوں نے کہا: حضور! ذرا وضاحت کے ساتھ بیان فرمائیں کہ مولا علی وضو کرتے کیسے تھے؟ حضرت ابو حیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن مولا علی نے ہمیں وضو کر کے دکھایا' آپ نے ایک برتن میں پانی منگوایا' پھر آپ نے تین مرتبہ ہاتھ دھوئے' پھر تین مرتبہ چہرے کو دھویا' پھر تین مرتبہ اپنے دونوں بازوؤں کو کہنیوں سمیت دھویا' پھر آپ نے سر کا مسح فرمایا ''ثم غسل رجلیہ الی الکعبین'' پھر تین مرتبہ ٹخنوں سمیت اپنے پیر دھوئے' حضرت ابو حیہ کہتے ہیں کہ جب مولا علی نے وضو فرما لیا تو ہمیں فرمایا کہ ''انما احببت ان اریکم طھور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' دوستو! میں چاہتا تھا کہ تمہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وضو کا طریقہ بتاؤں' یاد رکھنا یہی وضو کا طریقہ اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ (ابوداؤد شریف ج ا ص ۱۷' ابوداؤد شریف حدیث: ۱۱۶۔ ج ا ص ۹۷' ن...)

شریف ج ۱ص ۱۶' نسائی شریف حدیث: ۹۶-۹۷' ج ۱ص ۳۱-۳۲' ترمذی شریف حدیث: ۴۴' ج ۱ص ۹۹)

حضرات یہ ہے وضو کا سنت طریقہ لیکن علی علی کرنے والے شیعہ حضرات کا طریقہ کیا ہے؟ یہ پہلے پیر دھوتے ہیں' پھر ہاتھ پھر چہرہ' پھر سر کا مسح' پھر پیروں کا مسح۔ یعنی ہر کام اُلٹا مولا علی پہلے ہاتھ دھوتے تھے' یہ علی کے ملنگ پہلے پیر دھوتے ہیں وہ آخر میں پیروں کو دھوتے تھے' یہ بجائے دھونے کے پیروں کا مسح کرتے ہیں۔ شیعہ حضرات کے بہت بڑے عالم صحاح اربعہ کے مصنف علامہ طوسی اپنی کتاب الاستبصار اور تہذیب الاحکام میں لکھتے ہیں کہ حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مولا علی نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ اپنے گھر میں بیٹھ کر وضو کر رہا تھا' اتنے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لے آئے' ابھی میں نے وضو شروع کیا ہی تھا کہ آپ نے فرمایا: علی! پہلے ہاتھ دھو کر کلی کرو پھر ناک میں پانی ڈالو اور ناک صاف کرو۔ حضرت علی فرماتے ہیں: میں نے یہ عمل کر کے پھر تین مرتبہ اپنا منہ دھویا' پھر میں نے اپنے دونوں بازو دھوئے' پھر میں نے دو مرتبہ سر کا مسح کیا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: علی! سر پر ایک ہی مرتبہ مسح کافی تھا'' وغسلت قدمی '' پھر میں نے اپنے دونوں پاؤں دھوئے' سرکار نے فرمایا: علی! جب پیر دھویا کرو تو پیروں کے خلال میں انگلی مارا کرو' اللہ تعالیٰ تمہیں جہنم کی آگ کے خلال سے بچالے گا۔

(الاستبصار ج ۱ص ۶۵-۶۶' تہذیب الاحکام ج ۱ص ۹۳' فقہ جعفریہ ج ۱ص ۲۳۲-۲۲۴)

حضرات شیعہ حضرات کی مستند کتابوں سے پتہ چلا' مولا علی نے اپنے پیروں پر مسح نہیں فرمایا بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے اپنے گھر میں بیٹھ کر پیروں کو دھویا ہے' یہاں تقیہ کی بھی گنجائش نہیں؟ پتہ چلا مولا علی کا اصلی ملنگ وہ ہے جو مولا علی کے طریقے پر وضو کرتا ہے' تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت مغیرہ فرماتے ہیں: میں نے سرکار کو وضو کرایا' وضو کرنے کے بعد سرکار صحابہ کی طرف چلے' میں آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا' جب ہم صحابہ کے پاس پہنچے تو جماعت کھڑی تھی' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف صحابہ کرام کو جماعت

کرار ہے تھے' صحابہ کرام حضرت عبدالرحمٰن کی اقتداء میں صبح کی نماز کی ایک رکعت ادا کر چکے تھے' صحابہ نے سرکار کی آمد سے پہلے جماعت کیوں کھڑی کی' اس لیے کہ صحابہ نے سمجھا کہ شاید سرکار نے پیچھے نماز پڑھ لی ہو' ہم بھی اپنی ادا کر لیں' اس لیے صحابہ نے حضرت عبدالرحمٰن کی اقتداء میں نماز پڑھنا شروع کی۔ حضرت مغیرہ فرماتے ہیں: جب سرکار صحابہ کرام کے پاس پہنچے تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن کے پیچھے نماز کی نیت باندھ لی'' فافدع ذلك المسلمين ''تو صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیچھے دیکھ کر پریشان ہو گئے'' فاكثروا التسبيح ''اور صحابہ نے بار بار سبحان اللہ کہنا شروع کر دیا۔ حضرت مغیرہ فرماتے ہیں: میں نے نماز شروع کرنے سے پہلے ارادہ کر لیا کہ میں حضرت عبدالرحمٰن کو کندھوں سے پکڑ کر پیچھے کر دوں تاکہ سرکار امام بن کر آگے کھڑے ہو جائیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے منع فرما دیا' میں سرکار کا حکم سن کر خاموش ہو گیا' میں بھی مقتدی بن کر نماز پڑھنے لگا۔ حضرت مغیرہ فرماتے ہیں: جب صحابہ نے بار بار سبحان اللہ پڑھا تو حضرت عبدالرحمٰن سمجھ گئے کہ سرکار تشریف لا چکے ہیں' اس لیے صحابہ کرام بار بار سبحان اللہ پڑھ رہے ہیں'' ذهب يتاخر ''حضرت عبدالرحمٰن سرکار کی آمد پر پیچھے ہٹنے لگے'' فاوحى اليه ''تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمایا کہ عبدالرحمٰن! پیچھے نہ ہٹو' نماز پڑھاتے رہو۔ حضرت عبدالرحمٰن سرکار کے حکم پر جماعت کراتے رہے' جب جماعت ختم ہو گئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھڑے ہو کر اپنی رکعت پوری فرمائی۔ (مسلم شریف حدیث: ۵۴۱۔ ص ۱۴۴' مشکوٰۃ شریف ص ۵۳' مرآۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۳۴۔ ۳۳۶' ابن ماجہ شریف حدیث: ۱۲۸۹)

محدثین کرام نے یہاں بڑی پیاری بات لکھی کہ لوگ کہتے ہیں کہ امام وہ ہوتا ہے جو مقتدیوں سے افضل ہو تو جس دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عبدالرحمٰن کے پیچھے نماز پڑھی تو کیا عبدالرحمٰن سرکار سے افضل ہو گئے تھے؟ محدثین کرام فرماتے ہیں کہ نہیں! بلکہ افضل پھر بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب ہی تھا کیونکہ سرکار امام تھے تو امام ہونا افضل تھا

جب سرکار مقتدی تھے تو مقتدی ہونا افضل تھا' جب سرکار مکہ میں تھے تو مکہ افضل تھا' جب مدینہ میں آئے تو مدینہ افضل تھا' جب غارِ حرا میں تھے تو غارِ حرا افضل تھا' جب عرش پر گئے تو عرش افضل تھا' جب گنبد خضرا میں تشریف لائے تو گنبد خضرا افضل ہے' افضلیت کا مرکز سرکار کی ذاتِ پاک ہے' جہاں جہاں میرے نبی کے قدم لگتے گئے وہ سارے مقامات افضل بنتے گئے۔

کرذکر مدینے والے دا ایہدے چہ بھلائی تیری اے
اِک وار توں ہو جا سوہنے دا فیر ساری خدائی تیری اے
سرکار کرم فرما جاؤ محفل وچہ ہن تے آ جاؤ
اَساں دید دیاں متوالیاں نے اَج بزم سجائی تیری اے

جب سرکار نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عبدالرحمٰن نے عرض کی: سوہنیا! جب آپ تشریف لائے تھے تو آپ کا حق تھا' آپ آگے کھڑے ہوتے لیکن آپ پیچھے کھڑے ہو گئے' یہ تو بے ادبی ہو گئی' کیونکہ مرشد پیچھے مرید آگے' اللہ تعالیٰ کا ماہی پیچھے آپ کا سپاہی آگے' میرے آقا نے فرمایا: عبدالرحمٰن! پریشان نہ ہو' ہم نے جان بوجھ کر تیرے پیچھے نماز پڑھی ہے' عرض کی: آقا! وہ کیوں؟ سرکار نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا کوئی نبی اس وقت تک دنیا سے نہیں گیا جب تک اس نے اپنے کسی نیک اُمتی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی' لہٰذا میں نے بھی اپنے بھائیوں کی سنت پر عمل کرتے ہوئے تیرے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ سبحان اللہ! (مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۸۷)

حضرات توجہ کیجئے! سرکار تشریف فرما ہیں مگر صدیق اکبر اور عبدالرحمٰن دونوں صحابہ نے سرکار کی موجودگی میں جماعت کرائی' اگر سرکار کے ہوتے ہوئے نماز نہ ہوتی تو میرے آقا کبھی صدیق اکبر اور عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے نماز ادا نہ فرماتے' میرے آقا نے دونوں مریدوں کے پیچھے نماز پڑھ کر مسئلہ بتا دیا کہ اگر نبی کے ہوتے ہوئے غلام مصلے پر کھڑے ہو کر جماعت کرا دے تو کوئی بے ادبی نہیں بلکہ اس امتی کی سعادت ہے'

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ سرکار جب مسجد میں تشریف لائے تو آپ کو صدیق اکبر کے بائیں پہلو میں بٹھا دیا گیا' اب سرکار امام بن گئے' صدیق اکبر آپ کے مکبر بن گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب امام بنے تو صدیق اکبر سورۂ فاتحہ پڑھ کر کوئی دوسری آیت پڑھ رہے تھے۔ امام احمد مسند امام احمد ج ا ص ۲۰۷' اور ص ۲۳۲ میں لکھتے ہیں کہ "اخذ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من القرآۃ من حیث کان بلغ ابو بکر" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قراءت وہاں سے شروع فرمائی جہاں سے ابوبکر نے چھوڑی تھی۔ حضرات توجہ کرنا! یہ میرے نبی کی آخری نماز ہے لیکن جب صحابہ کو نماز پڑھاتے ہیں تو شروع سے فاتحہ نہیں پڑھتے بلکہ وہاں سے شروع فرماتے ہیں جہاں سے آپ کے یارِ غار نے تلاوت اور قراءت چھوڑی تھی۔ وہابی اہل حدیث حضرات کہتے ہیں کہ جی ہر رکعت میں ہر بندے پر چاہے وہ اکیلا ہو یا مقتدی ہو' سورۂ فاتحہ پڑھنی فرض ہے' واجب ہے' ضروری ہے جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ اب وہابیوں سے پوچھئے کہ سرکار نے سورۂ فاتحہ پڑھی ہی نہیں بلکہ جہاں سے صدیق اکبر نے تلاوت چھوڑی میرے نبی نے وہاں سے شروع فرمائی' بتایئے! نبی کی نماز ہوئی کہ نہیں؟ جب نماز والے آقا نے خود عمل کر کے بتا دیا کہ لوگو مقتدی امام کا تابع ہے' امام کی قراءت مقتدی کی قراءت ہے۔ فیصلہ تو مدینہ والے نے خود فرما دیا' اب جھگڑنے کی گنجائش ہی ختم ہو گئی۔ حضرات عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مسجد نبوی میں تشریف لائے تو صدیق اکبر پیچھے ہٹ گئے' میرے نبی صدیق اکبر کے بائیں پہلو میں بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھانے لگے' جب جماعت ختم ہو گئی نبیوں کا سلطان حضرت فضل اور مولا علی کے سہارے گھر تشریف لے گئے۔ (مسلم شریف' شرح مسلم ج ا ص ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۵' مشکوٰۃ شریف مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۰۹۔ ۲۱۰' بخاری شریف)

حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنی ظاہری حیات میں صدیق اکبر کو اپنا مصلیٰ عطاء کیا تو سیدنا صدیق اکبر نے سرکار کی ظاہری حیات میں صحابہ کرام کو تین دن

تک جماعت کرائی' ہفتہ اتوار پیر تقریبا سترہ نمازیں۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۹۶' شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۴۰۷)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر میں ہی حجرہ سیدہ عائشہ میں طبیعت ٹھیک ہونے پر اکیلے نماز ادا فرما لیتے' جب صدیق اکبر صحابہ کو نماز پڑھاتے تو صحابہ کا جسم تو مسجد نبوی میں ہوتا تھا لیکن روح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیار میں' سرکار کے عشق میں بے قرار ہو کر درِ اقدس کا طواف کرتی' صحابہ تڑپتے تھے کہ سرکار کب مصلیٰ پر کھڑے ہو کر ہمیں دیدار بھی کرائیں گے اور جماعت بھی کرائیں گے۔ حضرات! یہ وہ صحابہ تھے جو ہر وقت سرکار کے جلوؤں میں گم رہتے تھے' اگر سرکار ایک گھنٹہ بھی نظر نہ آتے تو یہ دیوانہ وار سرکار کی تلاش میں نکل پڑتے تھے لیکن آج تین دن ہو چکے تھے' صحابہ کی نگاہیں جلوۂ یار کے لیے تڑپ رہی تھیں' دل بے چین تھے' روح بے قرار تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بڑے پیارے صحابی ہیں جن کا نام عبدالرحمٰن ہے' لیکن مشہور ابو ہریرہ سے ہیں' حضرت ابو ہریرہ ہر وقت سرکار کی خدمت میں حاضر رہتے' دیدار کے مزے لیتے' سرکار کی حدیثیں یاد کرتے' ایک دن میرے آقا نے اپنے صحابی کے عشق کا امتحان لینے کے لیے فرمایا: ابو ہریرہ! تم ہر وقت ہر روز حاضری کا شرف حاصل کرتے ہو' بڑی اچھی بات ہے' لیکن میرا مشورہ ہے کبھی کبھی ناغہ بھی کر لیا کرو کیونکہ ''زرنی غبًا تزدد حبًا'' بندہ ناغہ کر کے ملے کبھی کبھی ملے تو محبت زیادہ ہوتی ہے۔ (شرف النبی ص ۱۱۱)

حضرت ابو ہریرہ سرکار کا فرمان سن کر خاموش ہو گئے کوئی جواب نہ دیا' بس اتنا کیا کہ ستون کے پیچھے مسجد نبوی کے ایک تھم کے پیچھے بیٹھ گئے اور رونا شروع کر دیا' سرکار نے دیکھا کہ ابو ہریرہ رو رہے ہیں' میرے آقا میرے کریم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جگہ سے اُٹھ کر حضرت ابو ہریرہ کے پاس تشریف لے گئے' ابو ہریرہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پیار سے محبت سے پوچھا: ابو ہریرہ! کیوں رو رہے ہو؟ حضرت ابو ہریرہ نے آنسو صاف کر کے عرض کی: آقا! آپ نے جو فرمایا ہے کبھی کبھی ملا کرو' ناغہ کر کے ملاقات کیا

کروڑ روا اس لیے رہا ہوں کہ مجھے تو آپ کے دیدار کے بغیر چین نہیں آتا' جب تک میں بار بار دن میں آپ کی زیارت نہ کروں میرا دن اور رات نہیں گزرتی' سوہنیا! مہربانی فرماؤ لجپالی فرماؤ' یہ پابندی نہ لگاؤ' سرکار مسکرا پڑے' فرمایا: ابوہریرہ! رونہیں ہر روز زیارت کرلیا کرو۔ سبحان اللہ! سوہنیا ہم بھی تیرے نوکر ہیں' ہم بھی تیرے گلی اور غلام ہیں' ہم بھی تیرے در کے فقیر ہیں' کبھی ہمیں بھی اپنا دیدار کرادو' ماں آمنہ کا واسطہ' دائی حلیمہ کا واسطہ' پیاری عائشہ کا واسطہ' دل کے ٹکڑے سیدہ فاطمہ کا صدقہ' کندھوں پر کھیلنے والے حسنین کریمین کا واسطہ۔

کم لے لے نگاہواں توں
صدقے کر نظراں محبوب دے راہواں توں
محفل نوں رنگ جاوے
اک وار جے اَج سوہنا ایتھوں وی لنگھ جاوے
کجھ ہور نئیں چاہی دا
مکھڑا وِکھا دے ربّا اج مدنی ماہی دا
میرے رُون دا مُل پانا
اِک پیر ہی پلکاں تے بھانویں رکھ کے گزر جانا
اَج اَکھیاں ناں لاوَنا
صائم جھدی محفل ہے اُوہنے آپ وی اَج اَونا

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں: میں سرکار کی خدمت میں حاضر تھا' اچانک ایک سرکارہ صحابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: "انی لاحبک" آقا! مجھے آپ سے بڑی ہی محبت ہے' مجھے آپ سے بڑا ہی پیار ہے' سرکار نے فرمایا: کتنا پیار ہے؟ عرض کی: آقا! اتنا پیار ہے جب میں اُٹھ کر اپنے گھر جاتا ہوں تو آپ کا ذکر کرتا ہوں' اپنے خاندان کے پاس جاؤں تو آپ کا ذکر کرتا ہوں' اپنے دوست احباب کے پاس

جاؤں تو آپ کا ذکر کرتا ہوں ''حتی انی لا ذکرك '' آقا! میں ہر لمحہ ہر گھڑی آپ کا ہی ذکر کرتا ہوں ''فلو لا انی اجئی بالنظر الیك '' سوہنیا! اگر میں ہر روز آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کا دیدار نہ کروں تو ''ظننت ان نفسی تخرج '' تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ میری سانس رک جائے' بناں آپ کی دید کے میں فوت ہو جاؤں۔

(طبرانی شریف' صحابہ کے مبارک معمولات ص ۲۱۴)

جے کوئی آکھے حضور نوں چن ورگا
حق دا اُس دے کول معیار وی نئیں
سچ پچھو تے سورج تے چن تارے
اُوہدے اک جلوے دی مار وی نئیں
خالق نئیں مخلوق ہے سوہنہ رب عزوجل دی
ایس گل توں مینوں انکار وی نئیں
ایہو جہیا سوہنا پر ایس کائنات اندر
ناصر گھلیا پروردگار وی نئیں

حضرات کتنا پیار تھا سرکار کے صحابہ کو اپنے آقا سے جو ایک لمحہ بھی سرکار کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے' لیکن آج تین دن ہو گئے ہیں' سرکار اپنے آستانے سے تشریف نہیں لا رہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں: جس دن سرکار کا وصال ہوا تو پیر کا دن تھا' پیر والے دن صبح کی نماز ہمیں صدیق اکبر پڑھا رہے تھے۔ ''وھم صفوف فی الصلوٰۃ '' سارے صحابہ صفیں باندھ کر سرکار کے یارِ غار کے پیچھے باجماعت نماز پڑھ رہے تھے' صفیں بنا نہیں رہے تھے بلکہ صفیں باندھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ اُدھر اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت میں کچھ افاقہ ہوا' طبیعت کچھ ٹھیک ہوئی' سرکار نے سوچا کہ آج تین دن ہو گئے ہیں' صدیق اکبر کو جماعت کراتے ہوئے میں دیکھوں تو سہی کہ میرے بچپن کا یار میرے مریدوں کو نماز کیسے پڑھا رہا ہے۔ حضرت انس فرماتے ہیں: ''فکشف النبی

صلی اللہ علیہ وسلم ستر الحجرۃ ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دروازے کے قریب تشریف لائے اور دروازے کا پردہ اُٹھایا'' ینظر الینا ''اور نگاہِ رحمت سے ہماری طرف دیکھنا شروع کردیا'' کان وجھہ ورقۃ مصحف ''حضرت انس فرماتے ہیں: ہم نے دیکھا کہ سرکار کا نور بھرا چہرہ ایسے لگ رہا تھا جیسے قرآن کے ورقے کھل گئے ہوں' ''ثم تبسم یضحک'' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دیکھ کر مسکرانا شروع کر دیا۔ حضرات یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دروازے سے پردہ ہٹا کر دیکھا تو صحابہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے' سب کا چہرہ قبلہ کی طرف تھا' نگاہیں سجدے کی طرف تھیں' جہاں مسجد کی حد ختم ہوتی ہے وہاں بائیں طرف میرے نبی کا آستانہ تھا' صحابہ نے سرکار کا چہرہ کیسے دیکھ لیا' سرکار کو مسکراتا کیسے دیکھ لیا؟ آپ صاحبِ عقل ہیں' سوچیں! بندہ نماز پڑھ رہا ہو اس کی پشت کے پیچھے کوئی بندہ مسکرائے تو نماز پڑھنے والے اس کی مسکراہٹ کو دیکھ لیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں! یقین نہ آئے تو پریکٹیکل کر کے تجربہ کر کے دیکھ لیں۔ انشاء اللہ پشت کے پیچھے سے کوئی بندہ حرکت کرتے نظر نہیں آئے گا' اب صحابہ کو کیسے پتہ چل گیا کہ سرکار پردہ ہٹا کر ہمیں دیکھ بھی رہے ہیں اور مسکرا بھی رہے ہیں؟ تو سرکار کے عشاق محدثین فرماتے ہیں: جب میرے نبی نے اپنے آستانے کا پردہ اُٹھایا اور صحابہ کی جماعت دیکھ کر تبسم فرمایا تو سرکار کے مسکرانے سے ساری مسجد نور سے منور ہوگئی' صحابہ کو پتہ چل گیا کہ ہمارے آقا آ گئے ہیں' سارے صحابہ بے ساختہ کعبہ بھول گئے' چہرے پھر گئے' نگاہیں چہرۂ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جا ٹھہریں' سمت یاد نہ رہا' زیارت نبی میں مستغرق ہو گئے' سرکار کا مسکراتا چہرہ دیکھ کر مست ہو گئے۔ قلندر کھڑی میاں محمد صاحب فرماتے ہیں کہ

رُخ محبوباں خانہ کعبہ تے ایہہ محراب اُچھرے
عاشق رہن سدا وچہ مستی تے کرن دیدار ودھیرے

صحابہ کرام کیا فرماتے ہیں: سرکار کا چہرہ ایسے تھا جیسے نوری قرآن کھلا ہوا ہو۔

ڈھٹے ورق قرآن دے کھول سارے
تیری شان جیا نئیں کوئی ہور تکیا
تیری شان دا کرے اِنکار جیہڑا
انہوں عاشقاں نے سی چُور تکیا
کوئی نور آکھے کوئی بشر آکھے
دن راتی پیا ایہو شور تکیا
اللہ والیا نے گل مُکا چھوڑی
اُنہاں ہور تکیا اَساں ہور تکیا

حضرت انس فرماتے ہیں: جب ہم نے سرکار کا نور بھرا چہرہ مسکراتا دیکھا تو ''فھممنا'' خطرہ تھا ہم جلوۂ یار میں مست ہو کر نماز توڑ بیٹھتے' حضرات صحابہ جلوۂ یار دیکھ کر مست ہوتے بھی کیوں نہ' یہ چہرہ کس کا تھا؟ یہ چہرہ کسی مفتی' محدث' پیر' فقیر کا چہرہ نہیں تھا' یہ چہرہ اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا' کون سا چہرہ جس کی قسمیں اللہ تعالیٰ قرآن میں اُٹھاتا ہے' اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے پ۳۰' الضحیٰ کی پہلی آیت میں ارشاد فرماتا ہے: ''وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی '' سوہنیا! مجھے قسم ہے آپ کے نور بھرے چہرے کی اور کالی کالی زلفوں کی جو آپ کے چہرے پر چھا جاتی ہیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح شفاء ج۱ ص۸۲ میں' علامہ زرقانی شرح زرقانی ج۶ ص۲۱۰ میں' علامہ اسماعیل حقی نے تفسیر روح البیان میں' شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی پ۳۰ ص۳۱۰ میں' علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی پ۳۰ میں لکھتے ہیں کہ ''الضحی بوجهه صلی اللہ علیه وسلم والليل بشعره '' کہ والضحیٰ سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرۂ انور ہے اور لیل سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زلفیں ہیں۔ (شاہکار ربوبیت ص۲۶۶۔۲۶۹)

کن کھول کے سُن لو گل لوکو
نہ میں رانجھے نہ ہیر دی کرن لگاں

مینوں چاہ نئیں سسیاں سوہنیاں دا
گل نہ زلف زنجیر دی کرن لگاں
پہلے جو کجھ ہویا میں جان دا نئیں
میں تے بات اخیر دی کرن لگاں
کھاوے قسماں جدیاں رب ناصر
گل اُس بدر منیر دی کرن لگاں

اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے پ ۲۷ الطور: ۴۸ میں ارشاد فرماتا ہے: ''وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا '' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! آپ اپنے رب عزوجل کے حکم کے مطابق صبر کرتے جائیں کیونکہ آپ ہر وقت ہماری نگاہوں کے سامنے رہتے ہیں۔ حضرات اللہ تعالیٰ یار کو فرماتا ہے: ''باعیننا'' اے پیارے! ہم آپ کو دیکھ رہے ہیں آگر اللہ تعالیٰ آپؐ کو دیکھ رہا ہے تو چاہیے تھا فرمایا: ''اعیننی'' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! آپ میری نظر کے سامنے رہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے یہاں واحد کا صیغہ استعمال نہیں فرمایا بلکہ جمع کی بات کی ہے' مطلب کیا؟ مطلب ہوا کہ سوہنیا! میں اکیلا ہی تمہیں نہیں دیکھ رہا بلکہ میری ساری نوری نفری تمہیں دیکھ رہی ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اعیننا'' یہ ''اعیننا'' نحو کے لحاظ سے جملہ اسمیہ بنتا ہے اور جملہ اسمیہ استمرار اور دوام پر دلالت کرتا ہے تو اب اس کا معنی یہ ہوا کہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اور میرے فرشتے تیری طرف صرف ایک بار نہیں دیکھتے بلکہ ہمیشہ سے آپ کو دیکھ رہے ہیں اور قیامت تک دیکھتے رہیں گے' محبوب تو جہاں بھی ہوگا میری نگاہیں تیری ہی طرف رہیں گی۔ سبحان! ساری کائنات میری طرف دیکھتی ہے' محبوب! میں بے نیاز ہو کر تجھے دیکھ رہا ہوں۔ حضرت انس فرماتے ہیں: ''فھممنا'' جب ہم نے نماز میں سرکار کا نور بھرا چہرہ دیکھا تو خطرہ تھا کہ ہم دیدارِ یار میں مست ہو کے نماز ہی توڑ دیں' حضرات! یہ کس کا عقیدہ ہے؟ یہ سنیوں کا عقیدہ نہیں پیش کر رہا' یہ یارسول اللہ

نعرے مارنے والوں کا عقیدہ نہیں پیش کر رہا' یہ علماء' محدثین' مفسرین' اولیاء' اغواث' اقطاب' ابدال کا عقیدہ پیش نہیں کر رہا بلکہ یہ صحابہ کرام کا عقیدہ پیش کر رہا ہوں' یہ خلفاء راشدین کا عقیدہ پیش کر رہا ہوں' یہ مولا علی کا عقیدہ پیش کر رہا ہوں' یہ سخی عثمان اور سیدنا فاروق کا عقیدہ پیش کر رہا ہوں' یہ منبع صدق صفا صدیق اکبر کا عقیدہ پیش کر رہا ہوں' یہ سرکار کے مرید صحابہ کا عقیدہ پیش کر رہا ہوں' کون صحابہ؟ جن کے بارے خالق کائنات نے فرمایا: ''رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ'' سوہنیا! میں تیرے مرید صحابہ سے راضی ہوں وہ مجھ سے راضی ہیں۔ حضرات! یہ صحابہ کا عقیدہ ہے' اب سنئے! سپاہ صحابہ کا عقیدہ کیا ہے' دفاع صحابہ والوں کا کیا عقیدہ ہے' جمعیت اشاعت التوحید وسنت والوں کا کیا عقیدہ ہے' حیاتی اور مماتی دیوبندیوں کا عقیدہ کیا ہے؟ تمام دیوبندیوں' وہابیوں' اہل حدیثوں کے متفقہ امام مولوی محمد اسماعیل دہلوی اپنی کتاب صراط مستقیم میں نماز کے اندر پیدا ہونے والے خطرات کو دور کرنے کا طریقہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بمقتضائے ظلمات بعضها فوق بعض از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجۂ خود بہتر است وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خود است کہ خیال آں بتعظیم واجلال بسویدای دل انسان میچسپد بخلاف خیال گاؤ وخر کہ نہ آنقدر چسپیدگی می بود ونہ تعظیم بلکہ مہان ومحقر می باشد وایں تعظیم واجلال غیر کہ در نماز ملحوظ ومقصود میشود بشرک میکشد۔ اس فارسی عبارت کا ترجمہ دیوبندی وہابی مولوی محمد اکرم جامعی کرتے ہیں کہ بمقتضائے ظلمات بعضها فوق بعض زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں' اپنی ہمت کو لگا دینا' اپنے بیل یا گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے' کیونکہ شیخ کا خیال تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی تعظیم اور بزرگ جو نماز میں ملحوظ ہو' وہ شرک کی

طرف کھینچ لے جاتی ہے۔ (صراط مستقیم ص ۱۶۹۔ ۱۷۰، مطبوعہ اسلامی اکادمی، اُردو بازار، لاہور، پاکستان)

حضرات آپ سمجھے کہ مولوی صاحب کیا کہہ گئے ہیں، کہتے ہیں کہ نماز میں بندے کو کسی اور کی طرف خیال نہیں کرنا چاہیے، اگر نماز میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آئے تو یہ خیال گدھے اور بیل کے خیال آنے سے بھی زیادہ بُرا ہے۔ بندہ بیل اور گدھے کا خیال کرے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نماز میں خیال نہ کرے۔ اگر سرکار کا خیال کرے گا تو شرک ہو جائے گا۔ حضرات اب پوچھئے دیوبندی وہابی نام نہاد اہل حدیث حضرات سے کہ جب بندہ نماز پڑھے گا اور قرآن میں فاطمہ کے بابے کی شان اور عظمت والی آیات پڑھے گا تو عاشق مدینہ کو سرکار کے عشق میں ڈوب کر نماز پڑھنے والے کو سرکار کا خیال نہیں آئے گا؟ جب انسان پڑھے گا: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ۔ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۔ قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ" کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال نہیں آئے گا؟ پھر بندہ تشہد میں بیٹھ کر جب پڑھے گا: "السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبركاته ۔ اللّٰهم صل علٰی محمدٍ" کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال پاک نہیں آئے گا؟ لازمی آئے گا، جب سرکار کا خیال آئے گا تو وہابیوں اہل حدیثوں دیوبندیوں کے نزدیک تو معاذ اللہ گدھے اور بیل کے خیال سے بھی زیادہ برا ہوگا اور نبی کے خیال آنے سے شرک ہو جائے گا۔ پھر تو کسی وہابی دیوبندی کی نماز ہی نہیں ہوگی۔ سنیو! خدا عزوجل کے لیے وہابیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھا کرو، جب ان کی اپنی نہیں ہوتی تو تمہاری نماز کیسے ہوگی؟ کسی نے اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: حضور! یہ بتائیں کہ وہابی کی مسجد مسجد ہے کہ نہیں؟ آپ نے فرمایا: وہابیوں کی مسجدیں ایسی ہیں جیسے کافروں کے گھر ہوتے ہیں، کسی نے عرض کی: حضور! وہابیوں کی نماز باجماعت ہو رہی ہو تو ان کے ساتھ باجماعت نماز ادا کر لیں؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: وہابیوں کی نہ نماز نماز ہے نہ ان کی جماعت جماعت ہے۔ پھر کسی نے عرض کی: حضور! اگر کوئی وہابی سنیوں کی مسجد میں اذان

دے تو اس کا اعادہ کیا جائے یا وہی اذان کافی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جس طرح ان کی نماز باطل ہے اسی طرح ان کی اذان بھی باطل ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی حصہ اوّل ص ۱۳۲ مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب خانہ کراچی)

حضرات وہابی دیوبندی کہتے ہیں کہ نماز میں سرکار کا خیال آئے تو شرک ہے معاذ اللہ! بیل گدھے سے بھی بُرا ہے مگر سرکار کے دیوانے کہتے ہیں: وہ نماز نماز ہی نہیں جو محبوب کے جلووں میں گم ہو کر نہ پڑھی جائے۔ حضور خواجہ خواجگاں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں کسی نے پوچھا: حضور! یہ بتائیں کہ نماز پڑھتے وقت سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصور کر کے نماز پڑھنی چاہیے کہ نہیں؟ آپ نے جواب دیا: کمال کر دیا، فرمایا کہ

ہر کس کہ در نماز نہ بیند جمال دوست
فتویٰ ھمی دھم کہ نمازش قضا کند

خواجہ صاحب نے فرمایا: جو بندہ حالت نماز میں سرکار کا دیدار کر کے نماز نہیں پڑھتا، جمال دوست نہیں دیکھتا، اس کے لیے میں فتویٰ دیتا ہوں کہ اس کی نماز نہیں ہوئی، نماز دوبارہ پڑھے۔ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
تیری نماز بے سرور تیرا امام بے حضور
ایسی نماز سے گزرا ایسے امام سے گزر

عارفوں کے بادشاہ سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

باجھ حضوری تے نہیں منظوری توڑے پڑھن بانگ صلاتاں ھو
روزے نفل نماز گزارن توڑے جاگن ساریاں راتاں ھو

باجھ قلب حضور نہ ہووے توڑے گڈن سے زکوتاں ھو
باجھ فنا رب عزوجل حاصل ناھیں حضرت باھو تے ناں تاثیر جماعتاں ھو

حضرات وہابی کہتے ہیں کہ نماز میں سرکار کا خیال آ جائے تو نماز نہیں ہوتی مگر صحابہ کرام نے عمل کر کے بتا دیا کہ نبی نماز سے نکل جائے تو نماز ہوتی نہیں' میاں تمہاری نماز کو مانیں یا ان عاشقوں کی مانیں جن کی نمازیں دیکھ کر فرشتے بھی عش عش کر اُٹھتے تھے' یار وہ نماز نماز ہی نہیں جو حسین کے نانے کے عشق میں ڈوب کر نہ پڑھی جائے۔ صحابہ فرماتے ہیں کہ قریب تھا کہ ہم نماز میں دیدار کی لذت لیتے' نماز توڑ بیٹھتے' جب سرکار کے جلوے سامنے آئے تو عقل اور عشق کے مفتی کی جنگ چھڑ گئی' عقل کا مفتی کہنے لگا: خبردار! کعبہ سے چہرہ نہ پھیرنا نہیں تو نماز ٹوٹ جائے گی' لیکن عشق کے مفتی نے فتویٰ دیا کہ

نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

عقل کا مفتی بولا: خبردار! چہرے بائیں طرف نہ پھیرنا کیونکہ کعبہ تو عین سامنے ہے' مگر عشق کا مفتی بولا: کوئی بات نہیں! چہرے پھیر لو اگر کعبہ سامنے ہے تو بائیں طرف کعبہ کا کعبہ جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ جود ہے' امام عاشقاں بولے کہ

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبہ کا کعبہ دیکھو
غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

عقل ہار گئی' عشق جیت گیا' چہرے پھر گئے' سمتیں چھوٹ گئیں' یہ تو مقتدیوں کا حال تھا امام کا کیا حال تھا؟ صدیق اکبر بھی سرکار کے نوری جلوے دیکھ چکے تھے' امام صداقت نے سمجھا کہ شاید فاطمہ کا بابا مسجد نبوی میں تشریف لا رہے ہیں' آپ نے بھی مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے آنے کا پروگرام بنایا۔ سبحان اللہ! حضرات امام اور مقتدی عبادت رب عزوجل کی کر رہے ہیں مگر ع

مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کر رہے ہیں' صحابہ نے قیامت تک آنے والے نمازی مسلمانوں کو سبق دے دیا کہ جس عبادت میں تعظیم مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ ہو وہ عبادت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں۔ نجدی کہتے ہیں کہ نبی کا خیال نماز میں شرک ہے' حضرات کتنا گندہ عقیدہ ہے ان بدنصیبوں کا' امام عاشقاں نے بڑی پیاری بات فرمائی کہ

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب ﷺ
اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے
ظالموں محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

حضرات جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز میں صحابہ کرام کو اپنی تعظیم کرتے دیکھا تو یہ نہیں فرمایا: صحابہ! تمہاری نماز ٹوٹ گئی ہے' نا بلکہ کریم آقا صحابہ کی اس ادا پر خوش ہوئے۔ حضرت انس فرماتے ہیں: ''فاشار الینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اتموا صلاتکم'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری طرف اشارہ فرمایا کہ صحابہ جو کچھ کیا ہے ٹھیک کیا ہے' اب اپنی نماز پوری کرو۔

(بخاری شریف حدیث: ۶۵۱' مسلم شریف حدیث: ۸۴۸' بخاری شریف ج ۱ ص ۱۹۳)

حضرات توجہ کرو! صحابہ کے رُخ بھی پھر گئے' مصلیٰ بھی چھوٹ گیا' سرکار کا دیدار بھی ہو گیا' سب کچھ ہوتا رہا مگر نماز پھر بھی قائم رہی' سرکار نے فرمایا: باقی نماز مکمل کرلو' گر نبی کے خیال سے نبی کی تعظیم سے نماز ٹوٹ جاتی تو آمنہ کا لال صحابہ کو حکم فرماتا: نماز دوبارہ پڑھو' مگر فرمایا: نماز مکمل کرو۔ سبحان اللہ!

ساڈا تے ظہوری ایہو دین تے ایمان اے
پیار کملی والے دا عبادتاں دی جان اے
ہور باقی گلاں ایویں قصے تے کہانیاں
سد لو مدینے آقا کرو مہربانیاں

علامہ امام ابویعلیٰ نے مسند ابو یعلیٰ کے اندر قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں یہ روایت نوٹ فرمائی ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میدانِ بدر میں تین سو تیرہ صحابی لے کر کفار کے مقابلے میں گئے تو کفار گیارہ سو آ گئے' پھر جدید اسلحہ سے لیس' مگر قربان جاؤں محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں پر اسلحہ کوئی نہیں' تلواریں کوئی نہیں' نیزے اور برچھے کوئی نہیں' کسی یہودی نے میرے نبی کے صحابہ کو طعنہ مارا: او مسلمانو! خیال کرو مکہ کے پہلوانوں سے لڑنے جا رہے ہو' ان کے پاس بڑا اسلحہ ہے' بڑا لڑائی کا سامان ہے' تم نہتے ہو تمہارے پاس تیر اور تلواریں کوئی نہیں' لڑائی کا سامان کوئی نہیں۔ ایک صحابی نے جواب دیا: اُو یہودیا! تو پریشان نہ ہو' ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں' فکر نہ کر ان کو ساز و سامان پر ناز ہے' ہمیں ایمان پر ناز ہے' جب سرکار میدانِ بدر پر پہنچے تو کافروں نے اپنے ساتھیوں میں اعلان کیا: ساتھیو! پریشان نہ ہو ہماری مدد کے لیے مکہ شریف سے اور بھی فوجیں آ رہی ہیں۔ ایک صحابی نے عرض کی: آقا! کافر گیارہ سو ہیں ہم تین سو تیرہ ہیں' ان کے مزید ساتھی ان کی مدد کے لیے آ رہے ہیں' آقا! آپ بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں' آپ بھی اپنے پیارے رب العالمین سے عرض کریں: مولا کریم! ہماری بھی مدد فرما! سرکار مسکرا پڑے' میرے آقا نے چہرہ والضحیٰ آسمانوں کی طرف بلند کیا اور عرض کی: مولا کریم! تو دیکھ رہا ہے کہ میرے غلام تھوڑے اور کمزور ہیں' کافر زیادہ اور اسلحے سے لیس ہیں' اے پیارے رب العالمین! اگر یہ میرے غلام یہ مسلمانوں کی کمزور جماعت ہلاک ہو گئی تو دنیا میں تیرا سجدہ کرنے والا' تیری پوجا کرنے والا کوئی نہیں رہے گا' لہٰذا میرے مریدوں کی مدد فرما! اللہ تعالیٰ نے یار کو فرمایا: سجناں! گھبرا نہیں ہم تیرے غلاموں کی ضرور مدد کریں گے اور میدانِ بدر میں فتح تیرے غلاموں کی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے پ ۹' الانفال: ۹ میں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ'' اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! جب تم اپنے رب عزوجل سے فریاد کرتے تھے ''فَاسْتَجَابَ

لکُمْ'' اس نے تمہاری فریاد سن لی ''اِنِّی مُمِدُّکُمْ'' کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں۔

(تفسیر نور العرفان ص۲۸۲)

اللہ تعالیٰ نے آواز ماری: جبریل! عرض کی: جی ربِ جلیل! فرمایا: یار میدانِ بدر میں مجھے مدد کے لیے بلا رہا ہے' لہٰذا ایسے کرو ایک ہزار فرشتہ لے کر یار کی مدد کے لیے میدانِ بدر میں جاؤ۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی: مولا! چلا جاتا ہوں مگر کملی والے نے بلایا تجھے ہے' پر بھیج تو ہمیں رہا ہے۔ خالق کائنات نے فرمایا: جبریل! تمہارا جانا یار کی مدد کرنا یہ حقیقت میں میری ہی مدد ہے' لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ کبھی میں ڈائریکٹ مدد کرتا ہوں کبھی اِن ڈایریکٹ کرتا ہوں' اگر وسیلہ کے بغیر مدد کروں وہ بھی حق ہے' اگر وسیلہ سے مدد کروں وہ بھی حق ہے۔ حضرات ایمان داری سے جواب دینا اگر اللہ تعالیٰ جبریل اور فرشتے بھیج کر یار کی مدد کر سکتا ہے' کیا وہ خالق کائنات ہماری مدد کے لیے نبی علی کو نہیں بھیج سکتا؟ بھیج سکتا ہے بلکہ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ

مشکل ویلے حضور نوں سد ماریں
مشکل آقا دوبارا نئیں آون دیندے
جس دم چہرہ دربار دے ول ہووے
سر تے بھار اُوہ بھارا نئیں آون دیندے
میرے آقا کریم لجپال سرور
گردش اندر ستارا نئیں آون دیندے
ناصر شاہ میں آقا دے گیت گانا
آقا مینوں خسارا نئیں آون دیندے

حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا حکم سن کر ایک ہزار فرشتوں کو لے کر میدانِ [بد]ر میں پہنچ گئے اور بھی فرشتے آئے' جب اسلام اور کفر کی پہلی جنگ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے [آپ]کے سپاہیوں کو فتح اور نصرت عطاء فرمائی' جب کافر شکست کھا گئے' سرکار کو بڑی خوشی

ہوئی' اُدھر نماز عصر کا وقت ہو گیا' سیدنا بلال نے اذان پڑھی' سارے صحابہ جمع ہو گئے' سارے فوجی اور سپاہی نماز کے لیے جمع ہو گئے' میرے آقا نے جماعت کرائی' جبریل علیہ السلام نے فرشتوں سے فرمایا کہ سرکار غلاموں کو جماعت کرا یئے ہم جس مقصد کے لیے آئے تھے وہ حل ہو گیا ہے' چلو آسمانوں کی طرف چلتے ہیں' اپنے اپنے ٹھکانے پر چلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رپورٹ پیش کرتے ہیں' مولا کریم! تیری مہربانی سے غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیت گئے' ان کو فتح اور کامیابی مل گئی ہے۔ فرشتوں نے کہا: حضور! آپ ہمارے سردار اور امیر ہیں جیسے حکم' حضرت جبریل علیہ السلام نور کے گھوڑوں پر سوار ہو کر آسمانوں کی طرف پرواز کرنے لگے' فرشتے بھی ساتھ ہیں' اُدھر خالق کائنات نے پہلے آسمان کے ناظم فرشتے کو فرمایا: او آسمان اوّل کے فرشتے! عرض کی: جی رب جلیل! فرمایا: فوراً آسمانِ اوّل کے دروازے بند کر دے اور خبردار! جبریل اور اس کے ساتھیوں کو اندر نہ آنے دینا' عرض کی: مولا کریم! وجہ کیا ہے؟ حالانکہ جبریل اور فرشتوں کا ٹھکانہ تو آسمان ہیں' وہ تو اپنے گھر آ رہے ہیں' پھر دروازے کیوں بند کروا رہا ہے؟ خالق کائنات نے فرمایا: ٹھیک کہتے ہو مگر جبریل آسمانوں پر میرے یار کی اجازت کے بغیر آ رہا ہے' میں برداشت نہیں کر سکتا' میرے یار کا دربان ہو' میرے یار کا خادم اور چوکی دار ہو اور سردار سے اجازت کے بغیر آ جائے۔ سبحان اللہ! آسمانِ اوّل کے ناظم فرشتے نے دروازے بند کر دیئے' جبریل علیہ السلام نے دروازے پر آواز ماری: بھائی ناظم صاحب! میں جبریل ہوں یہ میرے ساتھ فرشتے ہیں' دروازہ کھولو! اندر سے آواز آئی سردار! آج دروازہ اس وقت کھلے گا جب سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت لے کر آئے گا۔ اللہ اکبر! حضرت جبریل علیہ السلام پھر نوری گھوڑے پر سوار ہو کر میدان بدر میں آ گئے' سرکار ابھی جماعت کرا رہے ہیں' حضرت جبریل علیہ السلام سرکار کے سامنے آئے اور مسکرانا شروع کر دیا اور زبانِ حال سے عرض کی: آقا! میں تو سمجھا تھا آپ سے اجازت کی ضرورت نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے تو آسمانوں کے دروازے ہی بند

دیئے ہیں' حکم ہوا ہے کہ جب تک نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہیں دیں گے تیرے لیے دروازے بند ہیں' سوہنیا! آج تیرے مقام کا پتہ چلا ہے۔ آقا اللہ تعالیٰ آپ سے کتنی محبت فرماتا ہے' آپ اللہ تعالیٰ کے کتنے محبوب ہیں' اب سرکار نماز پڑھاتے پڑھاتے جبریل علیہ السلام کی بات سن کر مسکرا پڑے۔ سبحان اللہ! جب جماعت ختم ہوگئی تو صدیق اکبر' فاروق اعظم سرکار کے تین سو تیرہ صحابی سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں: آقا! آپ دورانِ نماز مسکرا کیوں رہے تھے؟ سبحان اللہ! حضرات سوچیے! سرکار ہیں امام' تین سو تیرہ صحابی ہیں مقتدی' اب صحابہ کو کیسے پتہ چل گیا کہ سرکار مصلیٰ پر کھڑے کھڑے مسکرا رہے ہیں۔ آپ تجربہ کر کے دیکھ لیں' امام نماز پڑھا رہا ہو تو دورانِ نماز مسکرائے یا غصہ کرے' مقتدیوں کو پتہ نہیں چلے گا' پتہ چلا صحابہ جب نماز پڑھتے تھے' نماز رب عزوجل کی ہوتی تھی لیکن نگاہیں جلوۂ یار پر رہتی تھی' لیکن نجدی بدنصیب کہتے ہیں کہ نبی کے خیال سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

وہ جسے دید کا اک جام پلا دیتے ہیں
فرش تا عرش سبھی پردے اُٹھا دیتے ہیں
میرے محبوب کے دیوانے نیازی اکثر
نام محبوب پہ ہر چیز لٹا دیتے ہیں

صحیح بخاری شریف میں یہ حدیث موجود ہے کہ جب جماعت کا ٹائم آتا تو سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مصلے پر کھڑے ہو کر جماعت کراتے تو سرکار کا ایک صحابی پہلی صف میں سرکار کے پیچھے نہیں کھڑا ہوتا بلکہ پہلی صف میں دائیں طرف کونے میں کھڑا ہوتا تھا' حالانکہ مسئلہ یہ ہے کہ امام کے پیچھے کھڑا ہونے سے ثواب زیادہ ملتا ہے' جتنا امام کے پیچھے سے دور ہوتا جائے گا' ثواب میں کمی آتی جائے گی' ایک دن ایک صحابی نے ان کو کہا: بھائی! تم سب سے پہلے مسجد میں آتے ہو' بجائے پیچھے کھڑا ہونے کے تم دائیں طرف کونے میں چلے جاتے ہو' جان بوجھ کر ثواب کم لیتے ہو' وہ صحابی مسکرا پڑا' فرمایا: بھائی! تم

ثواب زیادہ لے لیا کروں میں تو دائیں طرف ہی کھڑا ہوا کروں گا۔ اس صحابی نے فرمایا: بات کیا ہے؟ تو دائیں طرف کھڑے ہونے والے صحابی نے فرمایا: بھائی! بات یہ ہے کہ میں دائیں طرف پہلی صف میں اس لیے کھڑا ہوتا ہوں کہ ساری نماز میں اوّل سے لے کر آخر تک میں نماز بھی پڑھتا رہوں اور چہرۂ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار بھی کرتا رہوں' میں ڈبل ثواب لیتا ہوں' خدا عزوجل کی عبادت کا اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے کی زیارت کا۔ سبحان اللہ! (ایمان کا مرکز ومحور ص ۱۰۱)

کہہ دوں میری آنکھ نے کیا دیکھا ہے
ہر دیکھنے والے سے سِوا دیکھا ہے
دیکھا تو بہت کچھ مگر اتنا ہے یاد
صورت میں محمد ﷺ کی خدا دیکھا ہے

عدل وانصاف

علامہ کاشفی روضۃ الشہداء میں لکھتے ہیں' شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت میں لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال سے ایک دن یا دو دن پہلے جب آپ کی طبیعت کو کچھ سکون آیا تو آپ نے حضرت فضل بن عباس کو بلایا' میرے آقا نے فرمایا: فضل! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: مجھے سہارا دے کر ذرا مسجد نبوی میں لے چلو' حضرت فضل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقدس ہاتھ پکڑ کر مسجد میں لے آئے' جب سرکار مسجد میں پہنچے تو آپ منبر ختم نبوت پر بیٹھ گئے' پھر فرمایا: فضل! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: ایسے کرو مدینہ شریف کی گلیوں اور بازاروں میں اعلان کر دو کہ مسلمانو! تمہیں اللہ تعالیٰ کا آخری رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد نبوی میں بلا رہا ہے۔ حضرت فضل سرکار کا حکم سن کر مدینہ شریف میں اعلان کرنے لگے کہ لوگو! تمہیں اللہ تعالیٰ کا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد نبوی میں یاد فرما رہا ہے' لوگ اعلان سن کر اپنے کام کاج چھوڑ کر مسجد نبوی کی طرف آنا شروع ہو گئے' کوئی چل کر آ رہا ہے کوئی دوڑ کر آ رہا ہے کوئی سہارا لے کر آ رہا

ہے کہ دیکھیں سرکار نے ہمیں کیوں یاد فرمایا ہے' خیر تو ہے؟ حضرت فضل فرماتے ہیں:
جب میں مسجد نبوی میں پہنچا تو کیا دیکھا کہ سرکار منبر پر جلوہ فرما ہیں' مسجد نبوی غلامانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اندر اور باہر سے کھچا کھچ بھری ہوئی ہے' صدقے جاؤں ان صحابہ کے مقدروں پر جن کو ہر روز سرکار کے جلوے نصیب ہوتے تھے' کوئی خرچہ نہیں' کوئی ویزہ نہیں' کوئی پاسپورٹ نہیں' جب چاہا جس وقت چاہا سرکار کا دیدار کر لیا' آج ہم لاکھوں روپے بھر کے سفر کی تکلیفیں برداشت کر کے جاتے ہیں' مگر جلوۂ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نصیب نہیں ہوتا' صرف دیواریں نظر آتی ہیں' صحابہ روضہ کی دیواریں نہیں یار کی بہاریں دیکھتے تھے' دعا کرو اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس عربی ماہی کے جلوے نصیب فرمائے!
کسی عاشق نے رو کر سرکار کی بارگاہ میں بڑی پیاری بات عرض کی کہ

ایسا نقش پکے تیرا محبوبا مونہوں بولاں تے سامنے توں ہوویں
اَنکھ میٹاں تے ہواں میں کول تیرے انکھ کھولاں تے سامنے توں ہوویں
ایناں ڈاڈھیاں اوکھیاں راہواں تے میں ٹرپیا تیرے سہاریاں تے
میرا خیال رکھیں میرے محبوبا جدوں ڈولاں تے سامنے توں ہوویں

حضرت فضل فرماتے ہیں: میں بھی مسجد میں آ کر بیٹھ گیا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منبر شریف پر بیٹھ کر خطبہ پڑھا' پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی' پھر آپ نے اتنا درد ناک وعظ فرمایا کہ ہر صحابی کی آنکھ میں آنسو' ہر بندے کا دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپنے لگا' پھر سرکار نے فرمایا: لوگو! میں نے نبوت کے تئیس سال تمہارے اندر گزارے ہیں' ذرا بتاؤ تو سہی! میرا تمہارے ساتھ کیسا برتاؤ اور سلوک رہا ہے؟ ایک صحابی اُٹھ کے کھڑے ہو گئے' عرض کی: آقا! آپ ہمارے ساتھ ایسے پیار کرتے تھے جیسے مہربان باپ اپنی اولاد سے پیار کرتا ہے' جیسے شفیق بھائی اپنے بھائی پر شفقت فرماتا ہے' آپ نے ہمیں اپنے رب عزوجل کی طرف دعوت دی' آپ نے ساری زندگی ہماری بہتری کے لیے سوچتے گزار دی' اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے اس کا بہترین صلہ اور

بدلہ عطاء فرمائے! سرکار صحابی کی بات سن کر مسکرا پڑے اور دعا دی' پھر میرے آقا نے صحابہ سے فرمایا: میرے غلامو! میں نے جتنا بھی تمہارے پاس وقت گزارا ہے' بڑا اچھا گزارا ہے' تم لوگ بڑے اچھے اور پیارے ہو' میں نے تمہیں اللہ تعالیٰ کے سارے احکامات پہنچائے' تمہیں بتایا کہ یہ حرام ہے یہ حلال ہے' یہ کام کرو گے تو اللہ تعالیٰ راضی ہوگا' یہ کرو گے تو ناراض ہوگا' اب میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ میری اور تمہاری جدائی کا وقت قریب آ گیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک دو دن بعد میری تمہاری جدائی ہو جائے۔ اللہ اکبر! حضرات جب اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مریدوں کو یہ بات فرمائی تو سارے صحابہ کی چیخیں نکل گئیں' صحابہ کہنے لگے: سوہنیا! یہ کیا فرما رہے ہو؟ میرے آقا نے فرمایا: میرے غلامو! میں ٹھیک کہہ رہا ہوں' اب میں زیادہ دیر تمہارے پاس نہیں رہوں گا' رو نہیں صبر کرو اور میری چند باتیں توجہ سے سنو۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لوگو! میں چلا جاؤں تو اسلام کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا' ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھانا' ایک دوسرے پر ظلم زیادتی نہ کرنا' یتیموں سے پیار کرنا' ہمسایوں کی قدر کرنا' ماں باپ کے ساتھ محبت کرنا' بڑوں کا احترام کرنا' چھوٹوں سے پیار کرنا' اللہ تعالیٰ کے اور بندوں کے حقوق کما حقہ ادا کرنا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لوگو! اگر تم میں سے کسی آدمی نے مجھ سے کوئی قرضہ لینا ہو' کوئی اپنا حق لینا ہو تو لے سکتا ہے' میں اس آدمی سے بڑا خوش ہوں جو مجھ سے اپنا حق آج ہی لے لے' اگر میں نے کسی کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی کی ہے' شرم نہ کرے اُٹھے اپنا بدلہ لے' اگر میں نے کسی کو بے قصور مارا ہے تو اُٹھے وہ بھی مجھ سے اپنا بدلہ لے لے۔ سرکار نے فرمایا: میرے صحابہ یہ باتیں میں رسماً اور دکھلاوے کے لیے نہیں کہہ رہا' حقیقت میں کہہ رہا ہوں' یہ سیاسی باتیں نہ سمجھنا' میری باتیں حقیقی باتیں ہیں۔ پھر سرکار نے فرمایا: شرم نہ کرو اُٹھو جس نے اپنا حق لینا ہے وہ اُٹھ کے لے لے' میرے صحابہ یہ نہ سمجھنا میں اس بندے سے ناراض ہوں گا جو مجھ سے اپنا حق مانگے گا' خدا عزوجل گواہ ہے کہ میں ناراض نہیں بلکہ

خوش ہوں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب بار بار یہ اعلان فرمایا تو مجمع میں ایک سرکار کا صحابی کھڑا ہو گیا' عرض کی: آقا! آپ نے ایک دن مجھ سے تین درہم بطور قرض لے کر کسی فقیر کو عنایت فرمائے گا اور آپ نے وعدہ فرمایا تھا جب پیسے آئیں گے تو تیرا قرضہ ادا کر دیا جائے گا' آقا! وہ مجھے تین درہم ابھی نہیں ملے' مجھے عنایت فرما دیجئے۔ سرکار سن کر بڑے خوش ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطاء فرمائے! میرے آقا نے فرمایا: فضل! عرض کی: جی آقا! فرمایا: اس کو تین درہم دے دو' عرض کی: جی آقا! حضرت فضل نے تین درہم اس صحابی کو عطاء فرما دیئے۔

(تاریخ ابن کثیر ج ۵ ص ۲۰۴' معارج النبوت ج ۳ ص ۴۸۹۔۴۹۰' مدارج النبوت ج ۲ ص ۷۲۳)

حضرات! ہے نبیوں کا سلطان مگر فرما رہا ہے جس نے قرضہ لینا ہو اُٹھ کر مطالبہ کر سکتا ہے' یہ میرے آقا نے اُمت کی تعلیم کے لیے خطبہ دیا' سرکار نے اشارہ فرما دیا: لوگو! جب دنیا سے آنا تو اپنا دامن قرضے سے دھو کے آنا کیونکہ مقروض بندہ فوت ہو جائے' اس کی روح زمین اور آسمان کے درمیان لٹکی رہتی ہے' میرے آقا مقروض کا جنازہ نہیں پڑھاتے تھے' سرکار فرمایا کرتے: پہلے مرنے والے کا قرضہ اتارو' پھر میں جنازہ پڑھاؤں گا۔ لیکن افسوس آج کل لوگ دوستوں کے لاکھوں کروڑوں روپے لے کر ملک چھوڑ جاتے ہیں یا بد معاشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں: میں نہیں دیتا جو بگاڑنا ہے میرا بگاڑ لو۔ حضرات! وہ لوگ اللہ تعالیٰ کا خوف کھائیں' مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ جو بندہ کسی بندے کے دو پیسے دبا جائے نہ دے تو قیامت والے دن اس کی سات مہینے کی مقبول نمازیں لے کر اس کو دے دی جائیں گی' جس کا اس نے قرضہ دینا ہے' اگر اس کے پاس نماز کا خزانہ نہ ہوا تو سات مہینے کے گناہ اس کے سر پر ڈال دیئے جائیں گے جس نے قرضہ دینا ہے۔ حضرات جب دو پیسوں کا اتنا وبال اور عذاب ہے' سوچئے! جو کسی مسلمان بھائی کے لاکھوں روپے کھا جائے' قیامت والے دن اس کا کیا حشر ہو گا' اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرضوں سے بچائے اور

اگر کسی سے لے لیا ہے تو کماحقہ اس کا قرضہ واپس کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!
تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے حضرت فضل نے وہ قرضہ ادا کر دیا' پھر میرے آقا نے فرمایا: صحابہ اور ہے تم میں سے کوئی جس نے کسی قسم کا مجھ سے کوئی حق لینا ہو؟ اگر کوئی ہے تو وہ کھڑا ہو جائے۔ سرکار نے جب یہ بات فرمائی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ وہ کھڑے ہو گئے' حضرت عکاشہ نے ہاتھ باندھ کر بڑے ہی ادب سے عرض کی: سوہنیا! تیرے قدموں پر میرے ماں باپ قربان! میرا دل تو نہیں کرتا تھا کہ میں اُٹھ کے کچھ عرض کروں لیکن آپ نے جب بار بار حکم فرمایا تو میں مجبوراً اُٹھ کے کھڑا ہوا ہوں' سرکار گزارش یہ ہے کہ جب آپ میدانِ بدر میں سپاہیوں کا نظارہ فرما رہے تھے تو میں نے دیکھا تو میں اپنی اونٹنی سے نیچے اترا تاکہ آپ کو قدموں کو بوسہ دوں' آپ کے قدموں کو چوموں تاکہ میری محبت کی معراج ہو جائے لیکن آپ نے چھڑی اُٹھائی اور میری کمر میں ماری' میری پشت پر ماری' اب پتہ نہیں آپ نے ماری کیسے؟ جان بوجھ کر ماری یا اونٹنی کو مارنے لگے مجھے لگ گئی؟ آقا مجھے اس چھڑی سے بڑی تکلیف ہوئی' میں ادب سے خاموش ہو گیا' لیکن اب آپ نے حکم فرمایا ہے تو میں بڑی مشکل سے کھڑا ہوا ہوں' میں اس کا بدلہ لینا چاہتا ہوں' سرکار نے سنا تو مسکرا پڑے' غصہ نہیں فرمایا' جلدی میں نہیں آئے' یہ نہیں فرمایا: عکاشہ! کچھ خیال کرو میں تمہارا پیر ہوں' میں تمہارا آقا اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں' پھر بیمار ہوں تم ایسی باتیں کر رہے ہو؟ ناں مجھے مدینے والے کی زلفوں کی قسم! سرکار نے یہ نہیں فرمایا بلکہ حسنین کا نانا فاطمہ کا بابا مسکرا پڑا' مسکرا کر فرمایا: عکاشہ! میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ کسی کو جان بوجھ کر ماروں' تیری بڑی مہربانی کہ تو نے دنیا میں ہی اپنا بدلہ مانگ لیا ہے' قیامت والے دن تک یہ بات نہیں لے گئے' نہیں تو قیامت کے دن سارے نبیوں ولیوں کے سامنے بدلہ دینا پڑتا' صدقے جاؤں صدیق اکبر کے یار' کائنات کا بادشاہ ہو کر معصوم ہو کر ساری کائنات کا آقا و مولا ہو کر بھی بدلے دے رہا ہے' سوچو! ہم نے کتنے

لوگوں کے دلوں کو دُکھایا ہے' کتنے لوگوں کے ساتھ زیادتیاں کی ہیں' ہمارا قیامت کے دن کیا بنے گا؟ قلندر کھڑی فرماتے ہیں کہ

چٹی چادر عملاں والی تے داغ نہ لاویں جُلیاں
تے روزِ قیامت ایہہ نہ آکھیں تے ہائے رہا کی بَنیاں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عکاشہ! جانتے ہو وہ چھڑی وہ لکڑی کیسی تھی؟ حضرت عکاشہ نے عرض کی: مولا! ہاں جانتا ہوں' وہ تُرکستان سے کسی غلام نے آپ کی بارگاہ میں ہدیہ بھیجی تھی۔ سرکار نے سن کر فرمایا: بلال! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: وہ چھڑی میری بیٹی فاطمۃ الزہراء کے گھر میں موجود ہے' جاؤ! وہ چھڑی اُٹھا کر لے آؤ۔ حضرت بلال' سیّدہ فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے' سیّدہ کی بارگاہ میں سلام عرض کی' پھر عرض کی: بیٹی! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ ترکستان والی لکڑی کی چھڑی منگوائی ہے جو سرکار نے آپ کو عطاء فرمائی تھی۔ سیّدہ فاطمہ نے فرمایا: چچا بلال! خیر تو ہے؟ حضرت بلال نے ہاتھ باندھ کر عرض کی: بی بی جی! آپ کے ابو کا حکم تھا اس لیے میں حاضر ہوا ہوں' فرمایا: چچا! میرے ابو تو بیمار ہیں' آپ کی طبیعت ناساز ہے' اس بیماری میں اس چھڑی کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے؟ حضرت بلال نے عرض کی: بیٹی! وہ چھڑی ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک صحابی کو ماری تھی' سرکار دنیا میں اس کا بدلہ دینا چاہتے ہیں۔ سیّدہ نے سنا تو آہیں نکل گئیں' رو کر فرمایا: چچا بلال! وہ کون سا انسان ہے جو علیل اور بیمار ہونے کے باوجود میرے ابو سے بدلہ لینا چاہتا ہے؟ سیّدہ کی بات سن کر حضرت بلال نے سارا واقعہ سنایا' سیّدہ نے وہ چھڑی اُٹھا کر حضرت بلال کو دی' پھر امام حسن اور امام حسین کو فرمایا: بیٹا حسنین! عرض کی: جی امی جی! فرمایا: بیٹا! مسجد نبوی میں جاؤ! ایک آپ کے نانے کا صحابی آپ کے نانے سے بدلہ لینا چاہتا ہے وہ آپ کے بابے کو کوڑا مار کر چھڑی مار کر اپنا بدلہ لینا چاہتا ہے' بیٹا نانے کی خاطر اگر سو سو کوڑے بھی کھانے پڑیں تو کھا لینا مگر نانے کو تکلیف نہ آنے دینا۔ حسنین کریمین نے عرض کی: امی جی! آپ فکر نہ

کریں! ہم اپنی جان دے دیں گے مگر نانے کو تکلیف نہیں آنے دیں گے۔ حضرت بلال وہ چھڑی لے کر چل پڑے' امام حسن اور امام حسین بھی ساتھ چل پڑے' امام حسن کی عمر مبارک آٹھ سال ہے' امام حسین کی عمر مبارک سات سال ہے' سیدنا بلال چھڑی لے کر چلتے بھی جاتے ہیں اور روتے بھی جاتے ہیں اور کہتے بھی جاتے ہیں کہ ہائے میرے آقا کے نوری جسم پر یہ چھڑی لگے گی' بلال تو جیتے جی مر جائے گا۔ بلال کی زندگی میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف پہنچے پھر میری غلامی کا تو کوئی فائدہ نہیں' یہ سوچتے جا رہے ہیں کہ مسجد بھی آ گئی' حضرت بلال نے وہ چھڑی سرکار کی خدمت میں پیش کی' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ چھڑی لے کر حضرت عکاشہ کے حوالے کر دی' پھر فرمایا: عکاشہ یہی تھی ناں وہ چھڑی جو تیری پشت پر لگی تھی؟ عرض کی: آقا! بالکل یہی تھی' میرے آقا نے فرمایا: اچھا! پھر اُٹھو یہ میری پشت حاضر ہے' ویسے ہی زور سے مارنا جیسے میں نے تمہیں ماری تھی۔ صدقے جاؤں کملی والیا تیری عظمت پر تیرے انصاف پر' موت کے لمحات قریب ہیں وفات کا وقت قریب ہے' شدت سے بخار ہے مگر بدلہ دینے کے لیے اپنی مقدس پشت حاضر فرما رہے ہیں۔ حضرت عکاشہ نے جب چھڑی پکڑ لی تو ساری محفل میں سناٹا طاری ہو گیا' ہر صحابی سوچنے لگا کہ یہ کیا ہو رہا ہے' اللہ تعالیٰ خیر فرمائے! کہیں اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے' کہیں زمین آسمان پر لرزہ نہ طاری ہو جائے' کہیں فرش عرش رونے نہ لگ جائیں۔ حضرات! جب حضرت عکاشہ نے کوڑا پکڑا تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اُٹھ کے کھڑے ہو گئے' دونوں صحابہ نے رو کر فرمایا: عکاشہ! تمہیں اللہ تعالیٰ کی عزت کا واسطہ! کوڑا مار کر سرکار کو تکلیف نہ دینا' ہم حاضر ہیں ہمیں ایک کوڑے کے بدلے پانچ سو کوڑے مار لے مگر آمنہ کے لال کو تکلیف نہ دے' اللہ تعالیٰ کا پیارا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام چند گھڑیاں ہمارے پاس مہمان ہے' لہٰذا ہماری منت مان لو' بدلہ لینا ہے تو ہم سے لے لو' آمنہ کے لال کو تکلیف نہ دو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ بات سنی تو مسکرا کر فرمایا: ابوبکر عمر بڑی مہربانی' اللہ تعالیٰ آپ دونوں کو جزائے خیر عطاء فرمائے!

عکاشہ کو کوڑا میں نے مارا ہے' لہٰذا اس کا بدلہ بھی میں ہی دوں گا' تم بیٹھ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم تھا بیٹھ گئے' جب صدیق و عمر بیٹھے تو مجمع میں سے مولا علی شیر خدا اُٹھ کے کھڑے ہو گئے' فرمایا: بھائی عکاشہ! میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں' میرے ہوتے ہوئے نبی کے جسم پر کوڑا لگے' علی یہ برداشت نہیں کر سکتا' مہربانی کرو ایک کوڑے کے بدلے مجھے ایک سو کوڑے مار لو مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف نہ دو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کو بھی فرمایا: علی! تیرا شکریہ بیٹھ جا' عکاشہ کو کوڑا میں نے مارا ہے لہٰذا بدلہ بھی میں ہی دوں گا' مولا علی بھی بیٹھ گئے' ادھر حسنین کریمین کھڑے ہو گئے' معصوم ہاتھ باندھ کر فرمایا: چچا! خدا عزوجل کے لیے ہمیں جتنے مرضی آئے کوڑے مار لو مگر ہمارے مقدس نانے کو تکلیف نہ دو' ہمارا نانا بیمار ہے' ہمارے نانے کی طبیعت ناساز ہے' سرکار نے فرمایا: بیٹا حسنین! تم بھی بیٹھ جاؤ' میں جانوں اور عکاشہ جانے کیونکہ تم میرے دل کے سرور ہو' آنکھوں کے نور ہو' فاطمۃ الزہراء کے دل کے ٹکڑے ہو' علی کے دل کے چین ہو' تم کوڑے کھانے کے قابل نہیں ہو۔ اُدھر حضرت عکاشہ ابھی خاموش کھڑے صحابہ کرام کی محبت اور عشق دیکھ رہے ہیں کہ مرید اپنے کامل مرشد سے کتنا پیار کرتے ہیں' سرکار نے فرمایا: عکاشہ! خاموش کیوں کھڑے ہو چھڑی مارتے کیوں نہیں؟ کوڑا مارتے کیوں نہیں؟ اپنا بدلہ لیتے کیوں نہیں؟ حضرت عکاشہ نے عرض کی: سوہنیا! میں تو بدلہ لینے کے لیے تیار ہوں لیکن بدلہ لوں کیسے؟ جب آپ نے میرے جسم پر چھڑی ماری تھی میرا جسم ننگا تھا' آپ کے جسم پر کملی ہے' سبحان اللہ! کون سی کملی جس کی قسمیں خالق کائنات قرآن میں اُٹھاتا ہے: ''یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ'' اے مزمل کی کملی اوڑھنے والے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! ''یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ'' اے مدثر کا کمبل اوڑھنے والے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! سرکار نے فرمایا: عکاشہ! میں ابھی کملی ہٹا دیتا ہوں' فرمایا: اب آؤ اپنا بدلہ لو' عرض کیا: سوہنیا! میں تیار ہوں' سرکار نے اپنی پشت مبارک پھیر کر جب پشت انور سے مقدس ردا اُٹھایا تو صحابہ کرام کی چیخیں نکل گئیں' حوریں رونے لگ گئیں' فرشتے تڑپنے لگے'

صدیق و عمر پر رعشہ طاری ہو گیا' مولا علی اور عثمان غنی پر غشی کا عالم طاری ہو گیا' حسنین کریمین زمین پر تڑپنے لگے' مگر صدقے جاؤں اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر' آپ کی پیشانی پر ذرا بھی ملال نہیں آیا' پریشانی نہیں آئی۔ حضرت عکاشہ نے جب سرکار کی پشت انور کو دیکھا' پھر پشت انور پر مہر نبوت کو دیکھا تو چھڑی زمین پر پھینک دی اور سرکار کی مہر نبوت کو چومنا شروع کر دیا' حضرت عکاشہ مہر نبوت کو چومتے بھی جاتے اور روتے بھی جاتے۔

سُٹ تازیانہ جلدی اُٹھیا تے حضرت عکاشہ فی الحال
آ مُہر نبوت تے بوسہ دِتا تے وَھن اکھیں پرنال
جو تکلیف بدن نوں پہنچی تے کرو معاف نبی لجپال
میں سِکدا اھاؤں مُہر دے ویکھن کیتے تے آ ویکھی اکھیاں نال

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عکاشہ یہ کیا؟ تو نے تو بدلہ لینا تھا پر تُو تو مہر نبوت کو بوسے دے رہا ہے' تُو تو میری پشت چوم رہا ہے۔ حضرت عکاشہ نے عرض کی: سوہنیا! تیرے قدموں پر میرے ماں باپ قربان ہوں! کوئی بدنصیب اور ملعون ہی ہوگا جو تجھ سے بدلہ لے گا۔ سرکار نے فرمایا: پھر یہ کیا ہے؟ عرض کی: آقا! بدلے کا بہانہ تھا' مہر نبوت کو چومنے کا نشانہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عکاشہ! یہ اتنی کوشش کر کے بوسہ لیا کیوں ہے؟ عرض کی: آقا! آپ نے ایک دن وعظ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ لوگو! جس کا جسم میرے جسم سے لگ جائے میرے جسم سے ٹچ کر جائے' اس پر اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ حرام کر دے گا' آقا! میں نے تو جہنم سے بچنے کے لیے یہ ساری کوشش کی ہے۔ حضرات! صحابی کا عقیدہ دیکھیے! ہے نمازی ہے تہجد گزار ہے کعبے کا حاجی ہے زمانے کا سخی ہے اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ' پر کہتا کیا ہے؟ کہ آقا میں نے جسم اس لیے چوما ہے کہ مجھے جنت مل جائے' لوگ کہتے ہیں: نبی جنت دے نہیں سکتا مگر صحابی کا عقیدہ یہ ہے کہ جو بندہ سرکار کا جسم چوم لے اللہ تعالیٰ اسے بھی جنت عطاء فرما دیتا ہے۔ امام اہل

سنت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پندرہ سو کتابوں کے مصنف ہیں' پوری زندگی کبھی تہجد' اوّابین' اشراق' چاشت کے نفل قضا نہیں ہوئے مگر جب وصال کا وقت قریب آیا تو کسی نے پوچھا: احمد رضا! قبر کے لیے کیا تحفہ لے کے جا رہے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ

لحد میں عشقِ رُخِ شاہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

میاں محمد صاحب اسی بات کو اپنی زبان میں پیش فرماتے ہیں کہ

لوکاں مینوں آن ڈرایا تے رات قبر دی کالی
پر میں سنیا اوتھے اس نے آونا جھدے موڈھے کملی کالی

پتہ چلا اللہ والوں کو اپنی عبادت' اپنی ریاضت پر ناز نہیں ہوتا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت اور محبت پر ناز ہوتا ہے تو صحابی نے کہا کہ آقا! تیری مہر نبوت اس لیے چومی ہے تا کہ اللہ تعالیٰ مجھے جہنم کی آگ سے بچالے' میرے آقا مسکرا پڑے' مسکرا کر فرمایا: لوگو! اگر کوئی جنتی انسان دنیا میں دیکھنا چاہتا ہے وہ میرے عکاشہ صحابی کو دیکھ لے۔

(روضۃ الشہداء ج ۱ ص ۲۲۲۔ ۲۲۸' حلیۃ الاولیاء ج ۴ ص ۳' ۷' درۃ الناصحین ص ۱۰۶' ضیاء الواعظین ص ۲۲۸۔۲۳۲)

حضرات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ خالق کائنات ہمیشہ حق سچ زندگی بسر کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور جب موت آئے تو سرکار کے نعرے مارتے ہوئے موت کا جام نصیب ہو۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

وفات النبی ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۔ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۔

(پ۸' الاعراف:۳۴)

ترجمہ: جب اُن کا وعدہ (موت کا وقت) آئے گا' ایک گھڑی نہ پیچھے ہو گی نہ آگے۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی ایک آیہ کریمہ کا ایک حصہ حصولِ برکت کے لیے آپ کی خدمت میں تلاوت کیا ہے' انشاء اللہ آج کی محفل میں یہ بات عرض کرنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موت کیسے قبول فرمائی؟ پھر سرکار کا جنازہ مبارک کیسے ہوا؟ اس کے علاوہ عقیدہ اہل سنت کے نکھار کے لیے ضروری

باتیں بھی عرض کروں گا جس سے اہل سنت و جماعت کا عقیدہ نکھر کر سامنے آ جائے گا۔
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ حق سچ بیان کرنے کی توفیق عطاء فرمائے' اور سن سنا کر عمل کی اور استقامت کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین!

حضرات! خالق کائنات نے اس دنیا میں بے شمار انسان بنائے ہیں اور قیامت تک بناتا رہے گا۔ حضرات! اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں صرف مؤمنوں کو مسلمانوں کو ہی تخلیق نہیں فرمایا بلکہ ہر مذہب کے ہر مسلک کے انسان تخلیق فرمائے ہیں' ماننے والوں کو بھی بنایا نہ ماننے والوں کو بھی بنایا' دوست بھی بنائے دشمن بھی بنائے' شکر کرنے والے بھی بنائے ناشکرے بھی بنائے' مؤمن بھی بنائے کافر بھی بنائے' مسلمانوں کو بھی بنایا ہندوؤں' سکھوں' مجوسیوں کو بھی بنایا' اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی میں رنگ برنگے انسان بنائے ہیں' آپ پوری دنیا کا سروے کرلیں' آپ کو طرح طرح کے انسان ملیں گے' کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں اختلاف کرتے ہیں' کچھ لوگ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے اختلاف رکھتے ہیں' کچھ لوگ سرکار کے صحابہ سے اختلاف کرتے ہیں' کچھ لوگ آلِ نبی اولادِ علی سے اختلاف کرتے ہیں' کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے ولیوں سے اختلاف کرتے ہیں' پوری دنیا میں اختلاف ہی اختلاف ہے' پوری دنیا کے انسان کسی بات پر متفق نہیں' مگر حضرات اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ایک ایسی بھی چیز بنائی ہے جس میں کسی انسان کو اختلاف نہیں۔ چاہے وہ یہودی ہے یا عیسائی' وہ سکھ ہے یا ہندو' وہ کافر ہے یا مشرک' وہ مؤمن ہے یا بے ایمان' وہ عربی ہے یا عجمی' وہ پاکستانی ہے یا ہندوستانی' وہ چینی ہے یا سوڈانی' وہ مشرقی ہے یا مغربی' اُس چیز کو سارے مانتے ہیں۔ حضرات آپ جانتے ہیں کہ وہ کیا چیز ہے؟ جس میں کسی انسان کو اختلاف نہیں' کسی کو شک نہیں؟ وہ ہے موت جس کو سارے انسان مانتے ہیں' سب نسل انسانی کا عقیدہ ہے کہ ہم نے مرنا ہے' ایک دن موت آنی ہے' موت کا جام ہر انسان نے ضرور پینا ہے' جو کی دنیا میں آیا ہے اسے ایک دن دنیا چھوڑ کر قبر میں جانا ہے۔ حضرات! اللہ تعالیٰ کے

فضل سے ہم تو مسلمان ہیں' سرکار کے غلام ہیں' ہمارا تو پکا عقیدہ اور ایمان ہے کہ ہم نے مرنا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: لوگو! موت کو بھول نہ جانا کیونکہ جو دنیا میں آیا ہے اس نے موت کا ذائقہ ضرور چکھنا ہے۔ حضرات کوئی مانے یا نہ مانے موت کسی کو چھوڑے گی نہیں' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لوگو! تم جہاں بھی چلے جاؤ موت تمہیں آ کر رہے گی' تمہیں یہ کوٹھیاں یہ بنگلے یہ پہاڑوں جیسے مضبوط گھر' یہ تمہارے باڈی گارڈ تمہیں موت سے بچا نہیں سکتے' کیونکہ ہمارا قانون ہے جب کسی کی موت آ جائے تو ایک لمحہ بھی موت میں دیر نہیں ہو سکتی۔ حضرات بتایئے! اللہ تعالیٰ کا فرمان سچا ہے کہ نہیں؟ بالکل سچا ہے۔ آپ دیکھیں ہمارے سامنے ہر روز کتنے بندے فوت ہو رہے ہیں' کتنے بندوں کو موت اپنا شکار بنا رہی ہے' کتنے لوگوں کے جنازے اُٹھائے جا رہے ہیں' کتنی قبریں کھودی جا رہی ہیں' یہ مال' یہ بنگلے یہ کوٹھیاں یہ کاریں یہ مربے یہ کارخانے یہ جاگیریں یہیں رہ جاتے ہیں' سیٹھ صاحب' چودھری صاحب' ملک صاحب' ٹوانہ صاحب' خان صاحب' شاہ صاحب' مولوی صاحب' حاجی صاحب' نمبردار صاحب قبر میں چلے جاتے ہیں۔ حضرات آج تو کہیں کہیں انسان مر رہے ہیں لیکن ایک وقت ایسا بھی آنے والا ہے کہ ساری دنیا نے فنا ہو جانا ہے' یہ زمین اور آسمان' یہ مشرق اور مغرب' یہ شمال اور جنوب' یہ سمندر اور پہاڑ' یہ چاند ستارے' یہ سورج اور سیارے' حیوانات اور نباتات درندے اور پرندے' انسان اور جنات سب ختم ہو جائیں گے' سب کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ خالق کائنات قرآن مجید فرقان حمید کے پ ۲۷ الرحمٰن: ۲۵۔۲۶ میں ارشاد فرماتا ہے: ''کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ'' زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے'' وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ '' اور باقی ہے تمہارے رب عزوجل کی ذات جو عظمت اور بزرگی والا ہے۔ حضرات پتہ چلا ساری کائنات فانی ہے' اگر باقی رہنے والی کوئی ذات ہے تو وہ پیارے رب العالمین کی ذات پاک ہے۔ وہ لوگ کتنے نادان ہیں جو اولاد پر ناز کرتے ہیں' جو مربے اور مال پر ناز کرتے ہیں' جو خاندان اور برادری پر

کرتے ہیں۔

کسے نال وفائیں کیتی تے اِس دنیا بے اعتباری
نہ محبوب رہیا کوئی ایتھے تے نہ کسی دی سرداری
ایتھے کسے دے پیر نئیں لگے اِیتھوں ٹر گئے وارو واری
اعظم ایتھے دل نہ لاویں نئیں تے رُوسیں ٹردے واری

موت سب کو آنی ہے

حضرات! پتہ چلا کہ موت سب کو آنی ہے' وفات سب نے پانی ہے' پر موت موت میں فرق ہے' حضرت آدم علیہ السلام آئے چلے گئے' حضرت نوح علیہ السلام وہ بھی چلے گئے' حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے چلے گئے' حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے وہ بھی چلے گئے' کائنات کے والی سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے بظاہر آپ بھی تشریف لے گئے' ولی' غوث' قطب' ابدال' قلندر آئے وہ بھی چلے گئے' ایک دن چلے ہم نے بھی جانا ہے۔ مگر حضرات تاریخ اسلام بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی موت اور عام بندے کی موت میں بڑا فرق ہے' عام بندہ گناہ گار بندہ جب مرتا ہے تو اچانک فرشتہ اس کی روح قبض کر لیتا ہے مگر جب اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے کی موت آتی ہے تو اللہ تعالیٰ ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام کو فرماتا ہے: عزرائیل! ملک الموت عرض کرتے ہیں: جی ربِ جلیل! خالق کائنات فرماتا ہے کہ دیکھ فلاں میرے دوست کی فلاں میرے ولی کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے' تو جا اور بڑی محبت سے بڑے پیار سے میرے ولی کی روح قبض کر کے لے آ' خیال کرنا اسے کوئی تکلیف نہ ہونے دینا کیونکہ میں نے دنیا میں اس کے بڑے امتحان لیے ہیں' وہ ہر آزمائش میں پورا اترا ہے' ہر امتحان میں ہر پرچے میں کامیاب ہوا ہے۔ حضرت عزرائیل عرض کرتے ہیں: مولا کریم! جیسے آپ کا حکم' خالق کائنات فرماتا ہے: عزرائیل! میرے دوست کی روح جب قبض کرنا تو عام بندوں کی طرح قبض نہ کرنا بلکہ بڑی شان اور پُر وقار طریقے

سے روح قبض کرنا تاکہ مرنے والوں کی روحوں کو پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے کی روح کس شان سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں آ رہی ہے۔ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ملک الموت اللہ تعالیٰ کا حکم سن کر اس مردِ قلندر کی روح قبض کرنے کے لیے چل پڑتا ہے' جب اللہ تعالیٰ کے ولی کی طرف چلتا ہے تو پانچ سو فرشتے نوری سواریوں پر سوار ہو کر اس کے ساتھ چلتے ہیں' وہ فرشتے اس مؤمن کے لیے جنت کا کفن جنت کی خوشبو اور جنت کے گل دستے جن پر طرح طرح کے پھول لگے ہوتے ہیں اور طرح طرح کی خوشبوئیں نکل رہی ہوتی ہیں' ساتھ لے کر چلتے ہیں' کسی فرشتے کے ہاتھ کستوری کی خوشبو ہوتی ہے' کسی فرشتے کے پاس عنبر کی خوشبو ہوتی ہے' کسی فرشتے کے پاس موتیے کی خوشبو ہوتی ہے' کسی فرشتے کے پاس گلاب کی خوشبو ہوتی ہے' یہ سارا جنتی سامان لے کر اس مردِ قلندر کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ سبحان اللہ! حضرات وہ بندہ کتنے مقدر والا ہوتا ہے جس کی موت کے وقت فرشتے جنت کی خوشبوئیں لے کے آتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے جلیل القدر صحابی ہیں' بڑی شان اور عزت والے صحابی ہیں' وہ فرماتے ہیں: جب خالق کائنات نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا' حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلعت کا تاج عطاء فرمایا تو ملک الموت نے عرض کی: اے پیارے رب العالمین! آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت بلند عہدہ عطاء فرمایا ہے' خلعت کا تاج عطاء کر کے اعلان فرما دیا ہے: "وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا" (پ۵' النساء: ۱۲۵) اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا گہرا دوست بنا لیا ہے۔ خالق کائنات نے فرمایا: عزرائیل! میں نے ابراہیم علیہ السلام کو یہ عہدہ مفت میں عطاء نہیں کیا بلکہ ابراہیم علیہ السلام کو اپنے عشق میں آزمایا ہے' اپنی محبت میں پرکھا ہے' لیکن میرا ابراہیم علیہ السلام ہر پرچے میں ہر امتحان میں کامیاب ہوا ہے' تب جا کر یہ رینک یہ عہدہ میں نے اپنے یار کو عطاء فرمایا ہے' صدقے جاؤں خلیل تیری عظمت پر! تیری شان پر' کوئی ناظم کا یار' کوئی کسی رئیس کا یار' کوئی کسی ایم پی اے ایم این

اے کا یار، کوئی کسی سفیر وزیر کا یار، مگر تو خالق کائنات کا یار۔ حضرت عزرائیل نے عرض کی: اے پیارے رب العالمین! مجھے تو بڑی ہی خوشی ہوئی ہے کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا یار اپنا خلیل بنایا ہے اگر اجازت ہو تو میں اس انعام اس ایوارڈ کے ملنے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مبارک نہ دے آؤں؟ کہ اے ابراہیم علیہ السلام! آپ کو مبارک ہو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو پوری دنیا میں سے چن کر اپنا خلیل بنا لیا ہے، خالق کائنات نے فرمایا: عزرائیل! جاؤ اجازت ہے! حضرت عزرائیل علیہ السلام انسانی لباس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہوئے، سلام عرض کر کے اپنا تعارف کرایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام سن کر بڑے خوش ہوئے، فرمایا: عزرائیل علیہ السلام بڑی خوشی ہوئی ہے آپ سے ملاقات کر کے، کیسے تشریف لانا ہوا؟ عرض کی: حضور! آپ کے لیے ایک خوشی کی بات لے کر آیا ہوں، فرمایا: کون سی خوشی کی بات؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی: حضور! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا خلیل بنا لیا ہے، فرمایا: عزرائیل! تمہیں کیسے پتہ چلا ہے؟ عرض کی: حضور! آسمانوں پر عرش پر اعلان ہو رہا ہے جنت اور حوروں میں منادی ہو رہی ہے کہ اے آسمانی مخلوق! سن لو! اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل اور یار بنا لیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سن کر بہت ہی زیادہ خوش ہوئے، پھر سر انور آسمان کی طرف اٹھا کر عرض کی: اے خالق کائنات! آپ کا کروڑہا مرتبہ احسان ہے کہ تو نے مجھے اتنا بڑا انعام اور عہدہ عطاء فرمایا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے کے بعد فرمایا: اے عزرائیل! کیا سارے لوگوں کی روحیں تم ہی قبض کرتے ہو، روحیں تم ہی نکالتے ہو؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی: حضور! اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں ہی روحیں قبض کرتا ہوں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: جب لوگوں کی روحیں نکالتے ہو تو سب لوگوں کے ساتھ ایک ہی جیسا سلوک کرتے ہو یا کچھ فرق بھی رکھتے ہو؟ حضرت عزرائیل نے عرض کی: حضور! روح نکالتا سب کی ہو مگر سلوک ایک جیسا نہیں ہوتا، جب کافروں، بے

ادبوں، گستاخوں، منافقوں، بے ایمانوں کی روح قبض کرتا ہوں تو لباس اور شکل اور ہوتی ہے، جب مؤمن کی روح نکالتا ہوں تو لباس اور شکل اور ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اچھا یہ بتاؤ کہ جب کافروں مشرکوں گستاخوں کی روح نکالتے ہو تو کس روپ میں، کس شکل میں آتے ہو؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی: حضور! آپ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ہیں، اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں، جنت کے وارث ہیں، آپ وہ شکل دیکھ کر برداشت نہیں کرسکیں گے، لہٰذا بہتر ہے کہ یہ بات مخفی رہنے دو، اس پر پردہ ہی رہنے دو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: تم میری فکر نہ کرو میں برداشت کرلوں گا تم وہ شکل دکھاؤ۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی: حضور! اب میں آپ کا حکم ٹال نہیں سکتا، اگر ضرور ہی دیکھنا ہے تو اپنا چہرہ دوسری طرف پھیریں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تھوڑی دیر کے لیے چہرہ دوسری طرف پھیرلیا، تھوڑی دیر کے بعد حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی: اب مجھے دیکھئے! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اب جب دیکھا تو ملک الموت کی شکل بالکل بدلی ہوئی ہے، لمبا قد، سر آسمانوں سے لگ رہا ہے، سیاہ کالا رنگ، پورے جسم پر بال ہی بال، ہر ہر بال سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں، بڑی ڈراؤنی شکل۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب ملک الموت کی یہ خطرناک اور ڈراؤنی صورت دیکھی تو برداشت نہ کرسکے، بے ہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آئے، غشی کا عالم طاری ہوگیا، اُدھر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے فوراً شکل بدل لی، تھوڑی دیر کے بعد کملی والے علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقدس دادا ہوش میں آیا، حضرت عزرائیل نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی: حضور! میں نے عرض نہیں کیا تھا کہ آپ یہ شکل دیکھ کر برداشت نہیں کرسکیں گے، حضرت ابراہیم علیہ السلام مسکرا پڑے، پھر فرمایا: عزرائیل! اگر کافر مشرک بے ایمان کو ساری زندگی کوئی دُکھ کوئی مصیبت کوئی پریشانی کوئی تکلیف نہ بھی آئے تو مرتے وقت تیری شکل دیکھ کر وہ زندگی کی ساریاں خوشیاں، سارے مزے، ساری آسائشیں بھول جائے گا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی: حضور! یہ تو کافر کے لیے پہلا سین ہے، پہلا

مرحلہ ہے اس کے بعد اس کا جو حشر قبر میں اور قیامت میں ہوگا' اللہ تعالیٰ اُس حشر سے ہر مؤمن کو محفوظ فرمائے۔ آمین! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اچھا عزرائیل! جب مؤمن کی مرتے وقت روح نکالتے ہو اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوتی ہے؟ عرض کی: حضور! تھوڑی دیر کے لیے اپنا چہرہ انور دوسری طرف پھیر لیں' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چہرۂ انور دوسری طرف پھیر لیا' چند لمحوں کے بعد حضرت عزرائیل نے عرض کی: حضور! اب میری طرف دیکھئے! جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چہرۂ انور پھیرا تو کیا دیکھا کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک خوبصورت نوجوان کی شکل میں کھڑا ہے' سفید لباس' جسم سے کستوری اور عنبر کی خوشبوئیں آ رہی ہیں' چہرہ اتنا حسین و جمیل ہے کہ بندے کا دل کرتا ہے بس دیکھتا ہی رہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام مسکرا پڑے' فرمایا: عزرائیل! اگر کوئی مؤمن مرنے سے پہلے ساری زندگی کوئی خوشی نہ بھی دیکھے' جب مرتے وقت تیرا حسین و جمیل نور بھرا چہرہ دیکھے گا تو وہ زندگی کے سارے غم' ساری پریشانیاں بھول جائے گا۔ سبحان اللہ!

(کیمیائے سعادت ص ۷۴۳' تذکرۃ الموتیٰ والقبور ص ۱۳' شرح صدور ص ۴۸' تفسیر مظہری ج ۹ ص ۲۷۳)

حضرات پتہ چلا کہ مؤمن جب مرتا ہے تو اُسے ملک الموت کی حسین و جمیل شکل نظر آتی ہے جسے وہ دیکھ کر دنیا کے سارے غم بھول جاتا ہے۔ حضرات پھر سوچو! وہ مؤمن کتنا خوش نصیب ہوگا جسے مرتے وقت آمنہ کے چن کا' دُکھیوں کے سجن لجپال نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار ہو جائے' یہ چہرہ کوئی عام چہرہ نہیں' یہ چہرہ کسی پیر فقیر کا چہرہ نہیں' یہ وہ چہرہ ہے جس کی قسمیں اللہ تعالیٰ قرآن میں اُٹھا رہا ہے۔ "وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی" سوہنیا! مجھے تیرے نور بھرے چہرے کی قسم اور کالی کالی زلفوں کی قسم ہے جو تیرے مقدس چہرے پر چھا جاتی ہیں۔

چک میم دا پردہ چہرے توں دل دید بناں نہ رجدا اے
کیوں نہ چا ہوے دل مکھ ویکھن نوں ایہہ ثواب تاں اکبری حج والے

تُسیں بخشدے ہو تقصیراں نوں گل لا لیندے ہو فقیراں نوں
اے جو پلّہ اے کالی کملی دا گناہ گاراں دے پردے کج دا اے

حضرت علامہ امام اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں کہ خرقان شریف میں ایک آدمی رہتا تھا' بڑا نیک اور متقی تھا' سرکار کا بڑا دیوانہ اور مستانہ تھا' ایک دن رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر اپنے بستر پر لیٹا' آنکھ لگ گئی' جسم کی آنکھیں لگ گئیں مگر دل کی آنکھیں کھل گئیں' خواب کے اندر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار ہو گیا' مدنی آقا کی زیارت ہو گئی' اس نے خواب کے اندر سرکار کے قدم چومے' ہاتھوں کو بوسہ دیا' پھر ہاتھ باندھ کر عرض کی: آقا! بڑے دنوں سے تمنا تھی کہ کبھی تو وقت آئے گا مجھے بھی سرکار کا جاگتے ہوئے یا خواب میں کبھی دیدار ہو گا' یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آج آپ نے کرم فرمایا ہے' میرے خواب میں تشریف لا کر مجھے دیدار کی دولت سے مالا مال فرمایا ہے' آقا! میرے دل میں ایک بات ہے' ایک مسئلہ ہے' وہ مسئلہ سمجھ میں نہیں آ رہا' اگر اجازت دو تو وہ مسئلہ عرض کر کے اپنی تسلی نہ کر لوں؟ سبحان اللہ! سرکار مسکرا پڑے' مسکرا کر فرمایا: اچھا پیش کرو۔ حضرات کتنے خوش نصیب تھے وہ سرکار کے عاشق جو حسین کے نانے سے براہِ راست مسئلہ پوچھ رہے تھے۔ حضرات تحدیث نعمت کے لیے ایک واقعہ میں خود اپنا بھی عرض کرتا ہوں: ۱۹۹۷ء کا سال نومبر کا مہینہ' میں چند ماہ پہلے عزیزیہ مسجد میں بطور خطیب مقرر ہوا' ہماری مسجد کے ساتھ ایک دیوبندی مماتی کے عالم رہتے ہیں عطاء اللہ بندیالوی صاحب' ان کی مسجد معاویہ میں جمعیت اشاعت التوحید و سنہ کے زیر اہتمام ایک جلسہ ہوا' سڑک پر طرح طرح کے رنگ برنگے جھنڈے لگائے گئے' بڑے بڑے کپڑوں کے بینر بھی لگے ہوئے تھے' جن پر مختلف قرآن کی آیتیں اور احادیث پاک لکھ کر ان کا ترجمہ بھی لکھا ہوا تھا' پوری مسجد پر بتیاں لگی ہوئی تھیں' مدرسے پر بھی لائٹنگ کا اعلیٰ انتظام تھا' میں عشاء کی نماز پڑھ کر جب مولوی صاحب کی مسجد کے پاس سے گزرا تو جلسہ بڑی دھوم دھام سے ہو رہا تھا' دروازے پر باڈی گارڈ کھڑے تھے' پوری مسجد میں اعلیٰ قسم کی قالین بچھی ہوئی تھی' مسجد

دلہن کی طرح سجی ہوئی تھی' دیو بندی مسلک کے عوام اپنے علماء کے خطابات سننے کے لیے بڑی دور دور سے آئے ہوئے تھے' جب بھی کوئی مولوی مسجد میں آتا نعرہ لگتا: نعرۂ تکبیر: اللہ اکبر' خلافت راشدہ زندہ باد' علمائے دیو بند زندہ باد' جس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے اللہ تعالیٰ کی پہچان ہوئی اس کا کوئی نعرہ نہیں' جس رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے خلافت راشدہ کے بانیوں کو عزت ملی اس کا کوئی نام نہیں' جس پیغمبر کے صدقے دیو بندی پل رہے ہیں جس کے صدقے سے چندے لے لے کر مدرسے چلا رہے ہیں اس کا کوئی ذکر نہیں' میں نے کہا: افسوس ہے ایسی مسلمانی پر' پھر میں کھڑا ہو کر سوچنے لگا کہ ربیع الاوّل شریف میں ہم اہل سنت و جماعت سرکار کی آمد پر جھنڈے لگائیں' قالین بچھائیں' نعرے لگائیں' خوشیاں منائیں تو یہی لوگ' ہمیں بدعتی مشرک کہتے ہیں' اب کوئی بدعت نہیں کوئی شرک نہیں' ہم سرکار کی آمد پر جشن منائیں' جھنڈے لگائیں تو یہی مولوی صاحب سنی حنفی لوگوں سے سوال کرتے ہیں کہ سنیو! یہ جو تم کام کر رہے ہو یہ نبی نے کیا' صدیق اکبر' فاروقِ اعظم' عثمان غنی' مولا علی نے کیا' صحابہ' تابعی' تبع تابعی نے کیا؟ اگر کیا ہے تو ثبوت دو' اگر نہیں کیا تو تم یہ بدعت شرک ناجائز حرام کام کیوں کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ حیرت کی بات ہے جو ہم کام کرتے ہیں وہی کام یہ دیو بندی بھی کر رہے ہیں' مگر ان کی توحید میں اسلام میں کوئی فرق نہیں آ رہا؟ کوئی بدعت کوئی شرک کوئی حرام نہیں۔ اللہ اکبر! سوچتے سوچتے میری نظر اُٹھی تو میں نے دیکھا کپڑوں کے دو بینر ہیں' ایک پر لکھا ہوا ہے: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں تھا' نبی کو یا رسول اللہ کہہ کے بلانا یہ مشرکوں والا کام ہے۔ سامعین محترم! خدا عزوجل گواہ ہے جب میں نے یہ دو عبارتیں پڑھیں تو غصہ بھی بڑا آیا اور آنکھوں سے غصہ کی وجہ سے آنسو بھی جاری ہو گئے کہ کتنے ظالم انسان ہیں جو سرکار کے غلاموں کو مشرک اور بدعتی بتا رہے ہیں' واپس گھر آیا بستر پر لیٹ گیا' آنکھ لگ گئی جب آنکھیں لگی تو نصیب کھل گیا' قسمت کا ستارہ چمکنے لگا' میں نے خواب میں فاطمہ کینوری باجی کا دیدار کیا' الحمد للہ رب العالمین! میں نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فقیر کی

مسجد عزیزیہ میں صبح کی جماعت کرا رہے ہیں اور میں سرکار کے بالکل پیچھے کھڑا ہو کر جماعت کے ساتھ سرکار کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں' جب سرکار نے نماز پڑھا لی تو میں نے دیکھا کہ جہاں تک میری نظر جاتی ہے' سرکار کے غلام نظر آ رہے ہیں' جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ باجماعت نماز ادا کی ہے' جب سرکار نے سلام پھیرا تو اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا چہرۂ انور اپنے غلاموں کی طرف پھیر لیا' میں آگے ہو کر سرکار کے قدموں میں بیٹھ گیا' میں نے نظر اُٹھائی کہ سرکار کا دیدار کروں لیکن اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ میرے آقا کے چہرے سے اتنا نور نکل رہا ہے کہ کسی آنکھ کی طاقت نہیں کہ وہ سرکار کا نور بھرا چہرہ جی بھر کے دیکھ سکے' میں نے مجبوراً نگاہیں جھکا لیں' پھر بڑے ادب سے اپنی مادری زبان پنجابی میں عرض کی: سوہنیا! میں نے آپ کی خدمت میں دو باتیں عرض کرنی ہیں' دو مسئلے پوچھنے ہیں' اگر حکم ہو تو عرض کروں' اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! میرے آقا نے پنجابی زبان میں جواب دیا: ہاں ہاں! پوچھو۔ میں نے عرض کی: آقا! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم غیب عطاء فرمایا ہے؟ میرے آقا نے فرمایا: کون کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے علمِ غیب عطاء نہیں فرمایا؟ میری تسلی ہو گئی' پھر میں نے عرض کی: آقا! آپ کو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کے پکارنا چاہیے کہ نہیں؟ میرے آقا نے فرمایا: بالکل بلا سکتے ہو' کون کہتا ہے کہ نہیں بلانا چاہیے۔ سبحان اللہ! یہ مسئلے پوچھنے کے بعد میری آنکھ کھل گئی' میں نے سوچا کہ پہلے یہ مسئلے قرآن و حدیث میں پڑھتے تھے' آج قرآن حدیث والے آقا سے براہِ راست پوچھ لیا ہے۔ حضرات اب کوئی ملاں' مولوانا پوری تاج کمپنی سر پر اُٹھا کر کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علمِ غیب نہیں تھا' سرکار کو یارسول اللہ کہہ کے نہیں بلانا چاہیے' ایمان داری سے بتانا میں اس کی بات مانوں گا؟ نہیں ہرگز نہیں! مولوی جھوٹا ہو سکتا ہے مگر آمنہ کے لال کی زبان پر جھوٹ نہیں آ سکتا' پھر کیوں نہ کہوں کہ

ملاں بس کر نئی شرع رکھنا ایں
شرع نال فقیر دے رَئی ہوئی اے

تینوں اپنی شرع دا خیال مُلّاں
سانوں یار مناون دی پئی ہوئی اے
دوزخ نار حرام ممنوع اَساں تے
اِنی گل قرآن نے کہی ہوئی اے
اے رفیق یار اَساڈیاں بخشاون تائیں
جو ذمہ داری محمد ﷺ نے لئی ہوئی اے

حضرات! یہ میں نے خواب اس لیے لکھا ہے کہ آپ کا پکا عقیدہ ہو جائے کہ سرکار کو علم غیب بھی ہے اور سرکار کو یارسول اللہ کہہ کے پکارنا بھی جائز ہے' اگر کوئی مولوی منبر پر بیٹھ کر لاکھ مرتبہ قسم اُٹھا کر بھی کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں تھا' سرکار کو یا رسول اللہ کہہ کے بلانا جائز نہیں' آپ نے اس جھوٹے ملوانے کی بات نہیں ماننی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فتویٰ دے دیا ہے کہ مجھے علم غیب بھی ہے اور مجھے حرف ندا کے ساتھ پکارنا بھی جائز ہے۔ ہوسکتا ہے کوئی کہے کہ یہ عتیقی صاحب ہمارے لیے حجت نہیں کیونکہ خوابوں کا کیا بھروسہ کبھی صحیح اور کبھی غلط بھی ہوتے ہیں۔ حضرات! بات بالکل ٹھیک ہے مگر یہ خواب کوئی عام خواب نہیں' یاد رکھو! خواب میں اگر ماں باپ' بہن بھائی' یار بیلی ملیں تو شک ہوسکتا ہے مگر کسی خوش نصیب کو خواب میں سرکار کا دیدار ہو جائے تو وہ شک نہ کرے کہ شاید یہ سرکار تھے کہ نہیں' بلکہ یقین کر لے کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ہی تھے کیونکہ میرے آقا کا صحیح فرمان ہے کہ ''من رانی فی المنام فقد رانی'' جس نے خواب میں میری زیارت کی وہ یقین کر لے کہ میں نے نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی' کیونکہ ''فان الشیطان لا یتمثل بی فی صورتی'' شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۱)

اک لکھ تے کئی ہزار وچوں کملی والا اے ہمہ صفات لگدا
جے میں ویکھاں حسیناں دے نگر اندر مینوں اُوہ فخرِ کائنات لگدا

جے میں ویکھاں حضور دا رُخ انور اُوہدے سامنے دن وی رات لگدا
ناصر اِس کائنات دا حُسن سارا اُوہدے حُسن دی مینوں زکوٰۃ لگدا

حضرات تو عرض یہ کر رہا تھا کہ اُس دیوانے نے عرض کی: آقا! ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی' میرے آقا نے فرمایا: کون سی؟ عرض کی: آقا! میں نے آپ کی ایک حدیث پاک میں پڑھا ہے کہ مؤمن کو جب موت آتی ہے تو اُسے ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ اس کے جسم سے ایسے روح نکلتی ہے جیسے خمیرے آٹے سے بال نکال لیا جائے' آقا! کیا یہ آپ کا فرمان ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بالکل! یہ میری ہی حدیث ہے۔ اب اس غلام نے عرض کی: آقا! اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے پ۲۹' القیامۃ: ۲۶-۳۰ تک میں ارشاد فرماتا ہے: ''كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ'' کہ جب انسان کی جان پہنچے گی گلے کی ہنسلی تک ''وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ'' اور کہا جائے گا: ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا' ''وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ'' اور مرنے والا سمجھ لیتا ہے کہ جدائی کی گھڑی آن پہنچی ''وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ'' اور لپٹ جاتی ہے ایک پنڈلی دوسری پنڈلی کے ساتھ ''إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ'' اُس دن آپ کے رب عزوجل کی طرف جانا ہوتا ہے۔ آقا! آپ فرماتے ہیں کہ مؤمن کی جان نکلتے وقت پتہ نہیں چلتا لیکن اللہ تعالیٰ موت کی سختی بیان فرما رہا ہے' حضور! قرآن پاک میں اور آپ کے پاک فرمان میں تضاد آ گیا' ٹکراؤ پیدا ہو گیا' اب اس کو کیسے تطبیق دیں گے' قرآن اور حدیث میں کیسے موافقت ہو گی؟ آمنہ کا لال سن کر مسکرا پڑا' فرمایا: سجناں! میری حدیث بھی صحیح ہے' اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی صحیح ہے' اگر قرآن و حدیث میں موافقت دیکھنی ہے تو صبح اُٹھ کر سورۂ یوسف پڑھنا تمہیں وہاں سے مسئلہ کا حل مل جائے گا۔ سبحان اللہ! سرکار یہ بات کر کے نظروں سے غائب ہو گئے۔

تار جدوں پریم دی وجدی اے کائنات لئی بن مضمون جاندا
پچھ قیس توں عشق دے راز ڈونگھے تن سکدا اے سڑ خون جاندا

اکھاں سامنے جدوں محبوب ہووے سولی اتے اوہ پہنچ سکون جاندا

دیوے جو وی حکم حبیب ناصر عاشق واسطے بن قانون جاندا

اس سرکار کے عاشق کی آنکھ کھل گئی' اُٹھ کر وضو کیا' نمازِ فجر ادا کی' قرآن مجید اُٹھایا' سورۂ یوسف پڑھی' مسئلہ حل نہیں ہوا' پھر پڑھی' پھر بھی مسئلہ سمجھ نہیں آیا' کئی بار پڑھی لیکن بات نہیں بنی' جواب نہیں ملا' آخر مجبور ہو کر اُٹھا' قرآن مجید بند کر کے رکھ دیا' خرقان شریف میں ایک بہت بڑے عالم بہت بڑے ولی بلکہ زمانے کے غوث حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے' یہ عالم بھی تھے ولی بھی تھے' یاد رکھیں کہ کوئی پیر' کوئی ولی کوئی غوث قطب اس وقت تک کامل پیر نہیں بن سکتا جب تک وہ عالم نہ ہو' چاہے اس نے علم مدرسہ میں پڑھا ہو یا اللہ تعالیٰ اس کو علم لدنی کی دولت سے مالا مال فرما دے' آپ اولیاء کرام کی سیرت کا مطالعہ کر کے دیکھیں' جتنے بھی بڑے بڑے ولی غوث گزرے ہیں' وہ بہت بڑے بڑے علامہ اور شیخ القرآن اور شیخ الحدیث تھے' کوئی بھی ولی اَن پڑھ نہیں گزرا' ولیوں کے سلطان مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ جن کے قدم کی مُہر سے قیامت تک ولی بنیں گے' ان کے بارے آمنہ کے لال نے فرمایا: ''انا مدینة العلم وعلی بابها'' میں علم کا شہر ہوں میرا علی اس شہر کا دروازہ ہے' جو دین کا علم حاصل کرنا چاہے وہ علم کے دروازے پر آ جائے۔ (اسد الغابہ ج ۴ص ۲۲' ریاض النضرہ ج ۳ص ۱۵۹' البدایہ والنہایہ ج ۷ص ۳۵۹' کنز العمال ج ۱۳ص ۱۴۸' عقائد جعفریہ ج ۲ص ۳۳۴) غوث اعظم کی سیرت کا مطالعہ کر کے دیکھیں' آپ سے کسی سے پوچھا کہ آپ غوث بنے کیسے ہیں؟ فرمایا: ''درست العلم حتی صرت قطبًا '' فرمایا: لوگو! میں لوگوں کو دین کا علم پڑھا پڑھا کر زمانے کا قطب اور غوث بن گیا ہوں۔ غوث پاک نے اپنی زندگی میں علم دین کی احیاء کی خاطر اکیس کتابیں لکھیں۔ داتا صاحب بہت بڑے عالم اور شیخ الحدیث تھے۔ غریب نواز اجمیری بہت بڑے عالم اور شیخ القرآن تھے' مہر علی بہت بڑے عالم اور شیخ الاسلام تھے' آپ جس ولی کامل کی سیرت کا مطالعہ کریں گے آپ کو پتہ چلے گا کہ اس ولی کامل نے

فلاں فلاں دینی مدرسہ سے علم دین پڑھا اور پھر ولایت میں قدم رکھا' آج کل کے بھی پیر بنے پھرتے ہیں جنہیں وضو کے فرضوں اور نماز کے فرضوں کا بھی پتہ نہیں' بس جبہ اور دستار پہن لی' کار اور پیجارو نیچے ہے' مریدوں کی خون پسینے کی کمائی کھاتے پھرتے ہیں۔
تو عرض یہ کر رہا تھا کہ وہ بندہ حضرت ابوالحسن خرقانی کی بارگاہ میں حاضر ہوا' سلام عرض کیا' قدم بوسی کی پھر سارا خواب سنایا۔ حضرت ابوالحسن خرقانی خواب سن کر مسکرا پڑے' فرمایا: بھائی! میرے آقا نے سچ فرمایا ہے' اس سوالی نے عرض کی: حضور! مجھے سرکار کے فرمان پر بالکل یقین ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سچ ہی فرماتے ہیں لیکن مجھے وہ آیت نہیں مل رہی۔ حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا: تیرے سوال کا جواب قرآن مجید کے پ ۱۲' سورۂ یوسف :۳۱ میں ہے' عرض کی: حضور! وہ کیسے؟ فرمایا: آ میں تمہیں سمجھاؤں' حضرت ابوالحسن نے فرمایا: جب مصر کی امیر زادیوں نے حضرت زلیخا پر الزام لگایا کہ زلیخا ایک غلام پر ایک نوکر پر ایک بردے پر عاشق ہوگئی ہے تو حضرت زلیخا نے ان تمام رئیس زادیوں کو جواب دینے کے لیے ان کی گھر میں دعوت کی' جب ساری امیر زادیاں آ گئیں تو حضرت زلیخا نے فرمایا: اے مصر کی رئیس زادیو! میں نے سنا ہے کہ آج کل تم ہر محفل میں ہر پروگرام میں ہر فنکشن میں مجھ پر الزام لگاتی ہو کہ میں ایک نوکر اور غلام پر عاشق ہو گئی ہوں' کیا یہ بات صحیح ہے؟ مصر کی رئیس زادیوں نے کہا: زلیخا! بات بالکل ٹھیک سنی ہے' دیکھو ناراض نہ ہونا' کہاں وزیر اعظم کی بیوی اور کہاں مصر کا غلام' یہ بات تجھے پھبتی نہیں۔ حضرت زلیخا مسکرا پڑی' فرمایا: بہنوں تم بھی سچی ہو میں بھی سچی ہوں' تم اس لیے سچی ہو تم نے یوسف دیکھا نہیں' میں اس لیے سچی ہوں کہ میں ہر روز اس کے جلوے دیکھتی ہوں' بلاتشبیہ و بلا مثال جو لوگ نبی کو اپنے جیسا کہتے ہیں وہ بھی سچے ہیں' جو بے مثل اور لاثانی کہتے ہیں وہ بھی سچے ہیں' اپنی مثل کہنے والے اس لیے سچے ہیں کہ انہوں نے حسین کا نانا دیکھا نہیں' سنی اس لیے سچے ہیں کہ انہیں سرکار کے جلوے نصیب ہوتے ہیں' پھر یہ بے اختیار ہو کے نعرے مار کے کہتے ہیں کہ

کوئی مثل نہ ڈھولن دی

چُپ کر مہر علی ایتھے جاہ نہیں بولن دی

حضرت زلیخا نے فرمایا: بہنوں تم ہر روز طعنے مارتی ہو اگر کہو تو آج میں اپنا محبوب تمہیں دکھا ہی نہ دوں؟ مصر کی امیرزادیوں نے کہا: زلیخا! اگر وہ اتنا حسین ہے تو ضرور دکھا' حضرت زلیخا نے فرمایا: اچھا تم نے کھانا کھالیا ہے' یہ طرح طرح کے فروٹ تمہارے سامنے ہیں' اس فروٹ کو چھریوں سے کاٹ کر کھاؤ' میں اپنے یوسف کو بلا لاتی ہوں۔

حضرت زلیخا گئی' کیا دیکھا اللہ تعالیٰ کا معصوم نبی مصلیٰ بچھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہے' حضرت زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کے قدموں میں گر گئی' عرض کی: حضور! آج تک آپ نے میری کبھی کوئی بات نہیں مانی' اپنے پیاروں کا واسطہ آج نہ ٹھکرانا' حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: بی بی! بات کیا ہے؟ عرض کی: حضور! مصر کی امیر زادیاں تمہیں نوکر اور بردہ کہتی ہیں' مہربانی کرو کہ ایک مرتبہ ان کے سامنے آؤ' انہیں پتہ چل جائے کہ زلیخا جس سے محبت کرتی ہے نوکر نہیں بلکہ حسینوں کا سردار ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: بی بی! ٹھہر جا میں اپنے مالک سے مشورہ کر لوں۔ خالق کائنات کے نبی نے چہرہ آسمانوں کی طرف اُٹھایا' عرض کی: اے خالق کائنات! زلیخا آئی ہے' اس کے ساتھ جاؤں یا نہ جاؤں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سجناں! آج اس کی نہ ٹالنا آج ضرور جاؤ' عرض کی: پہلے انکار ہوتا تھا آج جانے کی اجازت مل رہی ہے؟ فرمایا: پہلے بدکاری کے لیے بلاتی تھی آج عزت کے لیے بلا رہی ہے' حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: بی بی! چل مالک نے اجازت دے دی ہے' حضرت زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کو لے کر چل پڑی' جب قریب گئی تو فرمایا: اے امیرزادیو! یہ ہے وہ میرا محبوب جس کو نوکر اور غلام کہتی تھیں' اللہ تعالیٰ کا قرآن کہتا ہے: ''فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ'' جب مصر کی رئیس زادیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کا دیدار کیا تو دیدار کر کے آپ کی تعریف اور شان بیان کرنے لگی' آپ کے حسن و جمال کی تعریفیں کرنے لگیں' کوئی

کہنے لگی: دیکھ نی اس کا ماتھا کتنا پیارا ہے' کوئی کہنے لگی: دیکھ نی اس کی آنکھیں کتنی پیاری ہیں' کوئی کہنے لگی: دیکھ نی اس کے ہونٹ کتنے پیارے ہیں' کوئی کہنے لگی: دیکھ نی اس کی زلفیں کتنی خوبصورت ہیں' کوئی کہنے لگی: نی دیکھ اس کے آبرو کتنے پیارے ہیں' تمام بیبیاں تعریف کرتے کرتے ''وَقَطَّعْنَ اَیْدِیَھُنَّ'' بجائے پھل کاٹنے کے اپنی انگلیاں کاٹ بیٹھیں' خون نکلتا رہا' انگلیاں کٹتی رہیں' لیکن یوسف میں ایسی گم ہوگئی کہ تکلیف محسوس ہی نہیں ہوئی' کسی عورت نے ہائے نہیں کی' اُوئے نہیں کی' عموماً آپ نے دیکھا ہو گا کہ عورت کو تھوڑی سی تکلیف یا زخم آ جائے تو اتنا شور مچاتی ہے کہ سارا گھر سر پر اُٹھا لیتی ہے کہ ہائے میں مرگئی' ہائے میں اُجڑ گئی' ہائے میں لٹ گئی' لیکن قربان جاؤں جلوۂ یوسف علیہ السلام پر ایسی مست ہوئیں کہ گوشت کٹ گیا' خون بہہ گیا لیکن درد کی شکایت نہیں کی' تکلیف کا احساس نہیں ہوا' بلکہ قرآن یہ کہتا ہے: خون بہہ رہا ہے' گوشت کٹ رہا ہے مگر حسن یوسف کو داد دے دے کر کہہ رہی ہیں کہ ''وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ'' اللہ عزوجل کی قسم! یہ بردا نہیں نوکر نہیں غلام نہیں' نہیں نہیں یہ بشر بھی نہیں یہ انسان نہیں' بلکہ یہ تو کوئی عزت والا فرشتہ ہے۔ حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا: بھائی! جن کی نگاہوں کے سامنے جلوۂ یوسف علیہ السلام ہو' ان کی یہ شان ہے' سوچ جن کے سامنے جلوۂ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو' اس کا کیا مقام ہوگا؟ سوالی نے عرض کی: حضور! میں سمجھا نہیں' فرمایا: جب مؤمن کی سرکار کے عاشق کی روح نکلنے کا وقت قریب آتا ہے تو آمنہ کا لال اپنے عاشق کے سامنے آ جاتا ہے' سرکار کا دیوانہ کبھی چہرۂ انور کو دیکھتا ہے' کبھی زلفوں کو دیکھتا ہے' کبھی مازاغ کے ڈورے دیکھتا ہے' کبھی یوحیٰ کے لبوں کو دیکھتا ہے' کبھی ید اللہ کے ہاتھوں کو دیکھتا ہے' کبھی الم نشرح کا سینہ دیکھتا ہے' وہ عاشق سرکار کا دیدار بھی کرتا جاتا ہے اور سرکار پر قربان بھی ہوتا جاتا ہے۔

لُوئے لُوئے آ جا مدنی تے ایہو کرم کمان دا ویلا
جیوندیاں جیوندیاں دید کرا جائیں مکھ چھپان دا ویلا

اُڈ جائے متاں جان دا پنچھی تے ہویا ساڈے جان داویلا
ساہ دا کوئی وساہ نہیں اعظم تے ایہو تیرے آن داویلا

حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا: بھائی سوالی! جب سرکار کا دیوانہ مرتے وقت سرکار کے حسن و جمال کا نظارہ کرتا ہے تو اُسے موت کی تکلیف کا پتہ ہی نہیں چلتا' یہ ہے اس آیہ کریمہ اور حدیث پاک کا مطلب۔ (شانِ حبیب ص ۳۱۵_۳۱۶)

حضرات! تو عرض یہ کر رہا تھا جب سرکار کے سچے غلام کی روح نکلتی ہے تو فرشتے جنت سے خوشبو لاتے ہیں' جنت کے گل دستے لاتے ہیں' جنت کا کفن لاتے ہیں اور سارے فرشتے اس مرنے والے کے پاس بیٹھ جاتے ہیں' کوئی قدموں میں بیٹھ جاتا ہے' کوئی سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے' کوئی دائیں طرف بیٹھ جاتا ہے' کوئی بائیں طرف بیٹھ جاتا ہے' مرنے والا فرشتوں کو دیکھ لیتا ہے مگر جو عزیز جو اس کے رشتے دار ہوتے ہیں انہیں وہ فرشتے نظر نہیں آتے۔ حضرات فرشتے موجود ہیں مگر مرنے والے کو نظر آتے ہیں مگر دوسرے لوگوں کو نظر نہیں آتے۔ یہ میرے پیارے رب العالمین کی شان ہے جسے چاہے منظر دکھا دے' بلاتشبیہ و بلامثال سرکار ہر مؤمن کے پاس حاضر بھی ہیں اور ناظر بھی ہیں' مگر حسین کا نانا ہر کسی کو نظر نہیں آتا' سرکار کے جلوے اسے نصیب ہوتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہوتا ہے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: وہ پانچ سو فرشتے جو جنت سے مؤمن کی روح لینے کے لیے آتے ہیں' ان میں سے کوئی فرشتہ اس نیک بندے کے قدموں پر پیار سے ہاتھ پھیرتا ہے' کوئی ہاتھوں پر پیار کرتا ہے' کوئی چہرے پر پیار سے ہاتھ پھیرتا' کوئی سر پر ہاتھ پھیرتا ہے' سارے فرشتے پیار بھی کرتے جاتے ہیں اور مرنے والے کو تسلی بھی دیتے جاتے ہیں اور کہتے بھی جاتے ہیں: اے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے! ڈرنے کی کوئی

ضرورت نہیں' ذرا نگاہیں اُٹھا' اللہ تعالیٰ نے تجھ پر اپنی سلامتی اور رحمتوں کے دروازے کھول دیئے ہیں' اُدھر اللہ تعالیٰ اس مؤمن کے لیے دنیا میں ہی جنت کے دروازے کھول دیتا ہے' وہ مؤمن جنت کے باغات دیکھ کر جنت کی رونقیں دیکھ کر بڑا خوش ہوتا ہے' پھر وہ مرنے والا فرشتوں سے پوچھتا ہے: اے معزز دوستو! اے مجھے پیار سے تسلی دینے والو! تم کون لوگ ہو؟ اور آپ یہاں کس مقصد کے لیے تشریف لائے ہو؟ سارے فرشتے خاموش ہو جاتے ہیں' حضرت عزرائیل علیہ السلام اپنا اور فرشتوں کا تعارف کرواتے ہیں اور فرماتے ہیں: اے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے! تیار ہو جا ہم تیری روح قبض کرنے آئے ہیں' مؤمن جب موت کا نام سنتا ہے تو پریشان ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ملک الموت اس مؤمن سے اتنی پیاری اور محبت بھری گفتگو فرماتا ہے جیسے ایک نیک اور شفیق ماں اپنے بیٹے سے باتیں کرتی ہے' حضرت عزرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں: اے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے! پریشان کیوں ہو گئے ہو' مغموم کیوں ہو گئے ہو؟ دیکھو اللہ تعالیٰ نے آپ کی عزت افزائی کے لیے کتنا کرم فرمایا ہے' فرشتے آپ کے استقبال کے لیے آئے ہیں' جنت سے کفن اور خوشبوئیں بھی ساتھ لے کر آئے ہیں' پھر آپ کی آمد پر اللہ تعالیٰ نے جنت کے دروازے بھی کھول دیئے ہیں' آج پریشانی اور مغموم ہونے کا دن نہیں' آج تو اللہ تعالیٰ کے انعام کا دن ہے۔ دیکھ اللہ تعالیٰ عرشوں سے آوازیں مار رہا ہے: ''يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ'' اے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے سکون حاصل کرنے والے میرے بندے! اے نفس مطمئنہ! ''ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً'' آ جا اپنے ربِ عزوجل کی طرف وہ تجھ سے راضی ہے تو اس سے راضی ہے۔ سبحان اللہ! مزا نہ آ گیا موت کا' ایسی موت پر ہزاروں زندگیاں قربان' جس موت اللہ تعالیٰ پیار سے بندے کو بلائے۔

دنیا نال اُوہ پیار نئیں کردے جہڑے عشق ماہی وچ رنگے
جنت ول اُوہ جہات نہ پاون جہڑے عشق دے کوچیوں لنگھے

وچ درگاہ منظور نہ ہوئے جھڑے جان دیون توں سنگے
اعظم عشق وچ رہ نہ جاویں ایہہ تے سر قربانی منگے

حضرات وہ مؤمن بڑا خوش نصیب ہے جس کو مرتے وقت اللہ تعالیٰ پیار سے آوازیں مارے: اے میرے بندے! آ جا میں تجھ سے بڑا خوش ہوں' بڑا راضی ہوں۔ شاعر مشرق نے بڑی پیاری بات فرمائی کہ

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

حضرت عزرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں: اے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے! ذرا سن تو سہی اللہ تعالیٰ کیا فرما رہا ہے: ''فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ'' اے میرے بندے! جلدی آ میرے خاص بندوں' نبیوں' ولیوں' صدیقوں' شہیدوں میں تو بھی شامل ہو جا اور اُن کی سنت میں جنت میں داخل ہو جا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: جب مؤمن اللہ تعالیٰ کی صدا سنتا ہے تو بڑا خوش ہوتا ہے اور فرشتوں سے کہتا ہے: جلدی کرو! میری روح قبض کرو' میری جان نکالو' میں اپنے کریم ربِ عزوجل سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام اس کی روح کو قبض کر لیتے ہیں' ایسے لگتا ہے کہ خمیرے آٹے سے بال نکال لیا جائے۔ (شرح صدور ص ۵۹)

موت' موت میں فرق

حضرات پتہ چلا کہ موت موت میں بڑا فرق ہے۔ عام بندہ گناہ گار بندہ جب مرتا ہے تو فرشتے زبردستی اس کی جان نکال کے لے جاتے ہیں' چاہے وہ روتا رہے' تڑپتا رہے' فرشتے اس کا حیاء نہیں کرتے مگر جب اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی محبوبوں کی موت آتی ہے' فرشتے اس کا لحاظ کرتے ہیں' بڑے ادب سے اس کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں: سرکار! تیاری کرو آپ کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے' پھر جان قبض کرنے سے پہلے اجازت لیتے ہیں کہ حضور اگر اجازت ہو تو ہم آپ کی روح قبض کر لیں۔ حضور سیدنا داتا

علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب کشف المحجوب کے ص ۲۰۹ میں یہ بات نوٹ فرماتے ہیں کہ غوث زماں حضرت سیدنا محمد بن اسماعیل خیر النساج رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا جب وقت قریب آیا تو نمازِ مغرب کا وقت تھا' وفات سے پہلے آپ بے ہوش ہو گئے' جب ہوش آیا تو مغرب کی اذان ہو رہی تھی' اُدھر حضرت عزرائیل علیہ السلام بھی روح قبض کرنے کے لیے تشریف لے آئے' عرض کی: حضور! تیاری کرو آپ کی وفات کا وقت ہو گیا ہے' میں آپ کی روح نکالنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ حضرت محمد بن اسماعیل مسکرا پڑے' فرمایا: عزرائیل علیہ السلام ٹھیک ہے' روح قبض کر لینا ہم حاضر ہیں لیکن ذرا پندرہ بیس منٹ صبر کیجئے' ہمیں نمازِ مغرب تو ادا کر لینے دو۔ سبحان اللہ! حضرت محمد بن اسماعیل نے فرمایا: ''قف عافاك الله'' اے عزرائیل علیہ السلام! اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے! ذرا صبر کیجئے ذرا ٹھہریئے ''فانما انت عبد مامور وانا عبد مامور'' بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں لیکن میں بھی اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار بندہ ہوں' مجھے پتہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے' آپ نے اس پر ضرور عمل کرنا ہے' موت ٹل نہیں سکتی لیکن جو مجھے اللہ تعالیٰ نے نماز کا حکم دیا ہے عمل میں نے بھی ضرور کرنا ہے ''فدعنی امضی فیما امرت به'' لہٰذا ایسے کرو تھوڑی دیر صبر کرو پہلے میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کر لوں' پھر تم اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کر لینا' پہلے میں نماز پڑھ لیتا ہوں پھر تم میری روح نکال لینا' حضرت عزرائیل علیہ السلام مسکرا پڑے' عرض کی: حضور! میں مڑ جاتا ہوں آپ نماز پڑھ لیں' حضرت عزرائیل علیہ السلام بیٹھ گئے' حضرت محمد بن اسماعیل نے پانی منگوایا' وضو فرمایا پھر بڑے صبر اور سکون کے ساتھ نماز ادا فرمائی' پھر فرمایا: اے ملک الموت! اب آیئے میری روح قبض کر لیجئے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے' آپ کی روح مبارک قبض فرمائی۔ سبحان اللہ! یہ ہے اللہ والوں کی شان جس کا حیاء ملک الموت بھی فرماتا ہے' یہ جو نبی کی مثل بننے والے ہیں' ان سے پوچھو کہ کبھی تمہارے ساتھ بھی عزرائیل علیہ السلام نے یہ رویہ فرمایا ہے؟ حضرت محمد بن

اسماعیل کو غسل دے کر کفن پہنا کر جب دفن کر دیا گیا تو خواب میں اپنے کسی دوست سے ملے تو دوست نے سوال کیا: حضور! سنایئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ آپ مسکرا پڑے' فرمایا: بھائی! کیا بتاؤں اللہ تعالیٰ نے کتنی کرم نوازی فرمائی ہے' یہ چیزیں بتانے والی نہیں' بس اتنا سمجھ لو جو یہاں مزا ہے جو یہاں بہاریں ہیں وہ دنیا میں نہیں تھی' دیوبندیوں کے بہت بڑے عالم مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی کتاب جمال الاولیاء ص ۲۰۲ میں یہ بات لکھی ہے کہ ” محمد شربینی رحمۃ اللہ علیہ یہ بہت بڑے ولی' بہت بڑے امام اور باکرامت ولی تھے' مصر کے علاقے میں رہتے تھے' آپ کے ایک بیٹے تھے جن کا نام تھا: شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ' یہ بیمار ہو گئے حتیٰ کہ آپ کی وفات کا وقت قریب آ گیا جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت عزرائیل علیہ السلام آپ کی روح قبض کرنے کے لیے آ گئے' آپ کی جان نکالنے کے لیے تشریف لائے' جب حضرت عزرائیل علیہ السلام آپ کے بیٹے کی روح قبض کرنے لگے تو حضرت محمد شربینی نے فرمایا: عزرائیل! یہ کیا کرنے لگے ہو؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے فرمایا: جناب! آپ کے بیٹے کی موت کا وقت آ گیا ہے' اس کی روح قبض کرنے لگا ہوں' حضرت محمد نے فرمایا: کس کے حکم سے؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے حکم سے' حضرت محمد نے فرمایا: پھر ابھی روح قبض نہ کیجیے' حضرت عزرائیل نے فرمایا: بات کیا ہے؟ حضرت محمد نے فرمایا: جس ربِ عزوجل نے تمہیں جان نکالنے کے لیے بھیجا ہے' اس ربِ عزوجل سے ہماری بات ہوئی ہے' اس نے اپنا حکم واپس لے لیا ہے' میرا بیٹا ابھی فوت نہیں ہوگا ابھی یہ زندہ رہے گا۔ سبحان اللہ! حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی: مولا کریم! یہ محمد شربینی کیا کہہ رہا ہے' قدرت نے آواز ماری: ٹھیک کہہ رہا ہے' تم واپس آ جاؤ۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام واپس چلے گئے' مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں: اس کے بعد حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ تیس سال تک زندہ رہے۔

بندے رب دے دعا کر کے تقدیر بدل دیندے

ایہہ لوح محفوظ والی تحریر بدل دیندے

پاکستان کے صوبہ پنجاب کا مشہور ضلع فیصل آباد' اس فیصل آباد کے ساتھ ایک اور ضلع ہے چنیوٹ' چنیوٹ شہر میں ایک بہت بڑے اللہ تعالیٰ کے ولی کا مزار ہے' جن کا نام ہے: حضرت شیخ برہان رحمۃ اللہ علیہ' آپ چنیوٹ سے اپنے مریدوں کو ملنے کے لیے لاہور تشریف لے گئے' پاکستان ہندوستان بننے سے پہلے کی بات ہے' اس دور میں یہ جدید سواریاں بسیں کاریں نہیں ہوتی تھیں' لوگ پیدل یا گھوڑے' گدھے پر سواری کیا کرتے تھے' جب آپ لاہور تشریف لائے تو بڑے سخت بیمار ہو گئے' جب بیماری زیادہ ہوئی تو آپ نے اپنے مریدوں کو بلایا' فرمایا: میں نے کل فوت ہو جانا ہے' جب میں فوت ہو جاؤں تو میری قبر چنیوٹ میں بنانا' مریدوں نے عرض کی: حضور! جیسے آپ کا حکم۔ آپ کا وصال ہو گیا' مرید سارے غریب تھے' اتنے وسائل نہیں تھے کہ آپ کی چارپائی لاہور سے چنیوٹ لاتے' مرید آپس میں کہنے لگے کہ مرشد کا حکم تھا کہ میری قبر چنیوٹ بنائی جائے لیکن ہمارے اتنے وسائل نہیں' کیسے آپ کا جسم پاک چنیوٹ لے جائیں؟ ایسے کرتے ہیں غسل دے کر کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھ کر جب قبر میں دفن کریں گے تو معذرت کر لیں گے کہ حضور! ناراض نہ ہونا ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں کہ آپ کو چنیوٹ دفن کیا جائے' آپ کو غسل دیا گیا' کفن پہنایا گیا' جنازہ پڑھایا گیا' جب قبر میں اتارنے لگے تو ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگے: حضور! ناراض نہ ہونا' ہم مجبور ہیں ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں کہ آپ کا جسد خاکی چنیوٹ میں پہنچایا جائے' جب مرید آپ کو قبر میں اتار چکے تو شیخ برہان قدس سرہ سے اُٹھ کے کھڑے ہو گئے' مسکرا کر فرمایا: چلو! تمہارے پاس وسائل نہیں تو ہم خود ہی چلے جاتے ہیں' فرمایا: تمہارا فرض ادا ہو گیا' تم نے غسل و کفن دیا' نمازِ جنازہ پڑھی' اب چنیوٹ ہم خود ہی پہنچ جائیں گے' آپ نے کفن اتارا' اپنے کپڑے پہنے' چنیوٹ پہنچ گئے' پھر دس سال زندہ رہے پھر آپ کا وصال ہوا۔ حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی تھے حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ "یمشی فی بعض طرق المدینۃ" آپ ایک دن مدینہ شریف کی کسی گلی میں جا رہے تھے "اذخر میتًا" اچانک آپ کو دل کا دورہ پڑا، آپ وہیں فوت ہو گئے، جب فوت ہو گئے، لوگ آپ کو اُٹھا کر گھر لے آئے، ظہر کا وقت تھا، آپ کو غسل دیا گیا، کفن پہنایا گیا، اتنے میں مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا، قبیلہ انصار کی ساری عورتیں جمع ہو گئیں، انہوں نے حضرت زید کی چارپائی کے پاس بیٹھ کر رونا شروع کر دیا، جب انصاری عورتوں نے رونا شروع کیا تو حضرت زید کے کفن میں سے آواز آئی، حضرت زید نے بولنا شروع کر دیا، اب سارے گھر والے بڑے حیران ہوئے کہ حضرت زید وفات کے بعد بول رہے ہیں، کمال کی بات ہے۔ حضرت زید جب بولے تو آپ نے سارے گھر والوں کو فرمایا: "انصتوا" لوگو! خاموش ہو جاؤ اور خاموش ہو کر میری بات توجہ سے سنو! حضرت زید کے گھر والوں نے آپ کے چہرۂ انور سے کپڑا اہٹا دیا کہ دیکھیں یہ حضرت زید بول رہے ہیں کہ کوئی اور بول رہا ہے، جب گھر والوں نے چہرے سے کپڑا اہٹایا تو حضرت زید خود بول رہے تھے۔ سبحان اللہ! بول کر کیا فرما رہے تھے: "محمد رسول اللہ" لوگو! سن لو میں اعلان کرتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں "النبی الامی خاتم النبیین" اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی انسان سے تعلیم حاصل نہیں کی، آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے پڑھ کر آئے ہیں اور حسین کا نانا اللہ تعالیٰ کا آخری نبی بن کر آیا ہے، پہلی کتابوں میں بھی یہی بات لکھی ہوئی ہے۔

(المعجم الکبیر ج ۵ ص ۲۱۹، فہم دین ج ۴ ص ۵۵۔۵۷)

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

سلطان الاولیاء حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ وصال سے پہلے جب بیمار ہوئے تو قطب زماں شاہ رکن عالم نوری حضوری ملتان شریف والے دہلی، ہندوستان

گئے ہوئے تھے' آپ کو پتہ چلا کہ میرے بھائی نظام الدین بیمار ہیں تو آپ خواجہ صاحب کی بیمار پرسی کے لیے خواجہ صاحب کے در دولت پر آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے۔ شاہ رکن عالم نے فرمایا: بھائی نظام الدین سناؤ طبیعت کیسی ہے؟ خواجہ نظام الدین نے فرمایا: الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے لیکن اب ہم آپ کے پاس چند گھڑیوں کے مہمان ہیں' دنیا چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حضور جانے کی تیاری ہے۔ شاہ رکن عالم نے فرمایا: بھائی نظام! ابھی نہ جاؤ کیونکہ دہلی والوں کو آپ کی بڑی ضرورت ہے' اگر آپ چند سال اور دہلی میں رہیں تو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو بڑا فائدہ ہوگا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا: بھائی! ٹھیک کہتے ہو' لیکن موت کا ایک وقت مقرر ہے' وہ وعدہ بھی تو پورا کرنا ہے۔ شاہ رکن عالم نے فرمایا: خواجہ صاحب ٹھیک کہتے ہو لیکن یہ مسئلے عوام کے لیے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو اپنے نبیوں ولیوں کو یہ اختیار دے رکھا ہے کہ وہ جب تک چاہیں دنیا میں رہیں' جب چاہیں دنیا چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں چلے جائیں' انہیں کوئی پابندی نہیں' انہیں کوئی روک ٹوک نہیں' خواجہ صاحب مسکرا پڑے' فرمایا: بھائی! ٹھیک کہتے ہو لیکن آج کئی دن ہو گئے ہیں' سرکار ہر روز خواب میں تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں: نظام الدین جلدی آؤ ہمیں ملنے کا بڑا اشتیاق ہے۔ سبحان اللہ!

(سیر الاخیار ص ۲۰۰' سیرت شاہ رکن عالم ص ۱۲۸)

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ شمس العارفین المعروف پیر سیال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد خواجہ نظام الدین دہلوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بڑا ہی پیار تھا' بڑا عشق تھا' امیر خسرو ہندوستان کے بادشاہ کے پاس ملازمت کرتے تھے جب خواجہ نظام الدین کے وصال کا وقت آیا تو آپ نے بادشاہ کو خط لکھا کہ میرے وصال کا وقت آ گیا ہے' امیر خسرو کو بتانا بھی نہیں اور اُسے چھٹی بھی نہ دینا کیونکہ وہ میرا عاشق ہے کہیں میری وفات پر وہ اپنی جان بھی قربان نہ کر دے۔ خواجہ صاحب جب فوت ہو گئے' غسل دے کر کفن پہنا کر جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا گیا' پھر چند

دنوں کے بعد آپ کو بادشاہ نے اطلاع دی کہ امیر خسرو حضور خواجہ صاحب کا وصال ہو گیا ہے' آپ روتے تڑپتے مرشد کے دربار پر آئے اور کافی دیر تک مرشد کے پیار میں مرشد کے فراق میں مرشد کی جدائی میں درد بھرے فارسی میں اشعار پڑھتے رہے' پھر جب تک زندہ رہے' مرشد کے عشق میں روتے رہے' پھر چند دنوں کے بعد آپ کا بھی وصال ہو گیا' ابھی تک شاہ رکن عالم نوری حضور رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں ہی تھے' آپ کو بھی حضرت امیر خسرو کی وفات کا پتہ چل گیا' آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا: بندہ تو بدعتی ہے' پھر ہے بھائی نظام کا مرید' چلو اس کا جنازہ پڑھ لیتے ہیں' شاہ رکن عالم اپنے مریدوں کو ساتھ لے کر حضرت امیر خسرو کے جنازے میں پہلی صف میں آ کر شامل ہو گئے' جب شاہ رکن عالم صف میں کھڑے ہوئے تو حضرت امیر خسرو نے کفن سے سر نکالا اور کہا کہ شاہ صاحب! مجھے آپ کی شفاعت کی ضرورت نہیں' مجھے اپنے پیر کی شفاعت کافی ہے۔
سبحان اللہ! یہ بات کر کے امیر خسرو نے پھر اپنا سر کفن میں کر لیا' شاہ رکن عالم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے' فرمایا: میں تو اسے بدعتی سمجھتا تھا لیکن یہ تو پیر کے عشق میں رنگا ہوا ہے۔

لکھ ہزار بہار حُسن دی تے اندر خاک سمانی
اجنیں پریت لگا دے محمد تے جگ تے رہ کہانی

(مرآۃ العاشقین ص ۲۷۲-۲۷۳)

حضرات پتہ چلا موت سب کو آنی ہے مگر عام بندے کی موت میں اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی موت میں بڑا فرق ہے' عام بندے کا جب وقت آ جائے اسے مہلت نہیں ملتی' جس حال میں' جس جگہ پر ہو حضرت عزرائیل علیہ السلام اس کی روح قبض کر لیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے ولیوں کا انداز اور ہے' وہ اجازت دیں تو ملک الموت جان نکالتا ہے' اجازت نہ دے تو روح قبض نہیں کرتا' پھر اللہ تعالیٰ کے ولی دنیا سے چلے جائیں تو وہ مردہ نہیں ہو جاتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطاء سے جب چاہیں بول کر اُٹھ کر اپنی زندگی اپنی حیات کا اعلان بھی کر سکتے ہیں۔ حضرات سوچو! جب اللہ تعالیٰ کے ولیوں کا یہ مقام ہے تو

اللہ تعالیٰ کے نبیوں کا کیا مقام ہوگا؟ سیدہ طیبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کئی مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے سنا' سرکار نے فرمایا: "ما من نبیٍ یمرض الا خیر بین الدنیا والاخرۃ" کہ اللہ تعالیٰ بیماری کے دوران ہر نبی کو اختیار عطاء فرماتا رہا ہے کہ اے میرے نبی! تمہیں اختیار ہے چاہو تو تم دنیا میں رہو' چاہو تو آخرت کی طرف چلے آؤ۔ (بخاری شریف' کتاب التفسیر)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات شریف کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو فرمایا: عزرائیل! عرض کی: جی رب جلیل' فرمایا: میرے کلیم کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے' جاؤ! میرے کلیم کی روح قبض کر کے لے آؤ' حضرت عزرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس تشریف لائے' آج کل تو حضرت عزرائیل علیہ السلام نورانی شکل میں آتے ہیں' ہمیں نظر نہیں آتے مگر پہلے آپ انسانی شکل میں ہر انسان کے پاس تشریف لاتے تھے' ہیں نور بنے ہوئے نور کے ہیں مگر موسیٰ علیہ السلام تک ہر نبی کے پاس انسانی لباس میں تشریف لاتے رہے' آج تک کسی مولوی نے اعتراض نہیں کیا کہ نور انسانی اور بشری لباس میں کیسے آ سکتا ہے' یہ بدنصیب جب بھی اعتراض کرتے ہیں تو اس نبی پر کرتے ہیں جو عزرائیل علیہ السلام کا بھی رسول ہو' بدنصیبو! اگر غلام نور ہو کر بشری لباس میں آئے تو اس کی نورانیت میں کوئی فرق نہیں آ سکتا تو جو رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھتا ہو وہ انسانی لباس میں آیا تو اس پر تمہیں کیوں تکلیف ہوتی ہے۔

برقعہ بشری اُتار کے جن عربی سرعام جے لا دربار دیندا
ہندا فیر کلیم بے ہوش اتھے یوسف ویکھ کے سب کجھ وار دیندا
میکائیل دے دم نال بن جاندی جبرئیل وی سٹ ہتھیار دیندا
ناصر ویکھیں حدیث تے ست پشتاں مڑھکا میرے حضور دا تار دیندا

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں: ''ارسل ملک الموت الی موسیٰ علیہ السلام '' کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت کو بھیجا گیا' حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی: حضور! تیاری کیجئے' فرمایا: کس بات کی؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی: موت کی' میں ملک الموت ہوں آپ کی روح قبض کرنے آیا ہوں' حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے جلالی نبی تھے' آپ غصہ میں آ گئے' علماء نے کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب غصے میں آتے تھے تو غصہ کی وجہ سے آپ کے بال مبارک آپ کی قمیص مبارک سے باہر نکل آتے تھے' آپ نے غصہ میں آ کر حضرت عزرائیل علیہ السلام کے چہرے پر تھپڑ مار دیا۔ اللہ اکبر! حضرات یہ ہے نبی کی شان' ہے کوئی نبی کی مثل بننے والا جو یہ حرکت کرے' فرشتوں کے سردار کو تھپڑ مارے' حضرات فرشتہ تو ایک طرف ہے' آئی جی پنجاب کو تھپڑ مار کر دکھائے' مان جائیں گے۔ مولوی صاحب کی بڑی شان ہے' میں کہتا ہوں: پولیس مولوی صاحب کو وہاں لے جائے گی جہاں نام ونشان بھی نہیں ملے گا۔ حضرات سوچو! میں اور آپ کسی افسر کو تھپڑ نہیں مار سکتے' پر ربِ عزوجل کا کلیم فرشتوں کے افسر کو تھپڑ مار رہا ہے۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں: ''صکہ ففقاء عینہ'' جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت عزرائیل کو مکہ مارا تو حضرت عزرائیل علیہ السلام کی دائیں آنکھ کا ڈھیلا نکل کر باہر آ گیا۔ مولوی انور کشمیری دیوبندی فیض الباری شرح بخاری ج ۳ ص ۶۷۴ میں لکھتے ہیں کہ یہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نورانی فرشتے تھے جو برداشت کر گئے' صرف آنکھ کا ڈھیلا نکلا وگرنہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اتنی قوت اور طاقت عطاء فرمائی تھی کہ آپ مکہ ماریں تو ساتوں آسمان ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ حضرات سوچئے! جب کلیم کے مکہ میں اتنی طاقت ہے تو حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکہ میں کتنی طاقت ہوگی۔ تاجدارِ بریلی فرماتے ہیں کہ

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا اُلٹے قدم
تیری انگلی اُٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مُجرے کو جُھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

حضرات اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام آئے تھے اللہ تعالیٰ کے حکم سے' پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیوں تھپڑا مارا' تو مولوی انور کشمیری لکھتے ہیں کہ ملک الموت کا یہ طریقہ تھا کہ یہ جب بھی کسی نبی کے پاس جاتے تو پہلے اپنا تعارف کراتے' پھر بڑے ادب سے عرض کرتے: حضور! آپ کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے' اب آپ کا کیا خیال ہے' دنیا میں ہی ابھی قیام کرنا ہے یا چلنے کا پروگرام ہے' اگر اللہ تعالیٰ کا نبی جانے کا اظہار فرماتا تو ملک الموت اس نبی کی روح قبض کرتا' نہیں تو واپس آ جاتا لیکن جب موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو یہ بات نہیں کی' بلکہ ڈائریکٹ کہنے لگا: جناب! آپ کی موت کا وقت آ گیا ہے' تیاری کرو' اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آ گیا' آپ نے جلال میں آ کر تھپڑ مار دیا' حضرت عزرائیل علیہ السلام تھپڑ کھا کے آنکھ نکلوا کے آگے سے بولا: نہیں! جھگڑا نہیں کیا کہ یہ آپ نے کیا کیا ہے' جان نہیں دینی تھی نہ دیتے مجھے مارا کیوں ہے؟ ناں ایسی کوئی بات نہیں کی' آج کسی بچے کو بھی راستے میں تھپڑ ماردیں وہ لڑ نہ سکے لیکن گالیاں ضرور دے گا' دھمکیاں دے گا' ٹھہر جا! میں ابھی بڑوں کو بلا لاتا ہوں' تو ہوتا کون ہے مجھے تھپڑ مارنے والا' میرا خون نکالنے والا' مجھے زخمی کرنے والا' لیکن قربان جاؤں کلیم نے جب تھپڑ مارا تو زمین پر ملک الموت چپ' عرشوں پر خدا عزوجل چپ' عزرائیل بھی نہیں بولا' بھیجنے والا رب العالمین بھی نہیں بولا' عزرائیل علیہ السلام ادب سے نہیں اللہ تعالیٰ یار کی رضا میں نہیں بولا'' فرجع الی ربہ '' حضرت عزرائیل علیہ السلام مار کھا کے تھپڑ سہہ کے آنکھ نکلوا کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا' خالق کائنات نے فرمایا: عزرائیل کلیم کی جان لے آئے ہو؟ عرض کی: میں اُس کی جان کیسے لے آتا' میں تو اپنی جان بچا کے آیا ہوں' گویا قدرت مسکرا پڑی' فرمایا: ہوا کیا ہے؟'' فقال ارسلتنی الی عبدٍ لا یرید الموت '' حضرت عزرائیل علیہ

السلام نے عرض کی: اے پیارے رب العالمین! آپ نے آج اس بندے کے پاس بھیجا ہے جو مرنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتا۔ سبحان اللہ! بجائے جان دینے کے تھپڑ دے مارے' میری آنکھ کا آنہ نکال دیا ہے' مولوی صاحب آج کل منبروں پر بندروں کی طرح اُچھل اُچھل کر کہتے ہیں: دیکھو جی! سنی بریلوی نبی کو نور مانتے ہیں' نبی نور تھے تو میدان اُحد میں سرکار کے جسم پاک سے خون کیوں نکلا؟ دانت مبارک کیوں زخمی ہوئے؟ کبھی نور کا بھی خون نکلا ہے' دانت زخمی ہوئے ہیں' ان سے پوچھو: ماما حضرت عزرائیل علیہ السلام کے نور ہونے میں تو تمہیں بھی شک کوئی نہیں' اُن کا آنکھ کا ڈھیلا کیوں نکلا؟ جب کوئی جواب نہیں آتا تو کہتے ہیں: جی بات یہ ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام تھے نور مگر انسانی لباس میں آئے' اس لیے آنکھ نکل گئی تو ان سے کہو کہ اسی طرح میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی نور تھا' لباسِ بشری میں آیا تو آپ کا مقدس خون بھی نکلا' دانت مبارک بھی زخمی ہو گئے۔

سُورج ویکھ لوے جے کر نور اُوہدا
نکلے کدی نہ اِنج رُوپوش ہو جائے
جتھے پھیرا رسولاں دے شاہ پایا
اوتھوں خزاں وی خانہ بدوش ہو جائے
جے اُوہ بُولے تے بول کائنات اُٹھے
اوہدی چپ تھیں زمانہ خاموش ہو جائے
ناصر سوہنا جے اُلٹ نقاب دیوے
قیامت تیکر جبریل بے ہوش ہو جائے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عزرائیل! پریشان نہ ہو تیری آنکھ ہم ابھی ٹھیک کر دیتے ہیں' یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ''فرد اللّٰہ علیہ عینہ'' اللہ تعالیٰ نے اسی وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ ٹھیک فرما دی' اللہ تعالیٰ نے حضرت

عزرائیل علیہ السلام سے فرمایا: عزرائیل! عرض کی: جی ربِ جلیل! فرمایا: اب پھر میرے کلیم کے پاس جاؤ' اب اکیلے نہ جانا بلکہ ایک بیل پنجابی میں کہتے ہیں: ڈانڈ' یہ لے جاؤ اور میرا سلام دے کر پھر کہنا: حضور! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر آپ کا ابھی دنیا سے جانے کا پروگرام نہیں تو ٹھیک ہے کوئی مجبوری نہیں' ہم زبردستی آپ کو نہیں لے جاتے' یہ بیل ہے اس پر ہاتھ پھیرو جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آ جائیں گے اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی کے اتنے سال بڑھا دے گا۔ سبحان اللہ! ہمیں کوئی مہلت نہیں' وقت مقررہ پر جانا پڑتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوبوں سے کتنا پیار ہے' فرماتا ہے: چلو نہیں آتے نہ آؤ' ہم اور زندگی بڑھا دیتے ہیں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک بیل لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' اللہ تعالیٰ کا سلام اور پیغام دیا' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چہرہ آسمانوں کی طرف کر کے عرض کی: مولا کریم! جب وہ زندگی کے سال گزر جائیں گے پھر کیا ہوگا؟ ''قال ثم الموت'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سجان! پھر موت! عرض کی: مولا کریم! اگر زندگی کی انتہا موت ہی ہے تو پھر ہم ابھی تیار ہیں۔

(مسلم شریف ج ۲ ص ۲۶۷' شرح صحیح مسلم ج ۶ ص ۸۴۲-۸۳۶)

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب حضرت عزرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: مولا کریم! تیرے کلیم کا تو کوئی پروگرام ہی آنے کا نہیں' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اچھا! اب کلیم کے پاس روح قبض کرنے نہ جانا' جب خود موت مانگے گا عطاء کریں گے' ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی کام کے لیے جا رہے تھے' راستے میں حضرت عزرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں ایک قبر کھود رہے ہیں' حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اس کے پاس سے گزرے' سلام کیا' کیا دیکھا کہ وہ بندہ قبر کھود رہا ہے اور پسینہ بہہ رہا ہے' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت سے پوچھا: کیا کر رہے ہو؟ عرض کی: حضور! ایک مؤمن کی قبر کھود رہا ہوں' موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: لگتا ہے تو تھک گیا ہے' لاؤ پھاوڑا میں تیری مدد کرتا ہوں' موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اچھا! یہ بتا اس کا قد

کتنا ہے؟ عرض کی: حضور! آپ کے برابر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنے قد کے برابر قبر تیار کر لی تو پھر قبر میں اترے کہ دیکھوں قبر ٹھیک تیار ہوئی ہے کہ نہیں؟ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام قبر کا ناپ لینے کے لیے قبر میں لیٹے تو اللہ نے قبر میں جنت کے دروازے کھول دیئے' جنت کی ٹھنڈی ہوائیں شروع ہو گئیں' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے خالق کائنات! قبر میں بڑا لطف آیا ہے' بڑا سرور آیا ہے' کرم کرو میری روح یہیں نکال لو' میں واپس نہیں جانا چاہتا' حضرت عزرائیل علیہ السلام نے آپ کی روح مبارک قبض کر لی۔ (گلزارِ خطابت ص ۱۹۷)

سرکار کے عاشق فرماتے ہیں: صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو تھپڑ مارا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عزرائیل! آنکھ تو ہم تمہیں عطاء کر دیتے ہیں' ذرا جاؤ میرے کلیم سے پوچھو کہ انہوں نے تمہیں تھپڑ کیوں مارا ہے؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام آئے' سلام عرض کر کے عرض کی: سائیں! آپ نے جان نہیں دینی تھی نہ دیتے' مجھے مارا کیوں ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے ملک الموت! تمہیں ادب سکھانے کے لیے مارا ہے' آج میرے پاس آئے بغیر اجازت کے آئے ہو' یہ تھپڑ مار کے تمہیں نبوت کے دربار کا ادب سکھایا کہ چلو! میری تو خیر ہے' میرے پاس تو بغیر اجازت کے آ گئے ہو' کل تم نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے' اگر وہاں اجازت کے بغیر چلے گئے تو کہیں تیرا نام ہی فرشتوں کی لسٹ سے خارج نہ ہو جائے۔ اللہ اکبر! حضرات جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اتنا اختیار دیا ہے کہ سجناں! تیری مرضی دنیا میں رہو یا اللہ تعالیٰ کے حضور آ جاؤ' سوچو! اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار کا عالم کیا ہو گا؟ بیمار کربلا سیدنا سجاد رضی اللہ عنہ امام حسین کے مظلوم بیٹے مدینہ پاک' مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں' ایک قریشی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا' عرض کی: حضور! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کو آپ کے نانے کی ایک حدیث پاک نہ سناؤں؟ ''قال بلیٰ'' پیر سجاد نے فرمایا: ہاں

ہاں! ضرور سناؤ!" قال لما مرض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم "اس آدمی نے کہا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیمار ہوئے' بیماری آپ سے برکت حاصل کرنے کے لیے آئی تو" اتاہ جبریل "حضرت جبریل علیہ السلام آپ کی خدمت میں تشریف لائے' صلوٰۃ وسلام کے تحفے پیش کرنے کے بعد عرض کی: آقا! مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک خصوصی پیغام دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا ہے' آپ کی عزت اور عظمت کی آپ کے ادب اور احترام کی خاطر' میرے آقا مسکرا پڑے' فرمایا: جبریل! وہ کیا پیغام لے کے آئے ہو؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: آقا! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "کیف تجدك "سوہنیا! آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ مزاج شریف کیسا ہے؟" قال اجدنی یا جبریل مغموما واجدنی یا جبریل مکروبا "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جبریل کیا بتاؤں! میں بڑا پریشان ہوں' بڑا مغموم ہوں' دل بڑا غمگین ہے۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: آقا! آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب اللہ تعالیٰ کے لاڈلے رسول ہیں' پھر کیوں پریشانی اور غم ہے' میرے آقا نے فرمایا: جبریل! میں اپنے لیے پریشان نہیں ہوں بلکہ مجھے تو اپنی اُمت کی فکر ہے' میرے بعد میرے دین اور میری اُمت کا کیا بنے گا؟ صدقے جاؤں لجپال نبی کی لجپالی پر! وفات شریف کا وقت قریب ہے' دنیا چھوڑ کر جا رہے ہیں مگر اُمت کا کتنا غم ہے' اُمت کی کتنی فکر ہے' ہر بندہ جب دنیا سے جاتا ہے تو کوئی نہ کوئی فکر لے کر جاتا ہے کسی کو جائیداد کی فکر ہوتی ہے' کسی کو مال کی فکر ہوتی ہے' کسی کو خاندان کی فکر ہوتی ہے' کسی کو بال بچوں کی فکر ہوتی ہے' مگر آمنہ کے لال کو اپنی اُمت کی فکر ہے۔ سبحان اللہ! کتنا لجپال اور کریم نبی اللہ تعالیٰ نے ہم گناہ گاروں کو عطاء فرمایا ہے' اس لیے خالق کائنات نے سورۃ توبہ کی آخری آیت میں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفقت اور رحمت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: "لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمٌ" البتہ تحقیق آ گیا تمہارے پاس تمہیں

میں سے ایک عظمت والا رسول، تکلیف تمہیں ہوتی ہے پریشان میرا یار ہو جاتا ہے، تمہارے بارے بڑا فکر مند رہتا ہے اور ایمان والوں پر مہربان بھی اور رحیم بھی ہے۔

نیازی صاحب نے کیا خوب کہا کہ

زندگی با اصول اچھی ہے، سرزمین رسول اچھی ہے

ہیرے موتی نیازی کچھ بھی نہیں شہر مدینہ کی دھول اچھی ہے

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: آقا! آج تک اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی بیمار پرسی نہیں کی، آج محبت سے آپ سے پوچھ رہا ہے: سناؤ سجناں! طبیعت کیسی ہے؟ صدقے جاؤں عزتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر! حضرات دنیا کا ہر انسان بیمار ہوتا ہے میں بھی بیمار ہوتا ہوں آپ بھی بیمار ہوتے ہیں لیکن میری تیری تیمارداری محلّہ والے کرتے ہیں، خاندان والے کرتے ہیں، یار بیلی کرتے ہیں، ماں باپ کرتے ہیں، مگر آمنہ کے لال کی تیمارداری کائنات کا خالق مالک فرما رہا ہے۔ سرکار وصال سے تین دن پہلے شدید بیمار ہوئے، جبریل علیہ السلام ہر روز اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیمار پرسی کے لیے آتے رہے۔ (مشکوٰۃ شریف، مراٰۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۳۰۷۔۳۰۸، معارج النبوت ج ۳ ص ۴۹۶، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۱۴۶)

مولا شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کا وقت قریب آیا تو سرکار نے فرمایا: علی! میں نے عرض کی: جی یا نبی! فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ اختیار عطاء فرمایا ہے کہ محبوب! اگر تم ہمیشہ دنیا میں رہنا چاہو تو رہ سکتے ہو، تمہیں کوئی رکاوٹ نہیں، ہمیں اس بات پر کوئی اعتراض نہیں، تمہیں کائنات کی نعمتوں سے مالا مال کرتے رہیں گے، تمہیں دنیا میں خوش رکھیں گے، اگر دنیا چھوڑ کر ہمارے پاس تشریف لانا چاہو تو ہم آپ کو مرحبا کہیں گے، سجناں! جیسے تیری رضا وہی میری مرضی۔ مولا علی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: آقا! پھر آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ سرکار نے فرمایا: علی! دنیا فانی ہے، اس نے ایک دن ختم ہو جانا ہے، یہ ایک دن فنا ہو جائے گی، لہٰذا میں نے اللہ

تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی ہے: اے خالق کائنات! میں دنیا میں نہیں رہنا چاہتا بلکہ میں
آپ کے رحمت والے دامن میں آنا چاہتا ہوں۔ حضرات جو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے
ہوتے ہیں وہ دنیا کو پسند نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے سایہ رحمت میں جانا پسند کرتے ہیں'
سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو حضرت عزرائیل علیہ السلام
نے عرض کی: حضور! تیاری کرو آپ کے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے' حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے فرمایا: عزرائیل جا جا کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری طرف سے عرض کر:
اے خالق کائنات! ابراہیم علیہ السلام عرض کر رہے ہیں کہ مولا ادھر یار کہتا ہے' اُدھر خلیل
کہتا ہے' اُدھر مارنا چاہتا ہے' حضرت عزرائیل نے جب یہ پیغام سنایا تو اللہ تعالیٰ نے
فرمایا: عزرائیل! جا کر ابراہیم علیہ السلام کو کہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اچھے خلیل ہو' اُدھر
خلیل کہلاتے ہو' اُدھر خلیل کے پاس جانے سے انکار کرتے ہو' حضرت ابراہیم علیہ السلام
سن کر مسکرا پڑے' فرمایا: عزرائیل! یہ بات ہے تو ابھی ہماری روح قبض کر' ابھی خلیل کے
پاس چلتے ہیں۔ تو سرکار نے فرمایا: علی! میں نے دنیا چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے' مولا علی
رو پڑے' فرمایا: علی! رو نہیں توجہ سے میری بات سنو' جب میرا وصال ہو جائے تو مجھے غسل
تو نے اپنے ہاتھوں سے دینا ہے' فضل بن عباس اور اسامہ بن زید میرے جسم پر پانی
ڈالتے جائیں گے تو ہاتھوں سے ملتے جانا اور خیال کرنا میرے جسم سے کپڑے نہ اتارنا
بلکہ مجھے کپڑوں سمیت غسل دینا' اگر کسی نے میرے کپڑے اتارے تو وہ بھی نابینا ہو
جائے گا اور میرے جسم کے اعضاء دیکھنے والے بھی نابینا ہو جائیں گے' مولا علی نے عرض
کی: آقا! میں اکیلا آپ کو کیسے غسل دوں گا؟ فرمایا: کیوں نہیں دے سکو گے' عرض کی
آقا! میت کے غسل کے لیے تین چار بندے ہونے چاہئیں' کچھ پانی ڈالیں' کچھ صاف
کریں' پھر سارے مل کر میت کے جسم کو دائیں بائیں پھیر سکیں' میرے آقا مسکرا پڑے
فرمایا: علی پریشان نہ ہو پانی فضل اور اسامہ ڈالیں گے' ہاتھ میرے جسم پر تم پھیرتے جانا
جسم میں خود پھیرتا جاؤں گا' تمہیں جسم پھیرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ص ۲۰۷، دلائل النبوت ج ۷ص ۲۴۴، من دون اللہ ص ۶۹، معارج النبوت ج ۳ص ۴۸۳)

مولا علی کی ولادت

حضرت علامہ حسین کاشفی تفسیر حسینی والے اپنی کتاب روضۃ الشہداء میں لکھتے ہیں کہ جب مولا علی پیدا ہوئے تو سرکار مولا علی کی ولادت پر حضرت علی کے گھر تشریف لائے، بچے کی ولادت پر مبارک دی، پھر آقائے کائنات نے مولا علی کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد سے پوچھا: اماں منے علی کو غسل دے دیا ہے یا ابھی دینا ہے؟ مولا علی کی ماں نے عرض کی: بیٹا! ابھی غسل دینا ہے، سرکار نے فرمایا: اماں! پھر لاؤ منے علی کو میں غسل دیتا ہوں، حضرت فاطمہ نے عرض کی: بیٹا! محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کیوں تکلیف کرتے ہو، سرکار نے مسکرا کر فرمایا: اماں! یہ کون سی تکلیف والی بات ہے، اگر میں نبیوں کا سلطان ہوں، تیرا بیٹا ولیوں کا سلطان ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کو اپنی مقدس گودی میں اُٹھا لیا، اماں ایک برتن میں پانی لائیں، ایک تھال لے کر آئیں، میرے آقا نے حضرت علی کو تھال میں لٹا دیا اور اپنے پاک ہاتھوں سے مولا علی کو غسل دینے لگے، صدقے جاؤں مولا علی تیری عظمت اور شان پر لوگوں کے بچوں کو پہلا غسل دائیاں دیتی ہیں، نرسیں دیتی ہیں، نانیاں اور دادیاں دیتی ہیں، پھوپھیاں اور خالائیں دیتی ہیں، پر تمہیں پہلا غسل اللہ تعالیٰ کا مقدس حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام دے رہا ہے اور دے بھی ان ہاتھوں سے رہا ہے جن کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''یـد الـلّٰـہ'' محبوب! یہ تیرے ہاتھ نہیں یہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں'' مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی '' سبحان! میدانِ بدر میں تو نے روڑے نہیں مارے تھے، اللہ تعالیٰ نے مارے تھے۔

اوہدا ہتھ رب اپنا ہاتھ آکھے ہووے کافر جھڑا وکھ آکھے
جھدے نال اشاریاں رُخ ٹردے چن توڑ کے جوڑ وکھایا اے
اُنہاں گلیاں دی اُنہاں راہواں دی کھاوے
قسم خدا عزوجل اونہاں تھاواں دی

چمے عرش وی اُونہاں گلیاں نوں
جتھے قدم حضور ٹکایا اے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کو تھال میں لٹا دیا' پھر برتن میں سے پانی ڈالا' جب سامنے والا حصہ دھل گیا' سینہ مبارک صاف ہو گیا تو سرکار نے پانی والا برتن رکھ دیا' اب مولا علی کو پھیرنے کے لیے جب ہاتھ آگے کیے تو مولا علی خود بخود پھیر گئے' سرکار نے جب مولا علی کو خود بخود پھرتے دیکھا تو مقدس آنکھوں سے خود بخود آنسو جاری ہو گئے' مولا علی کی والدہ دور کھڑے کسی کام میں مصروف تھیں' جب انہوں نے سرکار کو روتا دیکھا تو عرض کی: بیٹا! کیا بات ہے رو کیوں رہے ہو؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اماں! میں رو اس لیے رہا ہوں کہ آج علی کو پہلا غسل میں دے رہا ہوں' کل آخری غسل علی مجھے دے گا۔ سبحان اللہ! حضرات توجہ کیجئے! مولا علی کی عمر مبارک ہے تین دن' ابھی آپ بچے ہیں جوان نہیں ہوئے' سرکار کے وصال کا وقت نہیں آیا مگر غیب کی خبریں جاننے والا نبی سب کچھ پہلے بتا رہا ہے' غیب کی خبریں دیتا بھی کیوں نہ اللہ تعالیٰ خود قرآن میں یار کے غیب کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ '' (پ۳۰' الانفطار) لوگو! میرا نبی غیب کی باتیں بتانے میں بخل سے کام نہیں لیتا' بلکہ کھول کر سب کچھ بتا دیتا ہے' تو سرکار نے فرمایا: آج علی کو پہلا غسل میں دے رہا ہوں کل آخری غسل علی مجھے دے گا' جیسے آج علی نے اپنا حصہ خود بخود پھیر لیا ہے' میرے وصال کے بعد جب یہ غسل دے گا میں بھی اپنا جسم خود بخود پھیر لوں گا۔ سبحان اللہ!

(روضۃ الشہداء ج ۱ ص ۳۳۳)

حضرات جو مر جائے جو ختم ہو جائے وہ کبھی حرکت نہیں کرتا' مگر سرکار فرماتے ہیں: وصال کے بعد علی ہاتھ تو پھیرتے جانا' اپنا جسم میں پھیرتا جاؤں گا۔ تاجدارِ بریلی اس لیے تو فرما گئے کہ

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ۔ واللہ کا معنی اللہ تعالیٰ کی قسم! اعلیٰ حضرت فرماتے

ہیں: لوگو! میں قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ میرا نبی زندہ اور حیات ہے۔

تو زندہ واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے
رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

حضرات یہ تو میرے آقا ہیں نبیوں کے سلطان ہیں' اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں' ہمارا تو عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ کے ولی بھی زندہ اور حیات ہیں۔ حضور سیدنا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کے ایک بہت بڑے اور مشہور خلیفے تھے' جن کا نام تھا حضرت سیدنا علی احمد المعروف صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ آپ حسینی سیّد تھے' بہت بڑے ولی اور غوث زماں تھے' آپ کے ایک مرید تھے جن کا نام تھا خواجہ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ' یہ آپ کے مرید بھی تھے اور خلیفہ بھی ایک دن خواجہ شمس الدین نے مرشد کی قدم بوسی کر کے عرض کی: حضور! اگر آپ اجازت دیں تو ایک بات نہ پوچھ لوں؟ صابر پیا مسکرا پڑے' فرمایا: پوچھو! عرض کی: حضور! لوگ کہتے ہیں کہ فلاں بندہ مر کے فنا ہو گیا' فلاں بندہ بقا پا گیا' فلاں چیز ختم ہو گئی' فلاں چیز زندگی پا گئی' یہ فنا اور بقا کا کیا مسئلہ ہے۔ صابر پیا سن کر سوچنے لگے: مرید بڑا پیارا ہے پھر خلیفہ بھی ہے' اس کو مسئلہ کیسے سمجھایا جائے؟ اگر اس کو قرآن حدیث پڑھ کر سنائی' ہو سکتا ہے کہ اس کو سمجھ میں نہ آئے' تھوڑی دیر سوچنے کے بعد صابر پیا نے فرمایا: شمس الدین! عرض کی: جی حضور! فرمایا: مسئلہ بڑا اہم ہے اگر صبر کرو تو چند دن بعد اس کا جواب تمہیں نہ دیا جائے' عرض کی: حضور! ٹھیک ہے' جواب ابھی کوئی ضروری نہیں' یہ تو ایک اشکال تھا جو بیٹھے بٹھائے ذہن میں آ گیا' میں نے سوچا کہ میرا مرشد بہت بڑا عالم ہے' ان سے حل کرا لیتے ہیں' دن گزرتے گئے جب صابر پیا کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا: شمس الدین' عرض کی: جی حضور! فرمایا: ہمارے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے' جب میں فوت ہو جاؤں' مجھے غسل خود تو نے ہی دینا ہے اور کسی

بندے کو نہ بلانا' عرض کی: حضور! میں اکیلا آپ کو کیسے غسل دوں گا' صابر پیا نے فرمایا:
پریشان کیوں ہو گئے ہو' پانی تم ڈالتے جانا' جسم میں خود پھیرتا جاؤں گا۔ سبحان اللہ! جب
مجھے کفن پہنا کے فارغ ہونا تو میرے سر پر میرے مرشد پیر فرید کا عمامہ پہنا دینا تا کہ
مرشد کے عمامے کے صدقے اللہ تعالیٰ میرا بیڑا پار فرما دے اور مجھے یہاں کی خوشبو نہ
لگانا' بلکہ جنت سے فرشتے خوشبو لے کر آئیں گے' وہ میرے کفن پر لگائیں گے اور
میرے جنازے کے لیے کسی عالم یا مفتی کو نہ کہنا' میں نے جنازہ پڑھانے کا بندوبست کر
دیا ہے' حضور آپ کا جنازہ پھر کون پڑھائے گا؟ فرمایا: جب جنازہ جنازگاہ میں پہنچے گا'
ایک بندہ مغرب کی طرف سے گھوڑے پر سوار ہو کے آئے گا' اس کے چہرے پر نقاب ہو
گا' اسی سے پوچھ لینا کہ وہ کون ہے خواجہ شمس الدین مرشد کی باتیں سن کر رونے لگے
آہیں نکل گئیں' صابر پیا نے فرمایا: شمس الدین رو نہیں' صبر کر اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے' جو
آیا ہے' اس نے ایک دن دنیا سے جانا بھی ہے' صابر پیا نے وصال سے پہلے کلمہ شریف
پڑھا' خواجہ صاحب نے آپ کو غسل دیا' خواجہ صاحب پانی ڈالتے جاتے' صابر پیا خود
بخود جسم پھیرتے جاتے' پھر کفن پہنایا گیا' جنازہ تیار ہو گیا' جنازگاہ میں پہنچ گیا' ادھر
جنازہ پہنچا' ادھر مغرب کی طرف سے وہ سوار بھی آ گیا' جس نے جنازہ پڑھانا تھا جنازہ
پڑھا گیا' لوگ صابر پیا کی چارپائی اُٹھا کر چلے' وہ گھوڑے سوار بھی جانے لگا' خواجہ
صاحب نے سوچا کہ پتہ نہیں میرے مرشد کا جنازہ کس عالم نے کس مفتی نے پڑھایا ہے'
چلو معلومات تو کریں' پتہ تو چل جائے کہ امام صاحب کہاں سے جنازہ پڑھانے کے لیے
تشریف لائے ہیں' خواجہ صاحب نے اس گھوڑے سوار کی لگام پکڑ لی اور بڑے ادب
سے عرض کی: حضور! ناراض نہ ہونا میں نے آپ کا راستہ اس لیے روکا ہے کہ آپ سے
آپ کا نام ایڈریس پوچھ سکوں' آپ کون ہیں اور کہاں سے تشریف لائے ہیں' یہ سن کر
سوار بولا: نہیں! بلکہ سوار نے اپنے چہرے سے نقاب اُٹھا دیا' خواجہ صاحب نے کیا دیکھا
کہ گھوڑے پر سوار خود حضرت صابر پیا ہیں' خواجہ صاحب حیران ہو گئے' عرض کی: حضور!

یہ کیا؟ صابر پیا نے فرمایا: شمس الدین فقیر کا جنازہ فقیر نے خود پڑھایا ہے' خواجہ صاحب نے جنازے کی طرف اشارہ کر کے عرض کی: حضور! پھر یہ کیا ہے؟ صابر پیا نے فرمایا: شمس الدین چارپائی پر فنا ہے' گھوڑے پر بقا ہے۔

ولی اللہ دے مردے نا ہیں تے کردے نی پردہ پوشی
کی ہویا جے دنیا اُتوں تے جاندے نی نال خموشی

خواجہ شمس الدین رو پڑے' عرض کی: یہ بھید بتانے کی ضرورت کیا تھی؟ فرمایا: شمس الدین تمہیں مسئلہ سمجھانے کے لیے' ایک دن تو نے پوچھا تھا نہ کہ فنا اور بقا میں فرق کیا ہے' میں نے سوچا: پیارا مرید ہے اس کو دلائل سے نہیں' پریکٹیکل کر کے سمجھا دیا جائے تاکہ شک نہ رہ جائے' خواجہ صاحب سن کر بے ہوش ہو گئے' صابر پیا پھر نگاہوں سے غائب ہو گئے۔

جتھاں عشق نمازاں پڑھیاں اُو کدی وی نہیں مردے
شک ہووی تے آ جا تک لے تے اَج وی ڈیوے بلدے

(سیرت حضرت علی احمد صابر پیا ص ۱۱۷۔۱۱۸۔۱۱۰۔۱۱۱)

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب میرا وصال ہو جائے تو مجھے غسل تو نے دینا ہے' عرض کی: میرے آقا! آپ کے حکم پر عمل ہوگا' سرکار نے فرمایا: علی! جب مجھے غسل دے لینا تو میری ناف اور میری آنکھوں کی پلکوں کے ساتھ پانی جمع ہوگا' وہ چوس لینا' عرض کی: آقا! اس کا فائدہ کیا ہوگا؟ میرے آقا نے فرمایا: جب تم میرے بدن سے لگا ہوا پانی چوسو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں نبیوں کے علوم کے برابر علم عطاء فرما دے گا۔ سبحان اللہ! (مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۸۳)

حضرات یہ ہے میرے نبی کے پاک جسم سے لگنے والے پانی کے قطروں کا کمال کہ مولا علی کے جسم میں گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پانی کے قطروں کے صدقے سے بے شمار علوم کے خزانے کھول دیئے' حضرات سوچو جب سرکار کے جسم سے لگنے والے پانی کے

قطروں کا یہ کمال ہے تو آمنہ کے لال کے جسم پاک کا کیا کمال ہوگا' کتنے بدنصیب اور بدبخت ہیں' وہ مُلوانے جو نبی پاک کے علم پاک پر اعتراض کرتے ہیں لیکن ہیں وہ بھی سچے' کیوں کہ

محبوباں تے نکتہ چینی تے جہڑا کرن توں باز نہیں آوندا
اصل منافق سمجھئے اُس نوں اُو جھوٹا پیار جتاوندا
سانوں دسیا عشق دے مفتی تے جہڑا مرمڑا اے فرماندا
اعظم جتھے، دل لگ جاوے اُوتھے عیب نظر نہیں آوندا

علامہ اسماعیل حقی حنفی تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پاک کے بعد مدینہ پاک کے منافقین نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب پر اعتراض کرنا شروع کردیا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام علمِ غیب جانتے تھے' اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علمِ غیب ہوتا تو فلاں چیز کی خبر دے دیتے' فلاں چیز کی بات بتا دیتے' جیسے آج کل خارجی ملوانے جلسوں میں' مسجدوں میں بیٹھ کر کہتے ہیں کہ نبی پاک کو علم غیب ہوتا تو حضرت عائشہ کا ہار گم ہوا تو کیوں نہ بتایا' اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علمِ غیب ہوتا حضرت عائشہ پر زنا کا الزام لگا تو پریشان کیوں ہوئے' حضور کو علم غیب ہوتا تو ستر قاری کافروں کی طرف بھیج کر کیوں شہید کرائے۔ حضرات اللہ تعالیٰ ہم سب کو حج پر لے جائے' آپ مکہ شریف جائیں' خانہ کعبہ شریف کے چار کونوں پر سعودی نجدی حکومت نے ایک ایک مولوی بٹھایا ہوا ہے' ایک عربی میں ایک فارسی میں ایک انگریزی میں ایک اُردو میں تقریر کر رہا ہوتا ہے' وہ نجدی مولوی مسلمانوں کے عقائد خراب کرتے ہیں' پاکستان کے کئی سنی مسلمان جب حج کرکے واپس آتے ہیں تو وہابی بن کے آتے ہیں' گیارہویں بارہویں درود وسلام کے منکر ہوکے آتے ہیں' ۱۹۸۹ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے فقیر حج کرنے گیا تو کعبہ شریف کے ایک کونے میں ایک مولوی جو پاکستان فیصل آباد کا ہے' وہ سعودی حکومت کا ملازم ہے' سعودی ریال پر ایمان اور دین کو

پہنچ رہا ہوتا ہے' میں طواف کرتے کرتے جب اس کے پاس سے گزرا تو وہ بکواس کر رہا تھا' لوگو! بعض بدعتی لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک کو علم غیب تھا' یہ سب جھوٹ ہے' اگر نبی کو علم غیب ہوتا تو حضرت عائشہ پر الزام لگا تو نبی پریشان کیوں ہوئے' مجھے رب العزت کی قسم! یہ بات سن کر میرا خون کھولنے لگا' میرا دل کیا کہ میں ڈنڈے مار مار کے اس کمینے کو ہی جہنم پہنچا دوں' پر مجبور تھا پولیس والے اس لعنتی کا پہرہ دے رہے تھے' میں نے اتنا ضرور کہا: مولانا! جو کام آج سے چودہ سو سال پہلے تیرا ابا ابوجہل کرتا تھا آج تو وہی کردار ادا کر رہا ہے۔ حضرات پاکستان کے خارجی مولوی بھی یہی کہتے ہیں' مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھتا ہے: جس کا عقیدہ ہے کہ نبی کو علم غیب تھا وہ مشرک ہے۔ حضرات اب بتایئے کہ جو عقیدہ مدینہ شریف کے منافقوں کا تھا' وہی عقیدہ وہابیوں دیوبندیوں کا نہیں ہے؟ وہی عقیدہ ہے پتہ چلا وطن الگ الگ ہیں مگر عقیدہ منافقوں اور وہابیوں کا ایک ہی ہے۔ تو عرض یہ کر رہا تھا کہ مدینہ شریف کے منافقوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب پر اعتراض کرنا شروع کر دیا' جب مولا علی کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ جلال میں آ گئے' آپ نے اعلان کرنے والے کو فرمایا کہ جاؤ! پورے مدینہ شریف میں اعلان کر دو کہ لوگو مسجد نبوی میں آ جاؤ جو مومن ہیں وہ جلدی مسجد نبوی میں پہنچ جائیں' سرکار کے صحابی حضرت علی ایک ضروری تم سے بات کرنا چاہتے ہیں' اعلان سن کر سارے مسلمان مسجد نبوی میں آ گئے' منافق جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے تھے وہ بھی آ گئے' مولا علی سرکار کے منبر پر جلوہ افروز ہوئے' فرمایا: لوگو! مجھے دیکھو میں علی ہوں' میں نبی نہیں نبی کا غلام ہوں۔ حضرات! اگر مولا علی چاہتے تو فرما سکتے تھے' لوگو! میں نبی کا بھائی ہوں' یہ بات بھی ٹھیک تھی کیونکہ نبی پاک کا اور آپ کا دادا ایک دادی ایک خاندان ایک مگر مولا علی بھائی ہو کر بھی فرماتے ہیں: لوگو! میں نبی نہیں نبی کا غلام ہوں' پر یہ زکوتوں اور فطرانوں پر پلنے والے جھوٹے ملوانے کہتے ہیں کہ ہم نبی کی مثل ہیں' اگر نبی کے مثل بنتے تو نبی کے خاندان والے بنتے' رشتے دار بنتے' سسرال والے بنتے' میکے والے بنتے' وہ تو

نہیں بنے یہ نبی کا صدقہ کھانے والے نبی کے نام پر عیش کرنے والے نبی کی مثل بنے پھرتے ہیں۔

اک پاسے محبوب خدا داتے اک پاسے کل خدائی
ایڈی شان تے ایڈی عظمت کسے ہور انسان نہ پائی
سارے نبیاں نالوں اُچا تے ایڈا اچا ہور نہ کائی
اعظم اُس نوں کون گھٹاوے جہدی رب کرے وڈیائی

حضرت علی نے فرمایا: لوگو! میں نبی نہیں ہوں' میں علی ہوں' میں رسول نہیں ہوں' میں رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوں' میں نے سنا ہے کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ کچھ لوگ میرے نبی کے علم غیب میں انگلیاں اُٹھا رہے ہیں کہ نبی کو فلاں چیز کا پتہ نہیں تھا' فلاں چیز کا پتہ نہیں تھا' میں ان بے ادبوں کو ان گستاخوں سے کہتا ہوں کہ میرے آقا کی تو بڑی شان ہے ''سلونی عما دون العرش'' آؤ مجھ سے پوچھو' آؤ مجھ سے سوال کرو' اگر میں زمین پر کھڑا ہو کر عرش کی باتیں نہ بتاؤں میں مجھے کملی والے کا اُمتی اور مرید نہ کہنا' ہے کوئی بھرے مجمع میں نبی کے علم کا منکر جو علی سے سوال کرے؟ مولا علی کی بات سن کر مجمع پر سناٹا طاری ہو گیا' کسی کی مجال نہیں کہ اب بولے' ایک یمنی کھڑا ہو گیا' مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی امداد السلوک ص ۶۹ میں لکھتے ہیں: اس کا نام تھا دعیل' وہ اُٹھ کر کہنے لگا: یا علی! دعویٰ بڑا اونچا کیا ہے' مولا علی مسکرا پڑے' مسکرا کر فرمایا: یمنی بھائی صرف دعویٰ ہی نہیں کیا' جواب دعویٰ بھی موجود ہے' تو بول تو سہی اگر علی جواب نہ دے تو مجھے نبی کا شاگرد کون کہے گا' دعیل یمنی نے کہا: ''ھل رایت ربك یا علی'' اے علی! کیا آپ نے کبھی ربِ عزوجل بھی دیکھا ہے؟ سبحان اللہ! کیا پیارا سوال ہے' مولا علی مسکرا پڑے' فرمایا: یمنی بھائی! یہ میرے اور مولا کے درمیان راز تھا' میں بتانا تو نہیں چاہتا تھا مگر بتا اس لیے رہا ہوں کہ میں اپنے دعوے میں غلط نہ ہو جاؤں' پھر فرمایا: لوگو! سن لو علی نماز کا ایک سجدہ کرتا ہے دوسرا اس وقت تک نہیں کرتا جب تک ربِ عزوجل کا دیدار نہ کر لے۔

مولانا غلام فرید بہاولپوری فرماتے ہیں کہ

اُو بشت میرے کیہڑے لکھیے جتھے توں ایں نظر نہ آویں

اُو دوزخ مینوں لکھ بشتاں جتھے توں مکھڑا دکھلاویں

مولا علی نے فرمایا: لوگو! علی ایک سجدہ کرتا ہے دوسرا اس وقت تک نہیں کرتا جب تک اللہ تعالیٰ کا دیدار نہ کر لے۔ حضرات ہوسکتا ہے کہ کوئی کہے کہ یہ نہیں ہوسکتا' میں عرض کرتا ہوں کہ ہوسکتا ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''ان تعبد اللہ ''لوگو! جب تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو تو ایسے کرو'' کانك تراہ ''جیسے تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ (بخاری شریف' مسلم شریف' مشکوٰۃ شریف' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۵۔۲۶)

حضرات عام بندے تو تصور کرتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں لیکن جو اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں ان کی یہ حالت ہوتی ہے' اِدھر نماز میں سر جھکاتے ہیں' ادھر اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے پ ۱' البقرہ: ۴۵ میں ارشاد فرماتا ہے: ''وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ''لوگو! یہ نماز بڑی بھاری ہے مگر ان کے لیے بھاری نہیں جو دل و جان سے اللہ تعالیٰ کو منانے کے لیے خشوع خضوع سے نماز پڑھتے ہیں' خشوع کرنے والے کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ''اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ ''خشوع والے وہ لوگ ہیں جو نماز میں یقین کرتے ہیں کہ وہ اپنے ربِ عزوجل سے ملاقات کرنے والے ہیں'' وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ''اور یقیناً اپنے ربِ عزوجل کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہیں' آپ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دن ارشاد فرمایا: جب بندہ نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لیے جنت کے سارے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جتنے نور کے پردے ہوتے ہیں وہ ہٹا دیئے جاتے ہیں' جنت کی حوریں اس کی عبادت دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتی ہیں اور مسجد میں آنے پر اس کا استقبال کرتی ہیں۔ سبحان اللہ! (طبرانی شریف' فیضانِ سنت ص ۸۷۳)

حضرات جب اللہ تعالیٰ نور کے پردے ہٹاتا ہے تو اس کے محبوب بندے پھر اس کا دیدار بھی کر لیتے ہیں' حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ بہت بڑے اللہ تعالیٰ کے ولی اور قطب زماں تھے' آپ ایک دن مصر کے بازار سے گزرنے لگے تو آپ نے کیا دیکھا' چند بچے ایک نوجوان کو پتھر مار رہے ہیں' حضرت ذوالنون مصری نے فرمایا: بچو! تم اس غریب کو کیوں پتھر مارتے ہو' بچوں نے کہا: حضور! یہ پاگل اور دیوانہ ہے اور عجیب عجیب باتیں کرتا ہے' اس لیے ہم اس کو مار رہے ہیں' حضرت ذوالنون نے فرمایا: شکل سے بالکل ٹھیک لگتا ہے' اچھا یہ بتاؤ یہ پاگل کیسے ہے؟ بچوں نے کہا: حضور! یہ جوان کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے' حضور! آپ بتائیں کہ ہے کوئی بندہ جو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کرے؟ حضرت ذوالنون نے فرمایا: بچو! ذرا ٹھہرو میں خود پوچھتا ہوں' بھلا یہ کیا کہتا ہے؟ حضرت ذوالنون اس نوجوان کے پاس گئے اور فرمایا: اے نوجوان! کیا واقعی تو نے کہا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے یا یہ بچے تم پر الزام لگا رہے ہیں؟ اس نوجوان نے مسکرا کر فرمایا: ذوالنون! بچے ٹھیک کہتے ہیں واقعی میں نے کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے' اے ذوالنون! میں تو اب بھی اللہ تعالیٰ کا دیدار کر رہا ہوں اور اگر میں ایک لمحہ کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کا دیدار نہ کر سکوں تو میں سمجھوں گا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نافرمانی کی ہے۔ (کراماتِ اولیاء ص ۱۰۴)

حضرات سوچو! جب عام اللہ تعالیٰ کا ولی ہر وقت اللہ تعالیٰ کا دیدار کر سکتا ہے' کیا ولیوں کا سلطان سجدے میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کر سکتا؟ مولا علی نے فرمایا: "قال کنت اعبد رب لم اراہ" لوگو! میں ایسے خدا کی عبادت ہی نہیں کرتا جس کا دیدار نہ کر سکوں۔

بن دلبر مُلک اندھار ڈسے' اِس عشق دا بھارا بھار ڈِسے
سانوں سجناں باغ بہار ڈسے' بن یار نہ بھاوے گلزار مینوں

مولا علی نے فرمایا: لوگو! کوئی اور ہے جو سوال کرنا چاہتا ہے۔

(تفسیر روح البیان پ ۲۶' ص ۶۱۳)

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے بے شمار صحابہ کرام کا دیدار کیا لیکن کسی صحابی کو یہ اعلان کرتے نہیں سنا کہ لوگو! جو سوال کرنا چاہے کر سکتا ہے' جو کوئی بات پوچھنا چاہتا ہے پوچھ لے' سوائے مولا علی کے آپ نے کئی مرتبہ لوگوں کے سامنے فرمایا: لوگو! شرم نہ کرو جو چاہو پوچھو' نبی کا غلام تمہیں ہر سوال کا جواب دے گا' فرش کی بات پوچھو' عرش کی بات پوچھو' زمین کی بات پوچھو' آسمانوں کی بات پوچھو' اگر منبر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کھڑے ہو کر جواب نہ دوں تو مجھے علی نہ کہنا۔

(کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۳۰' عقائد جعفریہ ج ۴ ص ۳۴۱)

علامہ حضوری نزہۃ المجالس میں فرماتے ہیں: جب مولا علی نے 'علان فرمایا تو سارے مدینہ والوں نے آپ کی آواز سنی' آسمانوں کے فرشتوں نے بھی آپ کی آواز سنی' سدرہ پر حضرت جبریل علیہ السلام نے سن لی' حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: اے خالق کائنات! آج مولا علی نے بڑا اونچا دعویٰ کیا ہے' اگر اجازت عطاء فرمائے تو میں بھی مولا علی سے ایک سوال نہ کر لوں؟ خالق کائنات کی قدرت مسکرا پڑی' فرمایا: جبریل! جا تو بھی سوال کر لے' تم بھی علی کے علم کا تجربہ کر لو'' فجآء جبریل فی صورۃ رجلٍ '' حضرت جبریل علیہ السلام انسانی لباس میں حضرت علی کے پاس تشریف لائے' مولا علی کی محفل میں تشریف لائے اور اُٹھ کر کہا: یا علی! آپ نے دعویٰ بڑا اونچا فرمایا ہے' اچھا اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو بتاؤ کہ اس وقت جبریل کہاں ہے؟ مولا علی نے نظر اٹھائی' آسمانوں کو دیکھا پھر زمینوں کو دیکھا تو نگاہ تحت الثریٰ تک چلی گئی' پھر دائیں طرف دیکھا پھر بائیں طرف دیکھا' پھر مسکرا کر فرمایا: اے سوال کرنے والے! تو ہی جبریل ہے۔ حضرت جبریل نے فرمایا: مولا! آپ کو کیسے پتہ چل گیا کہ میں جبریل ہوں' فرمایا: جب میں نے آسمان پر نظر کی تو میری نظر سدرہ تک چلی گئی مجھے وہاں جبریل نظر نہ آیا' پھر زمین پر نظر کی تو تحت الثریٰ تک چلی گئی مجھے جبریل وہاں بھی نظر نہیں آیا' پھر میں نے پوری دنیا پر نظر پھرائی مجھے کہیں بھی جبریل نظر نہیں آیا' میں سمجھ گیا کہ یہ سوال کرنے

والا خود ہی جبریل ہے۔

ویکھے ست آسماں عرش تک تے ست زمین پھر آیا
چاروں کوٹ میں ویکھے پھر کے تے کتے جبریل نہ نظریں آیا

دنیا حیران کسی نے سوال کیا: یاعلی! یہ اتنا علم کس مدرسہ سے پڑھا ہے کس یونیورسٹی سے حاصل کیا ہے مولا علی مسکرا پڑے فرمایا: لوگو! یہ مدرسوں سے پڑھا ہوا علم نہیں یہ مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لعاب کا صدقہ ہے فرمایا: لوگو! جب سرکار کے وصال کا وقت قریب آیا تو سرکار نے میری ڈیوٹی لگائی تھی کہ میں سرکار کو آخری غسل دوں غسل کے بعد سرکار کی پلکوں پر پانی کے چند قطرے جمع تھے وہ میں نے چوس لیے اللہ تعالیٰ نے ان پانی کے قطروں کے صدقے یہ علم کے خزانے عطاء فرمادیئے ہیں۔

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۱۰ اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۳۱ باب وفات النبی خاک کربلا ص ۳۸۔۳۹)

حضرات! تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: علی! جب میرا وصال ہو جائے تو مجھے اپنے ہاتھوں سے غسل دینا مولا علی نے عرض کی: آقا! آپ کو کفن کن کپڑوں میں دیا جائے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ انہی کپڑوں میں جو میں نے پہنے ہوئے ہیں مولا علی نے عرض کی: آقا! اگر آپ کو دوسرے کپڑے پہنا دیئے جائیں آپ ناراض تو نہیں ہوں گے؟ میرے آقا نے فرمایا: علی! اگر مجھے دوسرے کپڑوں میں کفن دینا چاہو تو دے سکتے ہو لیکن ہوں سفید اور کپڑے بھی مصر کے ہوں یا یمن کے سرکار کی بات سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ رو پڑے ایک صحابی نے روتے ہوئے عرض کیا: آقا! جب آپ کا وصال ہو جائے گا تو آپ کا جنازہ کس طرح اور کیسے پڑھا جائے گا؟ اس صحابی کی بات سن کر سارے صحابہ کی چیخیں نکل گئیں صبر کا پیالہ لبریز ہو گیا سرکار کی مقدس آنکھوں میں بھی آنسو جاری ہو گئے پھر آقا نے آنسو روک کے صحابہ کو بھی صبر کی تسلی دی فرمایا: میرے صحابہ صبر کرو اللہ تعالیٰ تمہارے سب کے گناہ معاف فرمائے اللہ تعالیٰ تمہیں میری خدمت کرنے کا صلہ اور اجر عطاء فرمائے صحابہ

خاموش ہو گئے کیونکہ کریم آقا کا حکم تھا' حسین کے نانے نے فرمایا: میرے صحابہ جب تم مجھے غسل دے کے کفن پہنا کے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اسی عائشہ کے حجرے میں اکیلے چھوڑ کر باہر چلے جانا' سب سے پہلے میرا جنازہ میرا پیارا اللہ عزوجل آپ پڑھے گا۔ سبحان اللہ! عظمت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان جاؤں! آج دنیا میں بڑے بڑے لوگ فوت ہوتے ہیں کسی کا جنازہ کوئی ولی پڑھاتا ہے' کسی کا جنازہ کوئی شیخ الحدیث پڑھاتا ہے' کسی کا جنازہ پیر سیال نے پڑھا' کسی کا جنازہ شیر ربانی نے پڑھا' کسی کا جنازہ احمد رضا نے پڑھا' کسی کا جنازہ مہر علی نے پڑھا' کسی کا جنازہ داتا علی نے پڑھا' کسی کا جنازہ غوث جلی نے پڑھا' کسی کا جنازہ مولا علی نے پڑھا' کسی کا جنازہ صدیق اکبر نے پڑھا' پر قربان جاؤں فاطمہ کے بابے پر جس کا جنازہ خود پیارے رب العالمین نے پڑھا۔ پیر مہر علی فرماتے ہیں:

سبحان اللہ ما اجملک ما احسنک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا مشتاق اکھیں کتھے جا لڑیاں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میرے صحابہ سب سے پہلے میرا جنازہ میرے پیارے رب العالمین پڑھیں گے' پھر فرشتوں کا سلطان فرشتہ حضرت جبریل علیہ السلام پڑھیں گے' پھر حضرت میکائیل علیہ السلام پڑھیں گے' پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام پڑھیں گے' پھر ملک الموت پڑھے گا' پھر عرش اور فرش کے فرشتے پڑھیں گے' پھر تم سارے باری باری آ کر میرا جنازہ پڑھنا' میرے صحابہ یہ میری وصیت بھی ہے' میرا حکم بھی ہے' جب وصال کے بعد میرا چہرہ دیکھنا تو بے صبری کا مظاہرہ نہ کرنا' ماتم نہ کرنا' واویلا نہ کرنا' ہائے ہائے نہ کرنا بلکہ میرا چہرہ دیکھ کر مجھ پر درود و سلام پڑھنا' جب تم مجھ پر درود و سلام پڑھو گے تو میں بھی خوش ہوں گا اور اللہ تعالیٰ بھی خوش ہو گا اور اللہ تعالیٰ میرے درود و سلام کی برکت سے تمہارے گناہ بھی معاف فرماتا جائے گا' حضرات پتہ چلا کہ جب مومن اپنے آقا پر محبت سے عشق سے پیار سے درود و سلام پڑھتا ہے' اللہ تعالیٰ خوش ہو کر

ایمان والوں کے گناہ معاف فرما دیتا ہے' اس لیے اصلی سنی ہر وقت سرکار کی ذات پر درود وسلام کے نذرانے پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ

صل علٰی نبینا صل علٰی محمد

مشکل جو سر پہ آ پڑی آقا تیرے ہی نام سے ٹلی

کیونکہ مشکل کشا ہے تیرا نام صل علٰی محمد

دل کی سیاہی دور ہو سینہ فضا پُرنور ہو

جس کا وظیفہ ہو گیا صل علٰی محمد

بھٹکے پھرو نہ جا بجا رنج و الم میں مبتلا

کیوں نہ پڑھو یہ ہاتھ اُٹھا صل علٰی محمد

مولا علی نے عرض کی: آقا! آپ کے صحابہ میں سے سب سے پہلے جنازہ کون پڑھے گا؟ میرے آقا نے فرمایا: سب سے پہلے میرے اہل بیت کے مرد حضرات' پھر عورتیں' پھر سارے صحابہ باری باری آ کر پڑھیں گے' جب مجھے قبر میں دفن کرنا تو میری اہل بیت کے مرد حضرات دفن کریں' ان کے ساتھ فرشتے بھی ہوں گے مگر وہ فرشتوں کو دیکھ نہیں سکیں گے۔

(مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۸۷۔۴۹۷' مدارج النبوت ج ۳ ص ۴۸۲' ضیاء النبی' روضۃ الشہداء ج ۱ ص ۱۲۲)

شیعہ حضرات کے بہت بڑے عالم اور مجتہد علامہ علی بن عیسٰی اربلی اپنی کتاب کشف الغمہ میں لکھتے ہیں: شیعہ حضرات کے بہت بڑے عالم علامہ محمد بن علی المعروف شیخ صدوق اپنی کتاب امالی میں لکھتے ہیں: شیعہ حضرات کے مجتہد ملا باقر مجلسی اپنی کتاب جلاء العیون میں لکھتے ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات شریف کا وقت قریب آیا تو صدیق اکبر سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: "قال ابو بکر فمن یلی غسلک" صدیق اکبر نے عرض کی: سوہنیا! آپ کے وصال کے بعد آپ کو غسل کون دے گا؟ "قال رجال اھل بیتی" سرکار نے فرمایا: مجھے غسل وہ بندہ دے

جو میرے گھر والوں میں سے میرا زیادہ قریبی رشتہ دار ہے" قال فیم نکفنك " صدیق اکبر نے عرض کی: آ قا! آپ کو کفن کن کپڑوں میں دیا جائے گا؟ " قال فی ثیابی هذه التی علی " سرکار نے فرمایا: انہی کپڑوں میں جو میں نے اب پہنے ہوئے ہیں یا پھر مجھے یمنی ریشمی چادر میں یا مصری سفید کپڑوں میں کفن دیا جائے" قال کیف الصلوٰة علیك " صدیق اکبر نے عرض کی: آ قا! آپ کا جنازہ کیسے پڑھا جائے گا؟ جب صدیق اکبر نے یہ بات پوچھی تو مدینہ شریف سرکار کی جدائی میں لرزنے لگا' کانپنے لگا' صحابہ سرکار کی جدائی میں رونے لگے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کو صبر کی وصیت فرمائی اور فرمایا: " عفی اللّٰہ عنکم " اے صحابہ! صبر کرو اللہ تعالیٰ تم سب کے گناہوں کو معاف فرمائے' سرکار نے فرمایا: صدیق! جب مجھے غسل دے کر کفن پہنا کے فارغ ہو جاؤ تو سارے حضرات تھوڑی دیر کے لیے باہر چلے جانا' مجھے اکیلا چھوڑ دینا' " فان اللّٰہ تبارك وتعالیٰ اوّل من یصلی علی " کیونکہ سب سے پہلے میرا جنازہ اللہ تعالیٰ کی ذات پڑھے گی' پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو جنازہ پڑھنے کا حکم دے گا' فرشتوں میں سے سب سے پہلے حضرت جبریل علیہ السلام جنازہ پڑھیں گے' پھر اسرافیل پھر میکائیل پھر ملک الموت جنازہ پڑھیں گے' اس کے بعد تمام فرشتے جنازہ پڑھیں گے' جب فرشتے جنازے سے فارغ ہو جائیں تو تم لوگ ٹولیوں کی صورت میں میرا جنازہ پڑھنا' جنازہ کیسے پڑھنا فرمایا: " فصلوا علی وسلموا تسلیمًا " میری زیارت کر کے مجھ پر درود و سلام پڑھ کر گزرتے جانا" ولا تؤذونی بتبکیه ولا رنة " اور میرے صحابہ میں تمہیں اور ساری اہل بیت کو وصیت کرتا ہوں کہ مجھے رونے پیٹنے سے تکلیف نہ دینا' میرے وصال کے بعد ماتم نہ کرنا' ہائے وائے نہ کرنا' اگر تم نے یہ کام کیے تو میری ذات کو تکلیف ہوگی۔ اللہ اکبر! جب میرا جنازہ پڑھنے کا ارادہ کرنا پہلے میری اہل بیت کے مرد حضرات پڑھنا' پھر گھر کی عورتیں جنازہ پڑھیں' پھر بچے جنازہ پڑھیں۔ صدیق اکبر نے عرض کی: آ قا! آپ کو قبر میں کون اتارے گا؟ میرے آقا نے فرمایا:

میری اہل بیت کے وہ حضرات جو سب سے زیادہ میرے نزدیک ہیں' ان کے ساتھ نوری فرشتے بھی مدد کریں گے لیکن تم لوگ ان کو دیکھ نہیں سکو گے' میرے آقا نے یہ وصیتیں فرمانے کے بعد فرمایا: صدیق! اب باہر جاؤ' مسجد میں چلے جاؤ' ان لوگوں کو بھی بتا دو جو یہاں موجود نہیں۔

(کشف الغمہ ج ۱ص ۱۷' امالی شیخ صدوق ص ۲۷۶' جلاء العیون ج ۱ص ۱۰۸' عقائد جعفریہ ج ۴ص ۲۶۸' فتاویٰ رضویہ ج ۹ص ۳۱۵' جامع الاحادیث ج ۳ص ۵۵)

حضرات! شیعہ حضرات کی ان کتابوں کی روایات سے پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صدیق اکبر سے بڑا ہی پیار اور محبت تھی' یہی وجہ ہے کہ وصال کا وقت قریب ہے' گھر میں سارے اہل بیت کے مرد حضرات موجود ہیں' آپ کے چچا حضرت عباس موجود آپ کے چچازاد بھائی اور داماد مولا علی موجود ہیں' مگر وصیت اہل بیت کے لوگوں کو نہیں فرما رہے بلکہ صدیق اکبر کو فرما رہے ہیں کیونکہ میرے آقا نگاہِ نبوت سے دیکھ رہے تھے کہ میرے بعد میرا خلیفہ میرا جانشین صدیق اکبر نے بننا ہے' اس لیے میرے آقا مولا علی کو نہیں یارِ غار کو وصیت فرما رہے ہیں کیونکہ وصیتیں وہی پوری کر سکتا ہے جو وصال کرنے والے کا جانشین ہو۔

مولا علی جس دے پچھے فرض پڑھدے
اُو صدیق نہ ہووے تے کی ہووے
آ کے نبی دے سب کجھ لٹا دیوے
اُوہ رفیق نہ ہووے تے کی ہووے
روضے نبی دے وچ جو لٹیا اے
اُوہ عتیق نہ ہووے تے کی ہووے
غازی جہڑا صدیق نال بغض رکھے
اُوہ زندیق نہ ہووے تے کی ہووے

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیتیں فرمالیں تو پھر میرے آقا نے فرمایا:
میرے صحابہ تم سب پر میرا اسلام ہو' میرے صحابہ جو لوگ مدینہ شریف میں نہیں' جب ان کو میری وفات کا پتہ چلے گا تو وہ ضرور مدینہ شریف میں میرے روضہ پر میری زیارت کے لیے آئیں گے' انہیں بھی کہنا کہ آمنہ کا لال جاتی دفعہ تمہیں سلام پیش کرتا تھا' صحابہ سن کر رونے لگے' کریم رحیم نبی کی پاک آنکھوں میں بھی آنسو جاری ہو گئے' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میرے صحابہ جو بندہ بھی قیامت تک میرا کلمہ پڑھ کے اسلام کے دامن میں آ جائے گا' گواہ ہو جاؤ کہ میں رسول ہو کر اللہ تعالیٰ کا آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو کر ان کو بھی سلام محبت پیش کرتا ہوں۔ سبحان اللہ! لجپال نبی منٹھار نبی حریص نبی مشکل کشا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری عظمت کو سلام! تیری لجپالی کو سلام! تیری رحمت کو سلام! دنیا سے جا رہے ہو لیکن ہم جیسے گناہ گاروں کو بدکاروں کو سیاہ کاروں کو سلام کے تحفے دے کے جا رہے ہو' سنیو! ناز کرو اپنے سوہنے نصیبوں پر ہمیں حسین کا نانا سلام کے تحفے دے گیا ہے۔ حضرات جب اتنی شان والا عظمت والا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں سلام کے تحفے دے گیا ہے' کیا ہم سرکار کی بارگاہ میں درود و سلام کے گجرے اور ہدیے پیش نہ کریں؟ ضرور پیش کریں گے اور قیامت تک سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے رہیں گے کہ

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوات اللہ علیک
رحمتوں کے تاج والے دو جہاں کے راج والے
عرش کی معراج والے عاصیوں کی لاج والے یا نبی سلام علیک
جان کر کافی سہارا لے لیا ہے در تمہارا
خلق کے وارث خدارا لو سلام اب تو ہمارا یا نبی سلام علیک

(ضیاء النبی ضیاء الواعظین ص ۲۳۶)

علامہ کاشفی' روضۃ الشہداء ج ا ص ۲۴۱ میں لکھتے ہیں: جس دن حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا وصال ہوا' اس دن سرکار کی زوجہ حضرت سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سرکار کی خدمت میں تیمارداری کے لیے حاضر خدمت ہوئی' کیا دیکھا کہ سرکار چارپائی پر آرام فرما ہیں' آنکھیں بند ہیں لیکن آپ کے یوحٰی والے مقدس ہونٹ مبارک ہل رہے ہیں' سیدہ فرماتی ہیں: میں بڑی حیران ہوئی کہ سرکار آرام فرما ہیں یہ ہونٹ کیوں ہل رہے ہیں؟ سرکار کیا وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔ سیدہ فرماتی ہیں: جب میں نے کان لگائے تو سرکار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کر رہے تھے کہ اے خالق کائنات! میری اُمت کو جہنم سے آزاد فرما دے' قیامت والے دن میری اُمت سے آسان حساب لینا تاکہ یہ لوگوں کے سامنے شرمسار نہ ہوں۔ سیدہ فرماتی ہیں: میری آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے کہ واہ لجپال نبی! دنیا چھوڑ رہے ہیں مگر اُمت پھر بھی یاد ہے۔ جب سیدہ اُم سلمہ روئیں تو کریم آقا کی مقدس آنکھیں کھل گئیں' فرمایا: اُم سلمہ! کیوں رو رہی ہو؟ سیدہ نے عرض کی: آقا! آپ کی طبیعت کا کیا حال ہے؟ میرے آقا نے فرمایا: اُم سلمہ! مجھ پر درود و سلام بھی پڑھو اور آج جی بھر کے مجھے دیکھ لو' تھوڑی دیر کے بعد یہ آواز نہیں سن سکو گی' یہ چہرہ بھی نظر نہیں آئے گا۔ سیدہ شدت سے رونے لگی' اُدھر سے مولا علی بھی تشریف لے آئے' صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد عرض کی: آقا! میں تھوڑی دیر پہلے نماز پڑھ کے مصلے پر بیٹھا تھا کہ اچانک میری آنکھ لگ گئی' میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے ایک زرہ پہنی ہوئی ہے جو جنگ کے موقع پر پہنتے ہیں' اچانک وہ زرہ ٹوٹ کر خود بخود زمین پر گر پڑی' میں بڑا حیران ہوں کہ پتہ نہیں اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: علی! پریشان نہ ہو' اس کی تعبیر میں بتاتا ہوں' عرض کی: آقا! حکم ہو۔ فرمایا: علی! جو زرہ تو نے پہنی ہوئی تھی جو تیری حفاظت کر رہی تھی' وہ زرہ میری ذات ہے اب ہم دنیا چھوڑ کر جا رہے ہیں' اس لیے وہ زرہ ٹوٹ گئی ہے' اے علی! اب تو دنیا میں اکیلا رہ جائے گا' اے علی! میرے وصال کے بعد تمہیں بڑی تکالیف اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن ان پریشانیوں میں صبر کرنا' پریشانیوں کا مقابلہ بڑے حوصلے سے کرنا' جب دیکھنا

لوگ دین کے بجائے دنیا کی طرف جا رہے ہیں تو تم دین کو اختیار کرنا۔ مولا علی تعبیر سن کر رونے لگے' میرے آقا نے مولا علی کو اپنے پہلو میں بٹھا کر بڑی محبت سے فرمایا: علی! رو نہیں میں تمہیں ایک بڑی پیاری بات بتاتا ہوں' جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ مجھے جنت کا حوضِ کوثر عطاء فرمائے گا' اس حوضِ کوثر پر سب سے پہلے تیری میری ملاقات ہو گی' ابھی آمنہ کا لال حضرت علی کو تسلی دے ہی رہے تھے کہ اچانک سیّدہ فاطمہ بھی تشریف لے آئی' تا کہ بابا کی تیمارداری کر آؤں' حضرات سیدہ فاطمہ جب بھی پہلے تشریف لاتی تو والی کائنات بیٹی کی محبت میں اُٹھ کے کھڑے ہو جاتے محبت سے سیّدہ کا ماتھا چومتے پھر فرماتے: ''مرحبا بابنتی'' بیٹی! تیرا آنا مبارک ہو! پھر اپنے پاس چارپائی پر بٹھا لیتے لیکن آج جب سیّدہ اپنے بابے کو ملنے کے لیے تشریف لائیں تو میرے آقا نے ارادہ فرمایا کہ بیٹی کے پیار میں اُٹھ کر استقبال کروں مگر حسین کا نانا بیماری کی وجہ سے اُٹھ نہ سکا' میرے آقا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے' فرمایا: بیٹی! محسوس نہ کرنا کہ میرا بابا میری محبت میں کھڑا کیوں نہیں ہوا' بیٹی! آج اُٹھنے کی ہمت نہیں۔ سیّدہ نے سنا تو رو پڑی' رو کے بابے کے بے مثل ہاتھوں کو پکڑ کر چومنے لگی' ہاتھوں کو چوم کر پھر بابے کی پیشانی کو بوسہ دیا' پیشانی چوم کر عرض کی: ابو جی! آپ کو تو بڑا شدید بخار ہے' پھر رو کر کہا: ہائے میرے ابو کی بیماری! سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیٹی کو پیار کر کے فرمایا: بیٹی! رو نہیں یہ تیرے بابے کی آخری بیماری ہے' یہ آخری تکلیف ہے' پھر تیرے بابے کو کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ سیّدہ نے ابو کے ہاتھ چوم کر عرض کی: ابو جی! ایسی باتیں نہ کرو تیری بیٹی تیری جدائی کا صدمہ برداشت نہیں کر سکے گی' ابو تیرے بعد تیری بیٹی جیتے جی مر جائے گی' ابو جی! ماں خدیجہ پہلے چھوڑ گئی' اب آپ بھی فاطمہ کو چھوڑ گئے تو فاطمہ یتیم ہو جائے گی' بے سہارا ہو جائے گی' ابو جب میں آپ کو دیکھتی ہوں تو میرے سارے غم دور ہو جاتے ہیں' میں باغ جنت میں آ جاتی ہوں۔ سرکارِ کائنات نے بیٹی کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: بیٹی! صبر کرو' سیّدہ نے عرض کی: ابو جی! آج رات میں مصلے پر بیٹھ کر اللہ عزوجل کر رہی تھی کہ

اچانک میری آنکھ لگ گئی' میں نے خواب میں دیکھا کہ میں سامنے قرآن رکھ کر تلاوت کر رہی ہوں' اچانک قرآن میری نگاہوں سے غائب ہو جاتا ہے' پھر میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ سیّدہ کا خواب سن کر اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام رو پڑا' فرمایا: بیٹی! وہ قرآن تیرا بابا ہے۔ سبحان اللہ!

ڈٹھے ورق قرآن دے کھول سارے
تیری شان ورگا نئیں کوئی ہور تکیا
تیری شان دا کرے انکار جیہڑا
اوہنوں عاشقاں نے سی چور تکیا
کوئی نور آکھے کوئی بشر آکھے
دن رات پیا' ایہو شور تکیا
اللہ والیا تے گل مکا چھوڑی
اوہناں ہور تکیا اساں ہور تکیا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بیٹی! وہ قرآن میں تھا جیسے قرآن تیری نظروں سے غائب ہو گیا' اسی طرح میں بھی تجھ سے جدا ہونے والا ہوں' بیٹی! جلدی کرو میرے شہزادوں کو بھی بلاؤ تاکہ آخری بار وہ بھی جی بھر کے نانے کا دیدار کر لیں' سیّدہ حسنین کریمین کو لے کر آ گئی' کملی والے نے دونوں شہزادوں کو سینے سے لگا لیا جب حسنین کریمین نانے جان کے سینے سے لگے تو اتنا روئے کہ شہزادوں کو دیکھ کر زمین بھی رونے لگ گئی' آسمان بھی رو پڑا' مدینہ شریف کے درو دیوار بھی رو پڑے' جتنے سرکار کے غلام سرکار کی خدمت میں بیٹھے سے وہ بھی رونے لگ گئے' حسنین کریمین نے عرض کی: نانا جان! ہم نے ایک خواب دیکھا ہے' ذرا سن کر اس کی تعبیر تو بتایئے! میرے آقا نے فرمایا: بیٹا! کون سا خواب؟ عرض کی: پیارے ابو جی! ہم نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک نوری تخت ہے جو ہوا میں اُڑتا جاتا ہے' ہم دونوں بھائی اس تخت کے نیچے ننگے سر روتے جاتے

ہیں' میرے آقا نے فرمایا: بیٹا! وہ تخت ہمارا جنازہ ہے تم ہمارے جنازے کے ساتھ زلفیں بکھیر کے روتے جاتے ہو۔ سیدہ اُم سلمہ فرماتی ہیں: جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تعبیر بتائی تو سارے گھر والوں کی چیخیں نکل گئیں۔

(روضۃ الشہداء ج ا ص ۲۴۲۔۲۴۳' افضل المواعظ ص ۱۵۲)

ملک الموت کی اجازت

علامہ معین واعظ الکاشفی معارج النبوت میں علامہ حسین کاشفی روضۃ الشہداء میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی' مدارج النبوت میں لکھتے ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات شریف کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عزرائیل! عرض کی: جی ربِ جلیل! فرمایا: میرے یار کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے' لہٰذا تم مدینہ شریف چلے جاؤ اور جا کر میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس روح لے کر میرے دربار میں آؤ' لیکن جانے سے پہلے میری ایک بات سنو' عرض کی: اے پیارے رب العالمین! حکم ہو' فرمایا: جب یار کی بارگاہ میں جانا تو ایسے ہی نہ چلے جانا بلکہ نیا جنتی لباس پہن کے بن سنور کے اور لاکھوں فرشتوں کو ساتھ لے کر جانا اور پہلے آسمان کا سردار فرشتہ جس کا نام اسماعیل علیہ السلام ہے جس کو میں نے ایک لاکھ فرشتوں کا سردار بنایا ہے' پھر ان میں سے ہر فرشتہ لاکھ لاکھ فرشتوں کا سردار ہے' اس کو بھی ساتھ لے لینا تاکہ یار یہ نہ کہے کہ ملک الموت اکیلے ہی میری روح لینے آ گیا ہے' ایک تو یار کی عزت افزائی ہو گی' دوسرا اسماعیل فرشتہ ہمیشہ میری بارگاہ میں دعا کرتا ہے کہ مولا کریم مہربانی فرما' کبھی مجھے بھی اجازت عطاء فرما تاکہ میں بھی کسی دن تیرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کر کے درود و سلام کے گجرے پیش کروں اور مدینہ شریف کی وہ گلیاں دیکھوں جن گلیوں میں تیرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام چلتا پھرتا ہے۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے مدینہ شریف کی۔

مولا پیارے حبیب دا واسطہ ای درد پیارے حبیب دا گفٹ کردے
چُھند اروان نعلین حضور دی میں میرے دل نوں سوہنے لئی لفٹ کردے

میرے بخت دا کھر دا پن مولا نظر کرم دے نال سُوفٹ کر دے
ناصر شاہ اتھے نئیں دل لگدا ایہنوں درِ رسول تے شفٹ کر دے

خالق کائنات نے فرمایا: عزرائیل! اسماعیل فرشتہ ہر روز دعا کرتا ہے: مولا کریم! مجھے مدینہ شریف کی زیارت کروا' تا کہ مدینہ شریف میں بھی دیکھ آؤں' مدینہ کے سلطان کی بھی زیارت کر آؤں' اسے بھی ساتھ لے جانا' عرض کی: مولا کریم! ہر حکم پر عمل ہوگا' خالق کائنات نے فرمایا: عزرائیل! جب میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آستانے پر جانا تو ایسے ہی اندر نہ چلے جانا بلکہ دروازے پر کھڑے ہو کر میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام کے گجرے پیش کرنا' پھر اپنا تعارف کروانا' پھر اندر جانے کی اجازت مانگنا' اگر میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اندر آنے کی اجازت دے تو پھر جانا' نہیں تو واپس آ جانا۔ عرض کی: مولا کریم! اتنی شرائط؟ فرمایا: عزرائیل! شرطیں اس لیے لگا رہا ہوں کہ یہ کسی مولوی کا گھر نہیں' کسی پیر فقیر کا گھر نہیں' کسی امیر وزیر سفیر کا گھر نہیں' یہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آستانہ ہے' یہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دربار نہیں حقیقت میں میرا دربار ہے' میرا ڈیرہ ہے۔ تاجدارِ بریلی اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو وہ یہاں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عزرائیل! یار کے آستانے پر کھڑے ہو کر اجازت مانگنا' کیا شان ہے حسین کے نانے کے آستانے کی' جہاں فرشتے بھی اجازت لے کے آتے ہیں' حضرت عزرائیل علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کا فرمان سنا تو جنتی لباس پہنا' ہزاروں لاکھوں فرشتوں کو نور کی سواریوں پر سوار کر کے ایک اعرابی ایک پینڈو ایک دیہاتی انسان کے روپ میں آستانہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حاضر ہوئے' سرکار اس وقت سیّدہ طیبہ طاہرہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کی گودی میں سرانور رکھ کر لیٹے ہوئے تھے' بیماری

کی وجہ سے غشی کا عالم طاری تھا' سیدہ فاطمہ بھی بابے کی چارپائی کے پاس نیچے تشریف فرما تھیں' اُدھر ملک الموت آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی: ''السلام علیکم اهل بیت النبوۃ ومعدن الرسالۃ ومختلف الملئکۃ هل ادخل'' اے نبی کے گھر والو! اے مرکز رسالت کے وارثو! اور اے سرکار کی خدمت کرنے والے فرشتو! تم پر میرا اسلام ہو' اگر اجازت دو تو میں اندر آ جاؤں؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: بیٹی فاطمہ! کوئی سرکار کا غلام آیا ہے' اندر آنے کی اجازت مانگ رہا ہے' پوچھو کون ہے؟ سیّدہ فاطمہ اُٹھ کے دروازے کے قریب گئیں' پردے میں کھڑے ہو کر آواز ماری: ''من انت فی الباب'' اے دروازے میں آنے والے! کون ہے؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے یہ نہیں کہا: میں ملک الموت ہوں' میں عزرائیل ہوں' ناں بلکہ بڑے ادب سے عرض کی: ''انا اعرابی'' بی بی جی! میں ایک اعرابی ہوں' میں ایک دیہاتی ہوں' بڑے دور سے آیا ہوں' آقا کی زیارت کرنی ہے' مہربانی کرو پردے کے پیچھے ہو جاؤ' میں حاضر ہو کر قدم بوسی کر لوں۔ حضرات! حضرت عزرائیل علیہ السلام نے یہ کیوں نہیں کہا کہ میں ملک الموت ہوں؟ علماء فرماتے ہیں: اس لیے تا کہ سیّدہ فاطمہ پریشان نہ ہوں' رونے نہ لگ جائیں ہم اہل بیت کو رُلانے والے نہیں خوشیاں سنانے والے ہیں' صدقے جاؤں آستانہ نبوت پر کہ ساری کائنات کے لوگوں کی روحیں قبض کرنے والا ملک الموت کھڑا اجازت مانگ رہا ہے' ہے کوئی دنیا کا تاجدار' ہے کوئی دنیا کا سلطان' ہے کوئی دنیا کا بادشاہ جس سے ملک الموت نے اجازت مانگی ہو؟ اِن مُلوانوں سے پوچھو! اگر کوئی ہے تو دکھاؤ' نہیں دکھا سکتے تو مثل نہ بنو بلکہ آمنہ کے چمن کے باوفا غلام اور اُمتی بنو۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی: بی بی جی! میں ایک اعرابی ہوں' سرکار کا غلام ہوں' بڑا لمبا سفر کر کے در دولت پر حاضر ہوا ہوں' مہربانی کرو اندر آنے کی اجازت دو۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: سیّدہ نے فرمایا کہ ایں وقت ملاقات نیست' اے پردیسی! یہ ملاقات کا وقت نہیں میرے بابے کی طبیعت خرابی ہے' بے ہوشی کا

اور غشی کا عالم طاری ہے' اس وقت چلے جاؤ پھر کسی وقت آنا' حضرت عزرائیل علیہ السلام نے سنا تو ناراض نہیں ہوئے' یہ نہیں کہا کہ میری بے عزتی ہو گئی ہے' ناں بلکہ واپس چلے جاتے ہیں اور مدینہ شریف کی گلیوں اور بازاروں کی زیارت کرتے پھرتے ہیں' کون سی گلیاں! وہ گلیاں جہاں اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام چلا کرتا تھا' کون سی گلیاں جن کی قسمیں اللہ تعالیٰ قرآن میں اُٹھاتا ہے' "لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ" اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! مجھے قسم ہے اس شہر کی "وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ" جس شہر کی گلیوں میں تیری مقدس تلیاں لگتی ہیں۔ علماء فرماتے ہیں: یہاں سے صرف مکہ کی گلیاں مراد نہیں بلکہ جہاں جہاں جس جس شہر میں حسین کے نانے کے قدم لگے ہیں' اللہ تعالیٰ اُن اُن مقامات کی قسمیں اُٹھا رہا ہے۔ (جذب القلوب ص ۱۶)

عرب شریف توں صدقے جاواں جتھے سوہنے تلیاں لائیاں
پلکاں نال بُہاریاں دیوواں تے کراں خاک دیاں سُرم سلائیاں
قدم قدم تے سجدے دیواں جتھے بکریاں یار چرائیاں
رو رو آسی دُہائیاں دیوے تے کیوں عربی دیراں لائیاں

حضرت عزرائیل علیہ السلام' حضرت اسماعیل علیہ السلام اور فرشتوں کو ساتھ لے کر مدینہ شریف کی گلیوں' بازاروں میں پھر رہے ہیں' جہاں نبیوں کا امام چلا کرتا تھا' جہاں صدیق کا یار چلا کرتا تھا' جہاں فاروق کا مولا چلا کرتا تھا' جہاں عثمان غنی کا آقا چلا کرتا تھا' جہاں فاطمہ کا بابا اور حسنین کا نانا چلا کرتا تھا' جہاں مولا علی کا ویرسینوں کا پیر چلا کرتا تھا۔ حضرات! مدینہ شریف کی گلیاں وہ مقدس گلیاں ہیں جہاں چلنے سے جنت کے مزے آجاتے ہیں' جہاں پھرنے سے جنت کے نظارے آجاتے ہیں' کسی عاشق نے بڑی پیاری بات کہی کہ

نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا
مزہ جو مدینے کی گلیوں میں دیکھا

حضرت عزرائیل علیہ السلام مدینہ شریف کی گلیوں کی زیارت کرنے کے بعد پھر آستانۂ نبوت پر حاضر ہوئے' پہلے سرکار کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام کے گجرے پیش کیے' پھر بڑے ادب سے عرض کی: اے نبی کے گھر والو! بڑی دور سے آیا ہوں' سرکار کی زیارت کرنی ہے' اگر اجازت ہو تو اندر آ جاؤں۔ حضرات! سیدنا عزرائیل علیہ السلام پہلی مرتبہ سرکار کے آستانے پر آئے ہیں اجازت مانگ رہے ہیں۔ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کشف الغمہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام تیئس سالوں میں سرکار کے آستانے پر چوبیس ہزار مرتبہ تشریف لائے' لیکن کبھی بھی بغیر اجازت کے کبھی اندر نہیں گئے بلکہ جب اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کے آتے تو سرکار کے آستانے پر آ کر کھڑے ہو جاتے' پہلے درود وسلام کے گجرے پیش کرتے' پھر بڑے ادب سے عرض کرتے: مولا! آپ کا ایک غلام آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا ہے' اگر اجازت ہو تو اندر آ جائے۔

سبحان اللہ! اعلیٰ حضرت کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا فاضل بریلی فرماتے ہیں کہ

بے اجازت جن کے گھر جبریل بھی آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر اہل بیت
اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنت اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب جبریل علیہ السلام کی آواز سنتے تو پہچان لیتے کہ دروازے پر فرشتوں کا امام جبریل علیہ السلام تشریف لائے ہیں' سرکار باہر تشریف لاتے' جبریل علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے جاتے' اگر سرکار مصروف ہوتے تو جبریل علیہ السلام باہر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کا پیغام سنا کر آسمانوں کی طرف چلے جاتے۔

(شرح حدائق بخشش ج ۲ص ۱۵۲)

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے درود وسلام پڑھ کے پھر اجازت مانگی تو سیدہ فاطمہ نے فرمایا: بھائی جی! میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا ہے کہ

میرے ابو جی کی طبیعت خراب ہے' لہٰذا واپس چلے جاؤ' جب طبیعت ٹھیک ہو جائے گی' پھر آنا اب ملاقات نہیں ہو سکتی' حضرت عزرائیل علیہ السلام پھر چلے جاتے ہیں' اور نہیں جاتے کہیں اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے' اندر بغیر اجازت کے نہیں جاتے کہیں رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی ناراض نہ ہو جائے۔ حضرات محدثین کرام فرماتے ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے نبی تشریف لائے ہیں' ہر نبی سے ملک الموت نے اجازت مانگی ہے کہ حضور اگر اجازت ہو تو آپ کی جان قبض کر لوں' مگر ملک الموت نے کسی نبی سے گھر آنے کی اجازت نہیں مانگی' یہ صرف میرے اور آپ کے نبی کے آستانے کا کمال ہے کہ یہاں ملک الموت بھی اجازت لے کے اندر آتا ہے' کیونکہ خالق کائنات کا فرمان ہے: "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ" اے ایمان والو! میرے نبی کے گھر میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہوا کرو' پہلے میرے یار سے اجازت لو' اگر یار اجازت دے تو اندر جاؤ' نہیں تو واپس چلے جاؤ۔ حضرات! اس آیت میں قیامت تک مومن بھی شامل ہیں اور فرشتے بھی شامل ہیں۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۳۰۹' حاشیہ: ۲)

حضرت عزرائیل علیہ السلام اب تیسری مرتبہ پھر اجازت لینے کے لیے حاضر ہوئے' اس مرتبہ عزرائیل نے بلند آواز سے اجازت مانگی' آپ کی آواز سن کر گھر والے کانپ گئے' اُدھر سرکار نے بھی اپنی چشمانِ رحمت کھولیں' فرمایا: بیٹی! یہ دروازے پر کون ہے جو آوازیں مار رہا ہے؟ سیدہ نے عرض کی: ابو جی! کوئی اعرابی ہے کوئی دیہاتی ہے' کہتا ہے کہ بڑی دور سے سفر کر کے آیا ہوں' اللہ تعالیٰ کے نبی کی زیارت کرنا چاہتا ہوں' لیکن میں کہتی ہوں کہ میرے ابو کی طبیعت خراب ہے پھر آنا' یہ چلا جاتا ہے پھر آ جاتا ہے' یہ تیسرا چکر ہے۔ غیب کی خبریں رکھنے والے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ سیدہ نے بابے کے ہاتھ چوم کر عرض کی: بابا! آپ اعرابی کا نام سن کر رو کیوں پڑے ہیں' میرے آقا نے فرمایا: بیٹی! جب تم سنو گی تم بھی رو پڑو گی' عرض کی:

ابو جی! یہ کون ہے؟ میرے آقا نے فرمایا: بیٹی! یہ اعرابی نہیں' یہ ملک الموت ہے' یہ دیہاتی نہیں یہ عزرائیل علیہ السلام ہے' یہ پینڈو نہیں یہ روح نکالنے والا فرشتہ ہے' یہ وہ ملک الموت ہے جو باپ کو بیٹے سے جدا کرتا ہے جو ماں کو بیٹی سے جدا کرتا ہے' بھائی کو بھائی سے جدا کرتا ہے' جو دوست کو دوست سے جدا کرتا ہے' بیٹی! یہ وہ فرشتہ ہے جو آج تیرے ابو کی روح قبض کر کے تمہیں یتیم بنانے آیا' فاطمہ دل کھول کے بابے کو دیکھ' چند گھڑیوں کے بعد تو یتیم ہو جائے گی' تیرا ابا وصال کر جائے گا' بیٹی یہ وہ ملک الموت ہے جو

بھائیں نالوں بھائی وچھوڑے تے ماں تہیں فرزنداں
یاراں نالوں یار وچھوڑے تے توڑے دل دیاں بنداں
کر یتیم بچے ٹر جاندا تے ایہہ عزرائیل فرشتہ
ایویں ہر دم کردا رہسیں تے جویں رب عزوجل نوِشتہ

میرے آقا نے فرمایا: بیٹی! اس کو میرے آستانے کا اور تیرے پردے کا خیال تھا' جو اجازت مانگتا رہا ورنہ اس نے آج تک کسی سے نہ اجازت مانگی ہے اور نہ ہی قیامت تک مانگے گا' سیّدہ نے سنا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے' حضرات آنسو آتے ہی کیوں نہ آج جنتی عورتوں کی سردار بی بی بابے سے بچھڑنے لگی تھی' یتیم ہونے لگی تھی' سیّدہ رو بھی رہی تھی اور کہہ بھی رہی تھی کہ ''یا ویلتاہ لموت خاتم النبیین '' ہائے افسوس! آج ختم نبوت کا تاج پہن کر آنے والا پیارا نبی ہمیں چھوڑ کر جا رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بیٹی! رو نہیں کیونکہ تیرے رونے سے عرش کو اُٹھانے والے فرشتے بھی رو پڑتے ہیں' بیٹی صبر کرو' عنقریب دنیا چھوڑ کر تو بھی میرے پاس آ جائے گی۔ (روضۃ الشہداء ج ۱ ص ۲۳۵۔۲۳۶' مدارج النبوت ج ۲ ص ۷۲۹۔۷۳۰' معارج النبوت ج ۴ ص ۴۹۷۔۴۹۹)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدہ کو صبر کی تلقین کرنے کے بعد فرمایا: بیٹی! اب پردے کے پیچھے ہو جاؤ' کیونکہ ملک الموت اور اس کے ساتھی میرے پاس آ رہے ہیں' سیّدہ فاطمہ اور ساری بیبیاں پردے کے پیچھے چلی گئیں' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

ملک الموت کو اندر آنے کی اجازت عطاء فرمائی' حضرت عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آتے ہی سرکار کی بارگاہ میں علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نذرانہ پیش کیا' عرض کی: ''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ'' صلوٰۃ وسلام کے بعد اپنا تعارف کروایا کہ حضور آپ کے غلام کا نام عزرائیل ہے جسے ملک الموت بھی کہا جاتا ہے' آقا! یہ اسماعیل فرشتہ ہے جو پہلے آسمان کا کنٹرولر ہے' سارے آسمان کی ذمہ داری اس فرشتہ کی ہے' سرکار نے فرمایا: عزرائیل! اسے کیوں ساتھ لائے ہو؟ عرض کی: آقا! اس نے شبِ معراج کو پہلے آسمان پر آپ کی زیارت کی تھی' آقا جس دن سے اس نے آپ کا دیدار کیا ہے' یہ اس دن سے آپ کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہے۔ سبحان اللہ! حضرات پتہ چلا کہ میرے نبی کے عاشق صرف فرش والے ہی نہیں' عرش والے بھی سرکار کے عشق کے قیدی ہیں' ایسا ہو بھی کیوں ناں آپ محبوبِ خدا جو ہیں' عزوجل صلی اللہ علیہ وسلم۔ حافظ محمد حسین حافظ نے بڑی پیاری بات فرمائی کہ

تیرے نام دے تذکرے فرشاں تے تیرے حُسن دے چرچے عرشاں تے
کوئی تھاں نئیں ایسی جس تھاں تے تیرے حُسن دا سوہنیا شور نئیں
تیری قبر تے اُتے اے حافظ لکھ لوکی دیوے بالن پئے
جے عشق نہیں کملی والے دا تیری روشنی ہونی گور نئیں

حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی: آقا! اس کو آج پتہ چلا کہ آپ کے وصال کا وقت آ گیا' یہ اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر آپ کا دیدار کرنے آیا ہے۔

(افضل المواعظ ص ۱۵۹' مشکوٰۃ شریف' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۳۰۸۔۳۰۹)

جب حضرت عزرائیل علیہ السلام سرکار کی بارگاہ میں جان لینے کے لیے حاضر ہوئے تو خالق کائنات نے جہنم کے سردار فرشتے کو آواز ماری: او جہنم کے ناظم! عرض کی: جی ربِ جلیل! فرمایا: میرے یار کی روح زمین سے آسمانوں کی طرف تشریف لا رہی ہے' لہٰذا جلدی کرو' جہنم کی آگ ٹھنڈی کر دو' عرض کی: مولا کریم! جیسے آپ کا حکم' پھر اللہ تعالیٰ

نے فرمایا: او جنت کے ناظم فرشتے! عرض کی: جی مولا کریم! فرمایا: میرے یار کی روح میری بارگاہ میں آ رہی ہے' جلدی کرو جنت کو اچھی طرح سجا دو' رضوانِ جنت کو حکم دے دو کہ بن ٹھن کے جنت کے راستوں پر کھڑے ہو جائیں اور میرے یار کی روح کا استقبال کریں' جنت کی حوروں کو کہہ دو کہ وہ نیا لباس پہن کر میرے محبوب کی نعتیں پڑھنا شروع کر دیں' صدقے جاؤں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت پر جب میرے آقا دنیا میں تشریف لائے تو فرش عرش کی مخلوق خوشیاں منا رہی تھی' جب سرکار چند لمحوں کے لیے وفات کے وقت عرش پر تشریف لے گئے تو عرش والے خوشیاں منا رہے تھے' سرکار کی آمد پر ہر طرف سے آوازیں آ رہی تھیں:

اَج آمنہ دے چن دی تشریف آوری اے
ہونا جہندے طفیلوں کُل مُجرماں بری اے
سارے نبی خدا عزوجل توں منگدے گئے دعائیں
یا ربّ اسانوں اُمتی محبوب دا بنائیں
اللہ نے تینوں بخشی کہو جئی پیغمبری اے
اَج آمنہ دے چن دی تشریف آوری اے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جبریل! عرض کی: جی ربِ جلیل! فرمایا: یار کی روح آسمانوں کی طرف تشریف لا رہی ہے' جا جنت سے نور کی پوشاک لے جا' اُس میں یار کی مقدس روح کو لپیٹ کر میری بارگاہ میں لے آ' نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم چومنے والا فرشتہ سرکار کی وصال کی خبر سن کر زار و قطار رونے لگ گیا' آنکھوں میں آنسو آ گئے' حضرت جبریل علیہ السلام جنت کی پوشاک لے کے درِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہنچ گئے۔

(روضۃ الشہداء ج ا ص ۲۵۱-۲۵۲)

جب سرکار نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا تو فرمایا: جبریل! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: یار اتنا مشکل وقت ہے اور تو نظر نہیں آیا' کہاں چلے گئے تھے؟ عرض

کی: میرے آقا مجھے آپ کی وجہ سے ہی دیر ہوئی ہے' فرمایا: وہ کیسے؟ عرض کی: آقا! آپ کی مقدس روح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جانے والی ہے' ناں میں آپ کی آمد پر آسمان پر تیاری کرانے میں مصروف تھا' آقا انتظام کراتے کراتے لیٹ ہو گیا ہوں' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا تیاری کراتے رہے ہو؟ عرض کی: سوہنیا! اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح مبارک کی آمد کی خوشی میں جہنم کو ٹھنڈا کرا رہا ہے' جنت کو مزین کرا دیا ہے' حوریں بن سنور کر آپ کے قصیدے گا رہی ہیں' فرشتے آپ کے استقبال کے لیے جنت میں قطار بنا کر کھڑے ہیں' آقا جتنی عزت آپ کی کی جا رہی ہے' آج تک کسی نبی' ولی' غوث' قطب' ابدال مؤمن کی نہیں کی گئی' سرکار نے فرمایا: جبریل! میں اس پیارے رب العالمین کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے اتنی عزت عطاء فرمائی ہے لیکن جبریل ابھی میرا دل خوش نہیں ہوا' حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: آقا! اتنی شان اتنا مقام دیکھ کر بھی آپ خوش نہیں ہوئے تو آپ کب خوش ہوں گے؟ میرے لجپال نبی نے فرمایا: ''مالی وللنار وما لی وللجنة'' جبریل مجھے نہ جہنم کی فکر ہے نہ مجھے جنت کی ضرورت ہے' مجھے یہ بتا دینا میں قبر میں حشر میں میری اُمت کے ساتھ میرا اللہ عزوجل کیا سلوک کرے گا۔ سبحان اللہ! صدقے جاؤں کریم اور رحیم نبی پر! اُمت کی کتنی فکر ہے۔

فکر اُمت

حضرات! آپ کتابوں کا مطالعہ کر کے دیکھیں' کسی نبی کو کسی رسول کو اپنی اُمت سے اتنی محبت اتنا فکر نہیں تھا جتنی فکر جتنی محبت میرے آقا کو اپنے غلاموں کے ساتھ ہے' حضرت آدم علیہ السلام کے وصال کا وقت آیا تو حضرت آدم علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے' حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: حضور! آپ رو کیوں رہے ہیں؟ فرمایا: جبریل! رو اس لیے رہا ہوں کہ قیامت والے دن میرا کیا بنے گا؟ قیامت والے دن پتہ نہیں وہ جنت نصیب ہو گی کہ نہیں' جہاں میں بیوی کے ساتھ سیر کرتا رہا ہوں' حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: حضور! آپ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں' پیارے

ہیں، پہلے پیغمبر ہیں، اگر آپ نے جنت میں نہیں جانا تو اور کون جائے گا، اگر تسلی کرنی ہے تو نگاہ اُٹھایئے، ابھی اللہ تعالیٰ آپ کو جنت دکھا دیتا ہے، حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی نگاہِ پاک اُٹھائی تو زمین پر کھڑے ہو کر اپنا بنگلہ اپنا جنتی محل اپنا جنت کا رقبہ دیکھ لیا، اپنا ٹھکانہ دیکھ کر خوش ہو گئے، فرمایا: جبریل! اب ملک الموت کو اجازت ہے میری روح نکال سکتا ہے، مگر صدقے جاؤں آمنہ کے لال پر! فاطمہ کے بابے پر جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو یہ نہیں فرمایا: جبریل! مجھے جنت میں کہاں جگہ ملے گی، بلکہ فرمایا: جبریل! مجھے جنت جہنم کی پرواہ نہیں، مجھے یہ بتا کہ قبر میں اور قیامت والے دن میری اُمت کا کیا بنے گا؟ حضرات! ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنا شفیق اور رحیم نبی عطاء فرمایا ہے، اسی لیے عاشق کہتے ہیں کہ

کیوں کریے خواہش جنت دی حضرت دا دوارہ کافی اے
کی کرنا حُور و غلماں نوں سوہنے دا نظارہ کافی اے
کوئی فلک دے چن دی دید کرے اُس دید تھیں اپنی عید کرے
ساڈے لئی اَبر دے دلبر دا بس اک چمکارا کافی اے
کسے نوں مان ہے دولت تے کسے نوں مان عبادت تے
سانوں تے رحمت عالم دا بس اک سہارا کافی اے

حضرات! حضرت نوح علیہ السلام کی وفات آئی تو اُمت کو یاد نہیں کیا اپنی بات کی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی تو اُمت یاد نہیں آئی اپنی بات کی، سارے نبی دنیا سے جانے لگے ہر نبی نے اپنی بات کی کہ میرا کیا بنے گا، مگر صدقے جاؤں آمنہ کے چن پر! دُکھیوں کے سجن پر! جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنی بات نہیں کرتے بلکہ اپنی گناہ گار اُمت کی بات کرتے ہیں۔ (افضل المواعظ ص ۱۵۳۔۱۵۴)

جب سرکار نے فرمایا: جبریل بتا! میری اُمت کا کیا بنے گا؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: آقا! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سجناں! پریشان نہ ہو کیونکہ تیرے وصال کا

وقت ہے ہم نے سارے نبیوں کی اُمت پر جنت اس وقت تک حرام کردی ہے جب تک آپ کی اُمت جنت میں داخل نہیں ہوگی' سرکار نے فرمایا: جبریل! اللہ تعالیٰ نے اور کتنا کرم فرمایا ہے؟ عرض کی: آقا! اللہ تعالیٰ نے چند چیزیں آپ کو ایسی عطاء فرمائی ہیں جو اور کسی نبی کو عطاء نہیں فرمائی' فرمایا: کون سی چیزیں؟ عرض کی: حوضِ کوثر' مقامِ محمود' اُمت کی شفاعت' آقا اللہ تعالیٰ قیامت والے دن آپ کے ہر اس اُمتی کو بخش دے گا جو جو آپ چاہتے جائیں گے' حتیٰ کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ (معارج النبوت ج ۳ ص ۵۰۱-۵۰۲)

سرکار نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بڑی کرم نوازی' اس کا بے حد شکر ہے کہ اس نے میری اُمت کو قیامت والے دن شرمندہ ہونے سے بچانے کا وعدہ فرمایا ہے' لیکن اے جبریل! یہ سب باتیں تو قیامت کی ہیں' جا جا کر اللہ تعالیٰ سے سوال کر کہ پیارے رب العالمین! دنیا میں میری اُمت کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: حضور! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "مَنْ تاب قبل موته بسنة قبلت توبةً" "اگر کوئی آپ کا اُمتی ساری زندگی گناہ کرتا رہا' ساری زندگی میری نافرمانیاں کرتا رہا' پھر مرنے سے ایک سال پہلے وہ سچے دل سے توبہ کرلے گا' چاہے وہ کتنا گناہ گار بدکار ہوا' میں اس کی توبہ قبول کرلوں گا اور مرنے کے بعد اپنے فضل سے جنت عطاء کردوں گا" "فقال یا رب السنة کثیرة" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: اے خالق کائنات! ایک سال تو بڑی لمبی عمر ہے' کسی کو کیا پتہ کہ میں نے سال کے بعد مر جانا ہے' مہربانی فرما' آسانی فرما۔ خالق کائنات نے فرمایا: سجناں! اگر تیرا کوئی مؤمن اُمتی مرنے سے پہلے ایک مہینہ سچے دل سے توبہ کرلے تو میں اس کے بھی سارے گناہ معاف کردوں گا' اس کی ساری خطاؤں پر رحمت کی قلم پھیردوں گا" "فقال یا رب الشهر کثیر" سرکار نے عرض کی: اے خالق کائنات! مہینہ بھی بہت زیادہ ہے' کسی کو کیا پتہ کہ میں نے مہینہ بعد قبر میں چلے جانا ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سجناں! ہم آپ کی بات ٹال تو نہیں سکتے' چلو اور ترمیم کردیتے ہیں' اگر کوئی تیرا مؤمن اُمتی مرنے سے ایک ہفتہ پہلے سچے دل سے توبہ کر

لے گا ہم اس کے بھی گناہ معاف کر دیں گے۔ سرکار نے عرض کی: مولا! یہ بھی وقت زیادہ ہے' مہربانی فرما اور ترمیم فرما' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "من تاب قبل موته بيوم قبلت" سوہنیا! جو تیرا اُمتی فوت ہونے سے ایک دن پہلے سچے دل سے توبہ کرے گا' میں اس کے بھی گناہ معاف کر دوں گا' سرکار نے عرض کی: مولا کریم! یہ وقت بھی زیادہ ہے' مہربانی کرو اور ترمیم کرو' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سجناں! اگر کوئی تیرا اُمتی مرنے سے ایک گھڑی پہلے چند سیکنڈ پہلے سچے دل سے توبہ کرے گا' ہم اس کو بھی اپنے فضل سے معاف کر دیں گے' آمنہ کے لال نے عرض کی: مولا کریم! یہ بھی وقت زیادہ ہے اور مہربانی فرما' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فلو بلغ روحه الحلقوم ولم يمكنه الاعتذار" اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! اگر کوئی تیرا اُمتی فوت ہونے لگے گا' اس کی روح حلق تک پہنچ جائے اور وہ بول نہیں سکے گا' اس کی زبان موت کی شدت سے بند ہو جائے گی" "والاستحياء وندم بقلبه" وہ ایک مرتبہ شرم سے ندامت کی وجہ سے دل ہی دل میں توبہ کرلے گا' دل میں کہہ دے گا: مولا! بڑا گناہ گار ہوں' بدکار ہوں' سیاہ کار ہوں' یار کی محبت کا واسطہ میرے سارے گناہ معاف فرما دے! سجناں! میں اس وقت بھی تیرے اُمتی کے سارے گناہ معاف کر کے اپنے فضل سے جنت کا وارث بنا دوں گا۔ سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: اے خالق کائنات! جو بندہ مرتے وقت بھی معافی نہ مانگ سکا' اس کا کیا بنے گا؟ فرمایا: سجناں! پریشان نہ ہو! قیامت بھی تو آنی ہے تو قیامت کو اس کی شناخت کرتے جانا ہم معاف کرتے جائیں گے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بتا سجناں! اب خوش ہے کہ نہیں؟ اگر کہو تو اور ترمیم کر دیتے ہیں' میرے آقا کی مقدس آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے' عرض کی: مولا کریم! اب میں خوش ہوں اور بہت زیادہ خوش ہوں۔ سبحان اللہ!

(معارج النبوت ج ۳ ص ۵۰۳۔۵۰۴' افضل المواعظ ص ۱۵۴۔۱۵۵۔۱۵۹)

اے نام محمد صل علیٰ سبحان اللہ سبحان اللہ

دی جس نے میرے دل کو جلا سبحان اللہ سبحان اللہ

ہم رات کو شب بھر سوتے ہیں وہ اُمت کے غم میں روتے ہیں
ہم جُرم کریں وہ عفو و خطاء سبحان اللہ سبحان اللہ
اعمال نہ دیکھے یہ دیکھا محبوب کے کوچے کا ہے یہ گدا
مولا نے مجھے یوں بخش دیا سبحان اللہ سبحان اللہ
جب میں نے سنائی نعت نبی سُن ہو گیا نجدی سنتے ہی
سُنی نے سنی سُن کر یوں کہا سبحان اللہ سبحان اللہ
جو آکھ دیویں اُو موڑ نائیں اساں دل محبوب دا توڑ نائیں
جو لینا ای لے جا چپ کر جو چاھویں منا جا چپ کر کے

جب اللہ تعالیٰ نے یار کو خوشی کی بات سنائی تو سرکار بڑے خوش ہوئے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سجناں! اگر اور کوئی مطالبہ ہے تو پیش کرو' ہم وہ بھی پورا کر دیتے ہیں' کملی والے نے عرض کی: مولا! تو نے بڑا کرم کیا ہے' اگر کرم فرمادے تو چند اور بھی گزارشات ہیں' فرمایا: سجناں! بیان کرو' عرض کی: مولا کریم! پہلی گزارش یہ ہے کہ قیامت والے دن ہر گناہ گار کو میری شفاعت سے بخش دینا' دوسری گزارش یہ ہے کہ میری اُمت کو دنیا میں اجتماعی عذاب نہ دینا' اگر میری اُمت عذاب کی مستحق بن بھی جائے تو قیامت کو فیصلہ کرنا' تیسری گزارش یہ ہے کہ جب میں اپنے روضہ میں چلا جاؤں تو ہر ہفتے میں پیر والے دن اور جمعرات والے دن میری اُمت کے تمام اعمال فرشتوں کے ذریعے میرے پاس بھیجا کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سجناں! اس کی کیا وجہ ہے؟ عرض کی: مولا کریم! پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اس طرح میرا میری اُمت سے رابطہ رہے گا' دوسری وجہ یہ ہے کہ جب فرشتے میرے پاس میری اُمت کے اعمال لے کے آئیں گے اگر عمل اچھے ہوئے تو تیرا شکر ادا کروں گا' اگر بُرے ہوئے تو ان کی طرف سے میں تیری بارگاہ میں معافی مانگ کر ان کے گناہ معاف کراتا رہوں گا۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سجناں! چلو یہ بھی تیری باتیں قبول کر لیتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اچھا سجناں! ایک بات تو بتاؤ' عرض کی

مولا کریم! کون سی بات؟ فرمایا: یہ بار بار اُمت اُمت کرتے ہو' یہ تیرے دل میں اُمت کی محبت اور پیار ڈالا کس نے ہے؟ سرکار مسکرا پڑے' مسکرا کر عرض کی: اے خالق کائنات! آپ نے ہی میرے دل میں اُمت کا رحم ڈالا ہے' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بجاں! ''انا ارحم الیھم الف مرۃٍ ''میں آپ کی اُمت پر ہزاروں مرتبہ آپ سے زیادہ رحمت فرمانے والا ہوں کیونکہ یہ بندے جو میرے ہیں' محبوب پریشان نہ ہو اپنی اُمت میرے حوالے کر دے' خود میرے پاس چلا آ میں خود تیری اُمت کی حفاظت کروں گا۔ سبحان اللہ! عرض کی: مولا کریم! ٹھیک ہے' اب میری گناہ گار اُمت تیرے حوالے' تو خود ان کی حفاظت کرنا۔ (معارج النبوت ج ۳ ص ۵۰۴-۵۰۵)

حضرات پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ بھی ہم گناہ گاروں پر رحیم ہے' کملی والا بھی ہم خطاء کاروں پر کریم ہے' پھر کیوں نہ کہوں کہ

عرش اعلیٰ پہ رب سبز گنبد میں تم
کیوں کہوں میرا کوئی سہارا نہیں
میں مدینے سے لیکن بہت دور ہوں
یہ خلش میرے دل کو گوارہ نہیں
آپ کا عشق ہے عشق ربُ العلیٰ
آپ کا ذکر ہے خاص ذکرِ خدا
خود خدا کا یہ قرآں میں اعلان ہے
جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں

حضرات جب سرکار اپنی اُمت کے بارے مطمئن ہو گئے تو اب حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی: مولا! میرے لیے کیا حکم ہے روح قبض کروں یا واپس چلا جاؤں؟ ''فنظر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ جبریل علیہ السلام '' ملک الموت کی بات سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف

مشورے کے لیے دیکھا کہ بتاؤ جبریل! اجازت دوں یا نہ دوں؟ کیا رائے ہے چلیں یا یہیں رہیں؟ ''**فقال جبریل یا محمد ان اللّٰہ قد اشتاق الیٰ لقائك**'' حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: مولا! عزرائیل کو روح نکالنے کی اجازت دے دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کے دیدار کا مشتاق ہے' آپ کی زیارت کا شوق رکھتا ہے۔ سبحان اللہ! واہ لجپال نبی صرف انسان اور فرشتے ہی تیرے دیدار کے لیے نہیں تڑپتے' کائنات کا خالق مالک بھی تیرے دیدار کا مشتاق ہے۔ حضرات اللہ تعالیٰ کا نور تو ہر جگہ موجود ہے مگر حضرت جبریل علیہ السلام کیا کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دیدار کا مشتاق ہے' اس کی وجہ کیا ہے؟ تو محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نور تو ہر جگہ موجود ہے مگر انوار و تجلیات کی بارش عرش پر ہوتی ہے جو اس کا خاص دربار ہے' اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نورانی اور روحانی طور پر ہر سینے میں موجود ہیں مگر جسمانی طور پر مدینہ شریف میں موجود ہیں' اسی لیے تاجدارِ بریلی فرما گئے کہ

ہم یہاں سے پڑھیں وہ مدینے سنیں
مصطفیٰ کی سماعت پہ لاکھوں سلام
دور نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

جب جبریل علیہ السلام نے مشورہ پیش کیا تو ''**فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لملك الموت امض لما امرت بہ**'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عزرائیل! اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں حکم دیا ہے اس پر عمل کرو' آؤ! میری روح نکال لو۔

(بیہقی شریف' [illegible] مشکوٰۃ شریف' باب الوفات' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۳۰۹-۳۱۰)

جب حضرت عزرائیل علیہ السلام روح نکالنے لگے تو فرمایا: تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ' میں آخری بار گھر والوں سے الوداعی ملاقات کر لوں' حضرت عائشہ فرماتی ہیں: جب سرکار کے وصال کا وقت قریب آیا تو سرکار کا مقدس سر انور میری گود میں تھا' میں اپنے دوپٹے

سے بار بار سرکار کا والضحیٰ چہرہ انور صاف کر رہی تھی' قربان جاؤں سیدہ عائشہ تیری اس گودی پر جہاں اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال سے پہلے بھی اپنا سر انور رکھا ہوا ہے' حضرات جس لکڑی کے رحل پر قرآن آ جائے وہ لکڑی قابل تعظیم ہو جاتی ہے' سوچو! اس اماں عائشہ کی گود کی کتنی شان ہو گی جہاں قرآن نہیں صاحبِ قرآن لیٹا ہوا تھا' امام اہل سنت فرماتے ہیں کہ

بنت صدیق آرام جانِ نبی
اُس حریم برأت پہ لاکھوں سلام
عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی
اُس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: سرکار میری گودی میں لیٹے ہوئے ہیں' اچانک میرے بھائی عبدالرحمٰن سرکار کی تیمارداری کے لیے میرے گھر میں میرے کمرے میں آئے' ان کے ہاتھ میں ایک ہرا مسواک تھا' سرکار بار بار اس مسواک کی طرف دیکھنے لگے' میں سمجھ گئی کہ میرے آقا مسواک کو پسند فرما رہے ہیں' میں نے عرض کی: آقا! کیا آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں؟ سرکار نے سر انور کے ساتھ اشارہ فرمایا: ہاں! میں نے بھائی سے مسواک لیا اور سرکار کی بارگاہ میں پیش کیا' سرکار نے لے کر اپنے مقدس دہن میں منہ مبارک میں داخل فرمایا' لیکن وہ ذرا سخت تھا' میرے آقا نے سیدہ عائشہ کو مسواک واپس کر کے فرمایا: عائشہ! یہ سخت ہے یہ اپنے منہ میں ڈال کر ذرا نرم کرو۔ حضرت عائشہ نے وہ مسواک اپنے منہ میں ڈالا' اس کو دانتوں سے چبا کر نرم فرمایا' پھر حضرت عائشہ مسواک کو پانی سے دھونے کے لیے اُٹھنے لگی تو سرکار نے فرمایا: عائشہ! مسواک لے کر کہاں جا رہی ہو؟ عرض کی: آقا! پانی سے دھو کر آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں' میرے آقا نے فرمایا: عائشہ دھونے کی ضرورت نہیں ایسے ہی دے دو' سرکار نے حضرت عائشہ کے منہ والا

مسواک اپنے دہن پاک میں ڈال لیا' صدقے جاؤں حضرت عائشہ کے مبارک لعاب پر! جو سرکار کے مقدس لعاب سے مل گیا۔ حضرات یہ ہے میرے نبی کی حضرت عائشہ سے محبت' آپ کتابوں کا مطالعہ کر کے دیکھیں' سرکار حضرت عائشہ کا جھوٹا کھاتے' حضرت عائشہ سرکار کا برکت والا جھوٹا کھاتی' آج کل ہمارا کیا حال ہے مسلمان پانی پیئے تو مسلمان گلاس کو دھو کر پانی پیتے ہیں حالانکہ میرے آقا نے فرمایا: مؤمن کا جھوٹا پینا یہ کئی بیماریوں کی شفاء ہے اور محبت میں زیادتی کا باعث ہے' جب مؤمن مؤمن کا جھوٹا پانی نہیں پیئے گا تو محبت کیسے ہوگی' یہی وجہ ہے کہ مؤمن مؤمن سے عداوت رکھتے ہیں' دشمنیاں بڑھ رہی ہیں' قتل و غارت کا بازار گرم ہے' اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور مؤمن کو اپنے بھائی سے اپنے دینی بھائی سے محبت اور پیار کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین! تو حضرت عائشہ کا جھوٹا مسواک میرے آقا نے وصال سے چند گھڑی پہلے استعمال فرمایا' سرکار کے وصال کے بعد حضرت عائشہ لوگوں کو بتایا کرتی تھی: ''عن عائشة قالت ان من نعم الله علی ''حضرت عائشہ فرمایا کرتی تھی: لوگو! اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک انعام مجھ پر یہ بھی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب وصال فرمایا تو میرے گھر میں تھے اور سر انور میری گودی میں تھا'' وان الله جمع بين ريقي وريقه عند مؤته ''اور اللہ تعالیٰ نے میرے تھوک کو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس تھوک کو وفاتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت جمع فرمادیا۔

(بخاری شریف' مشکوٰۃ شریف' مرآۃ شرح مشکوٰۃ شریف ج ۸ ص ۲۸۷۔۲۸۸)

عائشہ بنت صدیق ماں مؤمناں دی
اُچی شان اے جدی قرآن دے وچ
ویکھو سورہ نور فرقان اندر نازل ہوئی
اے آپ دی شان دے وچ
تاجدارِ مدینہ دا سبز گنبد

اماں عائشہ دے ہے اُوہ مکان دے وچ
اماں عائشہ دے حجرے جہیا شان
غازی ملیا کسے نوں نئیں جہان دے وچ

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: جب سرکار نے مسواک مبارک کرلیا' پھر میری گودی میں لیٹ گئے' میں سرکار کا چہرۂ انور اپنے دوپٹہ سے صاف کر کے دعا کرنے لگی کہ اے خالق کائنات! اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفاء عطاء فرما! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عائشہ! اب شفاء یابی کی دعا نہ مانگ! بلکہ دعا کر کہ اللہ تعالیٰ عزت کے ساتھ اپنے دربار میں بلالے' حضرت عائشہ سن کر رونے لگ گئی' سرکار نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: ''اللّٰھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ ''اے میرے پیارے رب العالمین! میری بخشش فرما! مجھ پر اپنی رحمت فرما اور مجھے سب سے بلند دوست سے ملا دے۔ حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں: اے خالق کائنات! مجھے بخش دے! حالانکہ سرکار ہر گناہ سے پاک ہیں' معصوم عن الخطاء ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بخشش کی دعا فرمارہے ہیں' کیوں؟ تاکہ لوگوں کو درس مل جائے کہ لوگو! کبھی اپنے اعمال پر ناز نہ کرنا کبھی نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ پر غرور نہ کرنا' بلکہ جب بھی ناز کرنا تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی کرم نوازی پر ناز کرنا۔ سبحان اللہ! اسی بات پر عمل کرتے ہوئے دنیا کا ہر اصلی سنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے کہ

جے میں ویکھاں عملاں ولّے تے کجھ نئیں میرے پلّے
جے ویکھاں تیری رحمت ولّے تے بلّے بلّے بلّے
عدل کریں تے تھر تھر کنبن اُچیاں شاناں والے
رحم کریں تے بخشے جاون میں جئے منہ کالے

تو سرکار کیا عرض کرتے: مولا! مجھے بخش دے' مجھے اپنی رحمت والی ذات کے پاس

بلا لے۔(تاریخ ابن کثیر ج ۵ ص ۴۱۹۔۴۲۰)

اِدھر سرکار دعا مانگ رہے ہیں اُدھر سرکار کی ساری ازواج پاک ہاتھ باندھ کر سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہیں' میرے آقا نے تمام ازواج پاک کو فرمایا: اے میری ازواج! تمام ازواج پاک نے عرض کی: جی آقا! فرمایا: اے عائشہ! اے حفصہ! اے اُم حبیبہ! اے اُم سلمہ! اے سودہ! اے زینب! اے میمونہ! اے جویریہ! اے صفیہ! عرض کی: جی آقا! فرمایا: مجھے آخری بار دیکھ لو پھر شاید ملاقات نہ ہو سکے' سرکار کی ازواج یہ بات سن کر زاروقطار رونے لگیں' سرکار نے فرمایا: اے میری ازواج! جب میں دنیا سے چلا جاؤں تو بے صبری نہ کرنا' ماتم نہ کرنا' چیخنا چلانا نہیں' تقویٰ والی زندگی بسر کرنا' اپنے گھروں سے فضول باہر نہ نکلنا' یہ نہ ہو کہ تم عام عورتوں کی طرح بازاروں اور گلیوں میں لوگوں کے گھروں میں پھرتی رہنا' کیونکہ تم نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہو' ایسی پاکیزہ زندگی گزارنا کہ لوگوں کی عورتیں تمہاری سیرت دیکھ کر رشک کرتی رہیں' پھر سرکار نے سیّدہ فاطمہ کو صبر کی وصیت فرمائی' پھر حسنین کریمیہ کو سینے سے لگا لیا' پھر امام حسن سے فرمایا: بیٹا! میں نگاہِ نبوت سے دیکھ رہا ہوں کہ تیری شہادت زہر سے ہوگی' پھر امام حسین سے فرمایا: بیٹا حسین! میں دیکھ رہا ہوں کہ لوگ تم پر بڑے ظلم کریں گے' بیٹا! تو میرے دین کی خاطر مدینہ چھوڑ دے گا مکہ چھوڑ دے گا' میدانِ کربلا میں بھوکا پیاسا شہید ہو جائے گا' بیٹا! میرے ساتھ وعدہ کر سب کچھ قربان کر دے گا لیکن بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرے گا۔ امام حسین نے نانے کے مقدس ہاتھوں کو چوم کر عرض کی: نانا جان! آپ فکر نہ کریں میں نے دودھ پیا ہے سیّدہ فاطمہ کا' میری رگوں میں خون ہے شیر خدا کا' میں نواسہ ہوں نبیوں کے سردار کا' جب میں میدانِ کربلا میں پہنچوں گا آپ خود آ کر دیکھ لینا' اس طرح صبر سے قربانیاں دوں گا کہ زمین رو پڑے گی' آسمان رو پڑے گا مگر تیرے کندھوں پر کھیلنے والا حسین مسکرا کر کہے گا: مولا! اگر تو اسی طرح راضی ہے تو بعثت نبوت کا سوار بھی اسی طرح راضی ہے۔

جنہاں دکھاں تے میرا دلبر راضی تے سکھ اونہاں تھیں وارے
دکھ قبول محمد بخشا شالا راضی رہن پیارے

سرکار سن کر مسکرا پڑے' پھر فرمایا: بیٹا حسنین! آخری بار اپنے نانے کو دیکھ لو' پھر نانا تمہیں نظر نہیں آئے گا' حسنین کریمین نے سنا تو ہاتھ چوم کر رونے لگے' جو صحابہ کرام سرکار کی بارگاہ میں موجود تھے' ان کی بھی آہیں نکل گئیں' رو رو کر کہنے لگا کہ "وامحمداہ من یکون لامتك" اے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! آپ چلے گئے تو آپ کے بعد آپ کی اُمت کا کیا بنے گا؟ سرکار یہ بات سن کر رو پڑے' فرمایا: میرے صحابہ پریشان نہ ہو' میری اُمت کی رکھوالی خود خالق کائنات آپ فرمائے گا' پھر سرکار نے فرمایا: علی! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: میرے صحابہ کا کیا حال ہے؟ مولا علی نے عرض کی: آقا! تیرے سارے دیوانے تیرے حجرۂ انور کے سامنے تیرے عشق میں روتے بیٹھے ہیں' میرے آقا نے فرمایا: علی! میرے آستانے کا دروازہ کھول دو' مولا علی نے دروازہ کھولا تو سارے صحابہ جھرمٹ کی طرح درِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کھڑے ہیں اور سرکار کے غم میں رو رہے ہیں' میرے آقا نے فرمایا: میرے صحابہ صبر کرو' اب میں تمہیں چھوڑ کر پیارے رب العالمین کی بارگاہ میں جا رہا ہوں' انشاء اللہ اب تمہاری میری ملاقات قیامت والے دن حوضِ کوثر پر ہو گی۔ سرکار نے فرمایا: میرے صحابہ قیامت والے دن سب سے پہلے جنت میں تم لوگ جاؤ گے' پھر نبیوں کے صحابہ جائیں گے' میں چلا جاؤں تو دین کا دامن مضبوطی سے تھام کے رکھنا' قرآن و حدیث کے احکامات پر عمل کرتے رہنا' اللہ تعالیٰ تمہاری ہمیشہ حفاظت فرمائے' پھر سرکار نے فرمایا: علی! دروازہ بند کر دو' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جبریل! عرض کی: جی میرے آقا! فرمایا: یہ تو بتاؤ کہ جب میری روح قبض کر لو گے میرا وصال ہو جائے گا تو مجھے دفن کہاں کرو گے؟ عرض کی: آقا! یہ آپ کی مرضی آپ جہاں جگہ پسند فرمائیں' وہیں آپ کا روضہ انور بنا دیا جائے گا' اگر آپ حکم دیں تو آپ کا روضہ آسمانوں پر بنا دیا جائے'

اگر آپ پسند فرمائیں تو آپ کو زمین میں دفن کر دیا جائے' سرکار نے فرمایا: اگر میری رضا پوچھتے ہو تو مجھے مدینہ پاک میں اسی عائشہ کے حجرے میں دفن کیا جائے' عرض کی: سوہنیا! آپ زمین میں رہنا کیوں پسند فرما رہے ہیں؟ سرکار نے فرمایا: جبریل! میں نگاہِ نبوت سے دیکھ رہا ہوں کہ میری اُمت بڑی گناہ گار ہوگی' میں چاہتا ہوں کہ میرا روضہ زمین پر ہی بنے' میں اپنی اُمت کے پاس ہی رہوں کیونکہ خالق کائنات نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے: ''مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ'' (پ۹) کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تک تو اپنے غلاموں میں موجود ہے میں ان کو عذاب نہیں دوں گا' میں چاہتا ہوں کہ کہیں میری اُمت نافرمانیوں کی وجہ سے ہلاک نہ ہو جائے' میں ان میں ہوں گا تو اللہ تعالیٰ میری وجہ سے عذاب نہیں دے گا۔ (معارج النبوت ج ۳ص ۵۱۶)

حضرات! کتنا لجپال نبی ہے جو وصال کے بعد بھی ہم سے جدا ہونا پسند نہیں کرتا بلکہ زمین پر مدینہ شریف میں رہنا پسند فرماتا ہے' جب سرکار ہمارے ساتھ اتنا پیار فرماتے ہیں تو ہم غلام کیسے سرکار سے جدا ہو سکتے ہیں۔

اس کرم کا کروں شکر کیسے ادا جو کرم مجھ پر میرے نبی کر دیا
میں سجاتا رہا آقا کی محفلیں رب نے ہر غم سے مجھ کو بری کر دیا
جو درِ مصطفیٰ کے گدا ہو گئے دیکھتے دیکھتے کیا سے کیا ہو گئے
ایسی چشم کرم کی ہے سرکار نے دونوں عالم میں ان کو غنی کر دیا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام گھر والوں کو وصیت فرمانے کے بعد فرمایا: ملک الموت آؤ! اب روح قبض کر لو' حضرت عزرائیل علیہ السلام روح قبض کرنے کے لیے قریب آئے اور سرکار کی روح پاک قبض کرنے لگے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں دیکھ رہی تھی کہ وصال کے وقت سرکار کا رنگ مبارک کبھی زرد ہو جاتا کبھی سرخ ہو جاتا' کبھی دایاں ہاتھ مبارک کھینچتے' کبھی بایاں ہاتھ' چہرۂ انور پر پسینہ آ گیا' سرکار کے پاس پانی کا پیالہ پڑا تھا' سرکار پانی لے کر اپنے مقدس چہرے پر ڈالتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

عرض کرتے: "لا الٰہ الا اللّٰہ" "اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں" "ان للموت سکراتٍ" "بے شک موت کی بہت زیادہ سختیاں ہیں۔ (مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج۸ص۲۸۹)

جب ملک الموت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک قبض کر رہا تھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ملک الموت! عرض کی: جی آقا! فرمایا: جتنی موت کے وقت تکالیف دینی ہے ساری تکالیف مجھے دے لے لیکن میرے کسی اُمتی کو نہ دینا۔ سبحان اللہ! (معارج النبوت ج۳ص۵۰۵)

حضرت عزرائیل علیہ السلام جب تک روح قبض کرتے رہے' فاطمہ کا بابا دعا مانگتا رہا: "اللّٰھم بالرفیق الاعلیٰ" "اے خالق کائنات! اب مجھے اپنے پاس بلا لے' اُدھر سرکار نے یہ فرمایا: "حتی قبض" "اُدھر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے سرکار کی روح مبارک نکال لی۔ "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون"

ٹر گئے نبی محمد ﷺ ورگے من تقدیر ربانی
بس کر عالم چھڈ دے کھیڑا لمّی چھوڑ کہانی
لے او یار حوالے رب دے میلے چار دِناں دے
اُس دن عید مبارک ہوسی جس دن فیر ملا گے

جب سرکار کی روح مبارک قبض ہونے لگی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا' سرکار نے فرمایا: جبریل! چہرہ دوسری طرف کیوں پھیر لیا ہے' عرض کی: آقا! میں برداشت نہیں کر سکتا کہ میرے سامنے میرے نبی کی روح مبارک قبض ہو' میں نے چہرہ اس لیے دوسری طرف پھیر لیا ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: جب سرکار کا وصال مبارک ہوا' گھر کی یہ حالت تھی کہ اتنا تیل نہیں تھا کہ جس سے ہم چراغ جلا لیتے' پڑوسن کے گھر گئی' وہاں سے تیل لے کر ہم نے چراغ جلایا۔ حضرات ہے کائنات کا سلطان' ہے سارے نبیوں کا امام لیکن گھر کی حالت کیا ہے کہ جلانے کے لیے چراغ روشن کرنے کے لیے تیل نہیں ہے۔ مولا علی فرماتے ہیں: جب ملک الموت نے روح مبارک

قبض کی' اُدھر روح مبارک نکالی اِدھر سرکار کے غم میں روتا بھی جاتا ہے اور کہتا بھی جاتا ہے: ''وا محمداہ وا محمداہ '' کیا شان ہے اے اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی۔ (افضل المواعظ ص ۱۵۹-۱۶۲)

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جب سرکار کی ولادت ہوئی' پیر کا دن تھا' جب پہلی وحی نازل ہوئی پیر کا دن تھا' جب مکہ شریف سے ہجرت فرمائی پیر کا دن تھا' جب مدینہ شریف آئے پیر کا دن تھا' جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال پاک ہوا' پیر کا دن تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۵ ص ۲۲۳-۲۲۴)

دیوبندیوں کے بہت بڑے مفتی مولانا محمد شفیع دیوبندی اپنی کتاب سیرت خاتم الانبیاء ص ۱۴۴ میں لکھتے ہیں: جب سرکار کا وصال ہوا پیر کا دن تھا' ربیع الاوّل شریف کی دو تاریخ تھی' جب سرکار کا وصال مبارک ہوا' پوری کائنات میں اندھیرا چھا گیا' زمین رو پڑی آسمان رو پڑا' فرش والے رو پڑے' عرش والوں کی چیخیں نکل گئیں' جنت کی حوریں رو پڑیں' رضوان جنت رو پڑے' حضرت جبریل اور عزرائیل علیہم السلام رو پڑے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دس سال خدمت کرنے والے نبی پاک کے صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''لما کان الیوم الذی دخل فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم المدینة ''جس دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت فرما کے مدینہ شریف تشریف لائے تو ''اضاء منها کل شیء ''تو آپ کی آمد پاک پر مدینہ شریف کا ذرہ ذرہ منور ہو گیا' ہر چیز سے نور کی چمک آنے لگی' حضرات مدینہ کی ہر چیز چمکتی بھی کیوں نہ نورِ مجسم' رحمت عالم کے جو نور بھرے قدم لگ چکے تھے' اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے پ ۶ میں یار کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''قَدْ جَآءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ ''لوگو! اپنی قسمت پر ناز کرو اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس اپنا نوری رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بھیج دیا ہے' اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے بائیس پارے میں یار کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: ''یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا

اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا'' اے غیب کی خبریں دینے والے پیارے نبی! ہم نے آپ کو ساری کائنات کے لیے حاضر ناظر اور ایمان والوں کے لیے جنت کی خوش خبری سنانے والا' بے ایمانوں کو جہنم سے ڈرانے والا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! ہم نے آپ کو چمکا دینے والا سورج بنا کر بھیجا ہے۔ امام اہل سنت تاجدارِ بریلی نے اسی آیۂ کریمہ کا ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا کہ

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

حضرت انس کیا فرماتے ہیں کہ سرکار جب مدینہ پاک میں تشریف لائے تو مدینہ شریف کی گلیاں محلے بازار کوچہ کوچہ نور سے چمکنے لگا: ''فلما کان الیوم الذی مات فیہ اظلم منھا کل شیء'' جس دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال مبارک ہوا تو سرکار کے غم میں مدینہ شریف کی ہر چیز غم کے اندھیرے میں ڈوب گئی' سرکار کے وصال پر ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا۔ علامہ کاشفی' معارج النبوت ج ۳ ص ۵۱۴ اور ۵۱۹ میں لکھتے ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال مبارک ہوا تو حالت یہ ہوگئی کہ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا' صحابہ ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتے تھے حتیٰ کہ اپنا ہاتھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا' تو حضرت انس فرماتے ہیں: جس دن سرکار کا وصال ہوا' ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ (ترمذی شریف' مشکوٰۃ شریف' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۲۹۱_۲۹۲)

حضرات پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر ساری کائنات پریشان ہوگئی' زمین و آسمان رو پڑے' سوچو! جب کائنات رو پڑی تو آلِ نبی اولادِ علی اور اصحابِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیا گزری ہوگی؟

سرکار مدینے والے دے غم میرے دل تے چھا گئے نے
ایہہ رُت وچھوڑے سوہنے دے جند جان میری نوں کھا گئے نے
ہر دن تے رات جدائیاں دے رُت گزرے وقت میں روندی دا
کدی سُکدے نین نہ نظر آئے جس دن دا یار رُوا گئے نے

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں: جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وصال فرما گئے تو میرے ابو حضرت ابوبکر سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' سرکار کے چہرے سے کپڑا اٹھا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی کو چومنا شروع کر دیا' پھر اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر عرض کرنے لگا: ''یا نبیاہ'' اے غیب کی خبریں دینے والے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی! افسوس! آپ ہمیں اکیلے چھوڑ گئے'' یا صفیاہ '' اے ساری کائنات سے اعلیٰ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام افسوس! آپ ہم سے جدا ہو گئے'' یا خلیلاہ '' اے مجھے دل وجان سے پیارے دوست! آپ ہم سے جدا ہو گئے۔ (کنز العمال ج ۷ ص ۲۳۸' عقائد جعفریہ ج ۴ ص ۴۴۰)

اُدھر صدیق اکبر رو رہے ہیں اِدھر سیّدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے نوری بابے کے قدموں سے لپٹ گئیں اور رو کر عرض کی: ابو جی! آپ نے اللہ تعالیٰ کی دعوت قبول کر لی' آپ ہمیں چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف چلے گئے' ابو جی! اب وحی کس پر آئے گی' اب حضرت جبریل علیہ السلام کس کے پاس آئیں گے؟ ابو جی! اب میں آپ کے بغیر یہاں نہیں رہنا چاہتی' پھر سیّدہ نے چہرۂ پاک آسمانوں کی طرف اُٹھایا' عرض کی: اے پیارے رب العالمین! اپنی بندی فاطمہ کو بھی اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں پہنچا دے۔ اے خالق کائنات! مجھے قیامت والے دن اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے محروم نہ کرنا۔ سیّدہ فاطمہ جب بابے کے قدم چوم کر پیچھے ہٹی تو سیدہ عائشہ سرکار کے مقدس قدم چوم کر عرض کرنے لگی: اے کائنات کے سلطان نبی! آپ نے ساری زندگی بادشاہی میں بھی فقیرانہ زندگی بسر کی' آپ ساری ساری رات اُمت کے غم میں روتے گزار دیتے تھے' اے کافروں اور مشرکوں سے پتھر کھا کر دعا

کرنے والے نبی! اے کئی کئی دن بھوک سے دن گزارنے والے نبی! تجھ پر تیری عائشہ کا سلام ہو! حضرات! گھر کے اندر ازواجِ نبی' آلِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام رو رہے تھے' باہر سرکار کے صحابہ سرکار کی جدائی میں رو رہے تھے۔ (معارج النبوت ج ۳ ص ۵۰۷)

جب ہر طرف رونے کی آواز بلند ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچپن کے دوست یارِ غار سرکار کا سب سے پہلے کلمہ پڑھنے والے سیدنا صدیق اکبر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام آل کو تمام ازواج کو تسلی دی' صبر کی تلقین کی' پھر سرکار کے خاندان کے مردوں کو فرمایا کہ آپ حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے مطابق غسل اور کفن کی تیاری کرو' ہم سب مسجد نبوی شریف میں انتظار کرتے ہیں۔

(مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۳۸' فروع کافی ج ۳ ص ۱۰۹' فقہ جعفریہ ج ۲ ص ۲۴۲-۲۴۳)

صدیق اکبر کی بات سن کر مولا علی' حضرت عباس' حضرت فضل' حضرت قثم' حضرت اسامہ بن زید' حضرت صالح سرکار کے غلام غسل کفن کی تیاری کرنے لگے۔

(مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۴۳' سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۴۳۸)

صدیق اکبر آ کر قبیلہ بنی عبدالاشھل کے دارے میں بیٹھ گئے' فاروق اعظم بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے' دیگر مہاجر صحابہ بھی آ کر صدیق اکبر کے پاس بیٹھ گئے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غسل کفن کا انتظار کرنے لگے۔

خلافت کا مشورہ

ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک صحابی صدیق اکبر کے پاس آیا' آ کر عرض کی: حضور! آپ یہاں بیٹھے ہیں اُدھر حضرت سعد بن عبادہ کے دارے پر جس کو سقیفہ بنی ساعدہ بھی کہا جاتا ہے وہاں سارے انصار صحابہ جمع ہیں اور مشورے کر رہے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تو وصال ہوگیا ہے' اب خلیفہ کون بنے گا؟ آپ وہاں تشریف لے جائیں اور دیکھیں کہ وہ کسی ایسے بندے کو خلیفہ نہ بنا دیں جو خلافت کا اہل نہ ہو' پھر پریشانی کا سبب نہ بن جائے۔ صدیق اکبر نے فرمایا: بھائی عمر!

ابھی حضرت علی سرکار کو غسل دے رہے ہیں' آؤ دیکھیں کہ انصاری بھائی کیا مشورے کر رہے ہیں؟ حضرت عمر نے عرض کی: حضور! ٹھیک ہے' چلو! صدیق اکبر حضرت عمر کو ساتھ لے کر چل پڑے' جب صدیق اکبر چلے تو سارے مہاجر صحابہ بھی ساتھ چل پڑے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں: جب ہم قبیلہ انصار کے پاس پہنچے تو لوگ حضرت سعد سے پوچھ رہے تھے: اے ہمارے سردار! اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد مسلمانوں کا خلیفہ اور پیشوا کون بنے گا؟ حضرت سعد اُٹھ کے کھڑے ہو گئے اور بڑے جوشیلے انداز سے انہوں نے خطاب کرنا شروع کر دیا' کہنے لگے: اے میرے انصار بھائیو! ہم نے اسلام کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں' ہم نے اسلام کی خاطر اپنے مہاجر بھائیوں کو گھروں میں پناہ دی' ہم نے اسلام کی خاطر کافروں' یہودیوں' عیسائیوں سے جہاد کیا' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے بڑی محبت فرماتے تھے' سرکار نے بار بار مہاجر بھائیوں کو ہمارے بارے محبت کرنے کا حکم دیا' لہٰذا میری ذاتی رائے یہ ہے کہ امامت اور خلافت یہ انصار کا حق ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نے تقریر سن کر اپنے دل میں ایک تقریر کا مضمون تیار کیا کہ میں اس کے جواب میں تقریر کروں گا' حضرت سعد کے بعد حضرت حباب بن منذر انصاری کھڑے ہو گئے' آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام صحابہ کی خدمت کو سراہا' حضرت حباب نے فرمایا: اے انصار صحابہ! تم بڑے شان والے ہو' تمہارا بڑا مقام ہے واقعی تم نے اسلام کی خاطر بڑی بڑی تکلیفیں برداشت کی ہیں' مگر حق یہ ہے کہ مہاجر صحابہ کی بھی اسلام کی خاطر بڑی خدمت ہیں' انہوں نے اسلام کی خاطر اپنا وطن چھوڑا' اپنا گھر بار چھوڑا' اللہ تعالیٰ کے مقدس گھر سے رخصت ہو کے ہمارے پاس تشریف لائے' کافروں کے ظلم وتشدد پر صبر کیا' مقام ان کا بھی بہت بلند ہے' لہٰذا میرا مشورہ یہ ہے کہ صدر مہاجر بھائیوں سے چن لیا جائے اور وزیراعظم انصار میں سے لے لیا جائے تاکہ دونوں طبقے اسلام کی خدمت کرتے رہیں۔ حضرت عمر فرماتے ہیں: جب حضرت حباب یہ تجویز دے کر بیٹھ گئے تو میں جواب دینے کے لیے اُٹھنے لگا تو حضرت

ابوبکر صدیق نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: بھائی عمر! ذرا ٹھہرو میں بات کرلوں' پھر تم کرنا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں: میں صدیق اکبر کے ادب کی وجہ سے بیٹھ گیا' حضرت ابوبکر نے حمد وصلوٰۃ کے بعد جب گفتگو فرمائی تو حضرت عمر فرماتے ہیں کہ آپ نے وہ باتیں کی جو میں دل میں سوچ کر بیٹھا تھا بلکہ مجھ سے بھی اعلیٰ بات فرمائی' صدیق اکبر نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے انصار بھائیو! میں دل و جان سے تسلیم کرتا ہوں کہ آپ نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے' اسلام کی خاطر مال اولاد اور اپنی جانوں کا نذرانہ دیا ہے' سرکار کی عظمت کی خاطر اپنا من تن قربان کر کے اسلام کا جھنڈا بلند کیا ہے' میں آپ کی خدمات کو سلامِ عقیدت پیش کرتا ہوں' لیکن جو آپ نے تجویز پیش کی ہے کہ صدر مہاجر ہو وزیر انصاری ہو' یہ تجویز ٹھیک نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نائب اور خلیفہ ایک ہوگا اور وہ بھی مہاجر صحابہ میں سے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ظاہری زندگی میں یہ کئی بار اعلان فرمایا تھا: ''الائمة من قریش'' لوگو! میرے بعد میرا خلیفہ تمہارا سردار قریش میں سے ہوگا' یہ سرکار کا فرمان ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ سرکار کے فرمان پر دل و جان سے عمل کریں گے' جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان انصار مدینہ نے سنا تو خاموش ہو گئے۔ سبحان اللہ! صدقے جاؤں انصارِ مدینہ کی عظمت پر انہوں نے امارت نہیں دیکھی' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت دیکھی۔ میاں صاحب یہی تو بات فرما گئے کہ

قدر نبی دا ایہہ کی جانن تے دنیا دار کمینے
قدر نبی دا جانن والے سو گئے نی وچ مدینے
قدر پھُلاں دا گرج کی جانے تے مُردے کھاون والی
قدر پھُلاں دا بلبل جانے تے صاف دماغاں والی

انصارِ مدینہ نے عرض کی: حضور! آپ پھر مشورہ دیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد امامت اور خلافت کا حق دار کون ہے؟ صدیق اکبر نے فرمایا: ہاں میں بتاتا ہوں کہ خلیفہ بننے کا اہل کون ہے؟ فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر نے دائیں ہاتھ

سے میرا بازو پکڑا' بائیں ہاتھ سے حضرت ابوعبیدہ کا ہاتھ پکڑا' پھر انصارِ مدینہ کو فرمایا: دوستو! یہ دو ہستیاں یہ دو شخصیات آپ کے سامنے ہیں' یہ دونوں خلافت اور امامت کے اہل ہیں' ان دونوں میں سے جس کو چاہو تم اپنا امیر بنالو' ہم راضی ہیں۔ حضرت عمر فرماتے ہیں: صدیق اکبر نے ساری باتیں بہت اچھی فرمائیں مجھے بڑی پسند آئیں' لیکن جب آپ نے مجھے اور ابوعبیدہ کو خلافت کے لیے پیش فرمایا تو مجھے یہ بات پسند نہ آئی کیونکہ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ صدیق اکبر کے ہوتے ہوئے میں مسلمانوں کا امیر اور خلیفہ بنوں کیونکہ صدیق اکبر وہ سرکار کے صحابی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے کلمہ پڑھا' پھر اسلام کی خاطر مکہ چھوڑا' پھر سرکار نے اپنی ظاہری حیات میں اپنا مصلیٰ آپ کو عطاء فرمایا' میں نے صدیق کی بات سن کر کہا: لوگو! یہ صدیق اکبر کی مہربانی اور شفقت ہے کہ آپ نے خلافت کے لیے میرا اور ابوعبیدہ کا نام پیش کیا ہے' حقیقت میں خلافت اور امارت کے مستحق حضرت ابوبکر صدیق ہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بات پسند نہیں کہ جہاں صدیق اکبر جیسا عاشق سرکار ہو اور امامت کا مصلیٰ کوئی اور لے جائے' لہٰذا تم سب گواہ ہو جاؤ سب سے پہلے صدیق اکبر کو سرکار کا جانشین اور پہلا خلیفہ سمجھ کر میں بیعت کرتا ہوں' میرا مشورہ ہے کہ تم بھی صدیق اکبر کی بیعت کر لو' فاروق اعظم کی بات سن کر تمام مہاجر اور انصار صحابہ نے بغیر کسی اختلاف کے صدیق اکبر کی بیعت کر لی' سرکار کو قبر انور میں دفن کرنے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے خاندان والوں نے بھی آپ کی بیعت کر لی۔ مولا علی' حضرت فضل' حضرت عباس' حضرت فاطمہ سرکار کی تمام ازواج نے بیعت کر لی' کسی نے اختلاف نہیں کیا' بیعت کیسے کی؟ فقیر کی لاجواب کتاب سلطان کربلا ج اص ۲۳۳ دیکھئے۔ (سیرت ابوایوب انصاری ص ۱۷۵-۱۷۶' سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۲۳۲-۲۵۳' سیرت حلبیہ' عقائد جعفریہ ج ۴ ص ۲۵۱-۲۸۰-۲۸۲)

حضرات یہ تھا سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ لیکن شیعہ حضرات عوام کے سامنے طرح طرح کے جھوٹ بول کر عوام کو صحابہ سے متنفر کرتے ہیں' کہتے ہیں کہ دیکھو ناں جی! جب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا تو ابوبکر صدیق اور عمر فاروق نے نبی کا جنازہ چھوڑ دیا' اپنی کرسی کے پیچھے لگ گئے' نبی کا جنازہ تین دن صرف اس لیے لیٹ ہوا کہ لوگ ابوبکر کو امیر نہیں مانتے تھے' یہ زبردستی خلیفہ بننا چاہتے تھے حتیٰ کہ مولا علی نے خود ہی جنازہ پڑھ کر سرکار کو دفن کر دیا' جب ابوبکر خلافت کی کرسی لے کر مدینہ آئے تو مولا علی نے نبی کو دفن کر دیا تھا۔ بتایئے! کیا ابوبکر خلیفہ بننے کا اہل ہو سکتا ہے؟ حضرات کتنے ظالم ہیں یہ لوگ جنہوں نے اپنی طرف سے جھوٹا واقعہ گھڑ کر اپنی کتابوں میں لکھ دیا۔ لعنۃ اللہ علی الکذبین!

اُوہ ہے دشمن کملی والے دا جو ویری اے اُوہدے یاراں دا
اُوہ اک دا کدی نئیں ہو سکدا جو منکر ہووے چاراں دا
جو پڑھ پڑھ جھوٹھ کتاباں نوں بُرا بھلا کہوے اصحاباں نوں
اُوہ فرقہ ناری اے اُوہ ٹولہ ہے غداراں دا
لکھ علی علی توں جپ دا رہو پٹ پٹ مردا کھپ دا رہو
میرا مولا علی بس مولا اے صدیق دے تابعداراں دا

جب سارے صحابہ نے بیعت کر لی تو صدیق اکبر مسجد نبوی میں تشریف لائے' ابھی مولا علی غسل سے فارغ نہیں ہوئے' حضرت عباس سرکار کے چچا فرماتے ہیں: جب ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غسل دینے لگے تو کسی نے آواز ماری کہ لوگو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غسل نہ دو کیونکہ آپ پاک ہیں اور پاک کرنے والے ہیں۔ حضرت عباس فرماتے ہیں: ہم نے اس آدمی کو بڑا تلاش کیا کہ یہ بندہ کون تھا جو ہمیں غسل سے منع کر گیا ہے لیکن وہ ہمیں ملا نہیں' اتنے میں ایک اور آواز آئی: لوگو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ضرور غسل دو کیونکہ سرکار کا غسل مرنے والے مسلمانوں کے لیے سنت بن جائے گا' جو یہ منع کر رہا تھا یہ شیطان لعین تھا' میں اللہ تعالیٰ کا نبی خضر علیہ السلام ہوں۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ پھر ہم نے غسل دینا شروع کر دیا' جب مولا علی اور حضرت عباس غسل کی

تیاری کرنے لگے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انصار صحابہ بھی سرکار کے آستانے پر جمع ہو گئے' انصار صحابہ نے مولا علی سے کہا کہ یا علی! کیا ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام نہیں! کیا ہم نے اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ نہیں پڑھا؟ مولا علی نے فرمایا: بے شک ہم سب سرکار کے سچے پکے غلام ہیں' پیارے اُمتی ہیں۔ تو حضرت اویس انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی: پھر سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غسل میں ہماری بھی نمائندگی ہونی چاہیے' مولا علی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے' فرمایا: بھائی اویس! پریشان نہ ہو' آیئے! آپ بھی اس بابرکت عمل میں شامل ہو جایئے۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ اب ہم سوچنے لگے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غسل کیسے دیں؟ کپڑے اتار کر دیں یا کپڑوں سمیت دیں تو غیب سے آواز آئی: لوگو! اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کپڑوں سمیت غسل دو' اگر تم نے میرے نبی کے کپڑے اتارے تو سب کی آنکھوں کا نور چلا جائے گا۔ اب مولا علی اور حضرت عباس اور دوسرے صحابہ نے سرکار کو غسل دینا شروع کر دیا۔ حضرت عباس' حضرف فضل' حضرت قثم' حضرت اویس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاروں طرف کپڑا پکڑ لیا' حضرت اسامہ اور حضرت صالح نے پانی بھر بھر کے مولا علی کو دینا شروع کر دیا' مولا علی فرماتے ہیں: ہم نے سرکار کو تین مرتبہ غسل دیا: سادہ پانی' بیری کے پانی' کافور کے پانی سے۔ (دلائل النبوت' مصنف ابن ابی شیبہ' زرقانی شریف' خصائص کبریٰ من دون اللہ ص ۶۸۔ ۶۹' مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۴۳۔ ۴۴۵)

مولا علی فرماتے ہیں: جب میں سرکار کو غسل دے رہا تھا تو میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو سرکار کے پیٹ سے کوئی گندگی وغیرہ نہ نکلی جس طرح عام مردوں کے جسم سے نکلتی ہے بلکہ ''ریح طیبۃ'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بطن پاک سے اتنی پیاری خوشبو نکلی۔ ''لم نجد مثلها قط'' ہم نے زندگی میں کبھی کسی عنبر کستوری کی بھی خوشبو نہیں سونگھی تھی نہ سنی تھی' جب سرکار کے جسم انور سے خوشبو نکلی تو ''فاح ریح المسك فی البیت'' تو پورا گھر خوشبو سے معطر ہوا صرف گھر ہی نہیں

معطر ہوا بلکہ ''انتشر فی المدینۃ ''پورے مدینہ شریف میں سرکار کی خوشبو پھیل گئی۔
سبحان اللہ! حضرات اب سوال کیجئے! ان ملوانوں سے جو یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ہماری مثل ہیں' کیا تمہارے مرنے کے بعد بھی ایسی خوشبوئیں نکلتی ہیں؟ نہیں پھر کس منہ سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل بننے کا دعویٰ کرتے ہو بلکہ مئی ۲۰۱۱ء میں ایک دیوبندی مولوی احمد سعید کگڑ ہٹوی ملتانی فوت ہوا تو لوگوں نے خود جا کر دیکھا کہ اس کی قبر سے کتوں کے بھونکنے کی آواز آ رہی ہے' یہ وہ مولوی تھا جو سرکار کا بہت بڑا گستاخ تھا' کئی لوگوں کا اس نے ایمان برباد کیا تھا' گستاخوں کا یہی انجام ہوتا ہے' جولائی ۲۰۱۱ء میں' میں ہمارے ملتان کے بہت بڑے عالم سرکار کے عاشق علامہ فتح دین ملتانی فوت ہوئے تو ہمارے سرگودھے کے چند دوست ان کے قل میں شریک ہوئے تو وہ بتا رہے تھے کہ فتح ملتانی صاحب کی قبر سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔ سبحان اللہ! کستوری کی خوشبو آتی بھی کیوں نہ ساری زندگی سرکار کی عظمت کے نعرے جو مارتے رہے۔

کرن لگا جے فضل تے بخش دیسی بھاویں کسے دا کیڈا قصور ہوسی
جھدے من وچہ پیار محبوب دائیں اُوہدے نال حساب ضرور ہوسی
دور نبی کریم توں رہن والا داخل وچہ دوزخ پہلے پور ہوسی
ناصرا اوہنوں نہیں کسے معاف کرنا جھدے کول ناں عشق دا نور ہوسی

سیدہ اُم سلمہ' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ پاک فرماتی ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الم نشرح والے مقدس سینے پر اپنا ہاتھ رکھا تو کئی مہینے گزر گئے ''اکل ''میں کھانا بھی کھاتی ''واتوضاء ''میں وضو بھی کرتی رہی ''ما یذھب ریح المسک من یدی ''گھر کے کام کاج بھی کرتی لیکن میرے ہاتھوں سے سرکار کے سینے والی کستوری کی خوشبو نہ گئی۔ سبحان اللہ!

(شفاء شریف ج ۱ ص ۸۹' شرح شفاء ج ۱ ص ۱۶۱' بیہقی شریف' خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۷۴' سیرت رسول ج ۲ ص ۶۱۶' ۶۱۷)

حضرات سوچو! جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد سرکار کے جسم انور سے اتنی خوشبو ظاہر ہوئی تو سوچو سرکار کی ظاہری زندگی میں کتنی خوشبو ہوگی' دیوبندیوں کے عالم جامعہ عثمانیہ تلونڈی قصور کے ناظم اور خطیب مولوی منیر احمد معاویہ اپنی کتاب خطبات منیر ج ا ص ۷۰۔ ۷۱ میں لکھتے ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنی والدہ سیّدہ آمنہ کے بطن پاک میں آئے تو سیّدہ آمنہ کے جسم پاک سے عنبر اور کستوری کی خوشبو آتی تھی' سیّدہ آمنہ مکہ پاک کی جن گلیوں اور بازاروں سے گزرتی' وہ گلیاں اور بازار بھی خوشبو سے معطر ہو جاتے' مکہ کی عورتیں آپس میں کہتی تھی: نی بہنو! رئیس مکہ حضرت عبدالمطلب کی بہو آمنہ کتنی خوشبو لگاتی ہے؟ بندہ پاس سے گزر بھی نہیں سکتا' ایک دن مکہ شریف کی چند عورتیں اکٹھی ہو کے سیّدہ آمنہ کے گھر گئی' سیّدنا عبدالمطلب کی بیوی حضرت آمن کی ساس حضرت ہالہ بنت وہب سے کہنے لگی: نی ہالہ! اپنی بہو کو سمجھاؤ اتنی خوشبو نہ لگایا کرے' کیونکہ وہ بچے کی ماں بننے والی ہے کہیں خوشبو کی وجہ سے اسے نقصان نہ پہنچے' کوئی جن یا آسیب کا سایہ نہ ہو جائے مگر ان عورتوں کو کیا پتہ تھا کہ یہ آنے والا بچہ کوئی معمولی بچہ نہیں' یہ جنوں کا بھی رسول ہوگا۔ حضرت ہالہ نے فرمایا: بیبیو! تم فکر نہ کرو کوئی مناسب وقت پر میں آمنہ کو سمجھاؤں گی۔ حضرت ہالہ فرماتی ہیں: میں نے کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ سیّدہ آمنہ کو سمجھاؤں' لیکن ان کے اندر اتنا رعب اور دبدبہ ہوتا تھا کہ میں بات کرنے کا حوصلہ نہیں کر پاتی تھی۔ حضرت ہالہ فرماتی ہیں: میں نے یہ بات حضرت عبدالمطلب سے کی کہ حضور! آپ اپنی بہو کو سمجھائیں مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں' آپ نے فرمایا: ہالہ! تو فکر نہ کر میں بات کروں گا' ایک دن حضرت عبدالمطلب گھر تشریف لائے تو سیّدہ آمنہ نے اُٹھ کر اپنے سسر سے پیار لیا' سر پر ہاتھ پھروایا' حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: بیٹی! ناراض نہ ہونا تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بچے کی ماں بننے والی ہے' اب خوشبو نہ لگایا کرو' یہ نہ ہو تمہیں کوئی نقصان ہو جائے۔ سیّدہ آمنہ اپنے بابے سسر کی بات سن کر مسکرا پڑی' مسکرا کر فرمایا: بابا جان! خوشبو استعمال کرنا تو ایک طرف میں نے تو خوشبو کبھی

دیکھی بھی نہیں' حضرت عبدالمطلب بڑے حیران ہوئے' فرمایا: بیٹا! پھر یہ خوشبو آتی کہاں سے ہے؟ سیّدہ آمنہ نے فرمایا: بابا جان! آپ خوشبو کی بات کرتے ہیں جو جو منظر میں دیکھتی ہوں اگر میں آپ کو بتاؤں تو آپ مجھے پاگل اور دیوانہ کہنا شروع کر دیں' حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: بیٹا! ایسی کوئی بات نہیں! تم بات کرو تمہیں کیا کیا نظارے نظر آتے ہیں؟ سیّدہ آمنہ نے فرمایا: بابا جان! جب سے یہ پیدا ہونے والا بچہ میرے بطن میں آیا ہے تو میں دھوپ میں چلتی ہوں تو بادل میرے سر پر سایہ کر لیتے ہیں' جب میں پہاڑوں کے پاس سے گزرتی ہوں تو وہ مجھ سے باتیں کرتے ہیں' میں مکہ کے مکانوں اور دیواروں کے پاس سے گزرتی ہوں تو مجھ پر درود پڑھتے ہیں' جب میں درختوں کے پاس سے گزرتی ہوں تو وہ ادب سے جھک کر مجھے سلام پیش کرتے ہیں' جب میں چاند ستاروں کو دیکھتی ہوں تو وہ مجھے سلامی پیش کرتے ہیں' جب میں بیت اللہ شریف کے پاس جاتی ہوں تو وہ مجھے آنے والے بچے کی خوش خبریاں سناتا ہے' بابا جی! اب تو بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ جہاں جہاں میں تھوکتی جاتی ہوں وہاں سے کستوری کی خوشبوئیں آتی جاتی ہیں۔ سبحان اللہ!

اَج تک خوشبوواں پیاں آوندیاں میرے آقا جو مہکاں کھلار گئے نیں
یار وزندگی اوہناں دی زندگی اے اوہدے قدماں تے جہڑے گزار گئے نیں
اُوہدے نام توں اوہدے پروانے مال و زر کی اے جاناں وار گئے نیں
قسم رب دی اَنج پیا لگدا اے جیویں لنگ کے ہنے سرکار گئے نیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیاری بیوی سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک دن گرمیوں کے موسم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دوپہر کے وقت میرے ہاں آرام کی غرض سے لیٹے تو گرمی کی وجہ سے آپ کو پسینہ شروع ہو گیا' میں نے شیشی لے کر وہ پسینہ اس میں ڈال لیا' حضرت اُم سلمہ فرماتی ہیں: اس پسینہ سے اتنی خوشبو آ رہی تھی اتنی خوشبو کبھی کستوری سے بھی نہیں آئی تھی' اتفاق سے چند دن بعد میری ایک پڑوسن میرے پاس

آئی اور مجھے کہنے لگی: اے سیّدہ! فلاں دن میری بچی کی شادی ہے آپ نے ضرور شرکت کرنی ہے' سیّدہ فرماتی ہیں: میں نے وعدہ کرلیا' انشاء اللہ ضرور آؤں گی' جب وہ عورت دعوت دے کر واپس جانے لگی تو سیّدہ اُم سلمہ نے اس بی بی کو بلایا اور فرمایا: بہن ہوسکتا ہے میں تیری بیٹی کو اور کوئی تحفہ نہ دے سکوں' میرے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پسینے کے چند قطرے ہیں' یہ تحفہ کے طور پر ساتھ لے جاؤ' میری طرف سے بچی کو رخصت کے وقت تحفہ دے دینا۔ وہ عورت مسکرا کر کہنے لگی: سیّدہ بھلا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پسینے سے بڑھ کر اور کیا تحفہ ہوگا' سیّدہ اُم سلمہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پسینے کے چند قطرے ایک شیشی میں ڈال کر اس بی بی کو عطاء فرمائے' وہ عورت لے کر چلی گئی' جس دن اس کی بچی دلہن بنی تو اس نے عام خوشبو کی بجائے وہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پسینے کے چند قطرے اپنی بچی کی پیشانی پر لگا دیئے' جب پسینہ کے قطرے لگے تو دلہن کا سارا گھر خوشبو سے معطر ہوگیا' وہ بچی سسرال چلی گئی' دو چار دن بعد بچی اپنے میکے ملنے آئی' وہ سرکار کے پسینے کی خوشبو اسی طرح اس بچی کی پیشانی سے آرہی تھی' دلہن کی ماں بڑی حیران ہوئی' ماں نے فرمایا: بیٹا! تو نے سسرال جا کے غسل نہیں کیا' دلہن نے عرض کی: امی جی! کئی مرتبہ کیا ہے' سسرال جا کے باقاعدہ نماز پڑھتی رہی ہوں' میں نے تو تہجد بھی نہیں چھوڑی' فرمایا: بیٹی! کمال ہے تو نے غسل بھی کیا' تو نے وضو بھی کیا مگر پھر بھی خوشبو ویسے ہی آرہی ہے' اس بچی نے کہا: امی میں خود بڑی حیران ہوں' میں جیسے جیسے وضو کرتی ہوں' یہ خوشبو اور زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ سیّدہ اُم سلمہ فرماتی ہیں: وہ خوشبو ساری زندگی اس کی پیشانی سے نہیں گئی بلکہ اللہ تعالیٰ اس بچی کو جو بچہ عطاء کرتا' یہ خوشبو اس بچے کے جسم سے بھی آتی تھی۔ سبحان اللہ! صرف اسی کی اولاد سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی نسل میں یہ ہی خوشبو جاری فرما دی' مدینہ شریف کے لوگ اُن کے گھر کو ''بیت العطارین'' یعنی خوشبو والوں کا گھر کہہ کر پکارتے تھے۔

(خوشبوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۷' البرھان ص ۲۳۔۲۴)

حضرات یہ تو پسینہ ہے محقق اسلام شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سردیوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیماری کی وجہ سے ایک مٹی کے پیالے میں چھوٹا پیشاب کر کے رکھ دیا کہ صبح کے وقت باہر پھینک دیں گے' ابھی سرکار اپنے حجرۂ انور میں جو مسجد نبوی شریف میں سرکار کے آرام کے لیے بنا ہوا تھا' لیٹے ہوئے تھے' سرکار کا ایک صحابی سرکار کے حجرے میں آیا اس کو پیاس لگی ہوئی تھی' اس نے جب سرکار کی چارپائی کے نیچے مٹی کا پیالہ دیکھا تو اس نے وہ پیالہ اُٹھایا' اس نے سمجھا کہ یہ پانی ہے' اس نے سرکار کا پیشاب مبارک پانی سمجھ کر پی لیا' پھر ہوا کیا' اس کے سارے جسم سے عنبر اور کستوری کی خوشبو آنے لگی۔ تازندہ بود بوئے خوش از اندام وے یافتہ میشد' جب تک وہ زندہ رہا اس کے جسم سے عنبر اور کستوری کی خوشبوئیں آتی رہی' جن جن راستوں سے گزرتا وہ راستے بھی خوشبو سے معطر ہو جاتے' یہ خوشبو صرف اس کے جسم تک محدود نہیں رہی بلکہ چند پشت در اولا دأو نیز موجود بوذ' بلکہ یہ خوشبو اس کی نسلوں میں بھی جاری رہی۔

(اشعۃ اللمعات ج ا ص ۲۰۷' اشعۃ اللمعات مترجم ج ا ص ۵۹۴' فہم دین ج ۶ ص ۷۳)

حضرات! اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو مدینہ شریف لے جائے' آپ جا کر دیکھیں اب بھی مدینہ شریف کی گلیوں میں سرکار کی خوشبو آتی ہے۔

اُوہدے مڑھکے دی خوشبو تھیں پئے مہکن سارے پھل کلیاں غنچے باغ دے وچہ
شمس قمر تے نجم وچہ نور اُس دا جلوہ اُوسے دا اے روشن چراغ دے وچہ
ہر اک غیب درغیب نوں پئی ویکھے ماسہ کجی نئیں چشم مازاغ دے وچہ
اُس دی شان دا کریں انکار مُلاں خلل جا پیندا اے تیرے دماغ دے وچہ

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ مولا علی نے سرکار کو غسل دیا' مولا علی فرماتے ہیں: جب ہم سرکار کو غسل دے رہے تھے تو غیب کی طرف سے آواز آئی: لوگو! غسل میں جلدی نہ کرو' میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غسل دینے کے لیے فرشتے بھی جنت سے آ رہے ہیں'

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غسل دیتے وقت سوائے مولا علی کے سارے صحابہ نے پٹی آنکھوں پر باندھی ہوئی تھی تاکہ چادر مبارک ستر سے ہٹ جائے تو ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم مبارک نظر نہ آئے' جب غسل مکمل ہو گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا: (۱) چادر (۲) قمیص (۳) لفافہ۔

(مدارج النبوت ج ۲ ص ۷۴۴۔۷۴۷)

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غسل دے دیا گیا تو مولا علی نے کیا دیکھا' سرکار کی مقدس آنکھوں کی پلکوں میں پانی کا ایک ایک قطرہ لگا ہوا ہے' مولا علی نے زبان سے وہ دونوں قطرے چوس لیے' صحابہ نے فرمایا: بھائی علی! یہ آپ نے کیا کیا ہے؟ مولا علی نے فرمایا: میرے آقا نے مجھے یہ وصیت فرمائی تھی کہ علی جب میرے غسل سے فارغ ہو تو میری آنکھوں میں پانی کا ایک ایک قطرہ ہو گا' وہ چوس لینا' اللہ تعالیٰ تمہیں ان پانی کے قطروں کے صدقے نبیوں کے برابر علوم عطاء فرما دے گا۔ سبحان اللہ!

(مدارج النبوت ج ۲ ص ۷۴۵۔۷۴۶' مدارج النبوت ج ۳ ص ۵۱۱)

جنازۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرات! جب صحابہ کرام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غسل دے کر کفن پہنا دیا تو اب صحابہ سرکار کا جسم انور چارپائی پر رکھ کر حضرت عائشہ کے حجرے سے باہر چلے گئے' سب سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جنازہ خود خالق کائنات نے پڑھا' اللہ تعالیٰ نے جنازہ پڑھا کیسے؟ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام کی صورت میں رحمتوں کا نزول فرماتا رہا' پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے سرکار کی بارگاہ میں درود و سلام کے گجرے پیش کیے پھر حضرت میکائیل علیہ السلام نے جنازہ پڑھا' پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام نے جنازہ پڑھا پھر ملک الموت سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' انہوں نے درود و سلام کے تحفے پیش کیے' پھر اللہ تعالیٰ کے سارے فرشتے باری باری آ کر سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہو کر درود و سلام کے نذرانے پیش کرتے رہے' جب

سارے فرشتے جنازہ سے فارغ ہوئے تو اب صحابہ کرام کی باری آ گئی' اب صحابہ نے سوچا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ پڑھا کیسے جائے؟ جنازہ کی امامت کون کرائے گا؟ مولا علی نے فرمایا: لوگو! سرکار کے جنازے کی امامت کون کرا سکتا ہے جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہری حیات میں ہمارے امام تھے' اب بھی ویسے ہی ہمارے امام ہیں۔ سرکار کا جنازہ کسی کی امامت میں ادا نہیں کیا جائے گا' بلکہ دس دس صحابہ اندر جائیں اور سرکار کا دیدار کر کے آپ کی بارگاہ میں درود و سلام کا ہدیہ پیش کر کے باہر آ جائیں' اب صحابہ نے باری باری سرکار کا جنازہ پڑھنا شروع کر دیا' سب سے پہلے مولا علی اہل بیت کے مرد حضرات کو ساتھ لے کر اندر سیدہ عائشہ کے حجرے میں گئے' سرکار کی چارپائی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے اور قرآن کی یہ آیہ کریمہ تلاوت کی: ''اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا'' بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھتے ہیں' اے ایمان والو! تم بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھی پڑھو اور سلام بھی ایسے پڑھو جیسے سلام پڑھنے کا حق ہے' مولا علی نے یہ آیہ کریمہ پڑھنے کے بعد سرکار کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں' پھر چہرہ آسمانوں کی طرف اٹھا کر عرض کی: اے خالق کائنات! میں گواہی دیتا ہوں جو کچھ آپ نے اپنے یار کے سینے پر نازل فرمایا' وہ کچھ تیرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتا دیا: اے خالق کائنات! تیرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امامت اور نبوت کا حق ادا کر دیا' ساری زندگی تیرے دین کا پرچم بلند کرنے کے لیے تیرے راستے پر جہاد کیا' یہاں تک کہ تیرا دین' دینِ اسلام سارے دینوں پر غالب آ گیا' اے پیارے رب العالمین! جو کچھ تو نے یار کے سینے پر نازل کیا ہمیں اس کی مکمل تابعداری کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرما اور قیامت والے دن ہمیں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت اور سنگت عطاء فرما۔ مولا علی

دعا مانگتے جاتے ہیں' اہل بیت کے افراد آپ کی دعا پر آمین کہتے جاتے ہیں۔ (مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۹۷۔ ۵۰۷' جامع الاحادیث ج ۳ ص ۵۳' حیات القلوب ج ۲ ص ۱۱۹۹' جلاء العیون ج ۱ ص ۱۱۲)

جب مولا علی اور آپ کے ساتھیوں نے درود و سلام کے گجرے پیش کر لیے تو وہ سارے افراد باہر آ گئے' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام بیویاں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی اور سرکار کی پھوپھیاں تمام آلِ نبی کی بیبیاں باری باری اندر جاتی' سرکار کا دیدار کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام کے تحفے پیش کر کے باہر آ جاتی' پھر سرکار کے مہاجر صحابہ کرام باری باری اندر جاتے' درود و سلام پڑھتے' باہر آ جاتے' پھر انصار صحابہ دس دس اندر جاتے' سرکار کا دیدار کرتے' درود و سلام پڑھتے' وہ بھی باہر آ جاتے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام صحابہ جب درود و سلام پڑھ چکے دیدار بھی کر چکے تو صدیق اکبر نے فرمایا: دوستو! کوئی صاحب رہ تو نہیں گیا جس نے سرکار کا دیدار کر کے درود و سلام نہ پڑھا ہو' سارے صحابہ نے عرض کی: حضور! تمام حضرات جنازہ پڑھ چکے ہیں' سرکار کا دیدار کر کے درود و سلام کے گجرے پیش کر چکے ہیں۔ علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ کتاب مبسوط میں لکھتے ہیں کہ سارے صحابہ کے بعد صدیق اکبر نے جنازہ پڑھا: ''فلما فرغ صلّی علیه'' جب صدیق اکبر جنازہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو ''ثم لم یصل احد بعده علیه'' پھر آپ کے بعد کسی نے آپ کا جنازہ نہیں پڑھا کیونکہ آپ خلیفہ بن چکے تھے' آپ کے بعد جنازہ پڑھنا کسی کا حق نہیں بنتا تھا۔

(مبسوط ج ۲ ص ۶۷' فتاویٰ رضویہ جدید ج ۹ ص ۳۱۴۔ ۳۱۵)

علامہ ابن کثیر نے تاریخ ابن کثیر میں اور امام حاکم نے المستدرک شریف میں لکھا ہے کہ جب مولا علی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غسل دے لیا تو آپ کو کفن دے کر چارپائی پر لٹا دیا گیا تو سب سے پہلے صدیق اکبر اور فاروق اعظم' مہاجر اور انصار صحابہ کے بزرگوں کو ساتھ لے کر سرکار کی چارپائی پر تشریف لائے' سرکار کی زیارت کرنے کے بعد عرض کیا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ'' اے اللہ تعالیٰ

کے پیارے نبی! آپ کی ذات پر بے شمار سلامتی کا نزول ہو اور اللہ تعالیٰ کی آپ پر بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں' جب صدیق اکبر نے سلام پڑھا تو مہاجر اور انصار صحابہ نے بھی اسی طرح درود و سلام کا تحفہ پیش کیا' صدیق اکبر سب سے آگے تھے' فاروقِ اعظم اور مہاجر اور انصار صحابہ صدیق اکبر کے پیچھے ہاتھ باندھ کر باادب کھڑے تھے' پھر صدیق اکبر نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے خالق کائنات! ہم سارے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ سب کچھ ہمیں بتادیا جو کچھ آپ نے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس سینے پر نازل کیا تھا' تیرا نبی ساری زندگی اُمت کی بہتری کے لیے کام کرتا رہا' تیرے راستے میں جہاد کیا' تیرے دین کو تمام دینوں پر غالب کیا' اے خالق کائنات! ہم سب کو ہمیشہ اپنے یار کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرما' صدیق اکبر رو رو کر دعائیں مانگتے جاتے ہیں' صحابہ کرام رو کر آمین کہتے جاتے ہیں' جب درود و سلام اور دعا سے فارغ ہوئے' صدیق اکبر سارے صحابہ کو لے کر باہر آ گئے' پھر باری باری دوسرے صحابہ جاتے' جب مرد فارغ ہوئے تو عورتیں سرکار کی زیارت کر کے درود و سلام پڑھ کے باہر آ جاتی ''**وقیل انهم مکثوا ثلاثة ایام یصلون علیه**'' صحابہ کرام فرماتے ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لوگ تین دن پیر' منگل' بدھ تک درود و سلام کے نذرانے پیش کرتے رہے۔ (المستدرک ج ۳ ص ۶۰' اتحاف السادۃ للزبیدی ج ۱۰ ص ۲۹' جامع الاحادیث ج ۳ ص ۵۴' تاریخ ابن کثیر ج ۵ ص ۲۶۰۔۲۶۱' اخبار ماتم ص ۶۵' اعلام الوری ص ۱۴۵)

حضرات! ان تمام روایات سے پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ مبارک جو درود و سلام کی صورت میں پڑھا گیا' وہ صرف مولا علی نے نہیں پڑھا بلکہ تمام مہاجر اور انصار صحابہ نے پڑھا' صدیق اکبر اور فاروق اعظم نے بھی پڑھا' شیعہ حضرات کے بہت بڑے مجتہد علامہ احمد بن علی طبرسی احتجاج طبرسی میں لکھتے ہیں: جب سرکار کا وصال ہو گیا تو ''**ثم ادخل عشرة من المهاجرین و عشرة من الانصار فیصلون**'' مولا علی دس مہاجر صحابہ اور دس انصار صحابہ کو سرکار کے حجرہ پاک میں بھیجتے' وہ جنازہ پڑھ کر باہر آ

جاتے تو پھر دوسرے صحابہ کو بھیج دیتے ''حتی لم یبق من المھاجرین والانصار الا صلّٰہ علیہ'' یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام صحابہ وہ مہاجر تھے یا انصار سب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ (احتجاج طبرسی ج ۱ ص ۱۰۶' عقائد جعفریہ ج ۴ ص ۲۲۶)

شیعہ حضرات کی بہت بڑی حدیث کی کتاب اصول کافی ہمارے ہاں جیسے بخاری شریف مشہور اور معتبر ہے' اسی طرح شیعہ حضرات کے نزدیک اصول کافی کا مقام ہے' علامہ محمد بن یعقوب کلینی رازی اصول کافی میں لکھتے ہیں کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''قال لما تبن النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلت علیہ الملئکۃ والمھاجرون والانصار فوجًا فوجًا '' جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا تو فرشتوں نے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہاجر اور انصار صحابہ نے فوج کی صورت میں بڑے بڑے گروپ بن کر آپ کا مبارک جنازہ پڑھا۔ (اصول کافی ج ۱ ص ۴۵۱' مناقب آل ابی طالب ج ۱ ص ۲۳۹' امالی طوسی ج ۱ ص ۳۹' عقائد جعفریہ ج ۴ ص ۲۲۶۔۲۳۸)

حضرات شیعہ سنی کتب سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ سارے صحابہ نے پڑھا مگر شیعہ مولوی نجم الحسن کراروی اپنی کتاب چودہ ستارے میں بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۸ صفر ۱۱ ہجری پیر والے دن فوت ہوئے' حضرت علی آپ کی تجہیز اور تکفین میں مشغول ہو گئے' حضرت عمر حضرت ابوبکر کے ہمراہ لے کر سقیفہ بنی ساعدہ جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور باطل مشوروں کے لیے بنایا گیا تھا' چلے گئے' کافی کشمکش کے بعد حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا لائے' حضرت علی چونکہ رسول کریم کو ان کی واپسی سے قبل دفن کر چکے تھے' اس لیے سب سے پہلے انہوں نے یہ سوال کیا کہ آپ نے ہماری واپسی کا انتظار کیوں نہیں کیا؟ حضرت علی نے فرمایا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقام غدیر خم پر مجھے اپنا خلیفہ مقرر کر دیا' آپ وہاں کسی وجہ سے گئے تھے اور کسی اصول سے مسئلہ خلافت پر بحث کرتے رہے اور کیا وجہ تھی کہ ہم رسول کا لاشہ بے گور وکفن رہنے دیتے۔ (چودہ ستارے بمعہ اضافہ ص ۱۴۶)

حضرات کتنا بڑا جھوٹ لکھا ہے شیعہ حضرات کے فخر العلماء نے' جب ان کے فخر العلماء کے جھوٹ کا یہ عالم ہے تو فخر الذاکرین کے جھوٹ کی کیا کیفیت ہوگی' ان کی معتبر کتابیں کہہ رہی ہیں کہ سارے صحابہ فوج کی صورت میں جنازے میں شامل ہوئے لیکن پندرھویں صدی کا جھوٹا مولوی کہہ رہا ہے کہ مولا علی نے کسی کو جنازہ پڑھنے ہی نہیں دیا اکیلے ہی دفن کر دیا۔ لعنۃ اللہ علی الکذابین۔ حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیر کو فوت ہوئے' بدھ کو دفن کیا گیا' اس وجہ سے نہیں کہ صحابہ کرسی کے پیچھے لگے رہے ناں بلکہ اہل سنت کے شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت میں شیعہ حضرات کے مولوی سید ظفر حسین نقوی الشافعی ترجمہ اصول کافی میں لکھتے ہیں کہ جنازہ دفن کرنے میں دیر اس لیے ہوئی کہ صحابہ دس دس حجرے میں جاتے' نمازِ جنازہ پڑھتے' ہزاروں صحابہ تھے' زیادہ کی گنجائش نہیں تھی' اس لیے دفن کرنے میں تاخیر ہوگئی۔

(مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۹۷' الشافی ترجمہ اصول کافی ج ۱ ص ۵۵۷' عقائد جعفریہ ج ۴ ص ۲۵۷۔ ۲۵۸)

حضرات! جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ پڑھا گیا تو حضرت ابوطلحہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور کھودی' سرکار کی قبر لحد والی بغل والی کھودی گئی۔

(مشکوٰۃ شریف' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۹۰' شرف النبی ص ۴۱۶)

سرکار کی قبر شریف کھودنے سے پہلے صحابہ نے آپس میں مشورہ کیا کہ دوستو بتاؤ! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دفن کہاں کیا جائے؟ کسی نے کہا: مسجد نبوی میں' کسی نے کہا: جنت البقیع میں' کسی نے کہا: بیت المقدس میں دفن کیا جائے' صدیق اکبر نے فرمایا: دوستو ٹھہرو! میں بتاتا ہوں کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے' صحابہ نے عرض کی: امیر المؤمنین! آپ بتائیں؟ صدیق اکبر نے فرمایا: سرکار کو وہیں دفن کیا جائے گا جہاں سرکار کی روح مبارک قبض کی گئی ہے کیونکہ میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانِ اقدس سے سنا تھا' سرکار فرما رہے تھے کہ "ما قبض نبی الا دفن حیث قبض" جہاں نبی کی روح نکالی جاتی ہے اس کو دفن بھی وہیں کیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ شریف ص ۱۱۷' مصنف ابن ابی شیبہ

ج ۱۴ص ۵۵۳٬ من دون اللہ ص ۷۰٬ شرف النبی ص ۴۱۷٬ مدارج النبوت ج ۲ ص ۷۵۰)

حضرات پتہ چلا اللہ تعالیٰ کا قانون ہے جو نبی جہاں فوت ہو اس کو دفن بھی وہیں کیا جائے اب مرزائی مرتدوں سے پوچھو تم کہتے ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی تھا تو چاہیے تو یہ تھا کہ اسے لاہور کی احمدیہ مارکیٹ' برانڈرتھ روڈ لیٹرین جہاں وہ مرا تھا اس کو وہیں دفن کیا جاتا اور باہر لکھا ہوتا: قادیانی ہاؤس' تا کہ مرزائی جب اپنے جھوٹے نبی کی قبر پر جاتے تو ڈبل خوشبوئیں سونگھتے' ایک مرزے کے گندے جسم کی دوسرا اس کی غلاظت کی' کتنا بُرا انجام ہوا مرزے کا' اللہ تعالیٰ ہر انسان کو مرزے کے گندے عقیدے سے محفوظ فرمائے۔ آمین! حضرات جب سرکار کو قبر انور میں اتارا گیا تو مولا علی' حضرت عقیل' حضرت فضل' حضرت قثم' حضرت صالح' حضرت اسامہ' حضرت اویس یہ قبر انور میں اترے' دوسرے صحابہ کرام قبر انور کے اوپر کھڑے رہے' سرکار کا مقدس جسم قبر انور میں رکھا گیا' پھر باری باری سارے صحابہ قبر سے باہر نکلے' سب کے بعد حضرت عباس کے بیٹے حضرت قثم باہر تشریف لائے' جب باہر آئے تو شدتِ غم سے رونا شروع کر دیا' صحابہ نے فرمایا: قثم! صبر کرو کیا بات ہے؟ اتنی شدت سے کیوں رو رہے ہو؟ فرمایا: ساتھیو! میں رو اس لیے رہا ہوں جب میں سرکار کی قبر سے نکلنے لگا تو آخری بار زیارت کے لیے جب میں نے لحد میں چہرہ کیا تو سرکار کے یوحیٰ والے لب ہل رہے تھے' میں نے جب سرکار کے لبوں کے ساتھ ہونٹ لگائے تو سرکار فرما رہے تھے: "اُمتی اُمتی" یا اللہ عزوجل! میری اُمت کی خیر ہو' یا اللہ عزوجل میری اُمت کو بخش دے۔ سبحان اللہ!

(مدارج النبوت ج ۲ ص ۵۱۷٬ معارج النبوت ج ۳ ص ۵۱۳٬ کنز العمال' شاہکار ربوبیت ص ۴۴۰)

جن کے لب پہ رہا اُمتی اُمتی یاد ان کی نہ بھولو نیازی کبھی
وہ کہیں اُمتی تم کہو یا نبی! میں حاضر ہوں تیری چاکری کے لیے

حضرات! بعض بے ادب اور گستاخ دیوبندی وہابی مماتی ہمیں کہتے ہیں کہ تم کہتے ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کل بھی زندہ تھے آج بھی زندہ ہیں تو کیا صحابہ کرام نے زندہ

نبی کو دفن کر دیا؟ حضرات! بات یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ تھے' زندہ ہیں لیکن بظاہر صحابہ کرام کے سامنے پردہ فرما چکے تھے' برزخ کا پردہ درمیان میں آ چکا تھا' اس لیے صحابہ کرام پر لازم تھا کہ وہ ادب کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی ڈیوٹی مکمل کرتے وگرنہ صرف ایک لمحے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یار کی جان نکالی' پھر یار کے جسم میں واپس کر دی' جب ایک منٹ کے لیے جان مبارک روح مبارک نکالی گئی تو وصال کے تقاضے مکمل ہو چکے تھے' اس لیے صحابہ نے غسل دیا' کفن پہنا کر درود و سلام کے تحفے پیش کرنے کے بعد دفن کر دیا' دیکھئے اللہ تعالیٰ قرآن کے پ۲ میں ارشاد فرماتا ہے: ''وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ'' وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل ہو جاتے ہیں' اپنی نہ زبان سے نہ دل سے مردہ کہو' بلکہ وہ زندہ ہیں۔ حضرات! مجاہد کے ٹکڑے ہو گئے جسم چھلنی چھلنی ہے خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مجاہد زندہ ہیں' بولو اللہ تعالیٰ کا فرمان سچا ہے کہ نہیں؟ بالکل سچا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم مجاہد کو کفن دے کے نمازِ جنازہ پڑھ کے دفن بھی کرتے ہیں' کبھی کسی مولوی ملاں نے اعتراض نہیں کیا' یا اللہ عزوجل! تیرا مجاہد زندہ ہے' حیات ہے' پھر کیوں دفن کریں' ناں اس طرح صحابہ کی ڈیوٹی تھی بظاہر سرکار کا وصال ہو گیا' اب سرکار کو غسل دے کر کفن پہنا کر درود و سلام کے تحفے دے کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دو' خدا عزوجل جانے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جانے' صدقے جاؤں اس زمین کے ٹکڑے پر اس امی عائشہ کے حجرے پر جہاں میرے نبی کا جسم انور تشریف فرما ہے' حضرات جہاں میرے نبی کا جسم پاک تشریف فرما ہے۔ شاہ عبدالحق دہلوی فرماتے ہیں کہ وہ زمین کا ٹکڑا اللہ تعالیٰ کے فرش سے بھی اعلیٰ ہے۔

محمد دا دربار اے جنت دا ٹکڑا صبح شام نوری سلامی کریندن
ادب دا مقام ایں گناہ گار بندے اے چوکھٹ تے سلامی تمامی کریندن
صحابہ دے مذہب توں مکھڑا نہ موڑی اے حق دے ولیاں دا دامن نہ چھوڑیں

ا۔ قسم خدا دی صحابہ دے در تے عتیقی جئے پئے غلامی کریندن

حضرات جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال مبارک ہوا تو پوری کائنات سرکار کے غم میں رونے لگی' کائنات کا ذرّہ ذرّہ غم مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ڈوب گیا' زمین آسمان' فرش عرش' چاند ستارے' نوری خاکی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات میں پریشان ہو گئے' سوچو! جب کائنات سرکار کی جدائی میں رو رہی تھی تو آلِ نبی اولادِ علی کا کیا حال ہو گا' اصحابِ نبی ازواجِ نبی کی کیا کیفیت ہو گی؟

صحابہ کا حال

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بڑے پیارے صحابی تھے جن کا نام تھا حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ' یہ سرکار سے بڑی ہی محبت فرماتے تھے' ایک دن آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' صلوٰۃ وسلام کے نذرانے پیش کرنے کے بعد آپ کی بارگاہ میں بیٹھ گئے' سرکار کا دیدار کرنے لگے' زیارت کرنے لگے' دیدار کرتے کرتے عرض کی: سوہنیا! مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! آپ مجھے بڑے پیارے لگتے ہیں' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عاشق کا امتحان لینے کے لیے پوچھا: عبداللہ! میں تمہیں کتنا پیارا لگتا ہوں؟ حضرت عبداللہ نے عرض کی: آقا! آپ مجھے سارے خاندان سے' سارے گھر والوں سے' بیوی بچوں سے حتیٰ کہ آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے لگتے ہیں' آقا! آپ مجھے اتنے پیارے لگتے ہیں کہ "ولو لا انی ایتك فاراك ان اموت" اگر آپ مجھے ہر روز نظر نہ آئیں تو خطرہ ہے کہیں میری ڈیتھ نہ ہو جائے' کہیں میں آپ کے دیدار کے بغیر مر ہی نہ جاؤں۔ سبحان اللہ! حضرت عبداللہ سرکار کی ذات سے کتنا پیار' کتنا عشق کرتے ہیں' حضرات ہر مؤمن کو کرنا بھی چاہیے کیونکہ

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرطِ اوّل ہے
اِسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

تو حضرت عبداللہ نے عرض کی: آقا! اگر ہر روز میں آپ کا چہرہ والضحیٰ نہ دیکھ لوں تو مجھے ڈر لگتا ہے کہیں میں مر نہ جاؤں' میرے آقا اپنے غلام کا جذبۂ محبت دیکھ کر بڑے ہی خوش ہوئے' دعائیں دیں' سرکار دعائیں دے رہے ہیں' اُدھر حضرت عبداللہ نے رونا شروع کر دیا' سرکار نے اپنے غلام کو دلاسہ دیتے ہوئے فرمایا: عبداللہ! رو کیوں رہے ہو' ابھی کتنی اچھی باتیں کر رہے تھے' ابھی رو رہے ہو' بات کیا ہے؟ حضرت عبداللہ نے رو کر عرض کی: آقا! رو اس لیے رہا ہوں کہ دنیا میں موج ہے جب چاہتے ہیں آپ کا دیدار کر لیتے ہیں' آپ کی زیارت کر لیتے ہیں' کوئی پابندی نہیں' کوئی رکاوٹ نہیں نہ ویزے کی ضرورت ہے نہ پاسپورٹ کی۔

صحابہ وہ صحابہ جن کی ہر صبح کو عید ہوتی تھی
خدا کا قرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی

حضرت عبداللہ نے عرض کی: میرے آقا! ہر روز یہاں آپ کے جلوے دیکھ لیتے ہیں' نہ دیکھیں تو تڑپتے ہیں مرتے ہیں' رو اس لیے رہا ہوں جب آپ ہمیں چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حضور چلے جائیں گے' پھر قیامت کے دن حساب و کتاب ہونے کے بعد آپ تو سارے نبیوں کے ساتھ جنت کے اعلیٰ مقام پر چلے جائیں گے' جنت تو اللہ تعالیٰ آپ کے صدقے ہمیں بھی ضرور عطاء فرمائے گا مگر جنتیں ہیں آٹھ' آقا وہاں تو ملاقات نہیں ہو گی' کیونکہ آپ جنت الفردوس میں ہوں گے' ہم کسی اور جنت میں ہوں گے' آقا ہمارا وہاں کیا بنے گا' وہاں تو زیارت مشکل نہیں ہو گی؟ سرکار سن کر بڑے محظوظ ہوئے کہ میرے غلام کو ہم سے کتنا پیار ہے جو قیامت کی بات بھی سوچ رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو جواب دینے کا ارادہ فرما ہی رہے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کے بعد عرض کی: آقا! اللہ تعالیٰ سلام بھی

دیتا ہے اور فرما بھی رہا ہے کہ اپنے دیوانے کو حوصلہ اور تسلی دیں' اس کو بتا دیں کہ عبداللہ! گھبرا نہیں' پریشان نہ ہو' قیامت والے دن بھی تو ایسے ہی زیارت کرے گا جیسے آج دنیا میں کر رہا ہے کیونکہ جہاں میں ہوں گا جہاں جنت میں میرا ڈیرا ہو گا' وہاں میرے سارے غلام' دیوانے' عاشق بھی جمع ہوں گے' میں یہاں بھی تمہارے ساتھ ہوں جنت میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گا' پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: حضور! اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی عطاء فرمائی ہے: ''وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ '' وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے غلام ہیں جو ان کا حکم مانتے ہیں' ''فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ '' وہ قیامت والے دن ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام اور فضل فرمایا ہے'' اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ '' اللہ تعالیٰ نے نبیوں پر' صدیقوں پر' شہیدوں پر اور نیک لوگوں پر اپنا انعام فرمایا ہے'' وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا '' (پ۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ لوگ کتنے خوش نصیب ہیں جنہیں ان لوگوں کی سنگت نصیب ہوگئی جب سرکار نے یہ آیہ کریمہ حضرت عبداللہ کو سنائی آپ بڑے خوش ہوئے کہ شکر ہے قیامت والے دن بھی اللہ تعالیٰ ہمیں حسین کے نانے کا ساتھ عطاء فرمائے گا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال مبارک ہوا تو ہر طرف اندھیرا چھا گیا' سارے صحابہ سرکار کی جدائی میں رونے لگے' مدینہ شریف کی گلیاں رو پڑیں' دیواریں اور پتھر رو پڑے' یہی حضرت عبداللہ اپنی زمینوں میں ہل چلا رہے تھے' حضرت عبداللہ کا بیٹا دوڑتا دوڑتا اپنے ابو کے پاس گیا' سلام عرض کر کے عرض کی: ابو! کچھ پتہ چلا ہے؟ حضرت عبداللہ نے فرمایا: بیٹا! کس بات کا؟ عرض کی: ابو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا ہے' سرکار ہمیں چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے دربار چلے گئے ہیں' حضرت عبداللہ نے ہل وہیں چھوڑ دیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدائی میں رونے لگے' روتے روتے بے ہوش ہو کر گر پڑے' جب ہوش آیا تو رو کر چہرہ آسمانوں کی طرف اٹھایا اور ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی: ''اَللّٰھم اذھب

بصری "اے خالق کائنات! اب میری آنکھوں کا نور ختم کر دے' میری آنکھوں کی بینائی اب ہمیشہ کے لیے لے لے' اب مجھے ان آنکھوں کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ جب تیرا محبوب ہی ہم سے دور ہو گیا ہے' پھر آنکھوں کو کیا کرنا ہے۔

اُچیاں لمیاں لال کھجوراں تے پتر جھاندے ساوے
جس دم نال پریت ساڈا تے سانوں اُوہ دم نظر نہ آوے
گلیاں سنج اُجاڑ دسیون اَتے ویہڑا وڑھ وڑھ کھاوے
غلام فریدا اوتھے کی اے وَسناں تے جتھے یار نظر نہ آوے

تو حضرت عبداللہ نے دعا مانگی: اے خالق کائنات! مجھے ابھی اندھا کر دے' مجھے ابھی نابینا کر دے' قدرت نے آواز ماری: لوگ آنکھوں کا نور مانگتے ہیں تو نابینا ہونے کی دعا مانگ رہا ہے' بات کیا ہے؟ حضرت عبداللہ نے عرض کی: "حتی لا اری بعد حسبی محمدًا احدًا" اے خالق کائنات! میں نہیں چاہتا کہ آج کے بعد ان آنکھوں سے اپنے محبوب محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کسی اور کو دیکھ سکوں۔ سبحان اللہ! کیا محبت اور عشق ہے' اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ پیر مہر علی شاہ فرماتے ہیں کہ

لا ھو مکھ توں محفظ بردیمن من بھاوندی جھلک دکھلاوَ سجن
اوہو مٹھیاں گالاں الاوَ سجن جو حمرا وادی سن کریاں
سبحان اللہ ما اجملک ما احسنک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیں کتھے جا لڑیاں

جب حضرت عبداللہ نے رو کر دعا مانگی تو "فکف بصرہ" اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کی بینائی ختم ہو گئی۔ حضرت قاسم بن محمد تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت عبداللہ کی بینائی چلی گئی' آنکھوں کا نور ختم ہو گیا تو مدینہ شریف کے لوگ آپ کی تعزیت کے لیے آپ کے گھر گئے اور کہنے لگے: حضور! بڑا افسوس ہے کہ آپ کی آنکھوں کا نور ختم ہو گیا ہے' آپ ساری زندگی کے لیے نابینا ہو گئے ہیں' آنکھوں کے

محتاج ہو گئے ہیں۔ حضرت عبداللہ نے سنا تو فرمایا: دوستو! اس میں افسوس کی کیا بات ہے! لوگوں نے حضور آنکھوں کا نور ہر بندے کو بڑا پیارا ہوتا ہے' جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے نظارے کرتا ہے' کائنات کی رنگ برنگ چیزوں کو دیکھتا ہے' حضرت عبداللہ نے فرمایا: دوستو! بڑی مہربانی لیکن آپ حضرات کو پتہ ہے مجھے اپنی آنکھوں کا نور کیوں پیارا تھا؟ عرض کی گئی: نہیں! آپ ہی وضاحت فرمادیں ''کنت اریك بها لانظر الی نبی صلی اللہ علیه وسلم '' آپ نے فرمایا: مجھے اپنی آنکھوں کے نور سے اس لیے محبت اور پیار تھا کہ میں ان آنکھوں کے نور سے اپنے پیارے نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا کرتا تھا'' فاما اذا قبض النبی صلی اللہ علیه وسلم '' اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے' اب مجھے آنکھوں کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ جب سرکار کا والضحیٰ چہرہ چھپ گیا ہے' اب آنکھوں کو کیا کرنا ہے۔

(صحابہ کرام کے معمولات ص۲۱۴۔۲۱۸' شرح حدائق بخشش ج ۷ ص۱۵۳۔۱۵۴)

دل یاد لئی بنایا اے تعریف لئی زبان
انکھیاں بنائیاں سوہنے دے دیدار واسطے
کی کی نہ کیتا یار نے اک یار واسطے
رب محفلاں سجائیاں نے سرکار واسطے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی تھے جن کا نام تھے حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ' یہ سرکار سے بڑی ہی محبت فرماتے تھے' سرکار سے بڑا پیار تھا' جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا تو یہ عشاء کی نماز پڑھ کر جب گھر آتے تو تھوڑی دیر کے لیے بستر پر لیٹتے لیکن نیند نہ آتی' لیٹے لیٹے آنکھوں میں آنسو جاری ہو جاتے' رو رو کر سرکار کو یاد کرتے' کہتے: میرے آقا ایسے بولتے تھے' میرے آقا کا چہرہ ایسے نورانی تھا' میرے نبی کی ایسی پیاری رفتار تھی' حضرت خالد کی بیٹی حضرت عبدہ فرماتی ہیں: پھر میرے ابورو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے کہ '' فعجل رب قبضی الیك '' اے خالق

کائنات! میری عمر کیوں لمبی فرمادی ہے' مولا! مجھے جلدی جلدی موت عطاء فرما تا کہ میں قبر میں جا کر تیرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرسکوں اور اپنے دل کو سکون دے سکوں' پھر روتے روتے سوجاتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے دو دن بعد سرکار کی ایک صحابیہ میرے پاس آئی' سلام کر کے میرے پاس بیٹھ گئی اور کہنے لگی: اماں! میں سرکار کے روضہ انور کی زیارت کرنا چاہتی ہوں' مہربانی کرو ذرا دروازہ تو کھولو تا کہ میں اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس روضہ کی زیارت کرلوں۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں: میں اُٹھی' میں نے سرکار کے روضہ انور کا دروازہ کھولا' وہ بی بی صاحبہ اندر گئی اور سرکار کے روضہ انور کے پاس بیٹھ گئی' پہلے صلوٰۃ وسلام کے گجرے پیش کیے پھر زاروقطار رونا شروع کر دیا' روتے روتے سرکار کے روضہ کے پاس بے ہوش ہو کر گر پڑی' جب میں نے بی بی کو ہاتھ لگایا تو وہ صحابیہ سرکار کی محبت میں اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو چکی تھی' اس نے سرکار کے قدموں میں اپنی روح قربان کردی۔ سبحان اللہ! (شفاء شریف ج ۲ص ۶۰۔۶۳' مدارج النبوت ج ا ص ۵۲۴۔۵۲۵)

بن گئے غلام جہڑے شاہ ابرار دے
ویکھ لے نظارے اونہاں پروردگار دے
شان جو پہچان لیندے بطحا دے ماہی دی
کدوں رکھ دے نے لوڑ یارو اس بادشاہی دی
سوہنیا کھجوراں ہیٹھاں اوہ عمراں گزار دے
بن گئے غلام جہڑے شاہ ابرار دے

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال مبارک ہوا تو فاروقِ اعظم کی ایسی حالت ہو گئی جیسے دیوانوں کی ہوتی ہے' جب آپ نے صحابہ سے سنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال مبارک ہو گیا ہے تو آپ جلال میں آ گئے' آپ نے فرمایا: یہ نہیں ہوسکتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وصال فرما جائیں' لوگوں نے کہا: حضور یقین نہیں آتا تو خود جا کر دیکھ

لو حضرت عمر یہ سن کر سرکار کے آستانے پر پہنچے آلِ نبی کی پاک بیبیاں پردے میں چلی گئیں حضرت عمر نے سرکار کا نور بھرا چہرہ دیکھا کافی دیر دیکھتے رہے لوگوں نے کہا: حضور! اب تو یقین ہو گیا ہے کہ سرکار وصال فرما گئے ہیں حضرت عمر نے فرمایا: سرکار کا وصال نہیں ہوا بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر غشی کا عالم طاری ہے سرکار بے ہوش ہیں فکر نہ کرو ابھی سرکار ہوش میں آ جائیں گے یہ کہہ کے اُٹھ کے باہر چلے گئے مدینہ شریف کے منافقوں نے کہا: لوگو! اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہوتے تو کبھی فوت نہ ہوتے جب فاروق اعظم نے سنا تو غصہ میں آ گئے جلال میں آ گئے ننگی تلوار ہاتھ میں پکڑ کر مدینہ شریف کے بازار میں بیٹھ گئے اور زور زور سے کہنا شروع کر دیا کہ خبردار! کوئی بندہ یہ نہ کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا ہے جس نے کہا کہ سرکار فوت ہو گئے ہیں تو میں اس کی گردن تن سے اُڑا دوں گا کسی نے کہا: حضور! اگر سرکار کا وصال نہیں ہوا تو پھر کیا ہوا ہے؟ حضرت عمر نے فرمایا: سرکار کا وصال نہیں ہوا بلکہ آپ تھوڑی دیر کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تشریف لے گئے ہیں ابھی واپس آ جائیں گے جیسے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر طور پہاڑ پر اللہ تعالیٰ سے ملنے گئے تھے پھر چالیس دن کے بعد آ گئے تھے اسی طرح سرکار اللہ تعالیٰ سے ملنے گئے ہیں آ جائیں گے۔

حضرات! جب فاروق اعظم نے یہ بات فرمائی تو لوگوں کے دلوں میں شک پڑ گیا کہ کہیں فاروق اعظم کی بات سچی ہی نہ ہو شاید سرکار کا ابھی وصال نہ ہوا ہو جب لوگوں میں اسی طرح کی باتیں شروع ہوئیں تو سیدنا صدیق اکبر کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سرکار کے دیدار کے لیے اندر حجرہ سیدہ عائشہ میں گئیں دیدار کر کے جب باہر آئیں تو فرمایا: لوگو! واقعی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا لوگوں نے کہا: بی بی جی! آپ کس یقین سے کہہ رہی ہیں؟ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ لوگو! اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہری حیات میں ہوتے تو آپ کے مقدس کندھوں پر مہر نبوت ضرور ہوتی لیکن میں نے ہاتھ لگا کر چیک کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہر نبوت غائب ہو چکی ہے

لہٰذا یقین کر لو کہ سرکار ظاہری طور پر پردہ فرما گئے ہیں۔

(معارج النبوت ج ۳ ص ۵۰۷۔۵۰۸' سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۴۳۰' تاریخ روضۃ الصفاج ۲ ص ۴۲۲'
تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۱۴' عقائد جعفریہ ج ۴ ص ۴۲۷)

حضرت عمر کو پھر بھی یقین نہ آیا' آپ پھر سرکار کی چارپائی کے پاس تشریف لائے' سرکار کے ید اللہ والے ہاتھ چوم کر عرض کی: اے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! یہ دنیا کیا کہہ رہی ہے کہ آپ فوت ہو گئے ہیں؟ لیکن سوہنیا! میرا دل نہیں مانتا' آقا دیکھئے دنیا آپ کے فراق میں تڑپ رہی ہے' اٹھئے! ان کو تسلی دیجئے! تیری دعاؤں سے مانگا ہوا عمر تیری بارگاہ میں التجا کرتا ہے' ان کی ڈھارس بندھایئے! اپنے غلاموں کو محبت کی تھپکی دیجئے' اے اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام! آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو! آپ کے قدموں پر میرے ماں باپ قربان ہوں! آقا آپ کو یاد ہے ناں آپ مسجد نبوی میں کھجور کے ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے تو ایک انصاری صحابی نے آپ کے بیٹھنے کے لیے ایک منبر تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا' جب آپ اس منبر پر بیٹھ کر پہلی مرتبہ تقریر کرنے بیٹھے تو وہ کھجور کا ستون آپ کی جدائی میں اتنی شدت سے رویا کہ سارے مسجد کے نمازیوں نے سنا تو آپ نے منبر چھوڑ کر کھجور کے ستون کو سینے سے لگایا تو وہ حوصلے میں آیا' تب جا کر خاموش ہوا' اے کھجور کے ستون کو سینے سے لگانے والے محبوب! نظر رحمت اُٹھایئے' دیکھئے آپ کی اُمت کے لوگ آپ کے صحابہ آپ کے دیوانے آپ کے نعرے لگانے والے آپ کے غلام آپ کی جدائی میں رو رہے ہیں' انہیں بھی اُٹھ کر اپنے الم نشرح سینے سے لگا کر تسلی دیجئے۔

اندر وچہ نماز اساڈی تے ہکسے پانتیوے ھو
نال قیام رکوع سجود دے تے کر تکرار پڑھیوے ھو
ایہہ دل ہجر فراقوں سڑدا تے ایہہ دم مرے نہ جیوے ھو
سچا راہ محمد والا حضرت باھو تے جئیں وحدت وچہ لبھیوے ھو

فاروق اعظم قدم چوم کر عرض کرتے ہیں: آقا! حضرت نوح علیہ السلام نے ایک ہزار سال تک تبلیغ کی' بندے صرف اسی مسلمان ہوئے' آقا! آپ نے صرف تئیس سال تبلیغ فرمائی تو لاکھوں لوگوں کو مسلمان بنا دیا' اے میرے آقا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی شان عطاء فرمائی ہے' آپ کی عظمت کے ڈنکے بجاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ اعلان فرمادیا: ''مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ'' لوگو! جس نے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کی اس نے حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی' آقا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سارے نبیوں کا سلطان بنایا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم تھے تو آپ اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں' موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے پتھر پر ڈنڈا لگا تو پانی کے بارہ چشمے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی مقدس انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کیے' عیسیٰ علیہ السلام اگر مُردوں سے کلام کرتے تھے تو آقا آپ کے ساتھ مُردہ بکری کے گوشت نے کلام کیا' آقا ﷺ! اتنی شان اور عظمت کے مالک ہونے کے باوجود آپ نے ہم جیسے لوگوں میں رہنا پسند فرمایا' ہمارے گھرانوں میں شادیاں فرمائیں' ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا' اُون کے کپڑے پہنے' جانوروں پر سواری فرمائی' آقا! یہ سب آپ کی عاجزی اور تواضع تھی' آقا! میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے آپ سے محبت کی حقیقت میں اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی۔

(جواہر البحار' شرح حدائق بخشش ج ۴ ص ۲۳۱-۲۳۵)

فاروقِ اعظم سرکار کی شان بھی بیان کرتے جاتے اور رو رو کر گویا کہتے بھی جاتے کہ

تن وار دیواں میں من وار دیواں
آمنہ دے چن توں میں چن وار دیواں
جو اُمت دے غم وچہ سدا روندے رہندے
گناہ بخش اُمت دے ایہو رب نوں کہندے رہندے

اُنہاں ہجواں توں میں تن وار دیواں

آمنہ دے چن توں میں چن وار دیواں

حضرات! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیر والے دن فوت ہوئے جس دن آپ فوت ہوئے' اس دن صبح کی نماز آپ کے حکم سے صدیق اکبر نے کرائی' جماعت کرانے کے بعد صدیق اکبر سرکار کی بارگاہ نازنین میں حاضر ہوئے' صلوٰۃ وسلام کے گجرے پیش کرنے کے بعد بڑے ادب سے عرض کی: آقا! مزاج شریف کیسا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: الحمد للہ! فرمایا: ابوبکر! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے' صدیق اکبر نے عرض کی: آقا! جب سے آپ کی طبیعت خراب ہوئی ہے میں گھر نہیں گیا' آپ کی خدمت میں حاضر ہوں' اگر آپ اجازت دیں تو میں تھوڑی دیر کے لیے گھر سے ہو آؤں' سرکار نے فرمایا: ہاں! کوئی بات نہیں گھر چکر لگا آؤ' گھر والوں کی خیر خیریت پوچھ آؤ' حضرت ابوبکر اجازت لے کر گھر کی طرف چل پڑے' حضرت ابوبکر کا گھر مسجد نبوی سے دور ایک محلّہ تھا سنح حوالی وہاں تھا' ابھی حضرت ابوبکر گھر پہنچے ہی ہوں گے کہ اُدھر سرکار کا وصال ہو گیا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی دوڑتے دوڑتے آپ کی خدمت میں آئے کہ حضور جلدی آیئے! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا ہے' صدیق اکبر نے جب یہ بات سنی تو آنکھوں میں آنسو آ گئے' آپ دوڑ کر سرکار کے آستانے کی طرف چلے' روتے بھی آتے ہیں اور کہتے بھی آتے ہیں: ''وا محمداہ '' اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام! افسوس! آپ کا وصال ہو گیا'' انقطع ظهراہ '' اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام! آپ کی وفات سے ابوبکر کی کمر ٹوٹ گئی' ابوبکر اکیلا ہو گیا' جب آپ مسجد نبوی شریف میں پہنچے تو سارے صحابہ کرام زار وقطار رو رہے تھے آپ نے کسی سے کوئی بات نہ کی' سیدھا سرکار کے کمرے میں تشریف لے گئے' سرکار کے والضحیٰ چہرہ سے کپڑا اٹھایا' سرکار کی پیشانی کو محبت سے چومنا شروع کر دیا' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس ہاتھوں کو چوما' پھر سرکار کے قدموں کو بوسہ دیا' پھر سرکار کے

پاس بیٹھ گئے' رو کر عرض کی: آقا! اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! آپ ظاہری زندگی میں بھی پاک تھے بعد وفات کے بھی پاک ہیں' آقا! افسوس آپ ہمیں چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں چلے گئے' آقا! اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اختیار دیتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلے کون مرنا چاہتا ہے' آقا! ہم تیرے سارے غلام تیرے قدموں پر قربان ہو جاتے' مگر آپ کو دنیا سے نہ جانے دیتے' سوہنیا! اگر ساری دنیا بھی آپ کی جدائی پر روئے تو پھر بھی ہمارا غم دور نہیں ہو سکتا' آقا! اب تو آپ ہمیں چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جا رہے ہیں' خدا عزوجل کے لیے ہمیں وہاں نہ چھوڑ دینا جس طرح یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ حضرات! آپ سیرت صدیق اکبر کا مطالعہ کر کے دیکھیں' جتنا صدیق اکبر کو حسین کے نانے کے ساتھ پیار تھا' شاید اتنا پیار کوئی اُمتی سرکار سے نہ کر سکے گا' جب آپ سرکار کے خلیفہ بنے تو سارا دن خلافت کے فرائض سرانجام دیتے' جب دینی کام سے فارغ ہوتے تو سرکار کے روضہ پر تشریف لے جاتے' سرکار کے روضہ کو دیکھ کر سرکار کی جدائی میں زار و قطار روتے' چند دنوں کے بعد سرکار کی جدائی میں آپ بیمار رہنے لگے' جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ڈاکٹر کو بلایا گیا' طبیب کو بلایا گیا کہ وہ دیکھے کہ امیر المؤمنین کو کون سی بیماری ہے؟ ڈاکٹر نے جب صدیق اکبر کی نبض دیکھی تو کہا: لوگو! صدیق اکبر کو جسمانی بیماری کوئی نہیں بلکہ یہ کسی کی جدائی میں بیمار ہیں' اگر مریض کو بچانا چاہتے ہو تو اس کو اس کے محبوب کا دیدار کرا دو' یہ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔

جد توں نظراں نے تکیا اے رُخ یار دا
مرض وَدھدا گیا شوق دیدار دا
نبضاں پھڑ پھڑ حکیمو طبیبو تسی
پئے کی لبھدے اُو ایس بیمار چوں
ہور کجھ وی نئیں منگدا میں سرکار توں
جھولی خالی اے اکھیاں دے دیدار توں

ہن تے حافظ نوں وی دیدار دی خیر دے
کوئی خالی نہیں گیا تیرے دربار توں

صدیق اکبر فوت ہونے سے ایک دن پہلے خواب میں سرکار کا دیدار کرتے ہیں' سرکار نے فرمایا: ابوبکر! سناؤ کیا حال ہے؟ عرض کی: آقا! آپ کی جدائی میں تڑپ رہا ہوں' میرے آقا نے فرمایا: ابوبکر! اگر یہ بات ہے تو بتاؤ ہمیں کب آ کر ملو گے؟ سبحان اللہ! صدیق اکبر اپنے آقا کی بات سن کر اتنا درد کے ساتھ روئے کہ سارے گھر والے پریشان ہو گئے' صدیق اکبر عرض کرتے ہیں: ''واشرفا الیك یا رسول اللہ'' اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام! دیکھئے آپ کے قدموں میں آ کر آپ کی زیارت کب نصیب ہوتی ہے' یہ بات کر کے صدیق اکبر نے رونا شروع کر دیا' اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سجناں! رو نہیں اب جدائی کے لمحات ختم ہو گئے ہیں' اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو عنقریب ہماری ملاقات ہو گی' صدیق اکبر خواب میں یہ بات سن کر مسکرانے لگے' گھر والے یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے اور بڑے حیران ہو رہے تھے' جب صدیق اکبر کی آنکھ کھلی تو گھر والوں نے ساری بات بتائی کہ آپ سونے کی حالت میں پہلے روتے رہے پھر ہنسنے لگے' یہ کیا وجہ تھی؟ صدیق اکبر نے سارا خواب والا واقعہ سنایا۔ (سیرت صالحین ص ۹۰۔۹۲' شواہد النبوۃ ص ۲۶۲)

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ صدیق اکبر سرکار کے قدموں کو چوم کر سرکار سے باتیں بھی کر رہے ہیں اور رو بھی رہے ہیں' پھر صدیق اکبر نے رو کر اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا: اے ابوبکر! تجھ پر افسوس ہے تو ابھی زندہ ہے' دیکھ تیرے پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تجھے چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں جا رہے ہیں' پھر روتے روتے کمرے سے باہر تشریف لائے' جب صحابہ نے دیکھا کہ صدیق اکبر سرکار کا دیدار کر آئے ہیں تو سارے صحابہ اُٹھ کے صدیق اکبر کے اردگرد جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے: اے یارِ غار مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام! بتائیے سرکار کی کیا حالت ہے؟ سرکار بے ہوش ہیں یا سرکار کا وصال ہو

گیا ہے' صدیق اکبر نے سنا تو رو کر فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام وصال فرما گئے ہیں' سرکار ہمیں چھوڑ گئے ہیں' سرکار ہم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے ہیں' صحابہ کرام نے سنا تو سرکار کے غم میں شدت سے رونے لگے اور کہنے لگے: اے صدیق! کیا سرکار کو غسل دے کر کفن پہنا کر جنازہ پڑھ کر دفن کر دیں گے؟ صدیق اکبر یہ بات سن کر فرمانے لگے: لوگو! صبر کرو کیونکہ خالق کائنات کا فرمان ہے: "کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ" (پ۲۷) کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! فرمادیجئے کہ ہر چیز فنا ہو جائے گی" وَیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" اگر کوئی ہمیشہ ذات رہنے والی ہے تو آپ کے ربِ عزوجل کی ذات ہے جو عزت اور عظمت والی ہے۔ حضرات! سارے صحابہ مان گئے مگر فاروقِ اعظم فرماتے ہیں: میں نہیں مانتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا' صدیق اکبر نے بار بار فرمایا: بھائی عمر! ایسی بات نہ کرو مان لو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بظاہر اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں' لیکن فاروق اعظم نے پھر بھی تسلیم نہ کیا' صدیق اکبر نے فاروق اعظم کو چھوڑ دیا' آپ منبر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تشریف لے گئے' مسجد نبوی صحابہ کرام سے کھچا کھچ بھری ہوئی ہے' صدیق اکبر نے حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا: لوگو! یقین کر لو ہمارے آقا دنیا سے پردہ فرما گئے ہیں کیونکہ خالق کائنات نے خود اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمادیا تھا کہ "اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ" (پ۲۳) اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام! آپ نے بھی وفات پانی ہے اور یہ کافر بے ایمان جو توحید و رسالت کو نہیں مانتے مر انہوں نے بھی جانا ہے' صدیق اکبر نے فرمایا: لوگو! ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اس کی پوجا اور پرستش کرتے ہیں' ہمارا معبود برحق اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے' ہمارا خدا عزوجل وہ ہے جو موت اور فنا سے پاک ہے' جو ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا' فرمایا: کچھ لوگ نہیں مان رہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا ہے' وہ ذرا غور سے سن لیں کہ "من کان یعبد محمدًا فان محمدًا قد مات" جو انسان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادت کرتا تھا تو وہ یقین کر

لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے'' ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت ''اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا' پھر آپ نے قرآن مجید کے پ۲ کی آیہ کریمہ پڑھی:
''وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ''نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر اللہ تعالیٰ کے رسول'' قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلِ ''آپ سے پہلے بھی کئی رسول تشریف لائے اور چلے گئے'' اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ ''اے لوگو! اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا جائیں یا شہید ہو جائیں' کیا تم اسلام کا دامن چھوڑ دو گے۔ حضرات! جب صدیق اکبر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق میں ڈوب کر یہ خطبہ دیا تو سارے صحابہ کو تسلی ہو گئی کہ سرکار کا وصال ہو گیا ہے۔ فاروق اعظم نے جب یہ بات سنی تو آپ فرماتے ہیں: میں نے پہلی مرتبہ یہ آیت سنی تھی' میں سن کر کانپنے لگا اور کانپتے کانپتے بے ہوش ہو گیا' جب ہوش آیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا ہے۔

(مدارج النبوت ج۲ص۵۰۸۔۵۰۹' سیرت ابن ہشام ج۲ص۴۳۰۔۴۳۱' تاریخ یعقوبی شیعہ ج۲ص۱۱۴' تاریخ روضۃ الصفا شیعہ ج۲ص۲۲۴' عقائد جعفریہ ج۲ص۲۴۴۔۲۴۹' افضل المواعظ ص۱۶۴۔۱۶۷' تاریخ ابن کثیر ج۵ص۲۲۲)

حضرت ابی ذؤیب سرکار کے صحابی ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ میرا ڈیرہ مدینہ شریف سے بارہ کلومیٹر دور تھا' میں اپنے ڈیرے پر ہی رہتا تھا' آپ فرماتے ہیں: جب رات سرکار کا وصال مبارک ہوا تو غیب کی طرف سے آوازیں آنے لگیں کہ لوگو! اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا ہے' تمہیں پتہ نہیں کائنات کا ذرہ ذرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غم میں' سرکار کی جدائی میں رو رہا ہے۔ حضرت ابی ذؤیب فرماتے ہیں: میں یہ آوازیں سن کر پریشان ہو کر اُٹھ کے بیٹھ گیا' میں جب تیار ہو کے مدینہ شریف آیا تو مدینہ شریف کے بازاروں میں مدینہ شریف کی گلیوں میں مدینہ شریف کے محلوں

میں بچے' بوڑھے' جوان' عورتیں سرکار کے وصال میں دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔

(افضل المواعظ ص ۱۶۷)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد سارے صحابہ مسجد نبوی شریف میں بیٹھے ہیں' طرح طرح کے لوگ آ رہے ہیں' صدیق اکبر اور مولا علی سے تعزیت کرتے ہیں' سرکار کے وصال پر اپنے غم کا اظہار کر رہے ہیں' اچانک ایک بزرگ آئے' سفید داڑھی' بڑا حسین وجمیل چہرہ' خوبصورت لباس' اس نے دیکھا کہ مسجد نبوی میں جگہ کوئی نہیں تو وہ بزرگ لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے آ کر جہاں صدیق اکبر اور مولا علی بیٹھے تھے' ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے' ''فبکی'' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یاد کر کے رونے لگ گئے' کافی دیر تک روتے رہے' پھر صحابہ کرام کو کہنے لگے: لوگو! مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کا بڑا دکھ ہے' بڑا ارمان ہے مگر اب صبر کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتا' صبر کرو کیونکہ جو بندہ صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ضرور اچھا اجر عطاء فرماتا ہے' پھر اس بزرگ نے سرکار کے آستانے کی طرف چہرہ کر کے کہا: ''السلام علیکم اهل البیت ورحمة الله وبرکاته'' اے نبی کے گھر والو! تم پر میرا اسلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہو' صبر کرو! انشاء اللہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا ضرور اجر عطاء فرمائے گا۔ وہ بزرگ تعزیت کر کے صحابہ کو تسلی دے کے آلِ نبی اولادِ نبی' ازواجِ نبی کو حوصلہ دے کے مسجد سے چلا گیا' لوگوں کو پتہ نہ چلا کہ یہ کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کا کیا تعلق تھا' جب مولا علی نے صحابہ کی حیرانگی کو دیکھا تو مولا علی نے فرمایا: ''فقال علی اتدرون من هذا'' لوگو! جانتے ہو یہ بابا یہ بزرگ جو ہمیں تسلیاں اور حوصلہ دے کر گیا ہے' کون تھا؟ صحابہ نے کہا: بھائی علی! ہمیں تو پتہ نہیں' تو مولا علی نے فرمایا: ''هو الخضر علیه السلام'' یہ عام بندہ نہیں تھا' یہ اللہ تعالیٰ کے نبی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی حضرت خضر علیہ السلام تھے جو سرکار کی تعزیت کے لیے تشریف لائے تھے۔

(مستدرک شریف' مرقات شریف' اشعۃ اللمعات' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۳۱۱' حصن حصین ص ۲۳۸۔)

۲۳۹، تاریخ ابن کثیر ج ۵ ص ۲۸۱، معارج النبوت ج ۳ ص ۵۰۹)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب جذب القلوب میں لکھتے ہیں: جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا تو پورے مدینہ شریف میں اندھیرا چھا گیا، صحابہ کرام غم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بے حال ہو گئے، انسان تو ایک طرف جنات رو پڑے، مدینہ شریف کے پتھروں سے، ٹیلوں، سے درختوں سے بھی رونے کی آوازیں آنے لگیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے بلال جو سرکار کی ظاہری زندگی میں سارے گھر کے ناظم تھے، سرکار کے خزانچی تھے، میرے آقا کی مسجد کے مؤذن تھے، وہ سرکار کے غم میں دیوانوں کی طرح مدینہ شریف کی گلیوں میں پھرتے ہیں اور جو بندہ ملتا اس سے پوچھتے: بھائی! تو نے کہیں میرے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو نہیں دیکھا؟ اگر دیکھا ہے تو خدا عزوجل کے لیے مجھے بتاؤ! وہ کہاں تشریف فرما ہیں، میں جا کر زیارت کرلوں گا۔ صحابہ کرام حضرت بلال کی باتیں سن کر رونا شروع کر دیتے، حضرت بلال رات دن سرکار کے غم میں روتے پڑتے، ایک دن حضرت بلال، صدیق اکبر کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، عرض کی: امیر المؤمنین! رحمۃ اللہ علیہ جب سے مدنی آقا کا وصال ہوا ہے میں بڑا دکھی اور پریشان ہوں، میرا مدینہ شریف میں دل نہیں لگتا، اگر آپ اجازت دیں تو میں شام میں نہ چلا جاؤں؟ صدیق اکبر سن کر رو پڑے، فرمایا: بھائی بلال! تو میرے آقا کا بڑا پیارا غلام ہے، سرکار تجھ سے بڑی محبت فرماتے تھے، میرا تو دل نہیں کرتا کہ تو ہمیں چھوڑ کر دور چلا جائے، باقی تیری مرضی اگر جانا ضروری ہے ہم تمہیں منع نہیں کرتے۔ حضرت بلال، صدیق اکبر سے اجازت لے کر ملک شام میں دمشق شہر میں تشریف لے گئے، جب دمشق پہنچے تو یہاں بھی دن رات سرکار کے غم میں روتے تڑپتے، آپ کی بارگاہ میں ہر وقت درود و سلام کے گجرے پیش کرتے، چند مہینے گزر گئے، ایک دن آپ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد مصلیٰ پر بیٹھے درود و سلام پڑھ رہے تھے کہ آنکھ لگ گئی، سو گئے نیند آ گئی، خواب میں کیا دیکھا کہ سرکار آپ کے ویہڑے تشریف لائے ہیں۔ سبحان

اللہ! حضرت بلال خواب میں سرکار کے قدموں سے لپٹ جاتے ہیں۔ میاں محمد صاحب فرماتے ہیں کہ

سفنے دے وچہ ماہی ملیا تے میں گلے وچہ پالیاں باہواں
ڈردی ماری انکھ نہ کھولاں متاں فیر نکھڑ نہ جاواں

حضرات کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو سرکار خواب میں جلوے دکھا جاتے ہیں۔

اُس عاشق دے بھاگ سولڑے تے جہنوں روز حبیب دی دید ہوندی
جدوں روز حبیب دی دید ہوندی فیر عاشقاں دی اُوہدوں عید ہوندی
سنیا سچ نیازی سیانیاں توں دولت نال نہیں شان خرید ہوندی
اوہدا کرم ہووے گل بن دی اے ایویں نئیں فرید فرید ہوندی

حضرت بلال نے جب سرکارؐ کی زیارت کی تو بڑے خوش ہوئے' عرض کی: آقا! آج تو بڑی لجپالی فرمائی ہے' بڑی کرم نوازی فرمائی ہے' غلام کی کچی گلی میں تشریف لائے ہو' فقیر کے ویہڑے کو قدموں سے آباد فرمایا ہے' میرے آقا نے فرمایا: بلال! تو نے جو مدینہ چھوڑ دیا ہے' ہم نے سوچا کہ چلو' بلال کو مل آتے ہیں۔ سبحان اللہ! حضرت بلال نے ہاتھوں کو چوم کر عرض کی: آقا! بڑی مہربانی' سرکار نے فرمایا: بلال! یہ تیری زیادتی نہیں' یہ تیری بے وفائی نہیں کہ مدینہ چھوڑ آئے' تمہیں اتنا عرصہ ہو گیا ہے تم ہمیں پھر مدینہ شریف ملنے ہی نہیں آئے' کوئی بات نہیں کبھی مدینہ شریف میں بھی چکر لگا لیا کرو' قربان جاؤں بلال تیرے سچے پیار پر! تیری سچی محبت پر کہ ساری دنیا کے مؤمن کہتے ہیں: آقا! کبھی ہمیں بھی مدینہ شریف بلاؤ' کبھی ہمیں بھی حاضری کا موقعہ نصیب فرماؤ' اے بلال! تو کتنا خوش نصیب ہے کہ کائنات کا سلطان خود تمہیں بلانے آیا ہے۔

اِک واری محبوب بلاوے تے اسیں سر نوں پیر بنایئے
سر منگے تے اسیں سر دیئے اسیں کدی نہ دیراں لایئے

کدی نہ یار دا شکوہ کریئے بھاویں سکدیاں ایں مر جایئے
اعظم یا یاری نہ لایئے لایئے تے توڑ نبھایئے

حضرات یہ سرکار کی لجپالی ہے کسی کو خود آ کر زیارت کراتے ہیں، کسی کو مدینہ بلا کر زیارت کراتے ہیں، حضرت بلال نے سرکار کا دیدار کیا، سرکار کی قدم بوسی کی، سرکار دیدار کرا کے آنکھوں سے غائب ہو گئے، حضرت بلال کی آنکھ کھل گئی، اُدھر سحری کا وقت ہو گیا، حضرت بلال نے تازہ وضو کیا، تہجد کی نماز پڑھی، پھر سرکار کے ملنے کی خوشی میں شکرانے کے نفل پڑھے، پھر اذانِ فجر کے بعد صبح کی با جماعت نماز ادا فرمائی، پھر غسل کر کے نئے کپڑے پہن کے خوشبو لگا کے مدینہ شریف جانے کے لیے تیار ہو گئے، بیوی نے پوچھا: آج کہاں کی تیاری ہے؟ فرمایا: میری رفیقہ حیات! میں مدینہ شریف اپنے سوہنے اور میٹھے میٹھے آقا سے ملنے جا رہا ہوں کیونکہ اب مجھے یہاں چین نہیں آ رہا کیونکہ

مدت پچھوں مینوں ماہی ملیا تے رہی عقل نہ ہوش ٹھکانے
باگ پئے سب درد دِلے دے تے ہوئے تازہ زخم پُرانے
آئی فیر بہار چمن وچہ تے مُڑ وسّے نین نُمانے
اعظم جان لباں توں پَرتی تے جدوں ڈٹھا یار سرہانے

حضرات بلال ضروری سامان لے کر اونٹنی پر سوار ہو کر مدینے شریف کی طرف چل پڑے، جب دمشق کے بازاروں سے گزرے تو لوگوں نے دیکھا کہ کملی والے کا مؤذن حضرت بلال بڑے بن سنور کر کہیں جا رہے ہیں، لوگوں نے آپ کا راستہ روک لیا، حضور! کہاں جا رہے ہو؟ فرمایا: مدینہ شریف، لوگوں نے کہا: حضور ابھی حج کا موسم تو بڑا دور ہے، آپ ابھی جا رہے ہیں۔ حضرت بلال نے فرمایا: لوگو! زندگی کا کیا پتہ حج کے موقعہ تک ہم زندہ بھی رہیں گے کہ نہیں، اس لیے آج ہی جاتے ہیں، لوگوں نے کہا: حضور! مدینہ شریف ابھی جانا ضروری ہے؟ فرمایا: ہاں! عرض کی گئی: بات کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ

آ گیا سدّا اں سانوں سجناں ولوں تے اسی نال خوشی ٹر چلے
یارا ساڈا راہ پیا ویکھے تے ساڈی قسمت بلّے بلّے
آ گئی رات وصال دی نیڑے تے ساڈے کیہڑے بخت سوتے
اعظم ایہناں لوکاں نوں کی وے ہویا تے ایہہ روکن کیہڑی گلے

جب دمشق کے لوگوں نے سنا تو رو کر کہنے لگے: بلال! کتنے خوش نصیب ہو کہ سرکار نے خود آ کر تمہیں مدینہ شریف آنے کی دعوت دی ہے' کبھی تو ہمیں بھی مدینہ والا بلائے گا' کبھی تو ہمیں بھی سدّا آئے گا' کبھی تو ہماری سواریاں بھی مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوں گی۔

وقت لائے خدا عزوجل ہم سب مدینہ چلیں
لوٹنے . رحمتوں کے خزینے چلیں
سب کی منزل کی جانب سفینے چلیں
میری صائم دعا آج کی رات ہے

حضرت بلال مدینہ شریف کی طرف چل پڑے' دل میں یادِ خدا عزوجل ہے زبان پر درودِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور گویا کہتے جا رہے ہیں

مّی جندڑیئے چل چلیئے جتھے مدنی دا ڈیرا اے
اتھے کوئی نہ تیرا اے جتھے مدنی دا ڈیرا اے
بھانویں سفر لمبیرا اے اساں جاناں مدینے نوں
ملنا عربی نگینے نوں سانوں شوق ودھیرا اے

چند دنوں کے بعد حضرت بلال مدینہ شریف پہنچ گئے' وضو کر کے سیدھے اپنے آقا کے روضہ پہ گئے' پہلے درود و سلام کے گجرے پیش کیے' پھر قرآن پڑھ کر سرکار کی بارگاہ میں تحفہ پیش کیا' پھر سرکار کے روضہ کو چوما' سرکار کے قدموں کی خاک برکت کے لیے چہرے پر ملی' پھر اُٹھ کر سرکار کو تلاش کرنے لگے' کبھی سرکار کے کسی حجرے میں جاتے' کبھی

کسی کمرے میں جاتے' جب سرکار کا ظاہری دیدار نہ ہوا' پھر واپس روضہ انور پر آ گئے' سرکار کی قبرانور کو کلاوے میں لے کر رو کر کہا: آقا! مجھے بلایا تھا کہ آ وَمدینہ شریف میں جاؤ' جب غلام آیا ہے تو پھر پردے کے پیچھے چھپ گئے ہو' آقا اُٹھو دیکھو آپ کا بلال آیا ہے' آپ کا کمی آیا ہے' آپ کے بچوں کو کھلانے والا بلال آیا ہے' آپ کے گھر کی نوکری کرنے والا بلال آیا ہے' اِدھر حضرت بلال اپنے آقا سے درد بھری باتیں کر رہے ہیں' اُدھر پورے مدینہ شریف میں یہ بات پھیل گئی کہ سرکار کے مؤذن حضرت بلال سرکار کے دیدار کے لیے روضہ شریف پر آئے بیٹھے ہیں' مدینہ شریف کے لوگ حضرت بلال کو ملنے کے لیے آنے لگے' صدیق اکبر آ گئے' فاروق اعظم آ گئے' حضرت عثمان آ گئے' مولا علی آ گئے' مدینہ شریف کے جتنے بھی سرکار کے صحابی تھے' وہ سارے حضرت بلال سے ملنے کے لیے آئے' ہر بندہ رو کر حضرت بلال سے ملتا اور کہتا: بلال! سرکار ہمیں چھوڑ گئے ہیں' افسوس آپ بھی ہمیں چھوڑ گئے ہیں' حضرت بلال بھی لوگوں کی باتیں سن کر روتے رہے' اتنے میں ظہر کی نماز کا ٹائم ہو گیا' لوگوں نے سیدنا صدیق اکبر سے عرض کی: امیر المؤمنین! آج بڑا سنہری وقت ہے' اذان کا بھی ٹائم ہو گیا ہے' حضرت بلال بھی قدرتی طور پر موجود ہیں' آپ حضرت بلال کو حکم دیں کہ یہ اذانِ ظہر پڑھیں' صدیق اکبر نے فرمایا: میں نہیں کہتا' عرض کی گئی: بات کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ سرکار کے وصال کے بعد میں نے ایک دن حضرت بلال کو اذان دینے کے لیے مجبور کیا تو حضرت بلال نے کہا تھا: اے صدیق! جب آپ نے مجھے اُمیہ کافر سے خریدا تھا اور پھر آزاد کر کے سرکار کی غلامی میں دیا تھا' یہ کام اپنی شہرت کے لیے کیا تھا یا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر' تو حضرت بلال نے مجھے کہا: اے صدیق! اُس پیارے رب العالمین کا واسطہ! مجھے اذان کے لیے آج کے بعد نہ کہنا کیونکہ میں نے اب زندگی میں پھر اذان نہیں دینی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد مجھ میں یہ طاقت ہی نہیں رہی کہ میں مسجد کے مینارے میں کھڑا ہو کے اذان پڑھوں' اب لوگ

آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ حضرت بلال سے کیسے اذان دلوائی جائے؟ ایک بزرگ بولے کہ طریقہ میں بتاتا ہوں عمل تم کرو' حضرت بلال اذان ضرور دیں گے' لوگوں نے کہا: بابا جی! کون سا طریقہ؟ فرمایا: حضرت بلال' امام حسن' امام حسین اور سیّدہ فاطمہ سے بڑی ہی محبت کرتے ہیں کیونکہ حضرت بلال پہلے سیّدہ فاطمہ کو بچپن میں کھلاتے رہے' پھر آپ کے شہزادوں کو کھلاتے رہے' اگر امام حسن اور امام حسین آ کر حضرت بلال کو اذان کی فرمائشیں کر دیں تو حضرت بلال کبھی انکار نہیں کر سکتے' اس بزرگ کی بات سن کر دو چار بندے حسنین کریمین کے پاس گئے' جا کر عرض کی کہ حضور! حضرت بلال آئے ہیں' اذان کا ٹائم ہے ہم کہیں ہو سکتا ہے وہ انکار کر دیں' آپ مہربانی کریں آپ حکم دیں تو یقیناً وہ آپ کی بات کبھی نہیں ٹالیں گے' حسنین کریمین نے فرمایا: کوئی بات نہیں! آپ چلیں ہم خود آ رہے ہیں' حسنین کریمین چل پڑے' عمر پاک آٹھ نو سال کی ہے' دونوں بھائی جب مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے تو حضرت بلال نے دور سے شہزادوں کو دیکھ لیا' ان کی عزت کے لیے کھڑے ہو گئے' پھر آگے دوڑ کر حسنین کریمین کی طرف چلے' ادھر شہزادے بھی دوڑ پڑے' حضرت بلال نے دونوں کو سینے سے لگا لیا' دونوں کے رخسار چومے' ہاتھوں کو بوسہ دیا' قدموں کو چوما' پھر پوچھا: بیٹا! خاتونِ جنت سیّدہ فاطمہ کا کیا حال ہے؟ شہزادوں نے سنا تو رونے لگ گئے' حضرت بلال نے عرض کی: شہزادو! کیا بات ہے' روتے کیوں ہو؟ چچا جان! ہماری امی اپنے ابو کی جدائی میں دنیا چھوڑ کے ان کے قدموں میں چلی گئیں' چچا! ہم ماں کے رحمت والے سایہ سے محروم ہو گئے ہیں' حضرت بلال نے سنا تو آپ کی آہیں نکل گئیں' کافی دیر سیّدہ کے غم میں روتے رہے' پھر حسنین کریمین کو سینے سے لگا کر پیار کرنا شروع کر دیا' پھر فرمایا: بیٹا! میرے لیے کوئی حکم ہو تو بلال کی جان بھی تمہارے لیے حاضر ہے' حسنین کریمین نے فرمایا: چچا! اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی دراز کرے! ہمیں تو بڑی خوشی ہو رہی ہے کہ ایک عرصہ بعد آپ سے ملاقات ہو رہی ہے' چچا جان! نمازِ ظہر کا ٹائم ہو گیا ہے' ہمارا دل کرتا ہے کہ آج اُسی طرح

ایک مرتبہ اذان سنا دو جیسے ہمارے نانے کے ظاہری زمانے میں اذان دیا کرتے تھے' حضرت بلال نے سنا انکار نہ کر سکے' عرض کی: شہزادو! بتاؤ کہ کہاں کھڑا ہو کر اذان دوں' جہاں تمہارا حکم ہو گا بلال وہیں کھڑے ہو کر اذان دے گا۔ حسنین کریمین نے کہا: چچا جان! وہاں کھڑے ہو کر اذان سناؤ جہاں ہمارے نانے کے زمانے میں اذان دیا کرتے تھے۔ اللہ اکبر! حضرات حضرت بلال نے مسجد نبوی شریف سے باہر اذان کی جگہ پر جب اذان دینا شروع کی تو آسمانوں کے فرشتے بھی مرحبا پکار اُٹھے۔ حضرات یہ وہ حضرت بلال تھے جنہوں نے سرکار کے ظاہری زمانے میں ایک مرتبہ اذان نہیں پڑھی تھی تو سورج بھی نہیں نکلا تھا۔ سبحان اللہ! جب حضرت بلال نے اپنی مقدس زبان سے پڑھا: اللہ اکبر اللہ اکبر! تو مدینہ شریف کی دیواریں بھی وجد میں آ گئیں' فاطمہ پاک کے پاک بابے کا سبز گنبد جھومنے لگا' سرکار کے صحابہ کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے' ایسے لگتا تھا جیسے مدینہ شریف میں زلزلہ آ گیا ہے' حضرت بلال نے پھر پڑھا: اشہدان لا الٰہ الا اللہ' یہ کلمہ سن کر مدینہ شریف کا ہر فرد رو پڑا' مرد بھی رو پڑے' عورتیں بھی رو پڑیں' بچے بھی رو پڑے' بوڑھے بھی رو پڑے' جب حضرت بلال نے پڑھا: اشہدان محمد رسول اللہ' تو ایسے لگا جیسے مدینہ شریف میں قیامت آ گئی ہے' ہر بندہ اپنے گھر سے نکل کر باہر گلیوں میں آ گیا' آج صحابہ کرام کو سرکار کا ظاہری زمانہ یاد آ گیا' پرانے زخم تازہ ہو گئے' ایسے لگ رہا تھا جیسے سرکار اب دنیا سے تشریف لے جا رہے ہیں' سرکار اب غلاموں سے جدا ہو رہے ہیں۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ

تو بیلی تے سب جگ بیلی تے اَن بیلی وی بیلی
سجناں باجھ محمد بخشا تے سنجی پئی اے حویلی

اِدھر صحابہ رو رہے ہیں اُدھر صحابیات رو رہی ہیں' چھوٹے چھوٹے بچے رو کر اپنی ماؤں سے پوچھتے ہیں: اماں! نبی پاک کا مؤذن حضرت بلال تو آ گئے ہیں اب سرکار کب تشریف لائیں گے؟ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جماعت کرانے تشریف لائیں گے؟

سرکار ہمیں اپنا دیدار کرانے آئیں گے؟ بچوں کی باتیں سن کر صحابیات کی چیخیں نکل گئیں۔ حضرات یہ صحابہ کا حال ہے' اُدھر حضرت بلال کا یہ حال ہے کہ جب آپ نے اشہدان محمد رسول اللہ پڑھا تو بند آنکھیں کھول کر مصلیٰ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو مصلے پر آمنہ کا لال نظر نہ آیا' آپ کے دل پر عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی چوٹ لگی کہ برداشت نہ کر سکے' جب حضرت بلال سرکار کی ظاہری زندگی میں اذان دیتے تو یہ کلمہ پڑھتے سرکار مصلے پر بیٹھے ہوتے' حضرت بلال زبان سے یہ رسالت کا کلمہ پڑھتے اور انگلی کا اشارہ سرکار کی طرف کرتے کہ لوگو! یہ سامنے اللہ تعالیٰ کا آخری رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہے' لیکن آج وہ منظر نظر نہ آیا' آج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مصلے پر نظر نہ آئے تو بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے' صحابہ دوڑے' حضرت بلال پر غشی کا عالم ہے' لوگوں نے منہ میں پانی ڈالا' بڑی مشکل سے ہوش آیا' پھر روتے روتے مدینہ شریف چھوڑ کر دمشق چلے گئے' پھر مدینہ شریف نہیں آئے۔

(تاریخ مدینہ ترجمہ جذب القلوب ص ۲۲۷۔۲۲۸' شرح حدائق بخشش ج ۸ ص ۱۱۱۔۱۱۲)

حضرت بلال پھر ساری زندگی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یاد کرتے تو آنکھوں سے آنسو آجاتے' جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ کی آنکھیں بند ہیں' آپ کی بیوی آپ کے پاس بیٹھی خاوند کی جدائی میں آنسو بہا رہی ہے' آپ کی اہلیہ کو پتہ چل گیا کہ حضرت بلال کا اب بچنا محال ہے' آپ کی زندگی کے آخری لمحات ہیں' آپ کی بیوی نے رو کر کہا: ''واحرباہ'' ہائے نی میری مصیبت' حضرت بلال نے جب یہ الفاظ سنے تو تڑپ گئے' آنکھیں کھول کر فرمایا: اے میری رفیقہ حیات! یہ کیا کر رہی ہو؟ عرض کی: سچ کہہ رہی ہوں آپ فوت ہو جائیں گے جدائی کے صدمے دے جائیں گے' میں اجڑ جاؤں گی' میرا گھر برباد ہو جائے گا' اس لیے کہہ رہی ہوں: ''واحرباہ'' ہائے نی میری مصیبت' سیدنا بلال نے سنا تو آنکھوں میں آنسو آگئے' رو کر فرمایا: اپنے الفاظ بدل لو' ''واحرباہ'' نہ کہو کہ ہائے نی میری مصیبت' بلکہ کہو' ''واطرباہ'' واہ نی میریاں

خوشیاں' حضرت بلال کی اہلیہ نے عرض کی: حضور! یہ کیوں کہوں؟ فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں گا لوگ مجھے قبر میں دفن کر دیں گے تو میری قبر میں نبیوں کا امام آ جائے گا' فاطمہ کا بابا آ جائے گا' حسنین کا نانا آ جائے گا' آمنہ کا لال آ جائے گا' دُکھیوں کا غم خوار آ جائے گا' میرا سوہنا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آ جائے گا' اے میری رفیقہ حیات! بتا یہ خوشی کی بات نہیں! یہ عید کا دن نہیں! (شفاء شریف ج ۲ ص ۶۳' مثنوی کی حکایات ص ۱۰۹)

لوکا مینوں آن ڈرایا تے رات قبر دی کالی
تے میں سُنیا اوتھے اُس نے اونا تے جھندے موڑھے کملی کالی

جب آپ فوت ہوئے تو آپ کو غسل دے کر کفن پہنا کر نمازِ جنازہ پڑھ کر دمشق کے قبرستان جامع صغیر میں آپ کو دفن کر دیا گیا' آج بھی آپ کا روضہ وہاں موجود ہے' لوگ فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔ حضرات توجہ فرمائیں! سرکار کے وصال پر صحابہ کتنے پریشان ہوئے' کتنے دُکھی ہوئے' کتنے غمگین ہوئے' سوچو! جب صحابہ کے دُکھ اور غم کا یہ عالم ہے تو سیّدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے غم کا کیا عالم ہوگا! کون فاطمہ جن کا میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دل کا ٹکڑا فرمایا تھا' جن کے آنے پر نبیوں کا امام کھڑا ہو جاتا تھا' جس کو سونگھ کر میرے نبی جنت کی خوشبو حاصل کیا کرتے تھے۔

سیّدہ فاطمہ کی کیفیت

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال مبارک ہوا تو سیّدہ فاطمہ کی جو کیفیت ہوئی' تاریخ بیان کرنے سے قاصر ہے' سیّدہ بے حال ہو گئیں' روتی تڑپتی اور بابے کو یاد کر کے کہتی: "یا ابتاہ اجابہ ربًا دعاہ" "اے پیارے ابو جی! آپ نے ہمیں چھوڑ کر اپنے رب عزوجل کا بلاوا قبول کر لیا" "یا ابتاہ من جنۃ الفردوس ماواہ" "اے ابو! آپ نے ہمیں چھوڑ کر جنت الفردوس میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا" "یا ابتاہ الی جبریل ننعاہ" "اے ابو جی! ہم آپ کی وفات پر جبریل علیہ السلام سے تعزیت کرتے ہیں' ان

سے اظہارِ افسوس کرتے ہیں' ابو جی! بتائیے آپ کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام وحی کس پر لے کر آئے گا؟ پھر سیدہ فاطمہ نے چہرہ آسمانوں کی طرف اُٹھایا اور عرض کی: اے خالق کائنات! اب تیری بندی کا دل اس دنیا میں نہیں لگتا' مولا کریم! جلدی اپنی کنیز فاطمہ کو اپنے محبوب کے قدموں میں پہنچا دے' اے خالق کائنات! جلدی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار کرا دے اور قیامت والے دن اپنے محبوب کی شفاعت عطاء فرمانا! حضرت انس فرماتے ہیں: جب ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبر انور میں دفن کر کے فارغ ہوئے تو میں سرکار کی جدائی میں روتے روتے خاتونِ جنت کے آستانے کے پاس سے گزرا تو سیدہ نے میری آواز سن کر پردے کے پیچھے سے آواز دی: اے دردوں کے ساتھ رونے والے! تو کون ہے؟ حضرت انس کی آہ نکل گئی' رو کر کہا: اے خاتونِ قیامت! میں تیرے ابو کا خادم انس بن مالک ہوں' سیّدہ نے فرمایا: بھائی انس! کہاں سے روتے آ رہے ہو؟ حضرت انس نے عرض کی: اے سیّدہ! آپ کے ابو کو قبر انور میں دفن کر کے آ رہے ہیں' سیّدہ فاطمہ نے سنا تو رو پڑی' رو کر فرمایا: ''یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا علیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم التراب'' اے انس! تمہارے دلوں نے یہ کیسے گوارا کر لیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جس پاک پر مٹی ڈالو۔

(مدارج النبوت ج ۲ ص ۴۳۳' مدارج النبوت ج ۳ ص ۵۰۷' بخاری شریف' مشکوٰۃ شریف' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۲۹۰۔ ۲۹۱' سیرت حلبیہ' المستدرک' کنز العمال' طبقات ابن سعد' روضۃ الشہداء ج ۱ ص ۲۵۵)

سیّدہ یہ بات کر کے بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑیں۔ حضرات سیّدہ کا سرکار کی جدائی میں رونا' اشعار پڑھنا' بے ہوش ہو جانا یہ بے صبری نہیں تھی بلکہ باپ کی جدائی کی بے چینی تھی' سرکار کی یاد میں رونا آپ کی محبت میں تڑپنا یہ بہت بڑی عبادت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ فرماتے ہیں: جو بندہ سرکار کے غم میں سرکار کی جدائی میں روئے گا' اس آنکھ کو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن جہنم میں داخل تو کیا جہنم کی آگ بھی

نہیں دیکھنے دے گا' یہ مسئلہ صرف صحابہ تک محدود نہیں بلکہ قیامت تک جو بھی مسلمان جو بھی مؤمن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یاد کر کے روئے گا' سرکار کی جدائی کے غم میں آنسو بہائے گا' اللہ تعالیٰ اس کو بھی جہنم سے محفوظ فرمالے گا۔ سبحان اللہ! حضرات سرکار کے غم میں رونا' سرکار کو یاد کر کے رونا' یہ ہر عاشق پر' ہر محب پر ضروری ہے کیونکہ سرکار کے وصال پر ساری کائنات روپڑی تھی اور قیامت تک سرکار کے نعرے مارنے نبی کے پیار میں روتے رہیں گے۔ (روضۃ الشہداء ج اص ۲۵۶)

ساری رات تڑپدیاں لنگھ جاندی اے غم دے مارے نہیں سوندے
جس رات نوں سوہنا چن نہ چڑھے اُس رات نوں تارے نہیں سوندے
دل تڑفے اکھ نہ لگدی اے سینہ سڑ کے جگر کباب ہویا
جس گھر دا مالک گھر نہ ہووے اُس گھر دے سارے نہیں سوندے

حضرات! دنیا میں بڑے بڑے دُکھی آئے ہیں اور قیامت تک آتے رہیں گے' بڑے بڑے رونے والے آئے ہیں اور قیامت تک آتے رہیں گے مگر محدثین کرام فرماتے ہیں کہ دنیا میں پانچ ہستیاں ایسی آئیں ہیں کہ جتنا وہ روئے ہیں شاید اتنا کوئی نہ روئے: (۱) حضرت آدم علیہ السلام جب آپ جنت سے نکالے گئے تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے تین سو سال روتے رہے اتنا روئے کہ آپ کے آنسوؤں میں کشتی چل سکتی تھی (۲) حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے کے غم میں' حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کی جدائی میں اسی (۸۰) سال روتے رہے' روتے روتے آنکھوں کا نور چلا گیا (۳) حضرت یوسف علیہ السلام اپنے ابو کے غم میں' حضرت یوسف علیہ السلام جب قید خانے میں درد کے ساتھ روتے تو سارے قیدی بھی بے ساختہ رونے لگ جاتے' رورو کر قیدیوں کا برا حال ہو جاتا' آخر کار قیدیوں نے مصر کے وزیر اعظم سے درخواست کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کوئی الگ کمرہ الاٹ کیا جائے کیونکہ آپ کے رونے سے سارے قیدی بڑے پریشان ہیں' مصر کے وزیر اعظم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو

الگ کمرہ دیا' آپ وہاں بھی دن رات ابو کے غم میں ابو کی جدائی میں روتے تھے (۴) سیّدہ طیبہ طاہرہ خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غم میں اس قدر روتیں کہ مدینہ شریف کے درودیوار بھی رونے لگ جاتے' عرش کے فرشتے بھی روتے کیونکہ

یہ ہنستی تھی تو فطرت بے خودی میں مسکراتی تھی
یہ روتی تھی تو ساری کائنات روتی تھی

جب سیّدہ فاطمہ روتی تو سارے صحابہ ساری صحابیات رو پڑتی' شجر و حجر رونے لگ جاتے' سیّدہ ہر وقت ابو جی ابو جی کے نعرے لگاتی' ایک دن مدینہ پاک کے چند صحابہ نے حضرت علی سے عرض کیا کہ مولا! سیّدہ بڑے درد کے ساتھ روتی ہے' ان کو کہو کہ اتنا درد سے نہ رویا کرے کیونکہ ان کے رونے سے لگتا ہے کہ پوری کائنات رو رہی ہے' مولا علی نے گھر جا کر کہا: فاطمہ! تیرے بابے کے صحابہ یہ کہہ رہے ہیں' سیّدہ فاطمہ نے عرض کی: مولا! میں کیا کروں! میرے بس کی بات نہیں' میں بڑی کوشش کرتی ہوں کہ میں نہ روؤں لیکن اچانک بابا میرے سامنے آ جاتے ہیں' میں بے ساختہ ہو کر بابا کے نعرے لگاتی ہوں' مولا علی نے فرمایا: سیّدہ! آپ ٹھیک کہتی ہیں لیکن پھر بھی رونے پر کچھ کنٹرول کرو' ہم نہیں چاہتے کہ ہماری وجہ سے کسی کو تکلیف ہو' سیّدہ فاطمہ نے مولا علی سے عرض کی: آقا! آپ پریشان نہ ہوں' مجھے اب رونا آیا تو میں مدینہ شریف چھوڑ کر چچا امیر حمزہ کے مزار پر جا کر رو لیا کروں گی (۵) پیر سجاد' آپ واقعہ کربلا کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے' ان چالیس سالوں میں ایک بار بھی کسی نے آپ کو ہنستے نہیں دیکھا' جب آپ کے سامنے کھانا لایا جاتا تو آپ کے آنسوؤں سے وہ کھانا بھیگ جاتا تھا' ایک دن آپ کے غلام افلح نے عرض کی: حضور! آپ اتنا نہ رویا کریں مجھے تو ڈر لگتا ہے کہ کہیں روتے روتے آپ کا وصال ہی نہ ہو جائے' پیر سجاد نے فرمایا: افلح! میں تمہیں کیا بتاؤں جب مجھے کربلا کا خونی میدان یاد آتا ہے کہ کس طرح یزیدی ظالموں نے میرے بھائیوں پر' میرے

رشتے داروں پر' میرے خاندان والوں پر' میرے ابو پر تیر نیزے برچھے برسائے' پھر کس طرح ان کے سروں کو کاٹ کر نیزوں پر چڑھایا' پھر کس طرح ابن زیاد اور یزید نے میرے ابو کے سر کی توہین کی تو آنسوؤں کا سیلاب شروع ہو جاتا ہے' آنسو رکتے نہیں' افلح ابھی تو میں بڑا کنٹرول کرتا ہوں' اگر میں مکمل رووٴں غم کے ساتھ تو مجھے کوئی بندہ دیکھ بھی نہ سکے۔ محمد اعظم چشتی مرحوم فرماتے ہیں کہ

چھڈ دے بے درداں دی یاری تے متاں ہو جاوی دل کالا
ایس کولوں تنہائی چنگی تے جہڑی بخشے نور اجالا
اُوہ کی غم دی بولی سمجھے تے جہڑا خوشیاں دا متوالا
درد منداں رمزاں اعظم کوئی سمجھے درداں والا

(روضۃ الشہداء ج ۱ ص ۳۰۷۔۳۰۹)

حضرات! تو عرض یہ کر رہا تھا کہ سیّدہ فاطمہ بابے کے غم میں دن رات روتی' بابا بابا کے نعرے لگاتی' ایک دن مولا علی نے فرمایا: فاطمہ! اتنا نہ رویا کر' تمہیں یاد ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ظاہری زندگی میں تمہیں فرمایا تھا: فاطمہ! میرا وصال ہو جائے تو بے صبری نہ کرنا' صبر کرنا۔ سیّدہ بابے کی وصیت سن کر خاموش ہو گئی' عرض کی: مولا! میں خاموش ہو جاتی ہوں لیکن رات کو جب دنیا سو جائے' مجھے بابے کے روضہ پر لے جانا' شاید بابے کا روضہ دیکھ کر کچھ سکون آ جائے' مولا علی نے فرمایا: سیّدہ! فکر نہ کرو انشاء اللہ رات کو ضرور میں آپ کو سرکار کے روضہ پر لے جاؤں گا' شام ہو گئی' عشاء کی نماز پڑھ کر دنیا گھروں کی طرف چلی گئی' مسجد نبوی خالی ہو گئی' مولا علی کافی دیر سرکار کے روضہ کے پاس بیٹھ کر درود و سلام پڑھتے رہے' جب آدھی رات ہوئی' مولا علی گھر تشریف لائے' آپ نے کیا دیکھا کہ سیّدہ مصلے پر بیٹھے ذکر الٰہی کرتے کرتے بابے کی محبت میں آ کر بابے کی یاد میں آ کر بے ہوش ہو کے پڑی ہوئی ہے' مولا علی نے سیّدہ کے چہرۂ انور پر پانی چھڑکا' سیّدہ ہوش میں آ گئی' کیا دیکھا کہ مولا علی پاس بیٹھے ہیں' خاتونِ قیامت نے

عرض کی: مولا! رات کتنی گزر چکی ہے؟ فرمایا: آدھی رات ہوئی ہے' عرض کی: پھر مجھے بابے کے روضہ پر نہیں لے جانا' فرمایا: اسی لیے تو آیا ہوں کہ آپ کو سرکار کے روضہ پر لے جاؤں' جلدی کرو' تیاری کرو لیکن خیال کرنا رونا نہیں' کہیں مدینہ شریف کے لوگ جاگ نہ جائیں۔ سیّدہ اُٹھیں لیکن کمزوری کی وجہ سے اُٹھ نہ سکیں' مولا علی نے ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا' سیّدہ نے سر پر چادر تطہیر رکھی' مولا علی نے ہاتھ پکڑا' سیّدہ کو ساتھ لے کر چل پڑے۔ حضرات یہ وہ سیّدہ فاطمہ تھیں جو سرکار کی ظاہری زندگی میں بابے سے ملنے آتی تو میرا نبی محبت کی وجہ سے بیٹی کے پیار میں اُٹھ کے کھڑا ہو جاتا تھا' لیکن افسوس آج سیّدہ فاطمہ اُسی پیارے بابے کے گھر نہیں مزار پر ملنے جا رہی تھی' سیّدہ فاطمہ جب بابے کے مزار پر آئی تو روضہ انور کو دیکھ کر برداشت نہ کر سکی' بے ہوش ہو کر گر پڑی' کافی دیر تک بے ہوش پڑی رہی' جب ہوش آیا تو آہیں بھرنے لگیں' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے کہنے لگی: ابو! دیکھو آپ کے روضہ پر کون آیا ہے' دیکھو آپ کی بیٹی فاطمہ آئی ہے' کون فاطمہ جس کو آپ سونگھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: فاطمہ! مجھے تیرے جسم سے جنت کی خوشبو آتی ہے' ابو! میں آتی تھی آپ جتنے بھی مصروف ہوتے میری محبت میں اُٹھ کر کھڑے ہو جاتے' پھر آپ میرے ماتھے کو چومتے' بوسے دیتے' پھر فرماتے کہ فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے' ابو جی! آج آپ کی دُکھی بیٹی مغموم بیٹی آپ کے روضہ پر آئی ہے تو میرے ساتھ بات بھی نہیں کرتے' بیٹی کو مرحبا بھی نہیں کہتے' بیٹی کو خوش آمدید بھی نہیں کہتے' بابا جی! دیکھو آپ کے بعد آپ کی بیٹی کا کیا حشر ہوا ہے' بابا! مجھے یہ دنیا اب اچھی نہیں لگتی' بابا! بیٹی کو قدموں میں بلا لو' کیونکہ

ہجر فراق تہاڈے بابا تے مار مکایا مینوں
باجھ تساڈے حالت دل دی تے آکھ سناواں کس نوں
دن تے رات فراق تُساں وچہ تے ہر دم روندی رہندی
تسبیح نام تُساں دی بابا تے پڑھدی اٹھدی بہندی

پھر سے سیّدہ فاطمہ نے سرکار کو روکر عرض کیا: ''یا خیر الخلق اللّٰہ مالک والتراب'' اے ساری کائنات سے اعلیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ قبر میں جلوہ فرما ہیں، بابا! آپ کو مٹی سے کیا تعلق ہے۔ اتنا کہہ کر باپ کے روضہ سے چمٹ گئیں اور چومنے لگیں، پھر سرکار کے روضہ سے مٹی اُٹھا کر اپنے چہرے پر ملی، پھر اتنا درد سے روئیں کہ مولا علی بھی رو پڑے، ستر ہزار فرشتے جو سرکار کی بارگاہ میں سلامی کے لیے حاضر تھے، وہ بھی رو پڑے، پھر مٹی مبارک سونگھ کر کہا: ''ماذا علی من شم تربت احمد ان لا یشم مدی الزمان غوالیا'' بابا آپ کے روضہ کی مٹی سے کتنی پیاری خوشبو آ رہی ہے پیارے ابو! جو بندہ ایک مرتبہ آپ کے روضہ کی مٹی سونگھ لے، پھر ساری زندگی اسے کستوری سونگھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ جو خوشبو آپ کے روضہ کی مٹی میں ہے، وہ خوشبو عنبر اور کستوری میں کہاں ہے، پھر رو کر کہا: ''حبت علی مصائب لو انها حبت علی الایام حرن لیالیا'' بابا آپ کی وفات کے بعد مجھ پر اتنی مصیبتیں اتنی پریشانیاں آئی ہیں، اگر یہ مصیبتیں دنوں پر آتی تو دن پریشانی کی وجہ سے کالی رات کی طرح ہو جاتے۔

(روضۃ الشہداء ج ا ص ۳۰۵۔۳۰۷، نور الابصار ج ا ص ۱۰۹، زرقانی شریف ج ۸ ص ۲۹۳، سفینہ نوح ج ۲ ص ۴۵۔۴۷، مدارج النبوت ج ۲ ص ۵۲۷)

حضرات! آپ سیرتِ سیّدہ فاطمہ کا مطالعہ کر کے دیکھیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد حسنین کریمین کی امی جان چھ مہینہ زندہ رہیں، ان چھ مہینوں میں کسی عورت نے سیّدہ فاطمہ کو مسکراتے نہیں دیکھا، بلکہ دن رات باپ کے غم میں روتی بابا بابا کے نعرے لگاتی۔ سیّدہ فاطمہ نے باپ کے غم میں کھانا پینا چھوڑ دیا، اس وجہ سے آپ بہت زیادہ کمزور ہو گئیں، مسلسل رونے سے جسم میں ہر وقت بخار رہنے لگا، گھر کا کام ایسے ہی پڑا رہتا۔ امیر المؤمنین صدیق اکبر ایک دن سیّدہ فاطمہ کی تیمارداری کے لیے تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ سیّدہ باپ کے غم میں رو رو کر کمزور ہو چکی ہیں، ہر وقت بخار کی کیفیت رہتی ہے، گھر میں کام کرنے والا کوئی نہیں، کھانا پکانے والا کوئی نہیں، بچے اور بچیاں چھوٹے

ہیں' صدیق اکبر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے' آپ تیمارداری کرنے کے بعد گھر تشریف
لے گئے' آپ نے اپنی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس کو بلایا: اسماء' عرض کی: جی حضور! فرمایا:
آج میں نے سیّدہ فاطمہ کی حالت دیکھی ہے' آپ بہت زیادہ کمزور ہو چکی ہیں' ہر وقت
بابے کے غم میں روتی رہتی ہیں' بخار سے جسم میں نقاہت آ چکی ہے' سیّدہ کے بچوں کو کھانا پکا
کر بھی دینے والا کوئی نہیں' تم ایسے کرو اپنا گھر چھوڑ کر سیّدہ فاطمہ کے گھر چلی جاؤ' سیّدہ کی
خدمت کرو' ان کے بچوں کی خدمت کرو' گھر کی صفائی کرو' برتن صاف کرو' گھر والوں کو کھانا
پکا کر دو' جب تک سیّدہ ٹھیک نہیں ہو جاتی تم نے گھر نہیں آنا۔ سبحان اللہ! صدقے جاؤں
صدیق تیری عظمت اور شان پر! آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی اور سرکار کے
گھرانے سے کتنا پیار ہے' سیّدہ فاطمہ کی خدمت کے لیے کوئی لونڈی نہیں بھیجی کوئی کنیز
نہیں بھیجی حالانکہ آپ امیر المومنین تھے' پوری دنیا کے مسلمانوں کے متفقہ خلیفہ اور سربراہ
تھے' آپ چاہتے تو کسی نوکرانی کی ڈیوٹی لگا دیتے کہ جاؤ مولا علی کے گھر جا کر خدمت کرو
لیکن ناں صدیق اکبر نے لونڈی اور نوکرانی نہیں بھیجی بلکہ اپنی بیوی بھیجی' کیوں؟ اس لیے
کہ صدیق اکبر مومنوں کو سرکار کے غلاموں کو بتانا چاہتے تھے کہ لوگو! میں آلِ نبی اولادِ علی کا
دشمن نہیں ہوں بلکہ خیر خواہ ہوں' میں بھی نبی کے گھرانے کا غلام ہوں' میری بیوی بچے بھی
سرکار کے گھرانے کے غلام ہیں۔ حضرات ایمان داری سے بتانا اگر صدیق اکبر سیّدہ فاطمہ
سے عداوت رکھتے' مولا علی سے وَیر رکھتے تو اپنی بیوی کو خدمت کے لیے بھیجتے؟ نہیں!
حضرات آج کوئی محلہ کا کونسلر بن جائے' وہ اپنی بیوی دشمن کے گھر خدمت کے لیے نہیں
بھیجتا' صدیق اکبر تو پوری دنیا کے سلطان تھے' انہوں نے کیسے اپنی بیوی دشمنوں کے گھر بھیج
دی' کتنے بدنصیب ہیں وہ مولوی' وہ مجتہد' وہ ذاکر جو امام باڑوں میں ہو کر صدیق اکبر پر تبرا
کرتے ہیں' آپ کی بارگاہ میں گستاخیاں اور بے ادبیاں کرتے ہیں' کہتے ہیں: صدیق
اکبر' سیّدہ فاطمہ کا حق وراثت کھا گئے' آپ کو دھکے دے کر دربار سے نکال دیا' آپ پر اور
مولا علی پر بڑے ظلم کرتے رہے۔ حضرات! مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم ہے جتنا پیار جتنی

محبت صحابہ کرام اور صدیق اکبر نے آلِ نبی اولادِ علی سے کی' اتنی محبت نہ کوئی ملنگ کر سکا ہے اور نہ قیامت تک کوئی ذاکر اور مجتہد کر سکے گا' صحابہ آلِ نبی اولادِ علی سے پیار کرتے بھی کیوں ناں' اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں خود اعلان فرمایا دیا: ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ''لوگو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کافروں پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے بڑا پیار کرتے ہیں۔ حضرات! قرآن کہتا ہے کہ ان کا آپس میں پیار تھا' ہم کیسے مان جائیں وہ آپس میں دشمن تھے' انسان جھوٹا ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کا قرآن جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ تو عرض یہ کر رہا تھا کہ صدیق اکبر نے اپنی بیوی حضرت اسماء کو سیّدہ فاطمہ کے لیے ان کے گھر بھیج دیا کہ اسماء جاؤ! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بچی کی طبیعت خراب ہے' ان کے گھر جا کر ان کی خدمت کرو' حسنین کریمین' سیّدہ زینب' سیّدہ اُم کلثوم کی خدمت کرو' ان کو کھانا پکا کر دو' ان کے گھر کی صفائی کرو' اسماء ان کی خدمت سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوگا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بھی خوش ہوگی۔ سیدہ اسماء صدیق اکبر کا حکم سن کے سیّدہ فاطمہ کے گھر تشریف لائیں' سارے گھر والوں کی خدمت کرنی شروع کر دی' سیّدہ فاطمہ بڑی خوش ہوئیں کہ صدیق اکبر کا بھلا ہو' جنہوں نے ہماری خدمت کے لیے لونڈی نہیں بھیجی کنیز نہیں بھیجی بلکہ اپنی بیوی بھیجی' ایک دن مولا علی گھر تشریف لائے' رمضان شریف کا مہینہ چاند کی دو تاریخ' ہجرت کا گیارھواں سال' آپ نے کیا دیکھا کہ سیّدہ فاطمہ بالکل ٹھیک ہیں' ایسے لگتا ہے سیّدہ بیمار ہوئی ہی نہیں تھی' کبھی آپ کو کوئی دُکھ اور غم آیا ہی نہیں تھا' مولا علی بڑے حیران ہوئے کہ سیّدہ فاطمہ اچانک ٹھیک کیسے ہوگئی ہیں' آپ چارپائی پر بیٹھ گئے' مولا علی نے دیکھا: سیّدہ سارے بچوں کو نہلا دھلا رہی ہے' پھر اچھے اچھے کپڑے پہنا رہی ہے' بیٹی زینب اور بیٹی اُم کلثوم کو تیار کر رہی ہیں' امام حسن اور امام حسین کو سرمہ اور کنگھی کر رہی ہیں' پھر خود آٹا گوندھا پھر روٹیاں پکائیں' مولا علی یہ منظر دیکھ کر حیران ہوتے رہے' جب سیّدہ فاطمہ سارے گھر کے کام سے فارغ

ہوئیں تو اب آپ مولا علی کی خدمت میں حاضر ہوئیں' مولا علی کا ہاتھ چوم کر عرض کی: حضور! آپ حیران ہو کر مجھے کیوں دیکھ رہے ہیں؟ مولا علی نے فرمایا: سیّدہ! آج چھ ماہ ہو گئے ہیں' میں ہر روز دیکھتا رہا ہوں کہ آپ کبھی روتی ہیں' کبھی بے ہوش ہو جاتی ہیں' آپ کو کھانا پینا بھولا ہوا تھا' گھر کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں تھی' آج حیران ہوں کہ یہ انقلاب کیسے آ گیا ہے' یہ تبدیلی کس طرح آ گئی ہے کہ کھانا بھی خود پکا رہی ہو' بچوں کو تیار بھی خود کر رہی ہو' سیّدہ فاطمہ نے سنا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے' رو کر کہا: اے تاجدار ھل اتیٰ! اے شیر خدا عزوجل! میں یہ کام اس لیے خود کر رہی ہوں کہ میری اور آپ کی جدائی کا وقت قریب آ گیا ہے' اب میں اور آپ ہمیشہ کے لیے جدا ہونے والے ہیں' اب ملاپ اور وصال کے دن ختم ہونے والے ہیں' مولا علی نے سیّدہ کی یہ باتیں سنیں تو آنکھوں میں آنسو آ گئے' فرمایا: فاطمہ! یہ کیا کہہ رہی ہو؟ عرض کی: میرے آقا! میں صحیح کہہ رہی ہوں اب میں آپ کو چھوڑ کر اپنے پیارے ابو ﷺ کے پاس جا رہی ہوں' اب میں دنیا چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں جا رہی ہوں' مولا علی نے فرمایا: سیّدہ یہ باتیں کیوں کر رہی ہو! تمہیں پتہ کیسے چلا ہے کہ ہماری جدائی کا وقت قریب آ گیا ہے؟ سیّدہ فاطمہ نے فرمایا: یا علی! آج گزشتہ رات میں مصلے پر بیٹھی بابے پر درود و سلام پڑھ رہی تھی کہ اچانک مصلے پر بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی' میں نے خواب میں کیا دیکھا کہ میرے پیارے ابو ایک بہت اونچی پہاڑی پر کھڑے ہیں اور چاروں طرف نظر مبارک کر کے دیکھ رہے ہیں' ایسے لگتا ہے کسی کا انتظار کر رہے ہیں' میں نے ابو کو دیکھ کر آواز ماری: ابو جی! ابو جی! آپ کہاں چلے گئے ہیں؟ ابو جی! میں تو آپ کی جدائی میں رو رو کر بے حال ہو گئی ہوں' میں تو دن رات ابو ابو کے نعرے مارتی ہوں' میں تو آپ کو ملنے کے لیے بڑی بے قرار ہوں' ابو! آپ مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے ہیں' یا علی! جب میں نے رو رو کے ابو جی ابو جی کر کے پکارا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے قریب تشریف لائے' مجھے دلاسہ دے کر فرمایا: بیٹی! رو نہیں صبر کر' میں تیرا ہی انتظار کر رہا ہوں' بیٹی! اب جدائی کا وقت ختم ہو گیا ہے' بیٹی! تیرا ابو تجھے لینے کے لیے آیا ہے'

بیٹی! اب میں تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گا۔ سیّدہ نے عرض کی: ابو! میں کس وقت آپ کے پاس آؤں گی؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بیٹی! اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تُو کل میرے پاس آ جائے گی' حضور سرکار یہ بات کر کے آنکھوں سے غائب ہو گئے' جب میری آنکھ کھلی تو ابو تو نہیں تھے مگر ابو کی خوشبو گھر میں پھیلی ہوئی تھی' حضور! ایسے لگتا ہے میں تین رمضان کو فوت ہو جاؤں گی' یہی وجہ ہے کہ میں بچوں کو تیار کر رہی ہوں' شاید میرے بعد میرے بچوں کو کوئی تیار بھی کرے گا کہ نہیں' کوئی میرے شہزادوں کے کپڑے بھی دھوئے گا کہ نہیں! حسن و حسین کے سروں میں کوئی کنگھی بھی کرے گا کہ نہیں' کھانا اس لیے پکایا ہے کہ آپ میرے کفن دفن میں مصروف ہوں گے تو اُس بھیڑ میں میرے بچے بھوکے نہ رہ جائیں۔ مولا علی نے جب یہ باتیں سنیں تو رو کر فرمایا: فاطمہ! ابھی تو آپ کے باپ کی جدائی والے زخم نہیں بھرے' تو بھی علی کو چھوڑنے کی تیاری کر رہی ہے۔ سیّدہ نے مولا علی کے ہاتھ پکڑ کر عرض کی: مولا! موت برحق ہے' موت سے کوئی نہیں بچ سکتا' میرا بھی وقت آ گیا ہے لیکن یا علی میرے ساتھ وعدہ کرو میں فوت ہو جاؤں تو رونا نہیں بلکہ صبر کرنا کیونکہ آپ کے رونے سے میرے شہزادے بھی رو پڑیں گے' اگر حسنین کریمین رو پڑے تو فاطمہ کی روح بے قرار ہو جائے گی' مولا! جب میں فوت ہو جاؤں تو میری طرف سے اجازت ہے آپ بے شک دوسری شادی کر لیں مگر خدا عزوجل کے لیے میرے بچوں کا خاص خیال رکھنا' ان کو رونے نہ دینا' یہ نہ ہو کہ یہ یتیموں کی طرح مدینہ شریف کی گلیوں میں پھرتے رہیں' انہیں چپ کرانے والا اور دلاسہ دینے والا بھی کوئی نہ ہو۔ پھر سیّدہ فاطمہ نے امام حسن اور امام حسین سے فرمایا: بیٹا! جاؤ ذرا جنت البقیع میں اپنے بزرگوں کی زیارت کر آؤ' ان کی روح کو ثواب کے تحفے پہنچا آؤ۔ حسنین کریمین چلے گئے' سیّدہ نے حضرت اسماء سے فرمایا: اسماء! عرض کی: جی بی بی جی! فرمایا: جب میرے بچے آئیں اگر روزہ افطار کا وقت ہو جائے پہلے ان کو کھانا دینا پھر میرے کمرے میں آنے دینا' عرض کی: ٹھیک ہے بی بی جی' کچھ دیر بعد حسنین کریمین گھر تشریف لائے' حضرت اسماء نے بچوں کو پیار کیا اور

عرض کیا: بیٹا! بیٹھو کھانا کھالو حسنین کریمین نے فرمایا: خالہ! آپ جانتی ہیں ہم امی جان کے بغیر کھانا نہیں کھاتے' کیا بات ہے کہ آپ ہمیں اکیلے کھانا کیوں کھلوانا چاہتی ہیں' ہماری امی کی تو خیر ہے؟ حضرت اسماء نے عرض کی: بیٹا! آپ کی امی کی طبیعت خراب ہے اس لیے شاید وہ کھانا نہ کھائیں' آپ کھالیں۔ حسنین کریمین نے فرمایا: خالہ! صحیح کہتی ہو لیکن ہم امی کے بغیر کھانا نہیں کھائیں گے' یہ بات کر کے شہزادے کمرے میں چلے گئے' کیا دیکھا کہ سیّدہ فاطمہ چارپائی پر لیٹی ہوئی ہیں' مولا علی سیّدہ کو تسلیاں دے رہے ہیں' سیّدہ فاطمہ نے جب حسنین کریمین کو دیکھا تو آپ نے حضرت علی سے عرض کی: حضور! آپ شہزادوں کو فرمائیں کہ یہ نانے کے روضہ پر چلے جائیں تاکہ میں آپ سے آخری چند باتیں آپ سے کرلوں۔ مولا علی نے فرمایا: بیٹا! عرض کی: جی ابو جی! فرمایا: بیٹا! تمہاری امی جان کی طبیعت خراب ہے لہٰذا تم نانے جان کے روضہ پر جاؤ' زیارت بھی کر آؤ' امی کے لیے دعا بھی کرو' اللہ تعالیٰ ہماری امی کو صحت عطاء فرمائے۔ حسنین کریمین چلے گئے' مولا علی سیّدہ کے پاس بیٹھے ہیں' سیّدہ نے رو کر فرمایا: مولا! میں چند وصیتیں کرنا چاہتی ہوں' امید ہے شیر خدا عزوجل میری وصیتوں پر عمل ضرور کریں گے' مولا علی کے آنسو نکل آئے' سیّدہ کا سر اپنی گودی میں رکھ کر فرمایا: اے خاتونِ قیامت! دل چھوٹا نہ کر' رو نہیں بات کرو' آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟ سیّدہ فاطمہ نے عرض کی: حضور! میری پہلی وصیت یہ ہے کہ میں آپ کی زوجہ ہوں آپ میرے شوہر ہیں' خاوند کے بڑے حقوق ہوتے ہیں ہوسکتا ہے کہ زندگی میں میں نے آپ کی کوئی بات پوری کرنے میں دیر کی ہو یا میری کسی بات سے آپ کو تکلیف پہنچی ہو تو خدا عزوجل کے لیے مجھے اس کی معاف دے دینا' حضرت علی نے رو کر فرمایا: فاطمہ! کیا کر رہی ہو [illegible] مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! آپ جنتی عورتوں کی سردار ہیں' اللہ تعالیٰ کے حبیب کی لختِ جگر ہیں' جیسے آپ نے میرے گھر سوکھی گیلی کھا کر گزارا کیا ہے میں آپ کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتا' آپ کو میرے گھر کھانے کو کبھی ملا کبھی نہ ملا' آپ نے کبھی شکوہ نہیں کیا' آپ جیسی مجسمہ باوفا بیوی سے بھلا کون ناراض ہوسکتا ہے' سیّدہ

نے عرض کی: میرے مولا! میری دوسری وصیت یہ ہے کہ میرے بچوں سے ہمیشہ پیار کرنا' اگر میرے بچوں سے کبھی کوئی گستاخی ہو جائے تو معاف کر دینا' مولا علی نے فرمایا: فاطمہ! فکر نہ کرو' تیرے بچوں سے مثالی پیار کروں گا' سیّدہ نے عرض کی: حضور! میری تیسری وصیت یہ ہے کہ جس طرح مجھے زندگی میں کبھی کسی غیر محرم نے نہیں دیکھا بعد وفات کے بھی میرے جنازے پر کسی غیر محرم کی نظر نہ جائے' لہٰذا میں فوت ہو جاؤں تو رات کو میرا جنازہ اُٹھانا' حضور! میری چوتھی گزارش یہ ہے کہ جب مجھے قبر میں دفن کر دو تو مجھے بھول نہ جانا کبھی کبھی فاطمہ کی قبر پر ضرور چکر لگانا' حضور! جب آپ میری قبر پر آیا کریں گے' آپ نگاہِ ولایت سے دیکھنا کہ میری روح قبر میں سے اُٹھ کر آپ کا استقبال کیا کرے گی۔

جے کئی سالاں بعدوں سجناں تے توں قبرے تے پاویں پھیرا
تے قبر دے وچوں ہڈیاں اٹھ کے تے کرسن مُجرا تیرا

مولا علی سن کر زار و قطار رونے لگے' فرمایا: فاطمہ! تو کبھی کی بات کرتی ہے' اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہر روز میں تیرے مزار پر آیا کروں گا' سیّدہ نے مولا علی کا ہاتھ چوم کر عرض کی: حضور! مجھے آپ سے یہی اُمید ہے' مولا علی نے فرمایا: فاطمہ! چند باتیں میں بھی کرنا چاہتا ہوں' اگر اجازت دو تو کر لوں؟ سیّدہ نے عرض کی: مولا! ضرور فرمائیں' مولا علی نے فرمایا: فاطمہ پہلی بات یہ ہے کہ تو میری بیوی ہے' میرا تیرا خاوند ہوں' ہو سکتا ہے کہ خاوند ہونے کے ناطے میں نے تیرے ساتھ کبھی زیادتی بھی کی ہو یا تیرے حقوق میں کوئی کمی بھی رہ گئی ہو' بابے کے صدقے مجھے دنیا میں ہی معاف کر دو' سیّدہ نے عرض کی: حضور! آپ نے ساری زندگی میرے ساتھ اتنا پیار کیا ہے' اتنی محبت کی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ مولا علی نے فرمایا: فاطمہ! میری دوسری بات یہ ہے کہ جب قبر میں جاؤ تو ضرور تیری قبر میں اللہ تعالیٰ کا حبیب آئے گا' آپ کی بابے کے ساتھ ملاقات ہو گی تو بابے کو میرا سلام عرض کرنا اور میری طرف سے کہنا کہ حضور دُکھی اور مغموم علی کا سلام قبول فرمایئے' میری تیسری بات یہ ہے کہ بابے سے میری کوئی شکایت نہ کرنا۔ سیّدہ نے عرض کی: حضور!

آپ پریشان نہ ہوں شکایت نہیں بلکہ آپ کی تعریف کروں گی۔

مرنا مرنا ہر کوئی آکھے تے میں وی اک دن مرنا
مرن توں پہلے جے ملے نہ سوہنا تے اس مرنے نوں کیہ کرنا
اک گل رکھنا یاد میری تے میرا جس دن ہووے مرنا
سب کچھ کرنا کر کے یارو تے میرا منہ روض ول کرنا
وقت اخیری سوہنے دا دیدار ہے اکھیاں کرنا
دید ظہوری جے ہووے تے فیر مرنے توں کیہ ڈرنا

ابھی سیدہ فاطمہ اور مولا علی آپس میں ایک دوسرے کو وصیتیں کر ہی رہے تھے کہ حسنین کریمین روتے روتے گھر میں داخل ہوئے' مولا علی اُٹھے دونوں شہزادوں کو اُٹھا کر سینے سے لگا لیا' فرمایا: بیٹا! کیا بات ہے' اتنا درد سے کیوں رو رہے ہو؟ عرض کی: ابو! پہلے یہ بتایئے کہ ہماری امی کی تو خیر ہے؟ فرمایا: بیٹا! یہ بات کیوں پوچھ رہے ہو؟ عرض کی: ابو! جب ہم نانے کے روضہ پر زیارت کے لیے پہنچے تو ہمارے کانوں میں کسی کی آواز آئی کہ وہ دیکھو فاطمہ کے یتیم آ گئے ہیں' پھر کسی نے کہا کہ وہ دیکھو قیامت کے شفیع آ گئے ہیں' پھر آواز آئی: وہ دیکھو میرے جگر کے ٹکڑے آ گئے ہیں۔ ابو! یہ آوازیں سن کر ہم بڑے حیران ہوئے کہ یہ کون ہے آوازیں مارنے والا' تو غیب سے آواز آئی: اے حسنین کریمین! پہلی آواز ابراہیم علیہ السلام کی تھی' دوسری آواز حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تھی' تیسری آواز تمہارے نانے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی' ابو یہ آوازیں سن کر جب ہم نانے کے روضے پر پہنچے تو ہم نے نانے کے روضہ پر کھڑے ہو کر درود وسلام کے تحفے پیش کیے تو نانے کے روضے سے آواز آئی: اے حسنین کریمین! اے میری آنکھوں کے چین! جلدی جاؤ اپنی امی جان کا آخری بار جی بھر کے دیدار کر لو اور اپنی امی کو میری طرف سے پیغام دے دو کہ تیاری کر لے' تمہیں نبیوں کا امام نبیوں کے ساتھ لینے آ رہا ہے' یہ بات کر کے شہزادے زمین پر لیٹنے لگے اور کہنے لگے: امی جان! آنکھیں

کھولو! آخری بار اپنے یتیم شہزادوں کو سینے سے لگا لو' سیدہ نے سنا تو اُٹھ کر بیٹھ گئی' دونوں کو سینے سے لگا کر چومتی بھی جاتی ہے اور روتی بھی جاتی ہے۔

(روضۃ الشہداء ج ا ص ۳۱۰_۳۲۰)

پھر سیدہ نے امام حسین کا چہرہ چوم کر فرمایا: بیٹا حسین! میں نے تجھے بڑے نازوں سے پالا ہے' بیٹا! تیرا بھائی تجھ سے بڑا ہے اس کا احترام کرنا' اس کا ہمیشہ ادب کرنا' بیٹا حسین! مجھے پتہ ہے تو دین کی بقاء کی خاطر ایک دن مدینہ شریف چھوڑ کر کربلا کے ریگستان میں ڈیرہ لگائے گا' بیٹا! وہاں اکبر کے جسم پر تیروں کی بارش ہوگی' اصغر کے حلق پر تیر لگے گا' عون محمد کی لاشوں پر گھوڑے دوڑیں گے' عابد کے پاؤں میں زنجیر پہنائیں جائیں گے' میری بیٹی زینب شام تک قیدی بن کے جائے گی' بیٹا! پھر تیرا بھی سر نیزے پر چڑھ جائے گا' بیٹا! تو نے دین کو بچانے کے لیے بڑے پرچے دینے ہیں' بیٹا! ان تمام پرچوں میں ثابت قدم رہنا' نیزے کی نوک پر چڑھ جانا مگر قرآن سے دور نہ ہونا' جب مدینہ شریف سے جانے لگنا تو نانے کے روضہ پر سلام عرض کر کے میری بھی قبر پر فاتحہ پڑھ کے مدینہ شریف چھوڑنا' بیٹا پریشان نہ ہونا گھبرانا نہیں' جب تو کربلا میں گھوڑے سے شہید ہو کر نیچے گرنے لگے تو تیری ماں تجھے گودی میں اٹھا کر سینے سے لگا لے گی' پھر سیدہ نے فرمایا: زینب! عرض کی: جی امی جی! فرمایا: بیٹی! میرے بعد اپنے بھائیوں کو اُداس نہ ہونے دینا' مدینہ چھوڑ دینا مکہ چھوڑ دینا مگر بھائی حسین کا دامن نہ چھوڑنا' بیٹی! میں دیکھ رہی ہوں کہ تیری جوڑی دین کی خاطر میدانِ کربلا میں شہید ہو جائے گی' بیٹی! اپنے بچے قربان کرا کے بے صبری نہ کرنا بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا کہ اس نے تیرے بچوں کی قربانی اپنی بارگاہ میں قبول فرمائی ہے' بیٹی! جب تیرے بھائی' بھتیجے' بھانجے' بیٹے میدانِ کربلا میں شہید ہو جائیں تو رات کو اُٹھ کر ان کا پہرہ دینا' پھر سیدہ نے امام حسن کو فرمایا: بیٹا حسن! تو سارے بہن بھائیوں سے بڑا ہے' تمام گھرانے کا خیال کرنا' بیٹا! میں دیکھ رہی ہوں کہ ظالم تجھے زہر دے کر شہید کر دیں گے' بیٹا کچھ بھی ہو جائے' ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر

بجالانا' سات آٹھ سال کے بچے ماں کی باتیں سن کر ماں کا چہرہ بھی دیکھ رہے ہیں اور زار وقطار رو بھی رہے ہیں۔ (خاک کربلا ص ۴۷)

حضرات! جب سیّدہ فاطمہ نے بچوں کو وصیت فرمائی تو مولا علی سے عرض کی: مولا! میں نہیں چاہتی کہ میری روح حسنین کریمین کے سامنے نکلے' آپ ان کو حکم دیں کہ یہ ایک مرتبہ پھر نانے کے روضے پر چلے جائیں' مولا علی نے شہزادوں کو پیار کر کے پھر نانے کے روضہ کی طرف بھیج دیا' جب شہزادے چلے گئے تو سیّدہ فاطمہ نے حضور کی بیوی اور مؤمنوں کی ماں حضرت اُم سلمہ سے کہا: اماں! فرمایا: بیٹا! کیا بات ہے؟ عرض کی: میں غسل کرنا چاہتی ہوں ذرا پانی تو لا کر دو' حضرت اُم سلمہ تازہ پانی لے کر آئیں' سیّدہ نے غسل فرمایا' غسل کرنے کے بعد فرمایا: اسماء! عرض کی: جی بی بی جی! فرمایا: میرے بابے نے مجھے ایک دن کافور خوشبو عطاء فرمائی تھی اور فرمایا تھا: بیٹا! یہ خوشبو جبریل علیہ السلام جنت سے لے کر آئے ہیں یہ رکھ لو' جب تیری وفات کا وقت قریب آئے تو آدھی تم استعمال کرنا آدھی علی استعمال کریں گے' وہ خوشبو فلاں الماری میں رکھی ہے' اُٹھا کر لے آؤ' حضرت اسماء وہ خوشبو اٹھا کر لے آئی' آپ نے اپنے کپڑوں کو لگائی' پھر فرمایا: اسماء! جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے حضرت علی غسل دیں گے تم اور ابو رافع کی بیوی سلمٰی مولا علی کے ساتھ مدد کرنا' عرض کی: ٹھیک ہے۔ (استیعاب' اسد الغابہ' رحماء بینھم ج ۱ ص ۱۶۰۔۱۶۱)

سیّدہ فاطمہ نے فرمایا: اسماء! اب تھوڑی دیر کے لیے باہر چلی جاؤ میں تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے چند باتیں کرنا چاہتی ہوں' حضرت اسماء باہر چلی گئی' سیّدہ نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا' مصلیٰ بچھا کر دو رکعت نفل پڑھے' پھر سر سجدے میں رکھ کر عرض کی: اے خالق کائنات! تیرے محبوب کی بیٹی تیری کنیز اور بندی زندگی کے آخری لمحات میں عرض کرتی ہے کہ میرے سارے گناہ معاف فرما دے' میری ساری خطاؤں سے درگزر فرما' پھر عرض کی: مولا! تجھے حسنین کریمین کی شہادت کا واسطہ مولا علی کی شجاعت کا واسطہ اپنے محبوب کی محبت کا واسطہ میرے بابے کے سارے گناہ گار اُمتیوں کے گناہ معاف فرما دے یا اللہ

عزوجل! میرے باپ کے امتیوں کو جہنم سے آزاد فرمادے' حضرت اسماء فرماتی ہیں: جب میں نے سیدہ فاطمہ کی دعا سنی تو میری چیخیں نکل گئیں کہ کیا لجپال گھرانہ ہے موت سر پر کھڑی ہے' مگر باپ کی اُمت بخشوانے کی دعائیں ہو رہی ہیں۔

(روضۃ الشہداء ج ا ص ۳۲۰ ـ ۳۲۳)

پھر سیّدہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے خالق کائنات! اب میری روح کی جدائی کا وقت آ گیا ہے اور تیرا فرمان ہے کہ ہر جان دار کی روح عزرائیل علیہ السلام نکالیں گے' اس قانون کے مطابق تو حضرت عزرائیل علیہ السلام میری بھی روح نکالیں گے' مولا! مجھے اعتراض تو کوئی نہیں تو مالک ہے تو جو چاہے کرے' تجھے کوئی روکنے والا نہیں لیکن مولا کریم جب سے تیری بندی فاطمہ نے ہوش سنبھالا ہے' اس نے آج تک کسی غیر محرم کا چہرہ نہیں دیکھا' عزرائیل علیہ السلام اگرچہ فرشتہ ہے لیکن میرے لیے تو غیر محرم ہے' اے پیارے رب العالمین! اگر مہربانی فرماؤ تو میری روح خود ہی قبض فرما لو' تو بڑی کرم نوازی ہوگی' تیرا کرم ہو جائے گا میرا پردہ رہ جائے گا' قدرت نے آواز ماری: فاطمہ! گھبرا نہیں جیسے تو کہتی ہے ایسے ہی کر لیتے ہیں' سارے انسانوں کی روح عزرائیل علیہ السلام قبض کریں گے' یار کی بیٹی کی روح ہم خود قبض کریں گے۔ علامہ اسماعیل حقی حنفی تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں: ''ان فاطمة لما نزل عليها ملك الموت لم ترض'' جب سیّدہ فاطمہ کی روح قبض کرنے کے لیے ملک الموت آئے تو سیّدہ فاطمہ نے عرض کی: مولا کریم! میں اس کو اپنی جان نہیں دوں گی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو واپس بلا لیا'' قبض الله روحها'' پھر حضرت فاطمہ کی روح اللہ تعالیٰ نے خود قبض فرمائی۔

(تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۴۰۳' روح البیان مترجم پ ۲۴ ص ۲۲۔ پ ۷ ص ۲۱۶' تفسیر نعیمی پ ۷ ص ۵۳۷)

صدقے جاؤں سیّدہ فاطمہ کے پردے پر! حضرات یہ تو دنیا ہے آپ کتابیں پڑھ کر دیکھیں جب قیامت کا دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ اعلان کرے گا: لوگو! اپنی

اپنی نگاہوں کو جھکا لو کیونکہ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی پل صراط سے گزرنے والی ہے' سارے لوگ نظریں جھکا لیں گے' سیّدہ فاطمہ ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں پل صراط سے گزر کر جنت میں تشریف لے جائیں گی۔ (جامع المعجزات ص ۲۵۰۔۲۵۱)

سیّدہ فاطمہ جب فوت ہوئیں تو منگل کا دن تھا' نمازِ مغرب ہو چکی تھی' رمضان شریف کی تین تاریخ تھی' ہجرت کا گیارھواں سال تھا' آپ کی عمر مبارک اٹھائیس سال تھی' سیّدہ فاطمہ کے وصال کے بعد حسنین کریمین جب گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ سیّدہ فاطمہ چارپائی پر سوئی ہوئی ہیں' امام حسین نے فرمایا: بھائی حسن! امی جان کتنے آرام سے سوئی ہوئی ہیں لگتا ہے ہماری امی کو کچھ آرام آ گیا ہے' چلو تھوڑی دیر آرام کر لیں' امام حسن نے فرمایا: بھائی! جاؤ جا کر امی جان کو جگاؤ کہیں نمازِ مغرب قضاء نہ ہو جائے' جب امام حسین جگانے کے لیے قریب آئے تو قدرت کی طرف سے آواز آئی: حسین! تیری امی سوئی ہوئی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئی ہے' امام حسین نے خاتونِ قیامت کے چہرۂ انور سے پردہ ہٹایا تو نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں' تمام بچے ماں کے قدموں میں گر گئے' رو کر کہا: امی جان! آپ کہاں چلی گئی ہیں' امی جی! آپ بولتی کیوں نہیں! امی جی! ہم آپ کے بغیر کیسے رہیں گے؟ ہم روئیں گے تو چپ کون کرائے گا' ہم روٹھیں گے تو ہمیں کون منائے گا' ہمیں تیار کون کرے گا' ہمیں کھانا کون کھلائے گا' ہم سوئیں گے تو ہمیں قرآن کی لوریاں کون سنائے گا' امی جی! ہم آپ کے بغیر نہیں رہنا چاہتے' ہمیں بھی ساتھ لے چلو۔ سیّدہ فاطمہ کے بچوں کی آوازیں سن کر سارے محلّہ کی عورتیں اور مرد حضرات اکٹھے ہو گئے' مولا علی مسجد نبوی میں نمازِ مغرب ادا فرما رہے تھے' کسی نے جا کر بتایا کہ حضور! سیّدہ فاطمہ کا وصال ہو چکا ہے' مولا علی نے سنا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے' آپ گھر تشریف لائے' تھوڑی دیر کے بعد پورے مدینہ شریف کے مرد حضرات اور عورتیں بھی آ گئیں' صدیق اکبر آ گئے' فاروق اعظم' عثمان غنی اور سارے سرکار کے صحابہ کرام تشریف لے آئے۔ شیعہ حضرات کے بہت بڑے عالم اور مولا علی

کے شاگرد علامہ سلیم بن قیس عامر اپنی کتاب سلیم بن قیس میں لکھتے ہیں کہ جس دن سیّدہ فاطمہ کا وصال ہوا تو مدینہ شریف کے تمام مرد اور عورتیں رونے لگیں' لوگ ایسے پریشان تھے جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر پریشان ہوئے تھے" **فاقبل ابو بکر وعمر تعزیان علیًا** "سیّدنا فاطمہ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر حضرت عمر' مولا علی کے پاس تشریف لائے افسوس کا اظہار کیا" "**ویقولون لہ یا ابا الحسن تسبقنا بالصلوٰۃ علٰی ابنۃ رسول اللّٰہ**" صدیق اکبر اور فاروق اعظم نے فرمایا۔ یا علی! جب سیّدہ فاطمہ کے جنازے کا وقت ہو تو ہمیں بتانا ہمارے بغیر نہ پڑھانا۔

(کتاب سلیم بن قیس الہلالی العامری ص ۲۲۶' رحماء بینھم ج ۱ ص ۱۶۸۔۱۶۹)

مولا علی نے سیّدہ فاطمہ کو غسل دیا' حضرات عورت کے مرنے کے بعد مرد عورت کو غسل نہیں دے سکتا' ننگے جسم ہاتھ نہیں لگا سکتا' البتہ چہرہ دیکھ سکتا ہے' جنازے کو کندھا دے سکتا ہے مگر مولا علی نے پھر سیّدہ فاطمہ کو کیوں غسل دیا' اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا: علی! دنیا کی عورتیں فوت ہو جائیں تو ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے وہ مرد کے نکاح سے نکل جاتی ہیں' لیکن فاطمہ جب فوت ہو گی تو اس کا تیرا نکاح نہیں ٹوٹے گا بلکہ فاطمہ دنیا میں بھی تیری بیوی ہے' آخرت میں بھی تیری بیوی ہو گی' اس لیے مولا علی نے سیّدہ کو غسل دیا۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۶ ص ۱۹۲' جامع معجزات ص ۲۵۰۔۲۵۱)

عشاء کی نماز کے بعد سیّدہ کا جنازہ اُٹھایا گیا جب جنازہ اُٹھا تو سارے مدینہ شریف کے لوگ سیّدہ فاطمہ کے جنازے میں شامل ہوئے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے صحابہ جو مدینہ پاک میں موجود تھے' وہ سیّدہ کے جنازے میں شریک ہوئے جب سیّدہ فاطمہ کا جنازہ جنازگاہ میں رکھا گیا تو مولا علی نے فرمایا: دوستو! صفیں درست کر لو' صفیں درست ہو گئیں' پہلی صف میں امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر مرادِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام' سیدنا فاروق اعظم مجسمہ حیاء' سیدنا عثمان غنی اور بڑے بڑے جید اور بزرگ صحابہ کرام موجود ہیں' صدیق اکبر نے فرمایا: بھائی علی! صفیں درست ہو گئی ہیں'

پڑھاؤ جنازہ۔ مولا علی نے عرض کی: امیر المؤمنین! آپ کے ہوتے ہوئے علی مصلے پر کیسے کھڑا ہوسکتا ہے' سیّدہ فاطمہ کا جنازہ علی نہیں پڑھائے گا بلکہ مؤمنوں کا امیر صدیق پڑھائے گا۔ اب پڑھیئے! علامہ ابن سعد کی طبقات ابن سعد' علامہ ابن کثیر کی تاریخ ابن کثیر' علامہ حضوری کی نزہتہ المجالس' شاہ عبدالحق کی مدارج النبوت' علامہ بیہقی کی بیہقی شریف' شیعہ حضرات کے علامہ ابن حدید کی نہج البلاغہ کی شرح ابن حدید' حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں: ''**صلّی ابو بکر الصدیق علٰی فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم فکبر اربعًا**'' کہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی سیّدہ فاطمہ کا جنازہ چار تکبیروں کے ساتھ پڑھایا۔

(طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۷' مدارج النبوت ج ۲ ص ۵۹ ۷' تاریخ ابن کثیر ج ۶ ص ۱۱۹۲' نزہتہ المجالس ج ۲ ص ۴۵۱' سنن کبریٰ ج ۴ ص ۲۹' کنز العمال ج ۷ ص ۱۱۴' ریاض النضرہ ج ۱ ص ۲۹۸' تحفہ اثناء عشریہ ص ۲۲۵' رحماء بینھم ج ۱ ص ۱۷۱۔۱۷۴' سفینہ نوح ج ۲ ص ۵۰۔۵۳' شرح ابن حدید شیعہ ج ۴ ص ۱۰۰)

جب جنازہ پڑھا گیا تو مولا علی نے سیّدہ فاطمہ کو جنت البقیع قبرستان میں دفن کر دیا' جب دفن کرنے لگے تو مولا علی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے' سرکار کے روضہ کی طرف چہرہ کر کے عرض کی: آقا! آپ کی بیٹی بھی ہمیں چھوڑ کر آپ کے قدموں میں آ گئی ہے' اپنی بیٹی کو سنبھال لو' زندہ نبی کی قبر انور سے آواز آئی: علی! میری بیٹی کو میرے حوالے کر دو' پھر سرکار نے روضہ انور سے اپنے ید اللہ والے گورے گورے ہاتھ مبارک باہر نکالے اور سیّدہ فاطمہ کو اپنی آغوش رحمت میں لے لیا۔ سبحان اللہ! (جامع المعجزات ص ۲۵۱)

صدقے جاؤں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک حیات پر! وصال فرمائے ہوئے چھ مہینے ہو گئے ہیں لیکن پھر بھی قبر انور سے آواز بھی دے رہے ہیں اور ہاتھ مبارک بھی نکال رہے ہیں۔ امام اہل سنت فرماتے ہیں ہے کہ

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

حضرت سیّدہ فاطمہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لختِ جگر تھیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل کا ٹکڑا تھیں، آپ کو تو غم ہونا ہی تھا، آپ نے تو پریشان ہونا ہی تھا، آپ کتابوں کو مطالعہ کریں، جنہوں نے بن دیکھے کلمہ پڑھا تھا، ان کا کیا حال ہوا؟

دیوانوں کا حال

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچازاد بھائی اور پیارے صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ملک شام میں ایک یہودی رہتا تھا، وہ ہر ہفتہ باقاعدگی سے تورات شریف کی تلاوت کرتا، یہ تورات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو خالق کائنات نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی، ایک دو ہفتہ کو شام کے وقت اس نے وضو کر کے پاک صاف ہو کے جب تورات شریف کو کھولا تا کہ تلاوت کروں تو جہاں سے اس نے تلاوت شروع کرنی تھی، کیا دیکھا کہ وہاں چار مقامات پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک لکھا ہوا ہے، آپ کے کمالات اور شان لکھی ہوئی ہے، وہ یہودی بڑا حیران ہوا کہ یہ تورات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور شان کون لکھ گیا ہے، اُسے یہ پتہ نہیں تھا کہ یہ نبی آخرالزمان کا نام ہے، اس نے سمجھا یہ کوئی عام انسان ہے، اس نے غصہ میں آ کر وہ کاغذ پھاڑ کر آگ میں جلا دیا، پھر تلاوت کر کے تورات کو اچھی طرح کپڑے میں لپیٹ کر الماری میں تالا لگا کر رکھ دیا، جب دوسرا ہفتہ آیا تو اس نے شام کے وقت پھر تورات کھولی تا کہ تلاوت کروں اس نے کیا دیکھا کہ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک آٹھ مقامات پر لکھا ہوا ہے، سرکار کی شان کے قصیدے لکھے ہوئے ہیں، سرکار کے کمالات لکھے ہوئے ہیں، وہ پھر بڑا حیران ہوا کہ تورات میرے کمرے میں تھی، کپڑا لپٹا ہوا تھا، الماری پر تالا لگا ہوا تھا، میرے علاوہ اس کو کوئی اُٹھاتا بھی نہیں، پڑھتا بھی نہیں یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھ کون جاتا ہے؟ یہودی بڑا غصہ میں آ گیا، اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پاک کو

پھر مٹا دیا جیسے آج کل کچھ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پاک کو برداشت نہیں کر سکتے' جہاں لکھا ہو یارسول اللہ یا حبیب اللہ' یہ وہ جگہ پھاڑ دیں گے یا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قلم پھیر دیں گے لیکن سرکار کے دیوانے پھر یارسول اللہ لکھ دیتے ہیں۔ حضرات پتہ چلا کہ سرکار کے نام پر قلم پھیر دینا یا کاغذ پھاڑ دینا کہ یہ مؤمنوں والا کام نہیں' یہ یہودیوں اور بے ایمانوں کا طریقہ ہے۔ حضرات یاد رکھیں کہ سرکار کا نام قیامت تک نہیں مٹ سکتا' سرکار کا نام مٹانے والے سرکار کا ذکر مٹانے والے خود مٹ جائیں گے مگر حسنین کے نانے کا ذکر نہ مٹا ہے نہ مٹے گا' اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے پ ۲۸ میں ارشاد فرماتا ہے: ''يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ'' ''لوگو! یہ بے ایمان یہودی عیسائی کافر مجوسی دھریئے میرے یار کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں' میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنا چاہتے ہیں'' ''وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ'' ''لیکن اللہ تعالیٰ اپنے یار کے نور کو بجھنے نہیں دے گا اگرچہ کافر تکلیف میں پھڑکتے رہیں۔ میاں صاحبؒ فرماتے ہیں:

پھونکاں مار بجھایا لوکاں نور محمد ﷺ والا
نور محمد ﷺ کدی نہ بجھسی تے وعدہ حق تعالیٰ

تاجدارِ بریلی بھی یہی بات فرماتے ہیں کہ

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی ﷺ
بجھ گئی جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی ﷺ
غم زدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ
سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ

تو یہودی نے جب آٹھ مقامات پر سرکار کی عظمت کے ترانے دیکھے تو حسد کی وجہ سے عداوت میں جل گیا' اس نے وہ تورات شریف کا حصہ کاٹ کر جلا دیا' تورات پڑھ کر کپڑے میں لپیٹ کر الماری میں رکھ دیا' ہفتہ کو پھر شام کے وقت کھولی جب پڑھنے لگا تو کیا دیکھا' اب دو ورقوں پر بارہ مقامات پر بارھویں والے کی شان اور عظمت لکھی ہوئی ہے' یہودی بڑا حیران ہوا' کہنے لگا: یار! عجیب بات ہے میں جتنی مرتبہ محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مٹاتا ہوں' یہ نام پھر دوگنا میری تورات پر لکھا جاتا ہے' یہ معاملہ کیا ہے' اگر میں اسی طرح تورات کے ورقے پھاڑ کر جلاتا رہا تو کہیں یہ نہ ہو کہ ساری تورات ہی محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پاک سے نہ بھر جائے' میں پتہ تو کروں کہ یہ محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں کون؟ کہاں کے رہنے والے ہیں' کیا کردار ہے کس شان کے مالک ہیں' عاشق لوگ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک پہلے تورات کی تختی پر لکھا جاتا تھا' اب اس کے دل کی تختی پر لکھا گیا' اس کے دل کی دنیا بدل گئی' دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا چراغ جل پڑا۔

لگ گئی چوٹ محبت والی تے عشق نشے وچہ آیا
تن من دی رہی خبر نہ کائی تے ایسا عشق نے تیر چلایا

وہ تورات بند کر کے اپنے مذہب کے بہت بڑے عالم پادری پوپ کے پاس آیا اور آ کر اپنے عالم سے پوچھنے لگا' حضرت صاحب! مجھے یہ بتاؤ کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ہیں کہاں رہتے ہیں؟ پادری صاحب نے کہا: سیٹھ صاحب! بات کیا ہے' تم ان کے بارے کیوں پوچھ رہے ہو؟ اس یہودی نے کہا کہ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں' یہودیوں کے عالم نے کہا کہ سیٹھ صاحب ان کے پاس نہ جانا نہیں تو معاذ اللہ گمراہ ہو جاؤ گے' یہودی نے کہا: بات کیا ہے؟ میں کیسے گمراہ ہو جاؤں گا' تو یہودی عالم نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی آخر الزمان ہیں حالانکہ معاذ اللہ وہ جھوٹ بولتے ہیں' وہ اللہ تعالیٰ کے نبی نہیں' اس یہودی نے کہا کہ وہ رہتے کہاں ہیں' یہودی عالم نے کہا:

پیدا وہ مکہ میں ہوئے ہیں لیکن چند سال ہوئے ہیں مدینہ شریف چلے گئے اس یہودی نے دل میں سوچا کچھ بھی ہو میں مدینہ شریف ضرور جا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار کروں گا' کیونکہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات اور شان کا نظارہ دیکھ چکا تھا' حضرات جن کو سرکار کا سچا عشق نصیب ہو جائے' پھر وہ مدینہ مدینہ کرتے ہیں' مدینہ پاک کو یاد کر کے روتے ہیں اور رو کر سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ:

میرے عربی پیاریا در تے بلا میرا روضہ تے آ دن نوں جی کردا
للہ کدی تے اپنا چہرہ وکھا میرا دکھڑے سناون نوں جی کردا
اے کالی کملی والڑیا مینوں بسمل وانگوں نہ تڑپا
اپنے قد میں لگا نہ درتوں ہٹا میرا پلکاں وچھاون نوں جی کردا

جب اس یہودی نے اپنے مولوی کی بات سنی تو رو پڑا' رو کر کہنے لگا: مولوی صاحب! خدا عزوجل کے لیے مجھے مدینہ شریف جانے سے نہ روکو' اب مجھے اس وقت تک چین نہیں آئے گا جب تک میں نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نہ کرلوں' وہ مدینہ شریف کا سارا پتہ سارا ایڈریس پوچھ کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ شریف کی طرف چل پڑا' پندرہ دن مسلسل سفر کر کے مدینہ شریف پہنچا' جب مدینہ شریف پہنچا تو سرکار کو وصال مبارک کیے دو تین دن کا عرصہ گزر چکا تھا' پورا مدینہ سرکار کی جدائی کے غم میں ڈوبا ہوا تھا' اتفاق سے اس کی سب سے پہلے ملاقات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہوئی' حضرت سلمان فارسی بڑے حسین وجمیل تھے' اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا حسن و جمال بخشا تھا' ویسے بھی رئیس کی اولاد کے فرد تھے' آپ بڑے پروقار طریقے سے رہتے تھے' اس یہودی نے جب حضرت سلمان فارسی کا نور بھرا چہرہ دیکھا تو سمجھا شاید یہی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' اس یہودی نے حضرت سلمان سے عرض کی: ''انت محمد'' حضور آپ کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟ حضرت سلمان نے جب اپنے میٹھے آقا کا نام سنا آنکھوں میں آنسو آ گئے' پھر زار و قطار

رونا شروع کر دیا' پھر رو کر فرمایا: بھائی جی! میں کہاں اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کہاں' میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوں' تاجدار کھڑی شریف حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان پاکستان بننے سے پہلے کشمیر میں میلاد شریف کے جلسے پر خطاب فرما رہے ہیں' مجمع میں مسلمان بھی موجود ہیں ہندو اور سکھ بھی بیٹھے ہیں' آپ کی تقریر جوبن پر ہے' منہ سے نور کے موتی جھڑ رہے ہیں' تقریر کرتے ہوئے میاں صاحب نے فرمایا: لوگو! اگر دنیا میں قبر میں حشر میں کامیاب ہونا چاہتے ہو تو آؤ کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پکڑ لو' میرے آقا کا کلمہ دل وجان سے پڑھ لو' انشاء اللہ ہر مشکل آسان ہو جائے گی' ہر بگڑی سنور جائے گی' یہ کلمات اس محبت سے فرمائے کہ مجمع پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی' ہر بندے کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے' ایک ہندو مجمع میں سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا' کہنے لگا: میاں جی! یہ جس نبی کی شان سنا رہے ہو اس کا نام کیا ہے؟ فرمایا: میرے آقا کا نام ہے سیّدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اس ہندو نے کہا: میاں جی! آپ کا بھی تو نام محمد ہے' اُن میں اور آپ میں فرق کیا ہے؟ حضرات! ہوتا آج کل کا کوئی گستاخ مُلا مولوانا' وہ منہ پھاڑ کر کہتا کہ وہ ہمارے ہی طرح تھے' وہ بڑے بھائی ہیں ہم ان کے چھوٹے بھائی ہیں مگر وہ گستاخ مُلاّ نہیں تھے' وہ سرکار کے سچے عاشق تھے اور ولی کامل تھے' ہندو کی بات سن کر رو پڑے' رو کر فرمایا: میاں! میرے اور حسنین کے نانے میں زمین آسمان کا فرق ہے' کہاں کملی والا کہاں مجھ جیسا گناہ گار' وہ سردار میں غلام' وہ آقا میں خادم' وہ رسول میں اُمتی' وہ پیر میں مرید' مجھ میں اور میرے نبی میں کروڑوں درجات کا فرق ہے' اگر ابھی بات نہیں سمجھ آئی تو آ میں تمہیں اپنی بولی میں بات سمجھا دوں' فرمایا کہ

ایہہ محمد ٹھگ اے اے محمد چور اے
خلقت جسدا کلمہ پڑھدی اُو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہور اے

سبحان اللہ! کیسا پیارا جواب دیا' حضرات! میاں محمد صاحب چور نہیں تھے ٹھگ نہیں تھے بلکہ ولی کامل تھے مگر سرکار کے مقابلے میں عاجزی اور انکساری کا اظہار فرما رہے ہیں'

مگر آج کل کے جو چور ہیں مدرسوں اور مسجدوں کا مال چوری کرنے والے وہ نبی کی مثل بنے بیٹھے ہیں، کہتے ہیں: جیسے نبی کے دو ہاتھ ہمارے بھی دو ہاتھ، جیسے نبی کی دو آنکھیں ہماری بھی آنکھیں، جیسے نبی کے دو پیر ہمارے بھی دو پیر جیسے نبی کھاتا تھا ہم بھی کھاتے ہیں، جیسے نبی کی شادی ہوئی ہماری شادی ہوئی، جیسے نبی کے بچے تھے ہمارے بھی بچے، ہم اور نبی برابر۔ کتنے بدنصیب ہیں وہ اُمتی جو نبی کی مثل بننے کا دعویٰ کرتے ہیں، مگر ہمارا تو عقیدہ ہے عام انسان تو ایک تو کوئی نبیوں میں سے کوئی نبی بھی ہماری مثل نہیں۔

ویکھن نوں اُو ساڈے ورگا پر اسیں کدوں اُس مل دے
پتھر لعل دے بھائیں وکدے تے پھل کنڈیاں نال نہ تل دے
جہڑے راز حضور تے کھلے اُوہ ہر اک تے نہیں کھلدے
اعظم اوہ عرشاں تے پھدا تے اسیں گلیاں دے وچہ رُل دے

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ ملک شام کے یہودی نے حضرت سلمان سے پوچھا: حضور! آپ کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟ حضرت سلمان نے فرمایا: بھائی! میرا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے بلکہ میں کملی والے کا غلام ہوں، اب یہودی سوچنے لگا کہ پتہ نہیں اللہ تعالیٰ کے نبی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کہاں ہوں گے؟ اُدھر حضرت سلمان فارسی نے سوچا کہ اس پردیسی کو کیا جواب دیا جائے، اگر کہتا ہوں کہ سرکار کا وصال ہو گیا ہے کہیں یہ واپس نہ چلا جائے، طالب مطلوب تک نہیں پہنچ سکے گا، پروانہ شمع تک نہیں پہنچے گا، محب محبوب تک، منگتا غنی تک نہیں پہنچ سکے گا، اگر کہوں کہ سرکار گھر پر ہیں یا مسجد میں ہیں تو جھوٹ ہو جائے گا، حضرت سلمان نے فرمایا: پردیسی! پریشان نہ ہو، آؤ میں تمہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے پاس لے چلتا ہوں وہ تمہیں صحیح سرکار کے بارے بتائیں گے کہ سرکار کہاں تشریف فرما ہیں، وہ یہودی حضرت سلمان کے ساتھ چل پڑا، حضرت سلمان اس کو لے کر مسجد نبوی میں پہنچے، مسجد نبوی میں سرکار کے سارے صحابہ اکٹھے پھوڑی بچھا کر سرکار کی تعزیت کے لیے بیٹھے ہیں۔ حضرات! توجہ کرنا سرکار کو دنیا

سے پردہ فرمائے ہوئے تین دن ہو گئے ہیں مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے صحابہ پھوڑی بچھا کر لوگوں کے انتظار میں تعزیت کے لیے بیٹھے ہیں' آج کل لوگ بڑا شور مچاتے ہیں کہ یہ پھوڑی کہاں لکھی ہوئی ہے' یہ مرنے والے کی روح کو ثواب پہنچانا کہاں سے ثابت ہے؟ دیکھئے! سرکار کے وصال کے بعد صحابہ سرکار کے غم میں پھوڑی بھی بچھا کر بیٹھے ہیں اور تعزیت اور دعا بھی کر رہے ہیں' یہ عمل صحابہ اپنی طرف سے نہیں کر رہے تھے' لازمی طور پر وہ سرکار کی سنت پاک پر عمل کر رہے تھے سرکار نے اپنی ظاہری زندگی میں یہ عمل کیا ہوگا' اس لیے صحابہ اس سنت پر عمل کر رہے تھے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی تھے جن کا نام تھا: معاذ بن مالک رضی اللہ عنہ یہ قبیلہ اسلم کے ساتھ تعلق رکھتے تھے' یہ شادی شدہ تھے' سرکار کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے' روزے رکھتے تھے' اللہ اللہ عزوجل کرتے تھے' ان سے ایک بہت بڑی غلطی ہو گئی' یہ ایک عورت سے زنا کر بیٹھے' بُرائی کرنے کے بعد بڑے پریشان ہوئے کہ میں نے تو اپنی جان پر بڑا ظلم کیا ہے' بہت بڑا کبیرہ گناہ کر بیٹھا ہوں' اب اپنے گناہ معاف کروانے کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' سرکار مسجد نبوی شریف میں اپنے غلاموں کی جھرمٹ میں تشریف فرما ہیں' حضرت ماعز نے صلوٰۃ وسلام کے گجرے پیش کرنے کے بعد عرض کیا: ''یا رسول اللہ طھرنی'' آقا! میں بہت بڑا گناہ کر بیٹھا ہوں' میں زنا کر بیٹھا ہوں مجھے پاک کر دیجئے۔ سبحان اللہ! حضرات! حضرت ماعز نے گناہ اللہ تعالیٰ کا کیا ہے' نافرمانی اللہ تعالیٰ کی کی ہے' حدیں اللہ تعالیٰ کی توڑی ہیں' مگر معافی سرکار کی بارگاہ میں مانگنے آئے کھڑے ہیں' چاہیے تو یہ تھا کہ کعبہ شریف جاتے' غلاف کعبہ پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے یا مسجد نبوی شریف میں جاتے' نفل پڑھتے' پھر سر سجدے میں رکھ کر اللہ تعالیٰ کو مناتے مگر نہیں! حضرت معاذ کعبہ شریف نہیں جاتے' مسجد نبوی شریف میں سر سجدے میں رکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی نہیں مانگتے' گناہ بخشوانے آتے ہیں تو در مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آتے ہیں' کیوں؟ اس

لیے کہ انہیں اس مسئلہ کا پتہ تھا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے پ ۵ میں ارشاد فرماتا ہے:
''وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ'' لوگو! جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو کوئی گناہ کر بیٹھو تو ''جَآءُوْكَ'' تو وہ سوہنا تیرے دربار میں آ جائیں پھر آ کر کہیں کہ اے والضحیٰ کے چہرے والے! حٰمٓ کے کنڈلوں والے' یٰسین کے تاج والے' طٰہٰ کی شان والے' الم نشرح کے سینے والے' مازاغ کے ڈورے والے' لولاک کے تاج والے' اللہ تعالیٰ کے مقدس حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے غلطی ہو گئی' اب نگاہِ کرم کرو۔

کرم کی اک نظر ہم پر بھی ہو خدارا یا رسول اللہ
ہوں تمہارا میں تمہارا یا رسول اللہ ﷺ
کیوں کہ ظلم جانوں پہ جب بے بہا کر لیے
جرم و عصیاں شہا حد سے بڑھ گئے
تیرے مجرم تیرے در پہ حاضر ہوئے
اب انہیں بخشوانا تیرا کام ہے

اے آقا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی طاقت عطاء فرمائی ہے' آپ بڑی قوتوں کے مالک ہیں۔

تو نے قطروں کو دیکھا گہر کر دیا
تو نے ذروں کو دیکھا تو زر کر دیا
تو نے حبشی کو رشکِ قمر کر دیا
الٹا سورج پھیرانا تیرا کام ہے

حضرات! آپ احادیث مبارکہ کا مطالعہ کریں' آپ کو پتہ چلے گا کہ صحابہ کرام کو جب بھی کوئی پرابلم پیش آتی' کوئی پریشانی آتی' کوئی مصیبت آتی تو وہ فوراً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں حاضر ہو جاتے کہ آقا! یہ مصیبت آ گئی ہے' یہ پریشانی آ گئی ہے' نگاہِ کرم فرمائیں' اس پریشانی کا حل فرمایئے۔ صحابہ کو اولاد نہیں ملتی تو سرکار کے دربار

میں آتے ہیں' پانی نہیں ملتا تو سرکار کے دربار میں آتے ہیں' کھانا نہیں ملتا تو سرکار کے دربار میں آتے ہیں' بیمار ہو جائیں تو سرکار کے دربار میں آتے ہیں' بارش نہیں ہوتی تو سرکار کے دربار میں آتے ہیں' گناہ کر بیٹھتے ہیں تو سرکار کے دربار میں آتے ہیں' دنیا کا کوئی مُلوانا ایسی حدیث نہیں دکھا سکتا جس میں یہ بات ہو کہ صحابہ نے فرمایا ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں نہیں جانا چاہیے' حسنین کے نانے سے مانگنا شرک ہے' نبی کر کچھ نہیں سکتا' نبی دے کچھ نہیں سکتا' ناں! اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! ایسی کوئی حدیث ہے ہی نہیں' ہاں! یہ حدیثیں ہیں کہ سرکار کے صحابہ سرکار کے در پر جا کر ایمان کی' اولاد کی' گناہوں کی معافی کی خیرات مانگتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رمضان شریف کا مہینہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں' سرکار کا ایک صحابی حضرت سلمہ بن صخر انصاری رضی اللہ عنہ سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوا' صلوٰۃ و سلام کے نذرانے پیش کر کے رو کر کہنے لگا: ''هلكت يا رسول الله'' اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام! میں ہلاک ہو گیا ہوں' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ ''ما لك'' کیسے ہلاک ہو گئے ہو؟ کیا پریشانی آ گئی ہے؟ حضرت سلمہ نے عرض کی: ''وقعت على امرأتي وانا صائم'' آقا! میرا بھی روزہ تھا میری بیوی کا بھی روزہ تھا' میں روزے کی حالت میں بیوی سے صحبت کر بیٹھا ہوں' آقا! میرا روزہ ٹوٹ گیا ہے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے' سرکار نے فرمایا: پریشان نہ ہو' غلطی ہو گئی ہے' اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا۔ جب رمضان شریف گزر جائے تو اس کے بدلے ایک روزہ رکھ لینا اور اب جا کر ایک غلام آزاد کر دو تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ حضرت سلمہ نے عرض کی: آقا! آپ کا حکم بالکل ٹھیک ہے' مگر میں غلام آزاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا' آقا! کچھ تخفیف فرمائیے! کچھ رعایت فرمائیے! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اچھا تو جب رمضان شریف گزر جائے تو اس ایک روزے کی قضا کے بدلے مسلسل ساٹھ روزے رکھنا یہ تیرے روزے کا کفارہ ہو جائے گا' حضرت سلمہ نے عرض کی: سوہنیا! ایک تو پورا

نہیں کر سکا' ساٹھ مسلسل کیسے رکھوں گا' مہربانی فرمائیے! رعایت فرمائیے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اچھا جا! پھر ساٹھ مسکینوں کو صبح شام کھانا کھلا دے تیرا روزہ پورا ہو جائے گا' عرض کی: آقا! غریب بندہ ہوں اتنے پیسے کہاں سے لاؤں' ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کے لیے' مہربانی فرمائیے' رعایت فرمائیے! سرکار نے جب حضرت سلمہ کی بات سنی تو ناراض نہیں ہوئے' غصہ نہیں فرمایا' بلکہ فرمایا: ''اجلس'' بیٹھ جا' کوئی اور ترکیب سوچتے ہیں۔ حضرت سلمہ فرماتے ہیں: میں بیٹھ گیا' سوچنے لگا کہ پتہ نہیں اب مجھے کیا سزا ملے گی' میں نے تین سزائیں تو قبول نہیں کیں' اب میرے لیا سزا تجویز ہوتی ہے۔ اِدھر وہ سوچ رہا تھا' حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ''اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعرق فیہ تمر'' اُدھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک زمیندار صحابی ایک بہت بڑا کھجوروں کا ٹوکرا سرکار کی بارگاہ میں تحفہ کے طور پر یا خیرات کرنے کی غرض سے حاضر ہوا' صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد وہ تحفہ پیش کیا' سرکار نے تحفہ لے کر اس کے لیے رحمت کی دعا فرمائی' وہ سلام کر کے چلا گیا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آواز ماری: ''این السائل'' فرمایا: وہ سوالی کہاں ہے؟ وہ سوال کرنے والا' وہ مسئلہ پوچھنے والا کہاں ہے؟ حضرات! توجہ فرمائیں جو بندہ سرکار کی بارگاہ میں روزہ توڑ کر آیا تھا وہ سائل تھا یا مجرم؟ مجرم کہوں کہ ایک تو روزہ توڑ کے آیا تھا دوسرا شریعت کی سزا قبول نہیں کرتا لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ نہیں فرماتے کہ مجرم کہاں ہے' بلکہ فرمایا: سائل کہاں ہے' کیونکہ سرکار اس کو مجرم فرما دیتے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کوئی سزا نازل فرما دیتا' سرکار نے فرمایا: مجرم ہوگا تو خدا عزوجل کا ہوگا میری بارگاہ میں تو منگتا بن کے آیا ہے' فرمایا: ''این السائل'' وہ سوالی کہاں ہے؟ حضرت سلمہ نے عرض کی: آقا! میں حاضر ہوں' میرے آقا نے فرمایا: ''قال خذ هذا فتصدق به'' فرمایا: یہ کھجوروں کا ٹوکرا اُٹھالو اور مدینہ شریف کے غریبوں' فقیروں' مسکینوں میں تقسیم کر دو' تیرے روزے کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ حضرات! یہ ہے میرے آقا کا اختیار' میرے آقا کی حاکمیت' اللہ تعالیٰ کا قانون

کیا ہے کہ بندہ جان بوجھ کر روزہ توڑ دے تو ایک غلام آزاد کرے یا مسلسل دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو صبح شام کھانا کھلائے' لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا قانون بتا رہے ہیں کہ جا یہ کھجوروں کا تھیلا لے جا مدینہ شریف کے غریبوں میں تقسیم کر دے' روزہ جانے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جانے' کتنے بد بخت ہیں وہ وہابی مولوی جنہوں نے اپنی کتابوں میں یہ لکھ دیا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا' جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک مختار نہیں۔ حضرت سلمہ نے وہ ٹوکرا اُٹھا لیا' دو چار قدم چلے پھر واپس آ گئے' سرکار نے فرمایا: سلمہ! پھر واپس کیوں آ گئے ہو؟ عرض کی: آقا! آپ نے فرمایا ہے ناں پورے مدینہ شریف کے غریب لوگوں میں یہ کھجوریں تقسیم کروں' آقا! میں نے سارے مدینہ میں نظر دوڑائی ہے کہ سب سے زیادہ غریب کون کون لوگ ہیں' آقا! میں نے دیکھا ہے کہ سارے مدینہ شریف میں مجھ سے بڑھ کر اور کوئی غریب ہے ہی نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ سرکار' حضرت سلمہ کی بات سن کر مسکرانے لگے'' فضحك النبي صلى الله عليه وسلم حتى بدت انيابه '' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنا ہنسے کہ آپ کے دانت مبارک چمکنے لگے۔

دند اُس دے سچے موتی تے اکھیاں نے مست خُماری

جد ٹردا عرشی فرشی آکھن تے واہ واہ ٹور پیاری

سرکار زور سے ہنسے' دانت پاک چمکنے لگے' سرکار نے فرمایا: اچھا بندہ ہے غلطی کر کے آیا ہے' کہا: غلام آزاد کر' کہتا ہے: نہیں کر سکتا' کہا: ساٹھ روزے رکھ' کہتا ہے: نہیں رکھ سکتا' کہا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا' کہتا ہے: نہیں کھلا سکتا' اب کہا ہے یہ کھجوریں غریبوں میں تقسیم کر دے تو اس کا ارادہ ہے کھجوریں بھی اپنے گھر لے جاؤں۔ میرے دوستو! ہوتا آج کل کا کوئی عالم' مفتی' شیخ الحدیث' شیخ القرآن تو ناراض ہوتا کہتا کہ یار تو عجیب انسان ہے یہ کھجوریں بھی تقسیم نہیں کر سکتا مگر وہ '' حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمٌ '' کے تاج والے تھے' وہ رحیم بھی تھے وہ رحمت بھی تھے' سرکار نے جھڑکا

نہیں' اپنے دربار سے دھکے دے کے نکالا نہیں' کیوں؟ اس لیے کہ اگر میں نے اس کو دھکے دے کر نکال دیا تو اس کو سینے سے کون لگائے گا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''اطعمہ اهلك'' ''سلمہ جا جا کر کھجوریں خود بھی کھا لے' گھر والوں کو بھی کھلا دے' تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۵۹' مسلم شریف' ترمذی شریف ج ۱ ص ۹۱' مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۶' مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۱۶۰۔۱۶۲)

حضرت علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ ہدایہ شریف میں لکھتے ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا اختیار استعمال فرماتے ہوئے یہ فتویٰ دیا تو حضرت سلمہ نے عرض کی: آقا! یہ فتویٰ میرے لیے ہی ہے یا قیامت تک آنے والے مسلمان بھی اس فتوے سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''لن نجزنی عن احد بعدك'' ''اے سلمہ! یہ صرف مسئلہ تیرے لیے ہے کوئی اور بندہ اس پر عمل نہیں کر سکتا۔ سبحان اللہ! امام اہل سنت فرماتے ہیں کہ

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو وہ یہاں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

صحابی کھجوروں کا تھیلا اُٹھا کر چل پڑا اور سرکار کے نعرے بھی مارتا جاتا ہے اور کہتا بھی جاتا ہے کہ

سدا وسدا رہوے تیرا دوارہ یا رسول اللہ
اتھے ہوندا اے غریباں دا گزارا یا رسول اللہ ﷺ

حضرت سلمہ سرکار کی کرم نوازی پر بڑے خوش ہیں' خوشی خوشی جا رہے ہیں' راستے میں ایک صحابی ملا' ایک پیر بھائی ملا' اس نے کہا: سلمہ! تھوڑی دیر پہلے تم جا رہے تھے تو آنکھوں میں آنسو تھے' روتے جاتے تھے' اب مسکراتے جاتے ہو' کہاں گئے تھے؟ مسئلہ کیا تھا؟ حضرت سلمہ نے فرمایا: بھائی! کیا بتاؤں ایک مسئلہ کی وجہ سے بڑا پریشان تھا' سرکار کے آستانے پر گیا تھا' پوچھا: پھر ملا کیا ہے؟ فرمایا:

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں
یہ تو کرم ہے اُن کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں

کیونکہ

روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں ڈوبی ناؤ تراتے یہ ہیں
جلتی آگ بجھاتے یہ ہیں چھوٹی نبضیں چلاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق اس کا کھلاتے یہ ہیں
اس کی بخشش اِن کا صدقہ دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

حضرات! جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا اختیار استعمال فرماتے ہوئے صحابی کوفتویٰ دیا تو اللہ تعالیٰ ناراض نہیں ہوا' یہ نہیں فرمایا: محبوب! یہ کیا بات کر رہے ہو' میرا قانون اور ہے تم کون ہوتے ہو اپنی مرضی کرنے والے' ناں ناں! بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات خاموش ہے' کیوں؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ بتانا چاہتا تھا: لوگو! جو یار کا فیصلہ ہے وہی حقیقت میں میرا فیصلہ ہے' حضرات! تو بات یہ کر رہا تھا کہ حضرت ماعز سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' عرض کی: آقا! میں گناہ کر کے ناپاک ہو گیا ہوں' مجھے پاک فرما دیجئے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ''یزکیھم'' کا تاج عطاء کر کے ہمارے پاس بھیجا ہے' سرکار سمجھ گئے' یہ کیا کہنا چاہتا ہے' میرے آقا نے فرمایا: ''ارجع فاستغفر اللّٰہ وتب'' ماعز! جاؤ گھر چلے جاؤ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو' توبہ کرو' اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا۔ حضرت ماعز سرکار کا حکم سن کر گھر کی طرف چل پڑے' چند قدم چلے' پھر گناہ کا خیال آیا' پھر سرکار کی بارگاہ میں آ کر عرض کی: سوہنیا! میں گناہ کر بیٹھا ہوں' مجھے پاک فرما دیجئے' سرکار نے فرمایا: ماعز! تمہیں ایک مرتبہ کہہ دیا ہے جاؤ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو' اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمادے گا۔ حضرت ماعز چلے گئے' مگر دل مطمئن نہیں ہو رہا' پھر مڑ کے آ گئے' سوہنیا! مجھے گناہ سے پاک فرما دیجئے' سرکار نے پھر وہی بات فرمائی' مطلب یہ تھا کہ کسی طرح یہ شریعت کی حد سے سزا سے بچ جائے' مگر حضرت ماعز بار بار سرکار کی

بارگاہ میں عرض کرتے: آقا! مجھے پاک فرما دیجئے! اب سرکار نے واضح کر کے پوچھا: بتا! تم کو کس گناہ سے پاک کروں؟ حضرت ماعز نے عرض کی: آقا! میں شادی شدہ ہوں میں فلاں نوکرانی فلاں کنیز سے زنا کر بیٹھا ہوں' میرے آقا نے پھر بھی اس کی بات ٹالتے ہوئے فرمایا: ماعز! کیا کہہ رہے ہو' کہیں تمہارا دماغ تو خراب نہیں' تم پاگل تو نہیں ہو گئے' عرض کی: آقا! میں بالکل ٹھیک ہوں' کوئی پاگل نہیں' فرمایا: سوچ لے! شاید تم نے اس کا بوسہ لیا ہو' عرض کی: آقا! نہیں میں نے اس سے بُرائی کی ہے' سرکار نے فرمایا: ماعز! تم بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو' کہیں تم نے شراب تو نہیں پی۔ سبحان اللہ! کتنا لجپال نبی ہے کتنا کریم نبی ہے' رحیم نبی نہیں چاہتے کہ اس کو سزا ہو' چاہتے ہیں یہ سزا سے بچ جائے' مگر حضرت ماعز بضد ہیں کہ مجھے گناہ کی سزا دی جائے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کو حکم دیا کہ ''فـــرجم'' جاؤ! اس کو مدینہ کے چوک میں کھڑے کر کے رجم کر دو' اسے اتنے پتھر مارو کہ یہ پتھر کھا کھا کر وہیں مر جائے۔ حضرات! شرعی مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی کنوارہ مسلمان زنا کرے تو اسے لوگوں کے سامنے کھڑا کر کے سو کوڑے مارے جائیں' اگر شادی شدہ بندہ زنا کرے تو لوگوں کے سامنے اسے اتنے پتھر مارو کہ وہ وہیں مر جائے' کاش! ہماری اسلامی حکومت ہوتی تو دو چار زانیوں کو سنگسار کیا جاتا' پھر کوئی زنا نہ کرتا' دو چار چوروں کے ہاتھ کاٹے جاتے کوئی چور چوری نہ کرتا' دو چار ڈاکوؤں کو پھانسی چڑھایا جاتا کوئی ڈاکہ نہ مارتا' دو چار قاتلوں کو قتل کر دیا جاتا کوئی قتل نہ کرتا' لیکن افسوس! پاکستان میں ایسا کوئی نظام نہیں بلکہ جتنے چور ڈاکو شرابی زانی ہیں وہ ہمارے وزیر سفیر اور سربراہ بن جاتے ہیں' اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آمین! تو صحابہ کرام نے حضرت ماعز کو جنت البقیع کے پاس کھڑا کر کے پتھر مارنے شروع کر دیئے تو تکلیف اور زخموں کے درد سے حضرت ماعز جان بچا کر وہاں سے بھاگے' صحابہ کرام بھی پیچھے' حضرت ابو سعید فرماتے ہیں کہ مدینہ شریف میں ایک میدان تھا حرہ' حضرت ماعز دوڑتے دوڑتے وہاں پہنچے' صحابہ بھی وہاں پہنچ گئے' وہاں بھی پتھر مارنے شروع کر دیئے حتیٰ کہ وہیں آپ فوت

ہو گئے' آپ کو غسل دے کر کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھ کر آپ کو دفن کر دیا گیا' نماز جنازہ کے بعد آپ کی تعزیت کے لیے لوگ آپ کے گھر میں بیٹھ کر تعزیت کرنے لگے' ایصالِ ثواب کرنے لگے' آپ کی بخشش کے لیے دعا کرنے لگے' حضرات! مؤمن فوت ہو جائے' مؤمن پریشان ہو جائے' اس کی تعزیت کرنی چاہیے' یہ بہت بڑا ثواب ہے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو بندہ اپنے مؤمن بھائی کی تکلیف میں تعزیت کرتا ہے تو ''کساه الله سبحانه من حلل الكرامة يوم القيٰمة '' تو اللہ تعالیٰ اس مؤمن کو تعزیت کرنے کے بدلے میں قیامت والے دن عزت کا جبہ عطاء فرمائے گا' عزت کا تاج عطاء فرمائے گا۔ (ابن ماجہ شریف حدیث:۱۶۶۴)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام دو یا تین دن حضرت ماعز کی تعزیت کرتے رہے' پھوڑی بچھا کر ایصالِ ثواب کرتے رہے اور لوگ حضرت ماعز کے بارے طرح طرح کی باتیں کرتے رہے' کچھ لوگ کہتے کہ ماعز نے زنا کر کے اچھا نہیں کیا' بڑا سخت گناہ کیا' پھر اُسی جرم میں مارا گیا' پتہ نہیں قبر میں ان کے ساتھ کیا سلوک ہو گا؟ اللہ تعالیٰ معاف بھی کرتا ہے کہ نہیں' کچھ لوگ کہنے لگے: یار! ایسا نہ کہو' اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے' بڑا غفور رحیم ہے' شاید وہ کرم فرما دے' حضرت ماعز بخشے جائیں۔ حضرت بریدہ فرماتے ہیں: دو یا تین دن یہ باتیں ہوتی رہیں' صحابہ کرام یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ''ثم جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم '' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پھوڑی پر تشریف لائے'' وهو جلوس '' اور صحابہ کرام بیٹھے تھے'' فسلم ثم جلس '' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارے صحابہ کو سلام فرمایا' پھر سرکار بھی پھوڑی پر بیٹھ گئے'' فقال استغفروا لماعز بن مالك '' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لوگو! سارے ماعز بن مالک کے لیے بخشش کی دعا کرو۔ سبحان اللہ! حضرات توجہ کیجئے! ماعز کو فوت ہوئے تیسرا دن ہے' صحابہ پھوڑی بچھا کے تعزیت بھی کر رہے ہیں اور حضرت ماعز کے لیے بخشش کی دعائیں بھی کر رہے ہیں' پھر حسنین کریمین کا نانا بھی پھوڑی پر بیٹھ

کر حضرت ماعز کے لیے خود بھی بخشش کی دعا فرما رہے ہیں اور اپنے صحابہ سے بھی کروا رہے ہیں' آج کل لوگ کہتے ہیں: بندہ مر جائے تو کوئی دعا نہ کی جائے' ایصالِ ثواب کی کوئی ضرورت نہیں' یہ بدعت ہے ناجائز ہے حرام ہے کیونکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں' نہ یہ کام صحابہ نے کیا' نہ تابعی نے کیا' نہ تبع تابعی نے کہا' یہ بریلویوں کی ایجاد ہے۔ حضرات! دل کی آنکھیں کھول کر پڑھیے! یہ کام بریلویوں نے شروع نہیں کیا بلکہ بریلویوں کے تاجدار' اللہ تعالیٰ کے مقدس حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع فرمایا' پھر میں نہ مانوں کا علاج کوئی نہیں' منکرین کو آپ جتنے مرضی حوالے دکھائیں انہوں نے ماننا جو نہیں کیونکہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

جب سرکار نے حضرت ماعز کے لیے دعا فرمائی تو سرکار نے فرمایا: لوگو! تم میں سے بعض حضرات حضرت ماعز بن مالک پر اعتراض کر رہے تھے کہ پتہ نہیں ماعز بخشا بھی جائے گا یا نہیں' پتہ نہیں اس کا قبر میں کیا حال ہوگا؟ تو سنو! ''لقد تاب توبۃً'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ماعز نے مرنے سے پہلے اتنی سچی توبہ کی ہے کہ ''لو قسمت بین امۃٍ لو سمتھم'' اگر اس کی توبہ میں قیامت تک آنے والی ساری اُمت میں تقسیم کر دوں تو اللہ تعالیٰ ماعز کی توبہ کے صدقے میری ساری اُمت کے گناہ معاف فرما دے۔

(مسلم شریف ج ۲ ص ۶۲' شرح صحیح مسلم ج ۴ ص ۷۷۱۔۷۷۵)

حضرات! تو عرض یہ کر رہا تھا کہ جب وہ یہودی مسجد نبوی کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ مسجد نبوی شریف سرکار کے صحابہ سے بھری ہوئی ہے' لوگ سرکار کے وصال میں غم زدہ اور تعزیت کر رہے ہیں' وہ سمجھ نہ سکا کہ یہ سارے حضرات کیوں جمع ہیں' اس نے دل میں خیال کیا کہ شاید آج مسلمانوں کا کوئی بڑا دن ہو' عید کا دن ہو یا اور کوئی اہم دن ہو' مسلمان وعظ تقریر کے لیے جمع ہیں' اس مجمع میں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم

ضرور تشریف فرما ہوں گے' جب وہ مسجد نبوی کے گیٹ کے پاس پہنچے تو اس نے بلند آواز سے سرکار کی بارگاہ میں سلام عرض کیا: "السلام علیك یا ابا القاسم" اے ساری کائنات میں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تقسیم کرنے والے نبی! ایک پردیسی کا سلام ہو" السلام علیك یا محمد" اے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ایک شامی کا سلام ہو! جب اس یہودی نے سرکار کا نام لے کر سلام کے نذرانے پیش کیے تو سارے صحابہ کی چیخیں نکل گئیں' صدیق اکبر رو پڑے' فاروق اعظم کی آہیں نکل گئیں' عثمان غنی رو پڑے' مولا علی پر غشی کا عالم طاری ہو گیا' سارے صحابہ' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غم میں تڑپنے لگے' میں تو کہتا ہوں کہ مدینہ شریف کی دیواریں رو پڑیں' مدینہ شریف کے ذرات' پتھر' حجر و شجر رو پڑے' زمین و آسمان رو پڑے' مولا علی نے رو کر فرمایا: اے ہمارے نبی کی عظمت کو سلام کرنے والے پردیسی! تو کون ہے' کہاں سے آیا ہے؟ اور ہمارے زخموں پر نمک کیوں چھڑک رہا ہے؟ لگتا ہے تو مدینہ کا نہیں' تو کہیں دور سے آیا ہے' اگر تو مدینہ شریف کا ہوتا تو تجھے ضرور پتہ ہوتا کہ جس نبی پر تو عقیدت سے سلام کے گجرے پیش کر رہا ہے آج تین دن سے ہمیں چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تشریف لے گئے ہیں' وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام وصال فر۔ گیا ہے' جب اس یہودی نے سنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پردہ فرما گئے ہیں تو اس کی چیخیں نکل گئیں' وہ روتے روتے زمین پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: "واحسرتاہ وضاع سفیری" "ہائے افسوس! میری محنت برباد ہو گئی' میرا اتنا دور کا سفر کر کے آنا بیکار گیا" "یالیتنی لم تلدنی امی" "کاش! میری ماں نے مجھے پیدا ہی نہ کیا ہوتا' اگر میں دنیا میں آ ہی گیا تھا تو میں تورات کا مطالعہ ہی نہ کرتا' اگر میں نے تورات کا مطالعہ کر ہی لیا تھا تو میں محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات اور شان نہ پڑھتا' اگر میں نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے قصیدے اور نعت پڑھ لی تھی تو میں اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار سے محروم نہ ہوتا۔ سبحان اللہ! حضرات یہ ہے عشق کی دنیا۔

کوئی کہندا خداوند باری تے ساڈی دنیا دین سوارے
کوئی کہندا ایمان دی کشتی تے ساڈی لگ جائے پار کنارے
کوئی ہے بخشش دا شیدائی تے کوئی جنت توں جند وارے
اعظم ایہہ نہ آکھے کوئی تے رب عاشق کر کے مارے

حضرات! جب اس یہودی نے سرکار کے وصال کی خبر سنی تو سرکار کے صحابہ کو کہنے لگا: صحابہ! تم میں سے کوئی بندہ ایسا بھی ہے جو سرکار کی صورت مجھ سے بیان کرے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقشے اس طرح کے تھے؟ مولا علی نے فرمایا: بھائی! پریشان نہ ہو آؤ میں تمہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت کے بارے بتاتا ہوں کہ میرے نبی کو اللہ تعالیٰ نے کس طریقے سے بنایا تھا' اس نے پوچھا: سرکار! آپ کا نام کیا ہے؟ شیر خدا عزوجل نے فرمایا: بھائی! میرا نام علی ہے' اس یہودی نے کہا: آپ علی ہیں؟ فرمایا: ہاں! علی میرا ہی نام ہے' یہودی نے عرض کی: حضور! میں نے تورات میں کئی مقامات پر آپ کا بھی ذکر پڑھا ہے' اچھا بتایئے سرکار کی صورت مبارک کیسی تھی؟ مولا علی نے فرمایا: میرے آقا کا قد مبارک درمیانہ تھا' نہ بہت لمبا تھا نہ بہت چھوٹا تھا' لیکن آپ کا یہ کمال تھا جب آپ صحابہ کے ساتھ چلتے' سر مبارک آپ کا سب سے اونچا لگتا' سرکار کا سرانور گول تھا' پیشانی مبارک کشادہ تھی' آنکھیں ایسی خوبصورت تھیں' لگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یار کو مازاغ کا سرمہ پہنا کر دنیا میں بھیجا تھا' آبرو مبارک بڑے خوبصورت اور آپس میں ملے ہوئے تھے' دانت مبارک جدا جدا تھے' جب تبسم فرماتے تو دانتوں سے نور کی کرنیں نکلتی تھیں' اگر رات کو مسکراتے تو وہ ساری جگہ نور سے منور ہو جاتی' میرے آقا ساری کائنات کے بادشاہ تھے' لیکن آپ کی سیرت یہ تھی کہ گھر کے کام خود اپنے ہاتھوں سے کرتے' بازار سے سودا لاتے' لکڑیاں خود کاٹتے' جوتی مبارک ٹوٹ جاتی تو اپنے ہاتھوں سے اس کی مرمت فرماتے' اس لیے کام کر کر کے سرکار کے ہاتھ سخت تھے' پیٹ مبارک جسم سے ملا ہوا تھا' آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان قدرتی طور پر لکھا ہوا تھا: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول

اللہ کلمہ شریف کے اوپر لکھا ہوا تھا: محبوب! تم جدھر اپنا رُخ انور کرو گے کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ مولا علی نے جب یہ صورت اور سیرت بیان فرمائی تو یہودی کہنے لگا: ''صدقت یا علی'' اے علی! آپ سچ فرما رہے ہیں' مولا علی نے فرمایا: بھائی! تو میرے بیان کی تصدیق کیسے کر رہا ہے؟ سرکار کا دیدار تو نے نہیں کیا' سرکار کے جلوے تو نے نہیں دیکھے' تمہیں کیسے پتہ چل گیا کہ میں سچ کہہ رہا ہوں' یہودی نے عرض کی: حضور! تورات میں اللہ تعالیٰ نے یہی نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیاں لکھی ہیں جو آپ بیان فرما رہے ہیں' پھر اس یہودی نے کہا: یا علی! مجھ پر ایک اور بھی احسان فرمایئے' اگر آپ کے پاس سرکار کا کوئی کرتہ مبارک ہو تو وہ مجھے دکھا دیجئے تا کہ میں اس کو سونگھ کر نبوت کی خوشبو سونگھ سکوں' مولا علی نے حضرت سلمان فارسی سے فرمایا: بھائی سلمان! گھر جاؤ! سیّدہ فاطمہ سے کہو کہ وہ جبہ مبارک وہ کرتہ مبارک دو جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال کے وقت پہنا ہوا تھا' حضرت سلمان دروازۂ بتول پر گئے تو گھر کے اندر سے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں' سیّدہ فاطمہ بابے کو یاد کر کے رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں: ''یا فخر الانبیاء'' اے سارے نبیوں سے ممتاز نبی!''یا زین الاولیاء'' اے سارے ولیوں کی زینت نبی! افسوس کہ آپ ہمیں چھوڑ گئے' جب سیّدہ فاطمہ درد کے ساتھ روتی تو حسنین کریمین بھی روتے' سیّدہ زینب سیّدہ رقیہ مولا علی کی بیٹیاں بھی روتی' گھر کے در و دیوار بھی روتے' حضرت سلمان نے دروازہ بتول پر دستک دی' سیّدہ فاطمہ نے فرمایا: کون ہے یتیموں کا دروازہ کھٹکھٹانے والے! سیّدنا سلمان فارسی نے بڑے ادب سے عرض کی: بی بی جی! میں آپ کے ابو کا خادم ہوں میں سلمان فارسی ہوں' سیّدہ فاطمہ نے پردے کے پیچھے سے پوچھا: چچا سلمان! کیا بات ہے کیسے آنا ہوا؟ عرض کی: بی بی جی! مولا علی نے وہ کرتہ مبارک منگوایا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال کے وقت پہنا ہوا تھا' سیّدہ فاطمہ نے فرمایا: چچا سلمان! خیر تو ہے کیا کرنا ہے؟ میرے ابو کے کرتے کو' حضرت سلمان نے ساری بات بتائی' سیّدہ فاطمہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کا جبہ مبارک عطاء فرمایا' حضرت سلمان وہ کرتہ مبارک لے کر مسجد نبوی میں پہنچے' صحابہ کرام نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرتے پاک کو سات مقامات پر پیوند لگے ہوئے ہیں' سات مقامات سے سلائی ہوئی ہے' حضرت سلمان نے وہ جبہ مبارک مولا علی کے ہاتھ میں دیا' سارے صحابہ نے باری باری اس کو چوم کر اپنے چہروں پر ملا' پھر اس یہودی کو دیا گیا' اس یہودی نے سرکار کے مقدس کرتے کو لے کر اپنے چہرے سے ملا تو اس کو جبہ سے سرکار کی بھینی بھینی خوشبو آنے لگی' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقدس کرتہ سر پر رکھ کر سرکار کے روضہ انور پر آیا' سرکار کا روضہ دیکھ کر اس نے چہرہ آسمانوں کی طرف اُٹھایا اور رو کر کہنے لگا کہ "اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمد رسول اللّٰہ " اے خالق کائنات! تو گواہ ہو جا! میں تیرے یار کے روضہ کے پاس کھڑا ہو کر اعلان کر رہا ہوں کہ تو وحدہٗ لاشریک ہے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تیرے پیارے اور آخری رسول ہیں' پھر سرکار کی قبر انور کو چوم کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے لگے اور کہہ رہا تھا کہ

لے سجناں اساں توڑ نبھائی تے جان دتی راہ تیرے
روز حشر نوں شرماں رکھ لئی تے کج لئی پردے میرے

پھر چہرہ آسمان کی طرف کر کے عرض کی: اے خالق کائنات! اب میں نے واپس گھر نہیں جانا' یار کا صدقہ میری دعا قبول فرما' قدرت نے آواز ماری: سجناں! تو بات کرنا کیا چاہتا ہے؟ تو اس نو مسلم شامی نے عرض کی: "اللّٰھم ان قبلت اسلامی " اے خالق کائنات! اگر تیری بارگاہ میں میرا کلمہ پڑھ کے اسلام قبول ہو گیا ہے تو "فاقبض روحی الساعۃ " ابھی میری روح یار کے قدموں میں نکال کر موت عطاء فرما دے' جب اس نے یہ دعا مانگی تو اسی وقت زمین پر گرا اور فوت ہو گیا' مولا علی نے اس دیوانے کو اُٹھا کر غسل دیا' کفن پہنایا' صدیق اکبر نے اس کا جنازہ پڑھایا' سارے مدنی صحابہ نے اس کا جنازہ پڑھا' پھر اسے بڑے پروٹوکول کے ساتھ جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔ سبحان اللہ!

(مدارج النبوت ج ۲' ص ۵۲۴۔۵۲۶' جامع المعجزات ص ۲۰۳۔۲۰۴)

عبادت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصور میں تیرے رہنا ریاضت اس کو کہتے ہیں
تیری مرضی پہ مرمٹنا شریعت اس کو کہتے ہیں
تیرے کوچے میں دفن ہونا جنت اس کو کہتے ہیں

علامہ ابن کثیر تفسیر ابن کثیر میں' علامہ نفسی تفسیر مدارک میں' شاہ عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب میں' مولوی زکریا سہارن پوری دیوبندی اپنی کتاب فضائل حج میں' مفتی محمد شفیع دیوبندی اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ مدینہ شریف سے کچھ دور ایک گاؤں تھا' ایک بستی تھی' وہاں کے ایک نئے نئے مسلمان نے قرآن پڑھا' قرآن پڑھتے پڑھتے پ۵ کی یہ آیہ کریمہ پڑھی: "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ" لوگو! جب اپنی جان پر ظلم کر بیٹھو تو میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں آ جاؤ' تو اس نے ارادہ کر لیا کہ مدینہ شریف جاتا ہوں' سرکار کا دیدار بھی کروں گا' درود وسلام کے نذرانے بھی پیش کروں گا اور بخشش کی دعا کے بارے بھی عرض کروں گا کیونکہ ساری زندگی بتوں کی عبادت کی ہے' غیر اللہ کے سامنے سر جھکاتا رہا ہوں' اپنی جان پر بڑا ظلم کیا ہے' سرکار کرم فرمائیں گے' نگاہِ کرم فرمائیں گے' اللہ تعالیٰ یار کے صدقہ میری بخشش فرمادے گا' اپنا بیڑا پار ہو جائے گا' وہ مدینہ شریف پہنچا' اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی سے پوچھا: جناب! میں پہلی بار مدینہ شریف آیا ہوں' نیا نیا مسلمان ہوا ہوں' سرکار کا دیدار کرنا چاہتا ہوں' میری رہنمائی فرمائیں' مجھے سرکار کے آستانے تک پہنچا دیں' آپ کی بڑی مہربانی ہوگی' صحابی نے یہ بات سنی تو آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے' زار وقطار رونے لگا' وہ دیہاتی بڑا پریشان ہوا کہ یہ بات کیا ہے؟ میں نے سرکار کا نام لیا ہے' یہ بزرگ رونے کیوں لگ گئے ہیں' اس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی: حضور! میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کہی' میں نے تو صرف آستانہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پوچھا ہے' آپ رونا شروع ہو گئے ہیں' سرکار کے صحابی نے فرمایا: بھائی! جس

رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے آپ پوچھ رہے ہیں' ان کوتو دنیا سے پردہ فرمائے ہوئے آج تین دن ہو گئے ہیں' میں رو اس لیے رہا ہوں کہ آپ نے آنے میں بڑی دیر کر دی ہے' سرکار ہم سے جدا ہو گئے ہیں' ہمیں چھوڑ کر مالک حقیقی کی بارگاہ میں تشریف لے گئے ہیں' جب اس مسلمان عربی نے یہ بات سنی تو وہ بھی زار و قطار رونے لگ گیا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق میں تڑپنے لگا۔ میاں محمد صاحب فرماتے ہیں کہ

ہجر تیرا جے پانی منگے تے میں کھوہ نیناں دے گیڑا
جی کردا اے سامنے بہہ کے تے میں درد پرانے چھیڑا
تو بیلی تے سب جگ بیلی تے ان بیلی بھی بیلی
سجناں باہجھ محمد بخشا تے سنجی پئی اے حویلی

اس دیہاتی نے کہا: جناب! اگر سرکار کا وصال ہو گیا ہے تو مجھے روضہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی بتا دیجئے' میں وہیں جا کر سلام کے تحفے پیش کر لیتا ہوں' اس صحابی نے روضہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچایا۔ مولا علی فرماتے ہیں: میں اس وقت سرکار کے روضہ انور کے پاس زیارت کے لیے بیٹھا تھا' وہ اعرابی آیا اور آ کر سرکار کے مزار پاک سے چمٹ گیا' زار و قطار رونے لگا' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پُر انوار سے خاک اُٹھائی اور اپنے سر پر ڈال کر عرض کرنے لگا: سوہنیا! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لوگو! جب تم میں سے کوئی جان پر ظلم کر بیٹھے تو میرے محبوب کے آستانے پر آ جاؤ' وہاں کھڑے ہو کر اپنی بخشش کے لیے دعا کرو' یار کے آستانے کے صدقہ سے دعا مانگو' پھر میرا یار بھی ید اللہ والے گورے گورے ہاتھ اُٹھا کر میری بارگاہ میں تمہاری سفارش کرے' مولا اس کو معاف فرما دے' پھر میں نے تمہارے گندے اعمال نہیں دیکھنے بلکہ آمنہ کے لال کے ہاتھ دیکھنے ہیں کہ یار بھی تمہاری سفارش کر رہا ہے' یار کا صدقہ تمہاری ساری خطاؤں پر قلم پھیر دوں گا۔

خدا عزوجل کی عظمتیں کیا ہے محمد ﷺ مصطفیٰ جانے
مقامِ مصطفیٰ کیا ہے محمد ﷺ کا خدا عزوجل جانے

صدا کرنا میرے بس میں تھی میں نے تو صدا کر دی
وہ کیا دے گا میں کیا لوں گا سخی جانے گدا جانے
قبر دا خوف دے دے کے مینوں لوکی ڈراؤندے نے
اوتھے سرکار نے اونا اے قبر جانے نبی جانے

حضرات جب اس اعرابی نے سرکار کے مزار پُر انوار کی مقدس مٹی اٹھا کر سر پر ڈالی' پھر سرکار سے بخشش کی اپیل کی تو مدینہ پاک میں کئی ہزار صحابہ موجود تھے کسی نے اس کو نہیں روکا کہ اوہ دیہاتی! یہ کیا کر رہے ہو؟ کسی نے نہیں کہا کہ معاذ اللہ! سرکار تو مر گئے ہیں' اب قبر میں سوائے ہڈیوں کے کیا ہے' گناہ اللہ تعالیٰ نے بخشنے ہیں' اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو' یہ کیا شرک کر رہے ہو' نبی کچھ نہیں کر سکتا۔ ناں! اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! کسی صحابی نے یہ نہیں کہا' مگر بدنصیب وہابی غیر مقلد مولوی اسماعیل دہلوی بول پڑا' اپنی بدنام زمانہ کتاب تقویۃ الایمان ص ۵۷ پر لکھتا ہے کہ معاذ اللہ سرکار مر کر مٹی میں مل گئے ہیں' حضرات کتنا بُرا عقیدہ ہے لیکن ہمارا ایک نمبر سنیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ سرکار اپنی قبر انور میں کل بھی زندہ تھے' آج بھی زندہ ہیں' قیامت تک زندہ رہیں گے' سرکار کا تو مقام بہت اعلیٰ ہے' ہمارا تو عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی بھی اپنے مزارات میں زندہ اور حیات ہیں' جن بے ایمانوں نے نبی کو مردہ لکھا ہے یا جن کا عقیدہ ہے' نبی مر گئے ہیں وہ خود مردہ ہیں' ان کے ایمان مردہ ہیں۔

جنہاں دے مر گئے اوہو ای کہن مر گئے
ساڈا تے ہے ہر اک تاجدار زندہ
مولا علی زندہ غوث جلی زندہ
ہندا ولی زندہ اے میری سرکار زندہ
صابر پاک تے بابا فرید زندہ داتا صاحب دا پاک دربار زندہ
مہر علی تے احمد رضا زندہ حضرت بابا فقیر دلدار زندہ

ساڈا نبی زندہ ساڈے ولی زندہ
ہر مزار زندہ ہر دربار زندہ
صائم ولیاں دی گل تے اک پاسے
رہن ولیاں دے خدمت گزار زندہ

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ اس اعرابی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور کی مٹی اُٹھا کر سر پر ڈالی' پھر رو کر بخشش کی اپیل کرنے لگا' سوہنیا! میں بڑا گناہ گار ہوں' میرے لیے بخشش کی دعا فرمائیں کہ خالق کائنات میرے گناہوں کو معاف فرمادے' جب درد سے رویا تو مولا علی فرماتے ہیں کہ زندہ نبی کی قبر انور سے آواز آئی جس کو سارے زائرین نے سنا' سرکار نے فرمایا: اے اعرابی! رو نہیں پریشان نہ ہو''قد غفر لك'' جا تیری بخشش ہو گئی ہے' اللہ تعالیٰ نے تیرے سارے گناہ معاف فرمادیئے ہیں۔ (تفسیر مدارک ج ۱ ص ۲۳۴' تفسیر ابن کثیر ج ۱' جذب القلوب' تفسیر معارف القرآن ج ۲ ص ۴۶۰' فضائل حج ص ۱۵۲' حیات النبی ص ۸۴۔۸۵' استعانت ص ۷۹)

حضرات توجہ فرمائیں! اعرابی حد اللہ تعالیٰ کی توڑ کے آیا ہے' نافرمانی اللہ تعالیٰ کی کر کے آیا ہے' ناراض اللہ تعالیٰ کو کر کے آیا ہے مگر بخشش کی ڈگری کملی والا عطاء فرما رہا ہے جنت کی ٹکٹ کملی والا عطاء فرما رہا ہے' اسی لیے سنی کہتے ہیں کہ

خدا عزوجل کا پکڑا چھڑائے محمد ﷺ
محمد ﷺ کا پکڑا چھڑا کوئی نہیں سکدا

کئی گستاخ یہ شعر سن کر کہتے ہیں: توبہ توبہ دیکھو جی بریلویوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ خدا عزوجل سے بڑا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم طاقت ور ہیں۔ معاذ اللہ! حضرات یہ غلط فہمی ہے' طاقت اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کی سفارش کر دیں تو اللہ تعالیٰ یار کے صدقے اس کو جہنم سے بچا کر جنت عطاء فرما دیتا ہے' مگر جو سرکار کا گستاخ ہو گا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی

مجرم ہوگا' سرکار نے اس کی نہ سفارش کرنی ہے اور نہ اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کرنا ہے' یہ ہے اس شعر کا مطلب۔ حضرات توجہ فرمائیں! اس اعرابی نے سرکار کا دیدار نہیں کیا مگر سرکار کو یاد کر کے تڑپ بھی رہا ہے اور رو بھی رہا ہے۔ حضرات یہ تو انسان تھے' آپ کتابوں کا مطالعہ کر کے دیکھیں کہ جانور بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر تڑپنے لگے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے پیارے صحابی ہیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ' یہ فرماتے ہیں کہ جب خیبر کا علاقہ فتح ہوا تو خیبر کے یہودی اپنا سارا سامان چھوڑ کر کچھ بھاگ گئے کچھ مارے گئے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے یہودیوں کا سارا مال سونا چاندی جانور گھر کا سارا ساز و سامان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ سارا سامان مجاہدین میں تقسیم فرما دیا۔ حضرت معاذ فرماتے ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی نے ایک زخمی گدھا سرکار کی خدمت میں پیش کیا' عرض کی: آقا! یہ گدھا بھی یہودی چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں' یہ حاضر خدمت ہے' حضرت معاذ فرماتے ہیں: اس گدھے کا رنگ کالا تھا جب گدھا سرکار کی خدمت میں پیش ہوا تو آمنہ کے لال نے اس گدھے کو مخاطب کر کے فرمایا: ''مـــا اســـمك '' اے گدھے! ذرا بتا تیرا نام کیا ہے؟ اپنا تعارف کرا۔ سبحان اللہ! تو گدھا انسانوں کی طرح بولنے لگا اور عرض کی: ''قال یزید بن شهاب '' آقا میرا نام یزید ہے اور میرے ابو کا نام شہاب ہے۔ حضرات توجہ فرمائیں! کبھی گدھے بھی انسانوں کی طرح بولے ہیں؟ نہیں! مگر قربان جاؤں اللہ تعالیٰ نے میرے نبی کو اتنا پاور فل اتنا مختار نبی بنا کے بھیجا ہے' وہ چاہے تو گدھوں کو بھی بلوا سکتا ہے' تو سرکار نے گدھے سے پوچھا: تیرا نام کیا ہے؟ عرض کی: یزید' ایک بندہ کہنے لگا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کبھی گدھے بھی بولے ہیں' میں نے کہا: بھائی! جو رب عزوجل اصحاب کہف کے کتے کو بلوا سکتا ہے جو ولیوں کے کتے کو زبان دے سکتا ہے' کیا وہ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گدھے کو زبان نہیں دے سکتا؟ میں نے کہا: یہ تو گدھا تھا میرے نبی نے پتھروں پر قدم رکھا تو اللہ تعالیٰ نے

انہیں بھی زبان عطاء فرمادی۔

تاج لولاک دا پا کے آیا نبی
تاجاں والے کھڑے ویکھدے رہ گئے
جا کے تنبیاں پروہنا نبی عرش تے
ایہہ انبیاء سب کھڑے ویکھدے رہ گئے
ڈبے سورج نوں سوہنے پچھاں موڑیا
نال انگلی دے قلکاں دا چن توڑیا
تو ڑ کے چن مڑ کے جدوں جوڑیا
کافراں دے دھڑے ویکھدے رہ گئے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں' ابوجہل' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتحان لینے کے لیے سرکار کا علمِ غیب دیکھنے کے لیے اپنے دائیں ہاتھ کی مٹی میں چھ چھوٹی چھوٹی کنکریاں لے کر سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!

گر رسولی چیست درد ستم نہاں
چوں خبر داری زِ رازِ آسماں

اگر تم واقعی رسول ہوں اگر دعویٰ نبوت میں سچے ہو تو بتاؤ میری مٹھی میں کیا چیز ہے؟ کیونکہ تم دعویٰ کرتے ہو کہ میں آسمان کی چھپی ہوئی باتیں بھی بتا سکتا ہوں' آسمان کی بات بعد میں کریں گے' پہلے تم زمین میں بیٹھ کر میری مٹھی والی چیز بتاؤ؟ سرکار سن کر مسکرا پڑے' فرمایا: ابوجہل! یہ تو کوئی کمال نہیں' یہ بات تو جادوگر جادو کے ذریعے بھی بتا دیں گے' اس نے کہا: کمال والی کیا بات ہے' سرکار نے فرمایا کہ

گر تُو می خواہی بگویم کان چہاست
یا بگویند آنکہ ما حقیم وراست

اگر تم چاہو تو میں تیری مٹھی والی چیز کو اشارہ کروں تو وہ بول کر میرے نعرے مارنے

شروع کر دے اور وہ گواہی دے کہ میں اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہوں' ابو جہل بڑا حیران ہوا' کہنے لگا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ نہیں ہو سکتا کہ میری مٹھی والی چیز تیرے نعرے مارے' میرے آقا نے فرمایا: ابو جہل! تجھے میری عظمت و شان کا پتہ ہی نہیں' میں صرف انسانوں کا ہی رسول نہیں' میں کائنات کے ذرے ذرے کا رسول ہوں تو مان نہ مان پر تیری مٹھی والی چیز مجھے مان کر میرا ضرور کلمہ پڑھے گی' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لو سن! تیری مٹھی مین چھ کنکر ہیں' اب ان کنکروں کو کان کے ساتھ لگا' اگر یہ میرا کلمہ نہ پڑھیں تو مجھے اللہ تعالیٰ کا رسول نہ کہنا' ابو جہل نے پتھروں کو کانوں سے لگایا' پھر ہوا کیا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

از میان مشت او ہر پارہ سنگ
در شہادت گفتن آمد بے درنگ

جب ابو جہل نے اپنی بند مٹھی اپنے کانوں سے لگائی تو ہر پتھر نے میرے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھنا شروع کر دیا' ہاتھ ابو جہل کے پر کلمہ آمنہ کے لال کا پڑھ رہے ہیں۔ سبحان اللہ!

لا الٰہ گفت والا اللہ گفت
گوہر احمد رسول اللہ گفت

ابو جہل نے جب دیکھا کہ کنکر اس کی مٹھی میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نعرے لگا رہے ہیں تو اس نے کنکروں کو غصہ میں زمین پر پھینک دیا اور بھونکنے لگا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مین نے بڑے بڑے جادوگر دیکھے ہیں مگر معاذ اللہ تم سے بڑا جادوگر نہیں دیکھا۔ (مثنوی کی حکایات ص ۳۸۔۴۰)

حضرات پتہ چلا جانور تو ایک طرف میرا نبی پتھروں سے بھی کلمے پڑھا سکتا ہے۔

اے پتھراں تھیں کلمے پڑھا جاندا اے
اے ان بولیاں نوں بُلا جاندا اے

اے گنگیاں تھیں گلاں کراں جان دا اے

اے سکھیاں کھجوراں اُگا جان دا اے

محمد ﷺ دا رتبہ خدا جان دا اے

خدا دی قدر مصطفیٰ ﷺ جان دا اے

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس گدھے سے پوچھا: میاں گدھے! تیرا نام کیا ہے؟ اس گدھے نے انسانوں کی طرح عربی زبان میں بول کر جواب دیا کہ آقا! میرا نام یزید ہے' میرے ابو کا نام شہاب ہے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ذرا اپنے خاندان کے بارے بتا' تم کتنے بھائی ہو' اپنے قبیلے کا ذکر سنا' تم کہاں رہتے تھے' گدھا کہنے لگا: حضور! جو میرا دادا گدھا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی نسل میں سے ساٹھ گدھے پیدا فرمائے تھے' ان سارے گدھوں پر اللہ تعالیٰ کے نبیوں نے سواری فرمائی ہے' میرے جتنے بھی گدھے بھائی تھے وہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں کی سواری بنے' اب میرے باپ دادے کی نسل میں سے کوئی گدھا باقی نہیں رہ گیا' میں آخری ہوں اور آقا آپ بھی آخری نبی ہیں'' ولم یبق من الانبیاء غیرك '' آپ کے علاوہ اب کوئی نبی نہیں رہا' سوہنیا! آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ سبحان اللہ! حضرات توجہ فرمائیں! یہ گدھا ہے جانور ہے چار ٹانگوں والا حیوان' مگر کہتا کیا ہے؟ کہ آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں' کتنے بدنصیب اور بدبخت ہیں وہ لوگ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آخری نبی نہیں مانتے' ان بدنصیبوں سے تو وہ گدھا بھی اچھا تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آخری نبی مان گیا' وہ گدھا ہو کر مان گیا' یہ بدبخت انسان ہو کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آخری نبی نہیں مانتے' پتہ چلا مرزائی حضرات گدھے سے بھی بدتر ہیں' اللہ تعالیٰ مرزائیوں سے ہمیشہ بچا کر رکھے۔ آمین! تو عرض یہ کر رہا تھا کہ گدھے نے عرض کی: آقا! آپ آخری نبی ہیں' میں اپنے باپ کی نسل میں سے آخری ہوں' آقا! اگر کرم نوازی فرماؤ' لجپالی فرماؤ تو میری آرزو ہے کہ آپ مجھ پر سواری فرمائیں' میں ناز کروں گا کہ اللہ تعالیٰ کا آخری رسول اللہ

تعالیٰ کے آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میری پشت پر سوار ہوا تھا' آقا! میں قیامت والے دن اپنے خاندان کے گدھوں کے سامنے ناز کروں گا کہ اے میرے بھائیو! تمہاری بڑی شان ہے' بڑی عظمت ہے کہ تمہاری پیٹھ پر اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی سوار ہوئے ہیں' کسی کی پیٹھ پر صفی سوار ہوا' کسی کی پیٹھ پر خلیل سوا ہوا' کسی کی پیٹھ پر ذبیح سوار ہوا' کسی کی پیٹھ پر کلیم سوار ہوا' کسی کی پشت پر روح اللہ سوار ہوا' آؤ ذرا مجھے دیکھو میری پشت پر اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سوار ہوا۔

کیڈی چنگی قسمت میری تے محبوب میرے ول آیا
اس اُجڑی ہوئی بستی نوں اُس پل وچہ باغ بنایا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سن کر مسکرا پڑے' فرمایا: اچھا! یہ بتا اب تو کس کی ملکیت میں تھا؟ اس گدھے نے عرض کی: آقا! میں ایک یہودی کے قبضے میں تھا' آقا وہ آپ کا بہت بڑا دشمن تھا' آقا میں اس کو دیکھتا جب اس کے سامنے آپ کا مقدس نام آتا تو وہ حسد کی وجہ سے جل جاتا تھا' آپ کی شان میں بے ادبیاں اور گستاخیاں کیا کرتا تھا' آقا اس وجہ سے وہ مجھے پسند نہیں تھا میں اسے دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا۔ سبحان اللہ! ہے گدھا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے ادب اور گستاخ کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا' نفرت کرتا ہے مگر افسوس سنیو! ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں سے بے ادبوں سے نفرت نہیں کرتے' بجائے ان سے نفرت کرنے کے ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں' ان کے مدارس اور مساجد میں صدقہ وخیرات دیتے ہیں' ان کو قربانی کی کھالیں دیتے ہیں' ان کو نوٹ بھی دیتے ہیں ووٹ بھی دیتے ہیں' بتاؤ قیامت والے دن کیا جواب دو گے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کس منہ سے سامنا کرو گے' اللہ تعالیٰ کی عدالت میں کیا عذر پیش کرو گے؟ بعض حضرات کہتے ہیں: جی کیا کریں چاچے مامے کی رشتہ داریاں ہیں' حضرات خاندانی رشتہ نہ دیکھو آمنہ کے لال سے ایمانی رشتہ دیکھو۔

چھوڑ فکر دنیا کی چل مدینے چلتے ہیں
مصطفیٰ ﷺ غلاموں کی قسمتیں بدلتے ہیں

ہم کو روز ملتا ہے صدقہ کملی والے کا
مصطفیٰ کے ٹکڑوں پہ خوش نصیب چلتے ہیں
آمنہ کے پالے کا کالی کملی والے کا
جشن ہم مناتے ہیں جلنے والے جلتے ہیں

تو گدھے نے عرض کیا: آقا! میں ایک یہودی کے قبضہ میں تھا' وہ آپ کا بہت بڑا دشمن تھا' آپ کا نام سن کر برداشت نہیں کر سکتا تھا' جیسے آج کل کچھ لوگ یارسول اللہ کا نعرہ سن کر برداشت نہیں کر سکتے' گدھے نے عرض کی: سوہنیا! جس دن سے مجھے پتہ چلا کہ وہ یہودی آپ سے عداوت رکھتا ہے' میں نے بھی اس کے ساتھ عداوت رکھنی شروع کردی' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تو کیسے عداوت کرتا تھا؟ عرض کی: آقا! جب وہ مجھ پر سوار ہوتا تو میں اچھلتا کودتا' دولتیاں مارتا' وہ بے ایمان نیچے گر پڑتا' پھر وہ ڈنڈا لے کر مجھے بڑا مارتا' مار مار کے مجھے زخمی کر دیتا' میں بھی غصہ سے اس کی طرف دیکھ کر اپنی زبان سے کہتا: بے ایماناں جتنا مرضی ہے مار میں زخمی ہوسکتا ہوں مار کھا سکتا ہوں' بھوک پیاس برداشت کرسکتا ہوں' پر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گستاخ کو اپنی پشت پر سوار نہیں کرسکتا۔ سبحان اللہ! یہ مار نہیں یہ آمنہ کے لال کا پیار ہے' اگر مار سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت بچ سکتی ہے تو مار

مارو مارو مینوں بے شک مارو تے میں عذر نہ پیش لیاواں
جے سجن میرے دکھ وچہ راضی تے میں سکھ نوں چلھے پاواں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس گدھے کی بات سن کر بڑے خوش ہوئے اس کو بڑی دعائیں دیں' پھر اس کی پشت پر محبت سے ہاتھ مبارک پھیر کر فرمایا: گھبرا نہیں! اب ساری زندگی تو ہمارے پاس رہے گا اور انشاء اللہ ہم تجھ پر سواری بھی کیا کریں گے' وہ گدھا سن کر بڑا خوش ہوا کہ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے اپنی سواری کے لیے پسند فرمالیا ہے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے یزید! پہلے تیرا نام یزید تھا

اب میں تیرا نام بدل کے یعفور رکھتا ہوں' آج کے بعد تو یزید نہیں یعفور ہے' یعفور کا لفظی معنی ہے: ہر حکم ماننے والا' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یعفور! تیری شادی نہ کر دیں تاکہ تیری نسل چلتی رہے' عرض کی: آقا! بڑی کرم نوازی میں شادی نہیں کرنا چاہتا' میں نہیں چاہتا میری نسل چلے' بس میری پہلی اور آخری خواہش یہ ہے کہ میں ہر وقت آپ کی خدمت میں رہوں' آپ کا دیدار کروں' آپ کی خدمت کروں آپ کے کام کروں' سرکار نے فرمایا: ٹھیک! جیسے تیری مرضی' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر کبھی کبھی سواری فرمایا کرتے تھے' اکثر مدینہ پاک میں آپ یعفور گدھے پر سوار ہو کر کہیں تشریف لے جاتے' صحابہ کرام بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس گدھے سے بڑا پیار کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یعفور گدھے پر سوار ہو کے عبداللہ بن ابی منافق کے محلّہ سلول میں کچھ لوگوں کی صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند صحابہ بھی سرکار کے ساتھ تھے' سرکار سواری پر تھے' صحابہ کرام پیدل ساتھ چلے جاتے تھے' جب عبداللہ بن ابی منافق کے محلہ میں پہنچے تو محلّہ کے لوگ سرکار کے دیدار کے لیے جمع ہو گئے' عبداللہ منافق بھی آ گیا' حضرت انس فرماتے ہیں کہ اچانک سرکار کے گدھے نے چھوٹا پیشاب کرنا شروع کر دیا' جس طرح کہ عام جانوروں کی عادت ہوتی ہے' چلتے چلتے پیشاب کرنا شروع کر دیتے ہیں' جب گدھے نے پیشاب شروع کی تو عبداللہ بن ابی منافق نے عداوتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے اور تکبر کی وجہ سے اپنے منہ پر اپنے چہرے پر کپڑا رکھ لیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں کہنے لگا: ''قال الیك عنی'' اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میرے نزدیک نہ آئیں مجھ سے دور ہی رہیئے'' واللّٰہ لقد اذانی نتن حمارك'' کیونکہ آپ کے گدھے کی بدبو کی وجہ سے مجھے تکلیف ہوئی ہے' جب عبداللہ منافق نے یہ بات کہی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک انصاری صحابی بھی تھے جن کا نام تھا عبداللہ بن رواحہ' یہ بہت بڑے شاعر تھے اور جرنیل صحابی تھے' وہ سن

کر غصہ میں آ گئے' آپ نے عبداللہ منافق کو فرمایا: اوہ بد بخت منافق! اوہ میرے نبی کے گدھے کو بدبو سے تشبیہ دینے والے! سن "واللہ لحمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطیب ریحا منك "اوہ بد بختا! مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت وجلالت کی قسم! میرے پاک رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبو دار ہے۔ سبحان اللہ!

(بخاری شریف ج ا ص ۳۷۰ ' تفہیم البخاری ج ۴ ص ۲۱۵)

علامہ سیوطی تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے عبداللہ منافق کو فرمایا کہ "واللہ لبول حمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطیب ریحا منك "اے عبداللہ! مجھے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی قسم! میرے آقا کے گدھے کا پیشاب بھی تجھ سے زیادہ خوشبو والا ہے۔ سبحان اللہ! (تفسیر جلالین ص ۴۲۷)

حضرات توجہ فرمائیں! عبداللہ منافق نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی نہیں کی' سرکار کی گستاخی نہیں کی' صرف گدھے کے پیشاب کو بدبودار کہا' ظاہر دیکھا جائے تو عبداللہ کی بات ٹھیک تھی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جاں نثار صحابی کو یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ کوئی بد بخت میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری میں عیب جوئی کرے' نہ بلکہ غصہ میں آ کر جلال میں آ کر فرمایا: او منافقا! چپ کر بڑا آیا صفائی پسند' اللہ تعالیٰ کی جلالت کی قسم! میرے آقا کے گدھے کا پیشاب تجھ سے زیادہ خوشبو دار ہے۔ حضرات! عبداللہ منافق کوئی عام بندہ نہیں تھا' کوئی کمی کمین نہیں تھا بلکہ اپنے قبیلے کا سردار تھا' اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دو دن بعد میں مدینہ شریف تشریف لاتے تو پورے مدینہ شریف کے لوگ متفقہ طور پر اس کو سردارِ مدینہ کا تاج پہنانے لگے تھے' جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو اس کی سرداری خطرے میں پڑ گئی' بظاہر اس نے سرکار کا کلمہ پڑھ لیا' لیکن اندر سے یہ سرکار سے منافقت کرنے لگا' سرکار کے پیچھے نمازیں بھی پڑھتا' سرکار کے گلے بھی کرتا' جب حضرت عبداللہ بن رواحہ نے عبداللہ منافق کو فرمایا: اوہ عبداللہ! چپ کر تجھ سے تو میرے آقا کے گدھے کا پیشاب بھی زیادہ خوشبو دار ہے'

''فغضب لعبد الله رجل من قومه فشتما'' تو عبداللہ منافق کے قبیلے کا ایک بندہ غصہ میں آ گیا' اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی کو گالی دینا شروع کر دیں' جب منافقوں نے سرکار کے صحابہ کو گالیاں دیں تو سرکار کے صحابہ بھی غصہ میں آ گئے' صحابہ نے گالی تو نہیں دی بلکہ اس کا گریبان پکڑ کر اس کو مارنا شروع کر دیا' ادھر منافقوں نے بھی لڑائی کرنا شروع کر دی' پھر تو وہ محلّہ میدانِ جنگ بن گیا' ڈنڈوں اور جوتوں سے ایک دوسرے پر حملہ شروع کر دیا' سرکار یہ منظر دیکھ رہے تھے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابی حضرت عبداللہ کو ڈانٹا نہیں کہ تو نے یہ کیوں کہا ہے کہ گدھے کا پیشاب عبداللہ منافق سے زیادہ خوشبودار ہے' ناں بلکہ سرکار اپنے صحابی کے اس فقرے پر خوش تھے' کیونکہ سرکار لوگوں کو بتانا چاہتے تھے کہ لوگو! دیکھو میرے صحابہ کو میرے ساتھ کتنا پیار ہے' کتنی محبت ہے' کتنی عقیدت ہے کہ یہ میرے گدھے کی توہین بھی برداشت نہیں کر سکتے جو میری سواری کا گلہ نہیں سن سکتے' وہ میرا گلہ لوگوں سے سن کر کیسے برداشت کر سکیں گے۔

جس نوں رب رسول حرام کر دے کتا کدی حلال نئیں ہو سکدا
گورا رنگ بھانویں ابوجہل دا سی پر اوہ حبشی بلال نئیں ہو سکدا
منکر در رسول دا ہووے جیہڑا اوہنوں کدے جمال نہیں ہو سکدا
غازی منگتا جو نبی کریم دا اے اتھے اوتھے کنگال نہیں ہو سکدا

حضرات! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ' عبداللہ منافق سے کیوں لڑے؟ اس لیے لڑے' اس لیے بے عزتی کی کہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گدھے کے پیشاب کو بدبودار کہا تھا' یہی وجہ ہے ناں؟ بالکل یہی وجہ ہے' اگر عبداللہ منافق سرکار کی بارگاہ میں گستاخی کرتا تو بتائیے! حضرت عبداللہ کا ری ایکشن کیا ہوتا؟ حضرت عبداللہ کا ردِعمل کیا ہوتا؟ آپ کچھ بھی کہیں مگر میرا وجدان اور ایمان یہ کہتا ہے کہ حضرت عبداللہ کی تلوار ہوتی' اس منافق کا ناپاک سر ہوتا۔ میں حضرت عبداللہ بن رواحہ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہوں کہ اے میرے آقا کے جاں نثار صحابی! آئیے آج اس

دور میں دیکھئے! کتنے بڑے بڑے منافق پیدا ہو چکے ہیں جو سرکار کی سواری کی توہین نہیں کر رہے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عیب جوئی کر رہے ہیں' کہلاتے مسلمان ہیں صرف مسلمان نہیں' علامہ مفتی' مفکر' محدث' شیخ القرآن' شیخ التفسیر' شیخ الحدیث' پر کرتے سرکار کی بے ادبیاں ہیں' ایک شیخ الحدیث کا عقیدہ ہے کہ شیطان کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۱' مصنف مولوی خلیل احمد دیوبندی) اس کتاب کے صفحہ پر لکھا ہے کہ معاذ اللہ! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ اپنی عاقبت کی خبر ہے نہ دیوار کے پیچھے کی خبر ہے۔ ایک شیخ القرآن کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب پاگلوں' جانوروں اور حیوانوں کے برابر ہے۔ (حفظ الایمان ص ۸' مصنف حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی) کسی شیخ الحدیث کا عقیدہ ہے کہ نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال لانا یہ زنا کے خیال سے اور بیوی سے ہم بستری کے خیال سے اور بیل اور گدھے کے خیال سے بھی زیادہ بُرا ہے۔ (صراطِ مستقیم فارسی ص ۸۶' مصنف مولوی اسماعیل دہلوی غیر مقلد وہابی اہل حدیث) کسی مولوی کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مر کر مٹی میں مل گئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۴' مصنف مولوی اسماعیل غیر مقلد وہابی اہل حدیث) حضرات! خدا عزوجل کے لیے بتایئے! اگر حضرت عبداللہ بن رواحہ دیوبندیوں وہابیوں کی ان گستاخانہ عبارتوں کو پڑھ لیتے' آپ اِن سے کیا سلوک کرتے؟ ان پر کیا فتویٰ لگاتے؟ یہ آپ خود سوچیں اور دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ان گستاخ ملوانوں سے ہمیشہ محفوظ فرمائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سچا پکا غلام اور نوکر بنائے۔ آمین!

کامیابیاں دا کامرانیاں دا راز جنت وچہ اے ناں ہار وچہ اے
جے اوہ آوے خزاں دی بہار جاپے جے نہ آوے کیہ مزہ بہار وچہ اے
اوہ وی غلط کہندے جہڑے آکھدے نیں کامیابی صرف کرمار وچہ اے
ناصر دوہاں جہاناں دی کامیابی اصل وچہ سرکار دے پیار وچہ اے

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس گدھے یعفور پر کبھی کبھی سواری

بھی فرمایا کرتے تھے' حضرات! یہ اس زمانے کی بات ہے جس دور میں یہ جدید سواریاں نہیں ہوتی تھیں' یہ بسیں' کاریں' جہاز کا تصور بھی نہیں تھا' لوگ گدھوں' گھوڑوں' اونٹوں پر سواری کیا کرتے تھے' وہ گدھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑی محبت کرتا تھا' جہاں سرکار بیٹھے ہوتے' یہ صحابہ کرام سے تھوڑی دور ہٹ کر کھڑا ہو جاتا' جب تک سرکار کے صحابہ سرکار کی بارگاہ میں بیٹھے رہتے' یہ بھی کھڑا ہو کر سرکار کا دیدار کرتا رہتا اور دیدار کی لذت سے لطف اندوز ہوتا رہتا' جب سرکار مسجد نبوی میں بیٹھ کر صحابہ کرام کو وعظ و نصیحت فرماتے تو یہ مسجد نبوی کے گیٹ کے پاس کھڑے ہو کر سرکار کی زیارت کرتا رہتا' کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ سرکار اکیلے مسجد نبوی شریف میں جلوہ فرما ہوتے' سرکار کے سارے صحابہ اپنے اپنے کاموں میں چلے جاتے' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعض دفعہ کسی صحابی کو بلانے کی ضرورت پیش آتی' کوئی بلانے والا صحابی موجود نہ ہوتا تو میرے آقا گدھے کو آواز مارتے: او یعفور! یعفور فوراً دوڑتا دوڑتا سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا' سر جھکا کر عرض کرتا: جی میرے آقا! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے کہ یعفور جاؤ! میرے فلاں صحابی کو بلا لاؤ۔ سبحان اللہ! یعفور گدھا سرکار کا حکم سن کر مدینہ شریف کی گلیوں میں چل پڑتا۔ صدقے جاؤں آمنہ کے لال تیری حکومت پر! تیرا حکم جانور بھی نہیں ٹالتے' یہ بدبخت جو نبی کی مثل بننے کا دعویٰ کرتے ہیں' ان کی بات ان کی بیوی بھی نہیں مانتی' حضرات یہ تو گدھا ہے' آپ کتابیں پڑھیں آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ وہ نبی ہے جس کے اشارے پر درخت چل کے آتے' ڈوبا ہوا سورج واپس آ گیا' چاند دو ٹکڑے ہو کر قدموں میں آ گیا۔

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدہ کریں
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ ﷺ کی
تیری مرضی پا گیا سورج پھرا اُلٹے قدم
تیری انگلی اُٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

حضرات! وہ گدھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم سن کر سیدھا اس صحابی کے گھر جاتا

ہے جس کو بلانے کا حکم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دیتے تھے' جب اس صحابی کے گھر کے سامنے پہنچتا تو ''فیقرعہ براسہ'' اپنا سر اس صحابی کے دروازے پر مار کر دستک دیتا' صحابی دروازہ کھولتا تو صحابی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اس گدھے سے پوچھتا: میاں یعفور! کیا بات ہے؟ ''فاء ما الیہ'' تو وہ گدھا سر کے اشارے سے کہتا کہ جناب! آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دربار میں یاد فرما رہے ہیں' وہ صحابی فوراً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آستانے پر حاضری دیتا' جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال مبارک ہوا تو مدینہ شریف میں غم کا اندھیرا چھا گیا' صحابہ سرکار کی جدائی میں رونے تڑپنے لگے تو سرکار کا یہ گدھا بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدائی برداشت نہ کر سکا' یہ مدینہ شریف کی گلیوں میں دوڑنا شروع ہو گیا' دوڑتے دوڑتے کبھی کسی محلہ میں جاتا' کبھی کسی محلہ میں جاتا' سرکار کی تلاش میں سارا مدینہ چھان مارا مگر سرکار نظر نہ آئے تو یہ سرکار کی وفات کے غم میں حضرت ابوہیثم رضی اللہ عنہ کے باغ میں آیا' آپ کے باغ میں ایک کنواں تھا ''القی نفسہ فی بئر'' یعفور نے اس کنویں میں چھلانگ لگائی اور فوت ہو گیا۔

(مدارج النبوت ج ۳ ص ۶۱۱۔۶۱۲' تفہیم البخاری ج ۲ ص ۲۱۶' شفاء شریف ج ۱ ص ۲۸۷' مدارج النبوت ج ۱ ص ۳۴۶' سیرت حلبیہ' خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۵۵' حجۃ اللہ علی العالمین' نسبت باعث جنت ص ۱۸۶۔۱۸۸)

صدقے جاؤں اس گدھے کی سچی محبت پر جب والی کائنات نظر نہیں آیا تو پھر دنیا میں رہنا بھی پسند نہیں کیا۔

اُچا سچا سوچ دا معیار ہونا چاہیے دا
اللہ دے حبیب ﷺ نال پیار ہونا اہیے دا
سانوں یارِ غار نے ایہہ دسیا دوستو
سب کچھ سوہنے توں نثار ہونا چاہیے دا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد صدیق اکبر' فاروق اعظم کی خلافت کے بعد جب حضرت سیدنا عثمان غنی امیر المومنین بنے تو آپ کے دورِ خلافت میں ایک

مرتبہ شدید بارش شروع ہوگئی' ایک دن ہوئی' دو دن ہوئی' پورا ہفتہ ہوتی رہی' بارش رکتی نہیں' صحابہ کرام اور مدینہ والے بڑے پریشان ہو گئے' لوگوں نے نمازیں پڑھیں' دعائیں کیں لیکن بارش ہے کہ رکنے کا نام نہیں لیتی' چند صحابہ حضرت عثمان غنی کی خدمت میں حاضر ہوئے' عرض کی: امیر المؤمنین! آج ہفتہ ہو گیا ہے' بارش رک نہیں رہی' بڑی دعائیں کی ہیں' نقصانات بڑے ہو رہے ہیں' دعا فرماؤ کہ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے بارش رک جائے۔ حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ اس وقت حضرت عثمان کی بارگاہ میں بیٹھے تھے' یہ یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے' تورات' زبور' انجیل کے قاری تھے' انہوں نے سرکار کے وصال کے بعد حضرت عمر کے زمانہ میں کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کیا تھا' انہوں نے عرض کی: حضور! آپ میں سے کوئی بندہ جا کر دیکھے کہ کہیں سرکار کے روضہ کے کمرے کی چھت کو سوراخ تو نہیں ہو گیا' اگر ہو گیا ہے تو فوراً بند کر دو' انشاء اللہ بارش ابھی رُک جائے گا۔ صحابہ کرام نے فرمایا: کعب! بارش کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ کے کمرے کی چھت سے کیا تعلق ہے؟ حضرت کعب نے عرض کی: حضور! میں نے تورات' زبور' انجیل میں یہ پڑھا ہے کہ نبی آخر الزمان کا یہ بھی ایک کمال ہو گا کہ آپ کے وصال کے بعد آپ کے روضہ کو جب بھی آسمان دیکھے گا آپ کی قبر انور پر جب بھی آسمان کی نگاہ پڑے گی تو آسمان سرکار کے غم میں رونا شروع کر دے گا' سرکار کی وفات کو یاد کر کے آنسو بہانا شروع کر دے گا' لوگ سمجھیں گے کہ بارش ہو رہی ہے حقیقت میں وہ بارش نہیں ہو گی بلکہ آسمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدائی میں غم کے آنسو بہائے گا۔ حضرت کعب کی بات سن کر صحابہ کرام نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ پاک کے کمرے کی چھت دیکھی تو واقعی سوراخ ہو چکا تھا' جب صحابہ نے سوراخ بند کیا تو بارش اسی وقت رُک گئی۔ اللہ اکبر! (جامع المعجزات ص ۲۸۱)

حضرات پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر جنہوں نے دیکھا وہ بھی رو پڑے' جنہوں نے نہیں دیکھا تھا وہ بھی رو پڑے' جانور بھی رو پڑے' حیوان رو پڑے'

زمین رو پڑی' آسمان رو پڑا' آج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا سے پردہ فرمائے ہوئے چودہ صدیاں بیت چکی ہیں' آج تک دیوانے مستانے سرکار کے عشق میں رو رہے ہیں' قیامت تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام سرکار کے پیار میں روتے رہیں گے' عشق نبی میں آنسو بہاتے رہیں گے' حضرات! جو سرکار کے عشق میں رہتا ہے' آنسو بہاتا ہے' میٹھا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس غلام سے بڑی محبت فرماتا ہے' اُس بندے کو سرکار کا قرب نصیب ہو جاتا ہے۔

ذکر خیر حضور دا کری جاتوں ایہہ ایمان دے واسطے ڈُوز وی اے
آ جا گلی مدینے وچ پا لیے میری لکھاں دی ایہہ پرچُوز وی اے
رکھیا کر سرکار نوں یاد ہر دم تازہ رہندا محبت دا رُوز وی اے
ناصر ذکر حضور دا کر دیندا نبی پاک دے نال کلوز وی اے

حضرات! میں نے بڑی ہی محنت اور محبت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کو چند سو صفحات پر سمیٹنے کی کوشش کی ہے تاکہ غلامانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سرکار کی وفات مبارک کے تفصیلی واقعات پڑھ کر اپنے دلوں کو منور کر سکیں' دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فقیر کی اس محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرما کر میرے لیے بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین!

بحرمة سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين .

طالب دعا:

خادم العلماء والاولیاء

ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ نقشی غفرلہ

۴ شوال المکرم بروز ہفتہ سن ہجری ۱۴۳۲ھ

۳ ستمبر سن عیسوی ۲۰۱۱ء بعد نماز ظہر